بعون صانع بیچون و مکان و فضل خلاق زمین و زمان
دیوان امیر
معروف باسم تاریخی
مرآۃ الغیب
مطبع نامی منشی نولکشور واقع کانپور میں مزین طبع!

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قصیدہ در مدح جناب مستطاب معلی القاب انجم خدم نواب محمد کلب علیخان بہادر

دام ملکہم و اقبالہم مشتمل بر مناظرۂ دانش و وہم

تخت کاغذ پہ ہوا صدر نشین شاہ قلم
دائرے طبل کی صورت ہین الف شکل علم

ہین جو یہ عرصۂ کاغذ پہ حروف و حرکات
یہی لشکر ہے یہی فوج یہی خیل و خدم

ہر فصاحت جو مصاحب تو بلاغت ہے ندیم
وزرا مرتبۂ و دبدبۂ و جاہ و حشم

منتخب ہین جو مضامین تو معانی ہین لطیف
ہین وہی گنج و خزائن وہی دینار و درم

اہل دفتر نے ہری کی کھول کے بستونکو نشست
گردن منشی گردون ہوئی تسلیم کو خم

کبھی منصب کبھی تقسیم مین دین جاگیرین
شقے لکھے گئے ہونے لگے فرمان رقم

وقت دربار ہوا جمع ہوے مجرائی
عقل و فہم و خرد و ہوش و تدابیر و حکم

سامنے آنے لگے خیر طلب بہر سلام
ہر دلہ تھا جو ادب کا وہ پکارا پیہم

روبرو خسرو جمجاہ فلک فر کے نگاہ
تا ابد سلطنت پشت و پناہ عالم

ہوئی مجرے سے بخوبی جو فراغت حاصل
مسند حکم ہوئی مطلع انوار قدم

روبرو دستخطِ خاص کو لایا کاغذ
عرضیان گذرین خلائق کے برآئے مطلب
بعد اخبار کے پرچون کی جو نوبت آئی
کہ ملازم ہین جو سرکار کے دو دانش ور ہم
بحث اک بات کی وہ تو نہین پڑی ہی ایسی
حکم عالی یہ ہوا جلد کرو حاضر بزم
حاضرِ بزم ہوئے وہ تو ہوا یہ ایسا
عرض دانش نے یہ کی روز ابد تک قائم
بندۂ خاص نے دیکھے ہین ہزارون انسان
ایک حاکم ہے فلک جاہ خرد مند کوئی
نام ہی کلب علیخان بہادر جمجاہ
علم مین حلم مین جود و کرم و ہمت مین
جسمین جو بات ہو کیونکر اوسے کوئی شے کہے
میرے کہنے کو ذرا او ہم نے باور نہ کیا
کہ کمالات کا حصر ایک مین ہے ناممکن
کیسے کیسے نہین گذرے ہین جہانمین ناجی
سارے عالم مین ہی سحبان کی فصاحت مشہور
کسکو معلوم فلاطون کی نہین ہی حکمت
چار سو ہمت حاتم کا ہی آوازہ بلند
تو جو کہتا ہی کہ ان سب سے ہی بڑھکر کوئی
مین کہتا ہون مین دعوی مین ہون اپنے صادق

حکمت الدولہ جو تھا منشی یاقوت رقم
لب ہوے لعل فشان کھل گئے ابواب کرم
نئے مضمون کا اک پرچہ ہوا پیش اُسدم
در دولت پہ ہی ہنگامہ لڑے رہین باہم
کہ بہم گتھ گئے ہین صورت خطِ توام
دیکھین کیا کہتے ہین خود وہ تو نہین ہم ہونگے حکم
کیون لڑے کیا سبب جنگ ہی آگاہ ہون ہم
یہ حکومت یہ ایالت یہ شہامت یہ حشم
حکمرانان زمانہ روساے عالم
صاحب علم و ہنر معدن اخلاق و کرم
جسکے خدام ہین ہم مرتبۂ قیصر و جم
ہی وہ یکتاے زمانہ سر اقدس کی قسم
پیش انصاف گرین حق کا چھپاتا ہی ستم
بلکہ بارارہ انکار مین منکر نے قدم
کارخانہ ہی خدا کا نہین خالی عالم
خواجگان عربستان و صنادید عجم
سارے آفاق مین کسری کی عدالت ہی علم
حکم نادر سے عیان جلوہ نما عشرت جم
شش جہت پر ہی عیان سب سے جری تھا رستم
زعم باطل ہی فقط مانتے ہین کب اسے ہم
ہین یہ لائل جو ہون گوش شنوا گوش اصم

کچھ یہ سنتا نہین انکار پہ باندھے ہی کمر
ہوگیا حلم کہ ہان محکمۂ بحث ہو گرم
وہم بولا کہ مجھے عدل مین پہلے ہی کلام
فی البدیہہ وہ دانش نے دیا تب یہ جواب
ہمہ ممدوح کا وہ عدل جو تھا عدل رسول
کفر و اسلام کے آئین مین ہی ظاہر تفریق
چپ ہوا وہم کہا خیر یہ مانا مین سخے
ہنسکے دانش نے کہا یہ بھی نہین سمجھا تو
وہ بھی دیتا تھا خلائق کو جو دیتا تھا خدا
پیش ازین نسبت کہ دعوت مین کیا کرتا تھا ہیچ
میرے ممدوح کی کشور نہ خزاین کی ہے حد
اتنے سائل تھے قبیلے مین نبی طی کے کہان
روز پاتے ہین زر و گنج ہزارون سائل
کرتے ہین صاحب زر ہو کے غنی زر بخشی
بات معقول تھی کچھ وہم کو آیا نہ جواب
بعد کچھ دیر کے بولا کہ رہا اب یہ کلام
کس جوان مرد نے مانا نہین لوہا اسکا
سنکے ابیات کو دانش کو ہوا کچھ جو سکوت
شاہنامہ نہین کیا تیری نظر سے گذرا
سیستان مین تھا فقط ایک وہ گمنام سایل
میرے ممدوح کی جرأت تھی بھلا اوسمین کہان

گفتگوے طرفین آپ سنین ہو کے بہم
ایک اک بات کا ہو فیصلہ لا ہو کہ نعم
نام کسریٰ کا ہی انصاف و عدالت مین علم
چاہ بے آب بھی پاتا ہی کہین رتبۂ یم
عدل کسریٰ ہین ضلالت کے طریقے منضم
چشم بینا مین کبھی ایک نہین نور و ظلم
کون حاتم سے زیادہ ہی یم جود و کرم
بادشہ تھا نہ کسی ملک کا حاکم حاتم
اوسمین جتنے ہون میسر اوسے دینار و درم
گوسفند و بز و میش و شتر و اسپ و غنم
سب وہ حصہ ہی خلایق کا زہے جود و کرم
جمع اوسکی در دولت پہ ہے سارا عالم
ہر تہیدست ہی اب مالک دینار و درم
یہ وہ حاتم ہی کہ ہین اسکے گدا اتنک حاتم
نطق ہو بند تو منہ کھول سکے کیا ابکم
کہ شجاعت مین یہ افضل ہی کہ افضل رستم
قائل جرأت رستم ہے عرب تا بعجم
مین بھی موجود تھا بولا کہ خموشی ہے ستم
آپ کہتا ہے یہ فردوسی اعجاز رقم
شاہنامہ جو کہا مین نے بنایا رستم
رعب سے اوسکے صفین ہوتی ہین درہم برہم

اب جو ہین اسلحۂ جنگ یہ آگے تھے کہان
اسپہ پڑ جاے صفِ فوج عدو مین بھاگڑ
اسمین بھی بند ہوا وہم تو لی اور ہی راہ
کی یہ تقریر کہ اچھا نہ سہی ذکر نبرد
جام جمشید کی پوشیدہ نہین کیفیت
سنکے دانش نے کہا خوب کہان تجھکو تمیز
فرض کر وہم کہ مہیا ہون سب اسباب نشاط
آپ ہی مین جو نہوا وسکو ہو حاصل کیا خاک
اگلے لوگو نمین کہان تھی یہ تراش اور خراش
پیرہن رشک چمن بو قلمون رنگ برنگ
خوبصورت وہ حسین ماہ جبین پیش نظر
کبک وطاؤس کی رفتار تو چیتے کی کمر
رقص وہ جس سے سراسیمہ ہو طاؤس فلک
جام جم سے اگر آئینہ تھا احوالِ جہان
طرح مین وضع مین ترصیع مین ایجاد و نہین
نہ چلی وہم کی اسمین بھی تو بولا مجبور
حکم نادر کا فلاطون کی ہی حکمت باقی
کہا دانش نے کہ یہ بات بھی دشوار نہین
وجہ ترجیح کی نادر سے تو یہ حکم مین ہی
آنکھین کسکی نہین نادر نے نکالین بیجرم
کسکی گردن پہ نہ نادر کی چلی تیغ جفا
نہ یہ توپین نہ یہ گولے تھے نہ یہ سیل نہ بم
سرِ میدان جو ڈٹکا رہے صفتِ شیر اجم
رزم سے پھر کے دھرا بزم مین ناچار قدم
کہنے آراستہ کی بزمِ طرب صورتِ جم
جس سے تھا پیشِ نظر آینہ حالِ عالم
مست و مدہوش کو کیا ذائقۂ ناز و نعم
مطربِ ساقی و نقل و می و اصوات و نغم
لذتِ سامعہ و ذائقہ و قوتِ شم
یہ نفاست یہ نزاکت یہ لطافت یہ شمیم
زیور و نمین وہ چمک نور کا جن مین عالم
خم بخم زلف رسا آئینے زانو و شکم
آنکھین وہ شوخ کہ آہوے غزالانِ حرم
کان زہرہ بھی پکڑ لے وہ مزامیر و نغم
راز کونین سے آگاہ یہان دل ہر دم
متاخر ہین سراسر قدما سے اقدم
خیر قائل ہون پر اک ہی فارق انوار و ظلم
فرق انکا بھی سنون کون سوا کون ہی کم
لائق مدح ہی ممدوح وہ ہین قابلِ ذم
وہ ہمہ ظلم و ستم تھا یہ ہمہ عدل و کرم
سرمۂ روشنیٔ چشم سے ہو یان خاکِ قدم
گردنین سیکڑون احسان سے اسکے ہوئین خم

اور حکمت مین فلاطون کا ہی کیا ذکر کہ وہ
یہ وہ دریا کہ خم چرخ جہان ایک حباب
طرفہ حکمت کہ نبی سے بھی وہ قائل نہوا
کفر و ایمان مین بڑا فرق ہی لازم ہی تمیز
جب سنے ایسے براہین یہ ہوا وہم کا حال
چشم الطاف سے دانش نے بھی کی اوسپہ نظر
یہ تو تھے تیرے سوالات کے اے وہم جواب
علم مین حلم مین الطاف مین دانائی مین
ہر سحر مشغلہ فریادرسی دادرسی
جتنے جس شہر سے آتے ہین مسافر مہمان
اس جگہ چاہیے موزون ہون کئی مطلع جات

بیٹھکر خم مین ہوا راہی اقلیم عدم
پھیل کر قطرہ نہ دریا سے کبھی ہو اعظم
دل صفا سے ہے یہان مطلع انوار قدم
وہ اگر ہے دوزخ تو یہ ہے سرو ارم
خم کیا سر کو لیے دوڑ کے دانش کے قدم
بہر تفہیم کہا سن کہ تو ہے نیک شیم
وصف ممدوح جو ہین اور وہ اب کہتے ہین ہم
ایک ہی فرد ہے یکتا ہے وہ فخر عالم
میہمان سیکڑون ہر شام سر خوان کرم
کیمیا کرتی ہے اونکو نظر فیض شیم
گھر مین بیتون کے لگین آئینے قد آدم

مطلع

وقت رفتار ہی زر ریز عجب فیض قدم
در دولت کی وہ عظمت ہی کہ جس سے ہر دم
تنگدل وہ ہی عدد نام جو اوسکا ہو رقم
چشمہ فیض سے اوسکے جو شجر ہون سیراب
دلمین وہ سخت دلون کے بھی جگہ کرتا ہے
ہے تواضع کا نتیجہ کہ ہے سب پر غالب
عفو ایسا کہ خطاکار سے بھی ہی اغماض
زائر در جو رہ شوق مین ہوتے ہین روان
بیشی دولت والا نے یہ پامال کیا

نقش پا راہ مین بنجاتے ہین دینار و درم
لو لگائے ہوئے ہی لام ہو یا دال قسم
ساحت لوح یہ سمٹے کہ ہو میدان قلم
عوض برگ ہر اک شاخ سے پیدا ہون درم
سنگ پر جیسے پیمبر کے پڑے نقش قدم
کسر نفس اوسکو نہ کس طرح کرے فتح سے ضم
صاف پی جائے جو کھائے کوئی جھوٹی بھی قسم
حسرت آنکھونکو یہ ہوتی ہی ہوے ہم قدم
کہین ڈھونڈھے نہین ملتا ہی نشان سر گم

مرکز کاف کی شمشیر سے کٹتا سر سیم
درمیان مین جو نہو تا قدمِ راہ کرم

ق
وہ مسیحا ہو تو پھر خلق کا مرنا کیسا
کیا عجب دک کے بیٹھے جو قضا راہِ عدم

ہو رسے کہدے تو وہ بھول بھلیان بجاے
کہ بھٹکتا ہی پھرے اوسمین سرافیل کا دم

فیض سے اوسکے وہ کرتے ہین دو شالے تقسیم
کملیون کو بھی نہ ملتے تھے جنھین ہوے غنم

قہر رب کہتے ہین جسکو وہ عتاب اوسکا ہی
آنکھ دکھلاے جسے اوسکا ہو دم عین عدم

حرمرِ قہر چلے اوسکی تو ہستی کیسی
چار ارکان ہون نگونسار گرین ہفت خیم

سود خوردہ ہی عدو کیون نہ زمین پر لوٹے
عدمِ ہضم غذا ہے سببِ دردِ شکم

ق
عہد مین اوسکے یہ بدخواہ کو ملتی ہی سزا
کہ ستم ہی حق معشوق مین عاشق پہ ستم

اثر اوسکا ہوا بھی خود ہو گرفتار جنون
پڑھکے لیلی جو کرے سورۂ جن قیس پہ دم

بت پرستی کا مٹا عہد مین اوسکے یہ رواج
قابلِ حد ہوے اطفال بھی کھیلے جو صنم

بسکہ پابند شریعت ہے وہ مقبولِ خدا
اسقدر کی ہے شریعت کی بنا مستحکم

گر کسی راہ کے چلنے مین کسی رہرو کا
سرِ حدِ شرع سے باہر نہین پڑتا ہے قدم

ق
آپ عابد ہے وہ کرتا ہے نصیحت سبکو
غافلو راہ عبادت مین نہو سست قدم

تمسے ہوتی ہین شب و روز نمازین جو قضا
دیکھو ماتم مین اونھین کے ہی سیہ پوش حرم

ق
اٹھ گئے کفر کے آئین ہوئی رونقِ دین
بند دروازۂ بتخانہ ہے وا بابِ حرم

ہوتے آزر بھی تو پابند شریعت ہوتے
سجدہ گاہین وہ بناتے جو گڑھتے بھی صنم

تن پہ کیا اسلحۂ جنگ نے پایا ہے فروغ
خود ہے مشعلۂ طور زرہ رخت حرم

ہے سپر پشت مبارک پہ کہ حمزہؓ کی سپر
ذوالفقار اسد اللہ کہ شمشیرِ دو دم

ق
حملہ ور فوج عدو پہ وہ اگر ہو دمِ جنگ
باندھکر چست کمر کھینچ کے شمشیر دو دم

کھیت کشتو نکا نہ طیار بھی ہونے پائے
ہو چکی تیغ و قضا مین برضا بیع سلم

تھا سیہ رو جو عدو اوسکو کیا خون مین تر
کیا تماشا ہے کہ اسود کو بنایا ارقم

ق

نثر مین نظم مین سب طرح کی رنگینی ہے
ہے ورق ہاتھ مین گلزار تو طاؤس قلم

کیون نہ عالی سخن اوسکا ہو کہ ہو استعداد
بیت محکم ہے وہی جسکی بنا ہے محکم

یہ حکومت یہ ریاست یہ ایالت یہ شکوہ
واہ کیا نظم ہے جسکا ہے ثناخوان عالم

تاج کہتا ہو کہ ہون تاج سکندر کیا مال
تخت کہتا ہو نہین تخت سلیمان سے مین کم

تاجدارون پہ مین چھایا ہون یہ ہے دعوے چتر
سبز بختون سے ہون سرسبز یہ ہو قول علم

اسپ کا قصد کہ مین عرش کا پایا چھو لون
فیل کا عزم سر چرخ پہ رکھدون مین قدم

تیغ کہتی ہے کہ مجھسے دل مریخ ہو آب
نیزہ کہتا ہے کہ مجھسے سر بہرام ہے خم

مدح ممدوح بہت تجھسے ہو دشوار امیرؔ
آتشین ہو یہ رہ سخت تو چھ بین ہو قلم

روک لے روک لے رہوار طبیعت کی عنان
کر دعا حق سے کہ اے خالق انوار و ظلم

نور اقبال رہے اُسکی جبین سے ساطع
ظلمت بخت سیہ حصۂ اعدائے دژم

ایضاً قصیدۂ مدحیہ

تا کجا کوشش اے دست ہوس کر چھوٹ
پردۂ شرم رخ شاہد معنی سے اُلٹ

جیتنا ہو جو سواران سخن سے میدان
پھینکنا چاہیے رہوار قلم کو سرپٹ

یہی گو ہے یہی میدان یہی معنی یہی لفظ
اپنی اپنی ہو دم معرکہ پر ڈانٹ ڈپٹ

پی چکے گو کہ خم صاف سخن کو مے نوش
رہ گئی ساغر و مینا و سبو مین تلچھٹ

خم ہین میخانہ مین ایسے بھی کہ ٹوٹی نہین مہر
کھول منہ بھر کے صراحی کو لے پیجا غٹ غٹ

دو قصیدے جو سنے مصحفی و انشا کے
واقعی سکہ رائج ہین و لیکن سلیپٹ

سخت پتھر سے جو تھے قافیۂ نامانوس
کچھ بھی کام آ نہ گئی تیغ زبان اونکی اچٹ

ذائقہ سے تو فقط گرمی و بیباکی کا
پر فصاحت سے یہ کہتے ہین کہ چل دور ہو ہٹ

ہمت فکر نے باندھی جو کمر بہر جواب
اول اول تو طبیعت کو ہوئی گھبراہٹ

آخر آخر یہ ہوئی نظم کی قوت پیدا
تو سنو گوش توجہ سے ذرا نظم فصیح

کرلیا تازہ مضامین کا علاقہ کورٹ
وہ ہے صاف نہیں نام کو جسمین تلچھٹ

مطلع

شب وہ شنبہ جو لی خواب مین مین نے کروٹ
آئی اک حور لقا پاس اولٹ کر گھونگھٹ

کچھ عجب فتنہ کہ اوسکی جو نظر جاے پلٹ
ساتھ ہی چرخ پھرے لے یہ زمانہ کروٹ

شعلۂ رخسار جفاکار قیامت آفت
شوخ عیّار غضب قہر چھلاوا نٹکھٹ

رحم دکھلاے جو سمجھ دور سے پھر جانے نگاہ
شرم آجاے تو آنکھین کہین چل دور ہو ہٹ

گر پڑے جان پہ زیور کے چمک سے بجلی
کھینچ لے دلکو وہ پوشاک مین خوشبو کی لپٹ

وہ نگہ مین غضب آلود وہ مژگان کی صفین
لشکر صبر جنھین دیکھ کے کھائے گھونگھٹ

لے کے انجم کا جو لشکر اوتر آئے مریخ
کھینچکر تیغ ادا جیت لے میدان جھٹ پٹ

پختہ کار اوسکو جو دیکھین طمع خام کرین
ثمر پیش رس حسن مین وہ گدراہٹ

طرفہ چہرے کی لطافت وہ سنہری رنگت
دست افشار طلا سے بھی سوا نرماہٹ

آپ ہی چھیڑ کرے آپ ہی چھڑ سے ہٹے
توسن ناز کو پوئی سے وہ پھینکے سرپٹ

مستی حسن سے گردن مین کبھی ڈالدے ہاتھ
بے چھوے گاہ لجالو کی طرح جاے سمٹ

پتلیان آنکھونکی در پردہ اشارے سے کہین
ناچنے ہی کو جو نکلے تو کہان کا گھونگھٹ

مانگ لے مانگ دکھاکر کبھی عشاق کے دل
باندھے گاہ گلا کھول کے وہ زلف کی لٹ

پیچ گیسو پہ مرے اتنے مسلمان ہندو
مقبرے ہوگئے تعمیر بھرے سب مرگھٹ

فتنۂ حشر کو دیکھے تو کہے زلف سے آنکھ
لا چھپیٹے مین اسے دیر نہ کر دوڑ جھپٹ

طاق کاکل وہ پھینکتی ہین کہ سر کی کوئی چوٹ
روک لے مڑکے تو وہ جھک کے لگائے پالٹ

ہاتھ چھوجاے جو گیسو کو تو کھاے یون پیچ
جسطرح کاٹ کے کالا کوئی جاتا ہے پلٹ

دیکھکر ابروے پیوستہ یہ ہوتا تھا گمان
پہلوان وہ ہین کہ کشتی مین رہے ہین غش پٹ

جلوہ گر مردم چشم وصف مژگان سے یہ صاف
پھیر کر آنکھ کے آنکھین ہین نرگس کی پھٹی
چوری چوری چمن رخ مین جو آجاے نگاہ
وصف لکھے لب شیرین کا جو کوئی کاتب
برش کے گلبرگ سے بھی وہ کف رنگین نازک
آرزو مہر کو مشرق سے نکل کر ہر صبح
استخوان تن مین نہین ایک یہ ہوتا تھا گمان
کس طرح ہو نہ گلا کیف جی حسن سے مست
سینۂ آئینہ شفاف شکم چشمۂ حسن
شور خلخال سنائے جو روان ہو دو گام
غرض اس شکل کی معشوقہ کیا جسکا بیان
شوق دل نے یہ کہا مست ہے یہ سرو سہی
ہاتھ دامن پہ پڑا تھا کہ وہ پیچھے سرکی
چوٹ سی دل پہ لگی ہاتھ گیا جب خالی
ہنسکے ظاہر مین کہا واہ رہی ٹھنڈی گرمی
چپ رہی پہلے کہا تو یہ کہا دیر کے بعد
ہوش مین آؤ ذرا خیر ہے کیسا ہے مزاج
مین وہ ہون جسکی ہوس مین ہین ہزارون نامی
زہرہ بالاے فلک کشتۂ شمشیر نگاہ
مرغ دل سیکڑون شہباز نظر کے ہین شکار
ذوق وصلت مین ہوے گور کنارے کتنے

حور بیٹھی ہے در خلد پہ کھولے ہوئے پٹ
دہن تنگ نہ ٹے منھ کہ ہے غنچہ منھ پھٹ
زلف مشکین کی رسن باندھے مشکین جھٹ پٹ
صفحہ سے صفحہ عذوبت کے سبب جای چمٹ
غنچے لین انگلیونکی کیون نہ بلائین چٹ چٹ
کہین جوشن کیطرح جاؤن مین بازو سے لپٹ
گل مخمل کی طرح تن مین غضب نرماہٹ
پی ہے نشے مین صراحی کی صراحی غٹ غٹ
موج دریاے لطافت شکم صاف کی بٹ
مرُدے اٹھ بیٹھین نہ خاک یہ ہو گھبراہٹ
نظر آئی تو عجب جی کو ہوئی للچاہٹ
عشق پیچے کی طرح جائیے مستی مین لپٹ
سر قدم تک بھی نہ پہونچا کہ گئی دور وہ ہٹ
تازیانے سے نہین کم وہ پڑی تیغ جو بیٹ
آپ ہی لطف و کرم آپ ہی یہ جھنجھلاہٹ
تھی ملاقات کہان کی کہ یہ تیزی جھٹ پٹ
خفقان سے تو طبیعت مین نہین گھبراہٹ
سیکڑون مر گئے تھی جنکو مرے نام کی رٹ
حلق مریخ کو پھانسے ہے مری زلف کی لٹ
خال وہ زاغ سیہ ہے کہ کلیجے گئے چٹ
شوق دیدار مین کتنون کی گئی آنکھ الٹ

ہند سے روم تلک جتنے کہ ہین شہزادے
پانوٗن کتنون کے گھسے شل سبو سرپھوڑے
تا طبقہ خانۂ دولت ہے مرا نام صفت
ملہم غیب نے بھیجا تو مین آئی ترے پاس
وصف تو کرتا ہی جسکا مین اوسی کی ہون صفت
ایسا نور سے اوسکے مرے آنکھونمین ہی نور
صف مژگان سے عیان پنجۂ پرزور کی شکل
اوسکی جور استی طبع وہی قد میرا
مصحف رخ کو جو دیکھو تو نمایان وہی شان
کون وہ کلب علیخان بہادر جمجاہ
حاکم خلق نے تحصیل کی خوشبو کی لپیٹ
کیا شگفتہ ہے بہار چمن نزہت طبع
بزم مین زمزمۂ حسن ہے یا نغمۂ عشق
شمع و پروانہ سے ہرشب وہ ثنا کرتا ہی
طرفہ محفل کہ پے رقص یہان آتا ہی
واہ کیا قصر حکومت ہے رفیع اور وسیع
فیض مقدم سے تو انگر فقرا ہوتے ہین
شیخ سید مغل افغان ہین فراہم ہر صبح
جزر و مد اپنا دکھائے جو کبھی قلزم لطف
دم بخشش اوسے درکار ہین گہیرون موتی
کسقدر نام ہی شیرین جو زبان پر آجاے

صبح تا شام ہے اونکا مرے در پر جمگھٹ
بادۂ وصل کی پائی نہ کسی نے تلچھٹ
مین یکین ہون تو مکان جاے زر و سیم سے پٹ
ہو گران تجکو جو آنا ابھی جاؤن مین پلٹ
دیکھ اعضا کو ذرا پردۂ غفلت کو اولٹ
خلق اوسکا مری گیسو مین ہی خوشبو کی لپیٹ
عزم اوسکا مری شاہین نگہ کی ہے جھپٹ
دامن فیض کا لٹکاؤ مری زلف کی لٹ
کعبۂ دل کو جو دیکھو تو اوسی کی چوکھٹ
دیتے ہین جسکو ملک عالم بالا کی رپٹ
مطلع کر لیا سارے گلستان کا علاقہ کو رٹ
سامنے جسکے گل و لالہ ہین کوڑا کرکٹ
اونھین لوگون کا رہا کرتا ہی اکثر جمگھٹ
لن ترانی کا ترانہ ارنی کی ترو ٹ
سر پہ طاؤس چمن رکھ کے کنہیا کا مکٹ
جسکے دروازے کے ہین جرأت و ہمت دو پٹ
بخت خفتہ کو جگاتی ہے قدم کی آہٹ
کعبہ ان چار مصلون سے ہی اوسکی چوکھٹ
ترشح کے کوثر چہ زمزم ہو اگر جاے سمٹ
کھو نیسان ہی کہ بحرین کا لکہ لے پرمٹ
منھ مین بیٹھا کے باقی نہ رہے کڑواہٹ

رزم مین لیتا ہے بندوق کا توتا یہی نام — بزم مین طوطی مینا کو اسی کی ہے رٹ
اسی معجون سے طبیعت نے بشاشت پائی — دل کی اس حرز یمانی سے گئی گھبراہٹ
عدل وہ ہی کہ زمانے مین نہین بوی فساد — ہو تہتک جو بھلکیتون مین کبھی ہو کھٹ پٹ
اور دولت ہی عجب فیض کی چیز کہ جہان — کبھی پڑتا نہین پانسا کسی تقدیر کا پٹ
آگے نسبت کے ہی یہ دولت دنیا کیا مال — لعل و گوہر کو سمجھتا ہے وہ کوڑا کرکٹ
وہی عجب پنجہ و بازو مین خدا نے طاقت — امتحان چاہے اگر کوئی تو دیکو وہ اولٹ
کھو رستم سے کر کیا جان کے منہ چڑھتا ہی — یہ ڈھٹائی یہ دلیری یہ کلیجا جیوٹ
نگہ قہر کرے سنگدلون کو چو رنگ — یہ وہ شمشیر نہین جاے جو تھم یہ اُچٹ
کب عدو کو ہی چہ پستی قسمت سے نجات — آنکھین ڈولاب ہین سر اوسکا ہی چکر سے رہٹ
برق جا کر جو جلاتی ہے عدو کے خرمن — بولتا ہی وہین اوس تیغ سے رعد آ کی رپٹ
زشت کیا دشمن کافر ہی کہ ہے اوسکی جگہ — زیست مین خانۂ زندان پس مردن مرگھٹ
اس جگہ سی مین کرون تجھ کے مخاطب تعریف — چاہیے شاہد معنی کی بدل دون کروٹ
غائبانہ ہے اگر نصف خطابی بھی ہو نصف — ایک روانے کی خاطر ہین مناسب دو پٹ
مطلع: ہین ترے باب حکومت کے دو عالم دو پٹ — ملکے یہ چار گڑہی ایک بنی سے چوکھٹ
تب بنی اس سے ترے خاک قدم کی اکسیر — چرخ نے ماہ کو شق کر کے کیا جب سمپٹ
کیا ترے قہر کا وادی ہے تماشے کی جگہ — پیچ کھاتے ہین بگولے کہ کلا کرتے ہین نٹ
ہر کماری ہی ہوا وار کی صورت مین پری — تخت جم لے کے یہ پریونکا چلا ہے جمگھٹ
زیر فرمان ہے ہر دم جو کہے تو وہ کرے — زال دنیا کو مناسب نہین اب ترپاہٹ
حق تو یہ ہی کہ ترے قبضۂ قدرت کے سوا — مال جو غیر کے قبضے مین ہے وہ ہی تلپٹ
جسکا تو دوست تھا اوسنے خزانہ پایا — خط لکھا جسکو اوسی شخص کی ہنڈی گئی پٹ
حکم تنگی دہن تنگ سے جائے جو نکل — سارا آفاق ہو ذرہ یہ زمین جائے سمٹ

وسعت طبع جو وسعت کا سنائے فرمان
عاجزون کو جو ملی عدل سے تیرے قوت
سکۂ شمس و قمر مین جو کہین نقش نہین
تار ہے اوسپہ تری رائے منور کا چراغ
سب ہیون سے ریاست ہی تری بالاتر
حسن وہ جاے اگر تخاف مین کھنچکر تصویر
چین آتا نہین جبتک کہ عروس دولت
کیون نہ مشتاق زمانہ ہو کہ ہی حسن شباب
تجکو ساقی سے مئے صاف ملی روز ازل
تھام رکھین نہ اگر تیری عانت کی ستون
ہین پھنکیتی مین چٹیلے یہ ترے ارض و سما
خلق سے کیون نہ معطر ہو زمانے کا دماغ
علم وہ جسکو دقایق ہین کتب کے آسان
ہے یہان تذکرۂ معنی و تفسیر و حدیث
تجسے ہمسر ترا دشمن ہو خدا کی قدرت
فیل گردون کرے دونونکو مسل کر پامال
کیا تری تیغ کی تعریف مین ہو تیز زبان
آبداری مین وہ جوہر نظر آتے ہین یون
پر یہ مضمون نہین خوب یہ تشبیہ ہی ٹھیک
کھنچ گئی معرکۂ جنگ مین جب میان سے وہ
ایک دم مین صف اعدا کو کیا ڈھکڑے
ہو ہر اک قطرے مین دریا سے سوا پھیلاوٹ
شیر کو تو رہے لگائے شکم گاؤ کی بٹ
کردیا کیا تری چٹکی نے مسل کر سلپٹ
بنکے چوب شجر طور سے آئی ٹویوٹ
معتبر جیسے ہے اخبار مین اخبار گزٹ
جتنی بے یان ہین وہ لین تیری بلائین جٹ پٹ
دیکھ لیتی نہین یہ چہرہ اوٹھا کر گھونگھٹ
کیا مزہ دیتا ہی میوے مین جو ہو گدراہٹ
آ گئے خسرو جمشید تو پائی تلچھٹ
ہو اگر حسن فلک گر کے زمین پر چوپٹ
سر کی چوٹ انسے نہ رکتی ہی نہ اونسی پلٹ
مشک نافے سے سوا آمین ہی خوشبو کی لپٹ
کوئی مشکل نہین ایسی کہ وہ جاتی نہین کٹ
اہل منطق سے کھولاے کہان کا جھنجھٹ
زاغ بلبل سے مقابل ہو جہاسی گھوسٹ
سیار سینگی اوسے دی لاکے جو گیدڑ یا کھٹ
خوف ہنگام سخن ہی کہ کہین جا ہی نہ کٹ
جسطرح بیٹھ رہی جام مین مے کے تلچھٹ
برج آبی مین ستارون نے کیا ہی جمگھٹ
روحین بہا سونکی ہوئین جمع جھکر جمگھٹ
سیکڑون بار چلی پر نہ پڑی یہ کبھی پٹ

حسن تن کے لیے ہو جال قیامت اسکی
ایک ٹھوکر مین ہے یہ قلعۂ در جہ پٹ

پاٹ کر لاشون سے میدان کو لیتی ہو جو دم
ملک الموت سے کہتی ہو کہ بول آکے رپٹ

جسکو تاکے وہ کبھی جان نہ چھوڑے اوسکی
ہو سپر چشمۂ حیوان تو کیے دور ہو ہٹ

وصف رہوار سبکرو کا کرے کیا کوئی
چال دُلدل کی تو ہو رخش کیصورت جیوٹ

شب مہتاب ہے کم منھ پہ نہین اندھیاری
بلکہ زیبا ہے اگر کہیے دولھن کا گھونگھٹ

دامن شاہد کنعان ہو ہر اک دامن زین
سر پہ کلگی کہ کنہیا کا ہے یہ مور مکٹ

شرق سے غرب مین پھر غرب سے آئے سوے شرق
دم مین سو بار جو راکب سے پھینکے سرپٹ

وقت رفتار کبھی رہرو خفتہ کی طرح
ہو نہ راکب کو خبر راہ سفر جائے کٹ

ورق گنجفہ سان ساتھ پھرین لیل و نہار
گشت کے وقت کرے یہ جو الٹ اور پلٹ

ایک ہی تاپ مین ہو جائین دو عالم برہم
ملکے چودہ طبق ارض و سما ہون غٹ پٹ

فیل خرطوم مین لیکر جو زمین کو پھینکے
آندھی آجاے سیہ جاے فلک گرد مین اٹ

دم رفتار اوسے خضر بھی دیکھین تو کہین
دست مرمر سے کیا پردۂ ظلمات سمٹ

زور سازور ہی کچھ پانوٗن مین اسکے جو پڑے
عرش آئے ابھی زنجیر کے ہمراہ گھسٹ

کمر کوہ سے کیونکر ہو تحمل اسکا
پائوٗن رکھدے یہ اگر گاوزمین لے کروٹ

ہے کشادہ دہن اسکا کہ در باغ ارم
دونون دندان ہین کہ موتی کی ہین گویا دو پٹ

اس صباحت پہ کہ ہے صورت اندیشہ جسم
چشم سوزن سے نکلجاے اگر جاے سمٹ

لیلۃ القدر رکھ اب نام قصیدے کا امیر
کہہ یہ خامہ سے کہ مصرف دعا ہو جھٹ پٹ

ملک و دولت کی ترقی ہو الٰہی ہر روز
سجدہ گہ سارے زمانے کی رہے یہ چوکھٹ

حل ہون ممدوح کے ہاتھون سے مہمات جہان
ور دولت پہ رہے اہل غرض کا جمگھٹ

نفس چند جو باقی ہون مری زیست کے بھی
انھین قدمون کے تلے جائین بڑے لطف سے کٹ

قصیدۂ دیگر

فصل گل آئی ہوا گلزار جنت بوستان
بڑھکے رضوان سے ہر اک ہی زون دماغ باغبان

ہر طرف گلہای زنگارنگ گلشن مین کھلے
جیسے صبح عید یکجا ہون حسینان جہان

خم نہین شاخین درختون کی ہوا ہی خاک پر
کر رہے ہین سجدۂ شکر خدائے انس و جان

قم باذن اللہ کہتی آئی گلشن مین بہار
جی اوٹھی جو ہو گئے تھے مردہ دل وقت خزان

جھوم کر آیا ہے ابر کوہساری باغ مین
رقص مین ہین ہر روش طاؤس ہو کر شادمان

لالہ کہتا ہی کہان موسی ہین آکر دیکھ لین
صاف جلوہ ہی چراغ طور کا مجسے عیان

جھومنا مستون کی صورت ہی درختون کا بجا
نکہت گل مین بھی ہی کیف شراب ارغوان

لالۂ احمر نے یاقوتی کی ڈبیا کی درست
نرگس شہلا نے رکھی ہیفروشی کی دکان

وار سیت تاک مین خوشے نظر آنے لگے
جس طرح جھرمٹ ستارون کا فراز آسمان

سیم غنچہ کیون نہ بیحد ہو زر گل بیشمار
رکھتی ہے اکسیر کی بوئی بہار بوستان

ہر روش پر بیٹھی ہے بزاز بنکر خرمی
جس طرف دیکھو کھلی ہی سبز مخمل کی دکان

فیض شبنم نے دیے اشجار کو آبی لباس
بر مین ہر سرو دم گیا کے جامۂ آب روان

نوعروسان چمن کو ہی جواہر کا جو شوق
بیچنے فیروزہ آیا ہے چمن مین آسمان

یون ہی جنبش مین ہوا سی ہر نہال سایہ دار
ہو خرامان جس طرح کوئی حسین دامن کشان

ہی مبارک فال کوئی ہو نیوالی ہی خوشی
ہر چراغ لالہ جوش رنگ سے ہی گلفشان

جان پھولونمین پڑی زندہ ہوئی خاک چمن
ہی دم جان بخش عیسی یا نسیم بوستان

قمریون کا قول ہی ہم ہین طیور باغ خلد
سرو کہتا ہی کہ مین ہون طوبی باغ جنان

صحن گلشن مین نزاکت نے جمایا ہی یہ رنگ
مرغ بو کا آشیان ہی شاخ گلبن پر کہان

ہم بلندی و درازی اسقدر ہر شاخ مین
ہے محیط مشرق و مغرب برنگ کہکشان

پاے گر سورج کبھی کے سایہ مین تھوڑی جگہ
بھول جاے مہر جنبش مثل قطب آسمان

چودھوین کا چاند ہو جو چاندنی کا پھول ہو
چادر مہتاب ہو فرش فضاے بوستان

سیر کو جو آئے اوسکا ناف آہو ہو مشام
گیسوے مشکین سنبل بسکہ ہو عنبر فشان

دیدۂ بیدار نرگس کا تو کیا مذکور ہے
خواب مین کرتا ہو سبزہ سیر گلزار جنان

ہے تبسم غنچۂ گل کا کہ تیغ آبدار
نوک کی لیتے ہین کانٹے یا چبھوتے ہین سنان

جس طرف دیکھو زر گل باغ مین انبار ہو
شکل فوارہ اوگلتی ہے زمین گنج نہان

غنچہ و سوسن سے کیا ہو شکر احسان بہار
وہ زبان بستہ ہین یہ دہان بیزبان

اسقدر ہے جوش طراوت ہو عجب کیا ہو اگر
یاسمین پیدا کرین گڑ کر زمین مین استخوان

قطرۂ خون کے عوض نکلین گل و یاقوت و لعل
نشتر فصاد اگر کھولے رگ سنگ گران

ہو عجب فیض ہوا پیکان کے غنچے کھل گئے
تر ہو چوب خشک ناوک بارور شاخ کمان

مصر کا بازار کیسے باغ کے بازار کو
گل ہو یوسف گرد اسکے بلبلون کا کاروان

مومن و کافر سے کہدو آئین سب گلزار مین
عمر کرتے ہین عبث دیر و حرم مین رایگان

جسکی کرتی ہین پرستش جسکی کرتے ہین طلب
اون مکانون مین ہو پوشیدہ یہان ہر سو عیان

آئینہ خانہ ہو گلشن آئینہ ہو برگ برگ
جلوہ گر ہو ہر طرف رنگ بہار بیخزان

گرچہ صحن باغ مین ہر سال آتی ہو بہار
اور آتا ہے نظر رنگ زمین و آسمان

ہو سبب اسکا کہ ان موزون ہوا مسند نشین
سرو گلزار ریاست صاحب بخت و جوان

منبع جود و سخاوت معدن لطف و کرم
ماہ اوج چرخ قدرت مہر اوج کن فکان

انتخاب صنع حق عالی نسب و الاحسب
روح جسم انس و جان فخر زمین و آسمان

نام نامی وہ کہ ہو سکے نگین ویسے نقش
نامور کلب علیخان بہادر نوجوان

اوسکے وصف پاک کا دل نے ارادہ جب کیا
بے تکلف آ گیا مطلع یہ بالاے زبان

مطلع ثانی

شش جہت مین ہے جو یہ خورشید یکتای جہان — گرد پھر پھر کر فدا ہوتے ہین ساتون آسمان
حبذا وہ چشم ہو جسکو قدمبوسی نصیب — حبذا وہ سر جو ہو صرف سجود آستان
اہی خوشا وہ سرزمین جائین جدھر اوسکے قدم — اہی خوشا کشور پھرے جسکی طرف اوسکی عنان
مرحبا اوسکو جو صبح و شام ہے اوسکا مطیع — آفرین اوسکو جو روز و شب ہو اوسکا مدح خوان
ہو وہی دل جسمین ہو اوسکی محبت کا مقام — ہو وہی سینہ ہو جسمین اوسکی الفت کا مکان
رستمی مین رشک رستم زور مین افراسیاب — ہمت عالی مین حاتم عدل مین نوشیروان
طفل مکتب ہو ارسطو وہ جہان دے درس علم — روبرو اوسکے فلاطون عامی کج مج زبان
شان دارائی کرے نظارہ دارا سے کہو — شوکت و اقبال کو دیکھے سکندر ہے کہان
فی الحقیقۃ ختم ہے اوسپر رعایا پروری — واقعی ایسا شریفون کا کہان ہے قدردان
دستگیری کی ضعیفون کی توہی بازو ہوے — حق یہ ہے محنت نہین جاتی کسی کی رایگان
شہرۂ بخشش سے خلقت ہو در دولت پہ جمع — جیسے مسجد مین مصلی آتے ہین سنکر اذان
آئے اوسکے سامنے مقصود کو پہونچے وہ پیر — ڈھونڈھتے تھے موسم طفلی سے جو بخت جوان
قلب روشن ہے وہ آئینہ کہ جسمین مثل عکس — صاف آتے ہین نظر اشکال اسرار نہان
شہر گلشن بتکدہ میخانہ مسجد خانقاہ — سب ہین خالی در پہ اوسکے جمع ہے سارا جہان
دامن لطف و کرم جبتک نہ تھا اوسکا دراز — تھا سفینہ آرزوے خلق کا بے بادبان
خاک کو اوسکی نگاہ مہر کر دیتی ہے زر — جیسے نخل تازہ اعجاز نبی سے استخوان
عہد نصفت مہد مین سرکش نظر آتے نہین — خوف کے مارے ہے آتش سنگ و آہن مین نہان
جسطرف چاہے اوسے پھیرے اوسے ہے اختیار — ابلق ایام کی ہے دست قدرت مین عنان
زور بازوے توانا سے کیا دہ ہو گئی — پہلوانون سے نہ کھنچ سکتی تھی جو مطلق کمان
ہمت عالی سے ہین دلہاے عالم مطمئن — ہے عصاے پیر حرز طفل شمشیر جوان
ہوکر خطا کیا خط پیشانی کو پڑھ لین کم سواد — بہر کحل چشم لیجائین جو خاک آستان

کیا ہی شمع رای روشن کی تجلّی مین کلام
جب زمانہ بھی نہ شمع طور کا ہو ہمزبان

بزم عالی روضۂ جنّت سے ہرگز کم نہین
ہے نصیب خلق گلگشت بہار بیخزان

ہو جسے جس چیز کی خواہش ملے اس بزم مین
ڈھونڈھے گر عاشق تو یان معشوق کا پائے نشان

حکم ہی عالی و ماتمی کا شبستان مین یہی
نکہت گل بنکے نکلے شمع محفل کا دھوان

ہے رواج شرع ایسا عہد نصفت عہد مین
پوست کھینچا جاے مے کھینچے اگر پیر مغان

دست و پا گم کردہ ہیبت سی فقط مضطرب نہین
خشک یہ تا بے ہین تن مین پوست ہی یا استخوان

تیکدے تھے جس جگہ او سجا بنی ہین مسجد ین
جس جگہ ناقوس بجتے تھے وہین ہی اب اذان

قلزم ہستی سے ایسی رسم ایذا اوٹھ گئی
خار ہین جزو تن ماہی بجاے استخوان

حرف گر اوسکے تصدق مین نہو ہنگام صبح
پھر گل خورشید مین ہی کون شاخ زعفران

دیدۂ انصاف سے دیکھو تو باغ دہر مین
ہی بہار اوسکی عنایت قہر ہی اوسکا خزان

اور اک مطلع سناؤن جسکا مضمون ہی صحیح
کوئی سمجھے یا نہ سمجھے ہی یقین کیسا گمان

مطلع ثالث

تیری مرضی کے موافق کیون نہو ورجہان
تابع حکم معلّے ہین زمین و آسمان

آستان تیرا ہی اسمِ عالی مکان وہ شان
بہر سجدہ جس جگہ جھکتا ہو فرق فرقدان

کاتب قدرت نے تب تیرا خط ہستی لکھا
دے لیے انجم کے نقطے جب براے امتحان

کلک قدرت نے کوئی کھینچی نہین ایسی شبیہ
گو کہ تصویرین ہزارون ہین مرقع ہی جہان

آنکھین نرگس سرو قد رخسار گل غنچہ دہن
یہ وہ گلشن ہی کہ خود جسکا خدا ہے باغبان

دیدۂ حق بین ملے ہین تجکو گوش حق شنو
دل ہی دریا ظرف عالی طبع صافی نکتہ دان

وصف رخ روشن بیانون سے بھی ہو سکتا نہین
شمع کی صورت فقط کہنے کو رکھتے ہین زبان

دونون رخسارونکی لکھین ہم جو کاغذ پر صفت
ایک صفحہ ہو گلستان دوسرا ہو بوستان

ابرو و مژگان کے آگے سرکشی کسکی چلے
جھک گئی ہے تیغ پر خم تیر ہی شکل کمان

دونون آنکھین دیکھ لین جسنے سعادت کی حصول
چاہتا ہی غنچہ توصیفِ دہن پر کیا کرے
کیا قد و رخسار سے تیرے مقابل ہوسکین
ساعدِ سیمین کو کوئی شمع سے دے کیا مثال
مہرومہ کو ہے قدمبوسی کا ایسا اشتیاق
حسن مین تجھسے سوا وہ ماہ کنعان کو کہین
تیرے آگے کرسکے کوئی حسین کیونکر کلام
کیا ہوا اگر تو زمین پر ہے فلک پر آفتاب
کسقدر دریا تری دریادلی کا ہے وسیع
کون عالم مین جمالِ پاک پر عاشق نہین
حکم محکم وہ کہ جس سے ملک ہی رونق پذیر
رزق تونے اسقدر سب اہل عالم کو دیا
تھی جو بہر رزق خونریزی کسی جا وہ نہین
ہوگئے سنعم جلاتے ہین جو اب مجمر مین عود
کوئی عالی منزلت تجھسا زمانے مین نہین
ہے عجب تیری سمائی کی مسجد جا نفزا
خلق پر تو مہربان ہی خلق تیری خیرخواہ
جو ترا دشمن ہے کرتا ہے عداوت بخرد
کچھ نہین تعزیر کی حاجت کرشانے کی طرح
شامتِ اعمال سے جلتا ہے نارِ قہر مین
دن ہی تجسا و لاور مردِ میدانِ روزِ جنگ

مشتری و زہرہ کا گویا نظر آیا قران
نطق ہوسکتا نہین جب پھول جاتی ہی زبان
گل گریزان مثل بو ہر سرو ہے سرو روان
یہ سراپا مغز ہے اور وہ سراپا استخوان
سر جھکاتے ہین زمین پر پانوٴن پڑتا ہی جہان
کھول کر بیٹھے ہین جو ایمان فروشی کی دکان
خال لب اوسکا ہی خجلت کے سبب مہر دہان
وہ سبک پلہ ہی تیری حسن صورت کا گران
مثل نیلوفر نظر آتا ہے جس مین آسمان
مال و زر سنعم فدا کرتے ہین مفلس نقد جان
باغ کو آراستہ کرتا ہے جیسے باغبان
اوٹھ گئین ساری تراعین تھین جو باہم سہزان
آسیا کرتی نہین اب دہر مین کار فسان
تھا غنیمت جن غریبونکو زمستان مین دہوان
چرخِ ہفتم ہے ترا ایوان زحل ہی پاسبان
صبح اوٹھکر مرغ بسم اللہ دیتا ہی اذان
تجھ مین خلق اللہ مین گویا خدا ہی درمیان
مثل شیطان ہی وہ مردودِ خدا ای انس و جان
پیس ڈالیگی اوسے خود آسیائے آسمان
تیرہ بختی اوسکی ہی اوسکو جہنم کا دہوان
رعب ہر رستم مانگتی ہی آجتک جس سے امان

تیغ تیرے ہاتھ مین وہ برق آتشبار ہے — جسکا لوہا مانتے ہین سب شجاعان جہان
چشم عزرائیل سے جوہر نہین کچھ اسمین کم — ہر طمانچہ موت کا بیشک یہ تیغ خونچکان
دشمنون کے سر گراتی ہے تری شمشیر یون — نخل سے جھڑتے ہین پتے جیسے ہنگام خزان
رعشہ ہر رگ کے تن مین رخ خورشید زرد — رنگ وحشت سے بدلتا ہے وہ ترک آسمان
حشر برپا جنگ مین جسدم کرے آواز تیغ — صور اسرافیل ور آکر ملائے ہان مین ہان
کسطرح دم مین سر گردون کا جھگڑا چک سکے — جب قدم اس تیغ کا مثل حکم ہو درمیان
تیر چھوٹا شست سے جب موت کا آیا پیام — ہے در ملک عدم گویا کہ کھنچنے مین کمان
جان دشمن خاک تیغے کی سنان سے بچ سکے — ہے دم ہر جا زبان اژدر آتش فشان
تیزی اسپ ہیکر و آئے کیونکر عقل مین — تنگ ہے ہنگام جولان عرصۂ کون و مکان
ہاتھ راکب کا جو ہل جائے یہ ہو ہر قدم — تازیانے سے نہین کم اسکو تحریک عنان
تا ہدف پہونچے کمان سے چھوٹکر جبتک کہ تیر — وہ کرے یہ ربع مسکون شش جہت ہفت آسمان
تا کجا طول سخن اب ہے مناسب اختصار — کس سے ہو سکتا ہے اوصاف معلی کا بیان
جبتلک روشن رہین افلاک پر خورشید و ماہ — جبتلک گردش کرے روی زمین و آسمان
جبتلک ہو سنگ سے پیدائش یاقوت و لعل — جبتلک شاخون سے غنچے گل ہون غنچون سے عیان

مثل گل احباب تیرے اس چمن مین سرخرو
روے دشمن زرد یارب صورت باد خزان

قصیدۂ مدحیہ مشتمل بر مناظرۂ شانہ و آئینہ

مژدہ اے اہل تماشا کہ ہے ہنگام نظر — بزم عشرت مین ہوے جمع حسین رشک قمر
صرف آرائش زینت ہین حسینان جہان — بدلے جاتے ہین لباس اور مرصع زیور
بدھیان پھولونکی ہین زیب فزای بر دوش — دست و پا مین ہے حنا سرمہ سے منظور نظر
کرتیان ہین شکم صاف پہ اونچی اونچی — بند انگیا کے نکسے زلف رسا تا بہ کمر

اسقدر ہست مری حسن کہ سر سے ہر دوش
شانہ ہوتا ہے طلب آئینہ آتا ہے حضور
شانہ دآئینہ ہین بسکہ مصاحب دونون
آئینہ شانے سے کہتا ہے کہ سر چڑھ نہ بہت
دیکھ مجکو کہ جگہ گو کہ ہے زانو پہ مری
مرتبہ جو ہے مرا تجکو وہ حاصل ہے کہان
کونسی بزم مین ہوتی نہین حاجت میری
آبداری کا مرے سامنے دعوی جو کرے
یمن سے ہے اہل جہان کو مرا نظارۂ رخ
صافی قلب سے پایا ہے یہ رتبہ مین نے
آب نان مجکو نہین ہر کسی جہان سے عزیز
نہین بہ کھتا ہون لگی حال بہ ونیک مین کچھ
مجھ سے بھی عقدۂ نیرنگ جہان کھلتا ہی
بزم عالم مین فقط وجہ سے میرے ابتک
مجلس خاص نجم مین تھی رسائی میری
وہ صفائی مجھے حاصل ہی کہ ہر دل ہون عزیز
ہاتھ سے دامن دولت نہ کبھی دم چھوٹا
اہل تنجیم کی آنکھون مین بھی ہی قدر مری
بولتا ہے مری تائید سے طوطی اسکا
خاکساری ہی ان اوصاف پہ مجھ مین ایسی
ایک تو ہی کہ نہین تجھ مین ذرا نام کو نور

آرہا ڈھل کے دوپٹہ نہین آتی بھی خبر
بنتے ہین گیسو و رخ کرتے ہین جوبن پہ نظر
ایک سے ایک نے باندھی ہی رقابت پہ کمر
منھ کی کھائے نہ کہین چاک نہ تیرا ہو جگر
حسرت حسن سے مہرے کیطرح ہون ششدر
صاف طینت ہون صفائی کا ہی مجھ مین جوہر
خانہ بردوش ہون پہ دلمین امیر و غنی ہی گھر
روبرو صاحب انصاف کے جھوٹا ہو گہر
دیکھتے ہین مجھے جب دیکھتے ہین ماہ صفر
چاندی سونے کا دیا ہے مجھے اللہ نے گھر
دشمن و دوست کے منھ پہ ہی کشادہ مرا در
صاف کہدیتا ہون آتا ہی جو کچھ پیش نظر
جم کو دیتا ہے اگر جام زمانے کی خبر
نام روشن ہے چراغ لحد اسکندر
ابتدا سے مرے طالع کا ہے روشن اختر
جتنے اصحاب ہنر رکھتے تھے سب مجھے پیش نظر
اہل دولت ہی کے زانو پہ ہوئی عمر بسر
ہون کبھی مشتری و زہرہ کبھی شمس و قمر
ورنہ طوطی مین کہان ہی کوئی سرخاب کا پر
غازۂ چہرہ نہین اور بجز خاکستر
زحل آسا ترے طالع کا سیہ ہی اختر

پارۂ چوب جگر چاک دنی بے قیمت
بال بیکا ہو حسینون کا تو توڑین تری دانت
قاعدہ بزم ادب کا تجھے بھولے جو کوئی
پنجۂ شل سے نکلتا نہین ہرگز کوئی کام
بال یون منھ مین ترے ٹوٹ کے رہجاتا ہی
اگر کری تیزی وندان سے ہوئی اور تری
کشمکش نے تری کاٹو ٹین گھیستا ہی مجھے
سو زبانین ہین تیرے منھ مین تو حاصل کیا ہی
اس لیاقت پہ یہ دعوی تجھے کیا مال ہی تو
کچھ بھی غیرت ہو تو پانی مین کہین ڈوب مرے
صاف جاوف آئینے نے ترھکے کیا جب کلام
کھپ گیا شانہ ملامت کا نشانہ ہو کر
ہمہ تن ہو کے زبان کہنے لگا یون سر دست
رتبہ میرا تجھے معلوم نہین سن مجھ سے
ہے حسینون مین رسائی تری گلے ہے گلے
رات دن خندۂ شادی ہو عیان میرے دانت
میری ہی شکل سے مقبول دل عالم ہے
کہتے ہین پنجۂ مژگان کو جو شانہ شاعر
ہے جو لبریز عسل شانۂ زنبور عسل
کی ہو تشدید نے پیدا جو شباہت میری
شانۂ عاج کبھی شانۂ شمشاد کبھی
چار پیسے کو جسے مول نہ لین اہل ہنر
دانت وہ تیرے نگین ایذا تو شکستہ بہتر
پیش جاے نہ تری ایک کرین زیر و زبر
خشک ہو شاخ تو اوس سے نہین امید ثمر
جسطرح شانۂ ضحاک مین تھا سانپ کا گھر
جسمین دندانے پڑین تیغ ہی وہ بے جوہر
پہلوؤن مین ہین ترے خار ادھر اور ادھر
گنگ کی طرحسے خاموش ہی تو آٹھ پہر
کرچڑھے لالہ رخان سمن اندام کے سر
ایسی ذلت سہ تو ہے خاک مین ملنا بہتر
غیر کے عیب سب اظہار کیے اپنے ہنر
موے تن راست ہوے تیر کیصورت یکسر
منھ بنا چاہیے عاقل کو تعلی سے حذر
منحصر ہے صفت عقدہ کشائی مجھ پر
کوچۂ زلف مین میری ہے جگہ آٹھ پہر
اپنی تقدیر کو روتا ہی تری آنکھ ہے تر
پنجۂ مرجان کا ہو یا پنجۂ خورشید سحر
اوسکو آنکھون پہ جگہ دیتے ہین ارباب نظر
اس خصوصیت کا سبب نام کا میرے ہی اثر
لفظ اللہ مین شامل ہے وہ کر خوب نظر
شانہ مین دیکھتے ہین فال تو پاتے ہین ظفر

صاحب ریش نہ جبتک کہ کرے شانہ کشی
اوسمین بھی لفظ ہی شانے کا نہو عز و شرف
تو نمانے تو نمانے مجھے کیا پروا ہے
سوچ تو دل مین ذرا عیب ہین تجھ مین کتنے
سوجھتا خاک نہین کوردلی سے تجکو
روبرو اور ترا حال ہی غیبت مین کچھ اور
چشمۂ آب تو ظاہر مین ہی باطن مین سراب
خودنمائی کے سوا تجھ مین نہین کچھ بھی صفت
صاف مین ہی من لا اس کہ شب کو رہی تو
تہ جبے پر نہ جے شکل جو ہو ذہن نشین
قصہ کوتاہ زیادہ ہوئی دونون مین جو بحث
آئینے کا تو رخ صاف طرفدار رہا
لشکر روز تو زیر علم خسرو رخ
اک طرف ماہ ہوا ایک طرف پرتو مہر
سپہ سنبل و شبو طرف زلف سیاہ
پیر گردون نے کہا طرفہ قیامت آئی
بیچ مین پڑکے کہا خوب نہین ہی یہ فساد
حق مین دونونکے یہ اولی ہی کہ پاس اوسکے چلو
کون وہ کلب علی خان بہادر نامی
نقش پا تاج شرف بہر سپہر چرخ بلند
فکر کی اسپ علی مین جو مرے دل نے

ہو نہ حاصل شرف پیروی پیغمبر
جل شانہ سے جو توصیف خدائے اکبر
عیب بین ہجو ہمہ اوسے کب نظر آتا ہی ہنر
سادہ و شوخ و دریدہ دہن و بدگوہر
سخت جان تیرہ دروں اصل ہی تیری پتھر
صاف عالمکی دورنگی کا ہی تجھ مین بھی اثر
دھوکے پیاسون کو دیا کرتا ہی تو شام و سحر
سادہ لوحی کے سوا تجھ مین نہین کوئی ہنر
شب تیرہ مین تجھے کچھ نہین آتا ہے نظر
شیشۂ پر نہ شئے بال پڑے دل مین اگر
تھے جو ان دونون کی حامی اونھین پہنچی یہ خبر
باندھ لی زلف نے قنات کی حمایت پہ کمر
فوج شب بادشہ گیسوے پرچین کی سپر
اک طرف شام ہوئی ایک طرف نور سحر
لشکر لالہ و گل جانب روے انور
اب کوئی آن مین ہوتا ہی جہان زیر و زبر
صلح اس جنگ سے ہر ایک طرح سے بہتر
صاحب حکم جو ہے مہر عدالت گستر
منبع جود و سخا زیب دہ علم و ہنر
خاک پابستہ منہ بینائی چشم اختر
آگیا مطلع ثانی بھی زبان کے اوپر

مطلع

حکم اوسکا جو کرے پیش حفاظت کی سپر
عود آتش مین سلامت رہے پانی مین شکر

جس چمن مین شہ ہوا اوسکی حفاظت کی چلے
شاخ ارّہ ہو درختون کے لیے برگ تبر

پرتو مہر سے اوسکے ہو زمین چشمۂ مہر
شعلۂ قہر سے اوسکے ہو فلک خاکستر

چرخ کہتے ہین جسے ہی در دولت کی زمین
عرش کہتے ہین جسے لوگ وہ ہی کرسی زر

کاہ فربہ اثر لطف سے ہو صورت کوہ
قہر سے کوہ پہ کاہ کی صورت لاغر

دست ہمت نے یہ تقسیم کیا مال جہان
لعل کہسار مین باقی ہے نہ دریا مین گہر

پانون جنگاہ مین رکھتے ہی عدو کی ہو شکست
سر و قدر روز وغا سے ہے علم فتح و ظفر

ایک لشکر ہو مقابل تو نہ وہ منہ موڑے
دل جو سہراب کا رکھتا ہے تو رستم کا جگر

صاحب علم جو ہین مدرسۂ عالم مین
سب وہ مشتق ہین فقط ذات تجلّی مصدر

وہ کرے مہر تو فرمان قضا ہو جاری
دستخط اوسکے ہین طغرا سے منشور ظفر

ذرّہ صحراے عنایت کا ہے ربع سکون
قطرہ دریاے لطافت کا ہے چرخ اخضر

صاحب تخت جو رکھتا ہے جدائی اوس سے
مثل طاؤس جدا سر سے ہے اوسکے افسر

ابھی کرنے لگین دیندار پرستش اوسکی
بت جو سنگ در عالی سے تراشے آذر

بخشش عام کی توصیف ہے دریا دریا
ہمت خاص کا آوازہ ہے کشور کشور

فیض کہتے ہین اسے جسنے جہان کا پایا
گل دیے اوسنے زمین کو تو فلک کو اختر

سیکڑون وصف ہین کس کس کا بیان کوئی کرے
ایک شمہ نہو کاتب جو لکھے سو دفتر

راے روشن نے جہان سایۂ عالی ڈالا
جرم خورشید جہانتاب ہوا حلقۂ در

لوگ کہتے ہین کہ ہے مہر کے پہلو مین ہلال
تیغ ہوتی ہے کسی روز اگر زیب کمر

دست ہمت مرے ممدوح کے ہین دو چشمے
اسکو کہتے ہین جو تسنیم تو اوسکو کوثر

واہ جانبخش ہے کیا مجلس عالی کی ہوا
طرف صحن گلستان ہوا اگر اوسکا گذر

گوش گل مین ابھی ہو جائے سماعت پیدا
وہی حق مین ہو جو اوس رُخِ روشن کی ہو دید
بھولکر بھی جو کوئی اوس قدِ دندان سے شامل
سایۂ قد مین ہے آرام سے سب خلق خدا
اوسکی بخشش کی ہوا ہو جو ہوا مین شامل
شست سے تیر جو چھوٹ تو ہون نسرین شکار
اوسکی ہستی سے ہوئی خلق مین پیدائش خلق
ملک دانش مین ہو کیا جہل کے یاجوج کا دخل
تیغ ایما سے ہوا بند ہر اک تیغ کا دم
ہو شر رمورد آفت جو جلائے پنبہ
حالِ احرام یہ ہے رتبے منور کے حضور
بادۂ لطف سے وہ جان دوبارہ پائے
تیغ وہ تیغ کہ کہتے ہین جسے برق اجل
جنگ مین کرتی ہے یہ تیغ سپر دو ٹکڑے
ہو جو اونچی تو کرے شیر فلک کو چو رنگ
اسطرح جنگ مین سر تن سے گراتی ہو یہ تیغ
وہ ہی چالون مین کیا چار عناصر کو مطیع
تیز وہ صورتِ خورشید ہو توسن کہ جسے
دامن زین نہین اوڑتے رہین ہوا ہر دم سیر
تیز تر ماہی دریا سے میان دریا
آب نرمی مین تو گرمی مین وہ آتش سے سوا

دیدۂ نرگس شہلا کو ہو یارائے نظر
وہی حافظ ہو جسے مصحف رب ہے ازبر
لعل آسا رُخِ گوہر خوشی سے احمر
ہے علمدار کے ہمراہ یہ سارا لشکر
تابش برق کی جا ابر سے ہو بارش زر
سرِ مریخ جدا ہو جو وہ کھینچے خنجر
کہ چمکتا ہے کہین رنگ عرض سے بے جوہر
قوتِ عقل سے کھینچی ہے سدِ اسکندر
تیر فرمان سے ہوئے قطع ہر اک تیر کے پر
شمع روشن ہو بجھائے ہو معاتب صرصر
جیسے ذراتِ زمین عاشقِ مہر انور
عمر مے کش کا جو لبریز ہوا ہو ساغر
قتل کفارہ کا جسمین ہو ازل سے جوہر
جس طرح تیغ پیرِ انگشت پیمبر سے قمر
ہو جو نیچی تو کہے گاو زمین کا پیکر
نخل سے گرتے ہین جس طرح کہ آندھی مین ثمر
چار حملون مین مسخر ہوے ساتون کشور
باختر سے ہے طریق دو قدم تا خاور
کسی طائر نے یہ پرواز کو کھوسے شہپر
گرم رو مرغ ہوا سے بھی ہوا کے اندر
خاک سے اصل مگر تیز ہوا سے بڑھکر

گردش دیدۂ راکب اوسے چلنے مین عنان　　تازیانہ وہم رفتار اوسے تار نظر

بس امیر آگے نہ بڑھ روک عنان خامہ　　عذر تقصیر ہے لازم وہم اظہار ہنر

پاؤن اس راہ مین قاصر ہین سر عجز نگون　　مدح ممدوح حقیقت مین نہین حد بشر

ہاتھ اوٹھا بہر دعا جلد کہ ہے وقت دعا　　وا فرشتون نے کیے ویسے ابواب اثر

جبتلک لالہ و گل سے ہے گلستان کی بہار　　جبتلک چرخ پہ ہے جلوۂ خورشید و قمر

نخل امید مین یارب گل مقصد پھولین　　مہر اقبال فروزندہ رہے تا محشر

قصیدہ مشتمل بر تقریظ بطرز تازہ و روش دلپذیر

ہوا جو شاہد ماہ آسمان پہ جلوہ فروش　　عزیز ہالہ پھر اگر د کھول کر آغوش

سواد شب مین نظر آے اس طرح انجم　　اٹے ہون گرد مین جسطرح طفل بازی کوش

وہ چاندنی کہ ہوا تلازم ضیا مواج　　بسان رعشۂ اندام رند ساغر نوش

نہ شور مردم بازار تھا نہ بانگ درا　　کہین کہین جو رہا بھی تو پاسبانکا خروش

جوان و پیر و صغیر اپنے اپنے بستر پر　　برنگ صورت دیبا پڑے ہوئے خاموش

گلوے ناطقہ مین سلسلہ سکوت کا طوق　　عذار سامعہ پنہان بزیر پردۂ گوش

نماز پڑھکے عشا کی جو مین نے خواب کیا　　تو پچھلی رات کو دیکھا کہ کوئی شخص سروش

پکار رہا ہے مجھے کہہ رہا ہے مجھسے یہ بات　　شتاب اوٹھکے روانہ ہو کھول دیدۂ ہوش

ہوئی ہے آج مرتب وہ بزم اہل کمال　　کہ جسمین جمع ہین سب تیز طبع دریا جوش

حکیم و شاعر و نثار و عالم و فاضل　　صفین ست در ہین بیٹھے ہوئے ہین دوش بدوش

طلب ہے تیری بھی جلدی ہو دیکھ تن چلکر　　ترے ہے رسائی تقدیر چشم و طالع و گوش

یہ مژدہ سنکے مین خوش خوش اوٹھا روانہ ہوا　　قبا عمامہ عبا کرکے زینت سر و دوش

ہوا جو داخل محفل عجب سمان دیکھا　　دو مکان تھا کہ کھولے ہوئے تھی حور آغوش

عجیب نخشش عجب روشنی عجب شب ماہ ہر ایک جھاڑ سے فوارہاے نور کا جوش
بزرگ ایک بعز و وقار صدر نشین ملک خصال فرشتہ جمال و خرقہ پوش
خدا شناس خدا رس ادھر ادھر کچھ لوگ زبان پہ ذکر خدا دل مین معرفت کا جوش
جو لوگ پاس بیٹھے تھے سب صاحب علم وحید عصر فرید زمانہ صاحب ہوش
یہ رنگ دیکھ کے ایسا ہوا مین رعب سے زرد کہ سمجھے سب کوئی دارو ہو زعفرانی پوش
سلام کرکے ہوا مین شریک صف لیکن ہوے حواس سراسیمہ صورت مدہوش
کمال مجکو پریشان و مضطرب پاکر کہا یہ مجسے مرے ہمنشین نے گوش بگوش
کہ ہے یہ صدر نشین پیر و مرشد عالم زمین سے تاج سر آسمان تہ پاپوش
فراخ حوصلہ عبد الرشید مولانا تمام اہل معارف ہین جسکے حلقہ بگوش
یہ اسپ چپ جو ہین بیٹھے ہوے ملک صورت مرید خاص ہین انکے شراب عرفان نوش
یہ دیر و جو ہین صف انمین سب ہین اہل کمال بغور دیکھ ذرا ان مین کھول دیدۂ ہوش
یہ ہین ظہوری و طغرا و عرفی و فیضی یہ ہین نظامی و جامی جو بیٹھے ہین مدہوش
یہ شیخ سعدی ہین جسنے کہ چشم روشن کو کیا ہے نظم گلستان کی بیت مین جس روش
منیر و بیدل و آزاد و صائب و شوکت غنی کلیم سوا انکے اور بھی ذی ہوش
طلب ہوے ہین جو یہ لوگ اسکی وجہ یہ ہے زر سخن کسی کامل کا ہوگا زیور گوش
مرید ایک ہے اس مقتدا کا خاص اشخاص وہ مست بادۂ عرفان یہ پیر بادہ فروش
معین تاجور شہر مصطفی آباد مطیع شرع نبی متقی عبادت کوش
جناب کلب علیخان بہادر ذیجاہ جو آنکھ اوسکی ہو حق بین تو گوش عذر نیوش
سحاب فیض نجبار قدم ہو ہاتھ تو کیا جو کوس فوج ظفر موج ہو وہ رعد خروش
صلہ ہے ضربت شمشیر وہ کہ سنکے جسے لگی ہون کان ہر یرو کے صورت خرگوش
بلند مرتبہ ایسا کہ جسکے مطبخ مین طبق زمین کا ہے خوان آسمان سرپوش

چمن مین ہر گل تر اوسکے فیض سے خندان
فلک پایہ ہے پالے سے اوسکے حلقہ بگوش

وہ نثر خدمت مرشد مین اوسنے بھیجی ہے
کہ نیش اہل حسد کو ہے منصفون کو ہے نوش

نہین ہے دیر پڑھی جائیگی کوئی دم مین
بنین گے کان جواہر دم سماعت گوش

سنا یہ حال تو تصویر وار بیٹھا مین
لگا کے تکیۂ دیوار بیٹھین خاموش

جوان فصیح بیان ایک ناگہان آیا
لیے ہوے کئی اجزا ورق ورق گلپوش

ملا جو اذن تو کھولی زبان سحر بیان
پڑھی وہ نثر سقفے اکہ سب کے اوڑ گئے ہوش

نکل کے طفل مضامین زبان قاری سے
در آئے دیدۂ حسّاد مین مع پاپوش

زبان کا قصد کہ جاے فلک پہ شور ثنا
پھڑکتا تھا یہ سینے مین دل بجوش بجوش

کہا کسی نے خوشی مین کسی سے لانا ہاتھ
جو سر سے سر تو لٹے جیونہی مین دوش بدوش

اوچھالا دست زبان نے یہ اوسکے وصف مین پھول
زمین تو کیا قفس آسمان ہوا گل پوش

اوچھل پڑے گل مضمون تو یہ فردوسی
اوٹھا یہ لطف کہ جامی بھی گر پڑے مدہوش

کہین وہ نثر نظامی کے نظم سے بہتر
بیان کے نور نے کی شمع انوری خاموش

بھرے تھے ہوا مین جو لوگ نخوت سے
یہ رشک سے ہوئے لاغر کہ گھٹ گیا تن و توش

وہ فربھی نہ رہی سنکے وہ سخن سرسبز
دوا درم کی ہے جیسے گیاہ مرزنجوش

خفا پسند ظہوری خطا منیر مغرا
وحید فرد غلط شوکت انکسار فروش

کہان جلال جلالا و شان برخوردار
زبان گنگ تھی جویاے گوش عذر نیوش

قتیل کس مین کہ کھینچے وہ اپنی تیغ زبان
کہ ہے سخن کے قلمرو مین ایکدست فروش

جو نثر ختم ہوئی خوش ہوا وہ صدر نشین
ثنا و مدح مین گویا کیے لب خاموش

ہوا خوشی مین جو دریاے مرحمت مواج
منگائی کشتی خلعت جو تھی جواہر پوش

جو پاہیے کوئی پوچھے تو ایک سو اڑتیس
کہین قبول کے اعداد جنکو صاحب ہوش

زیادہ اوسپہ کیا تحفۂ دعا سر دست
دیا وہ حامل خط کو کہ جاے شل سروش

یو شر کا ہی مصنف اوسے کرے تفویض / کہ دولتِ ابدی پاے وہ نیاز فروش
اوٹھا جو نامہ رسان بزم ہوگئی برخاست / یہ واقعہ ہی امیر اپنے شوق کا سرجوش
خداے پاک رسولِ کریم کا صدقہ / صحابہ جسکے ہین روح القدس سے دوش بدوش
جہان ہمیشہ رہے اوسکی ذات سے روشن / چراغ دولت علیا کبھی نہ ہو خاموش

رہون رکاب سعادت مین مین بھی فارغ بال
مدام سر بکف دست و غاشیہ بردوش

قصیدہ مشتملبر مضامین تعزیت

سپاہ اشک کی آنکھون نے کی ہے تیاری / کہو کہ نیزۂ مژگان کرے علمداری
ہجوم غم کا ہوا نیند ہوگئی پامال / وہ آنکھ نہین طالع مین تھی جو بیداری
نگاہ دل مین ہی یون صورت جہان سیاہ / کسی مریض پہ جسطرح رات ہو بھاری
زمانہ آپ کو شاید حسین سمجھتا ہے / کہ جانتا ہے سبب فخر کا دل آزاری
ثمر ہین جو داغ کسی دل مین بوستان سمجھے / کہے کہ نہر روان ہی جو اشک ہون جاری
عدم کو جاتے ہین ہستی سے قافلے کیا کیا / یہ شاہراہ شب و روز رہتی ہے جاری
ہر اک سوار ہے پا در رکاب عالم مین / سمند عمر ہین کتنی سے تیز رفتاری
جو ونکو مرتے ہین ہر شام اونکے ماتم مین / پہن کے آتی ہی ہر شب جامۂ عزاداری
اجل سے روح رہے تن مین کسطرح محفوظ / نہین ہے قلعۂ آہن یہ چاردیواری
بجا ہی گرم کچہری جو ایسی موت کی ہی / کیا ہے منشیِ تقدیر نے قلم جاری
اُمید زال جہان سے عبث ہی اُلفت کی / یہ ہند جانتی ہے شیوۂ جگر خواری
اوٹھا ہی آب دمِ تیغ مرگ کا طوفان / جو ایک ڈوب چکا دوسری کی ہی باری
ادھر تو تیر اودھر تن پہ تیغ پڑتی ہے / کہان کہان کی بھلا ہو سکے خبرداری
ادھر مکان بنا اوس طرف مزار کھُدا / ادھر لباس اودھر ہی کفن کی تیاری

سحر ہوئی ہے کھلا ہے سرا کا دروازہ
مسافرون سے کہو کوچ کی ہے تیاری

وہ خوش خرام ہوے خاک جنکے ماتم مین
زمین پہ سر کو پٹکتے ہین کبک کہساری

وہ برق وش ہوے آزار کھینچکر معدوم
کہ جنکی خاک پہ روتا ہے ابر آزاری

لحد مین اونپہ پڑا بوجھ سیکڑون من کا
کسیکی جنسے نہ ہوتی تھی نازبرداری

زمین نے ایک جہان دام مکر مین کھینچا
لحد نہین یہ ہے زنبیل پیر عیاری

کہان وہ تاج فریدون کی تھی جو آرایش
کہان وہ تخت سلیمان کی تھی جو تیاری

کہان وہ عشق زلیخا کہان وہ شاہی مصر
کہان وہ حضرت یوسف کی گرم بازاری

کہو کہ آئین نہ اسکے فریب مین عاقل
کہ باغ سبز دکھاتا ہے چرخ زنگاری

یہی حقیقت دنیا ہے تو ہے کیا دنیا
کسی سے کی نہ کریگی کبھی وفاداری

ہوئی تھی جنکے لیے خلقت زمین زمان
وہی جہان سے گئے پیش حضرت باری

مسافر اسمین روانہ ہین آنکھ بند کیے
عدم کی راہ مین دیکھو ہے کتنی ہمواری

اگرچہ پڑتے ہین دنیا مین حادثے دن رات
نشست گور ہے آخر اوٹھا کے بیماری

مگر ہوا ے خزان آجکل ہے ایسی گرم
کہ صحن باغ ہوا جا ہے عزاداری

فسردہ ہوگئے دونون گل ریاض جہان
بہار عمر کی اک دم مین ہٹ گئی ساری

یہ ایکسال مین دو حادثے پڑے ایسے
کہ اشک دیدۂ شمس و قمر ہوے جاری

جہان مین کون ہے جسکو ہوا نہ یہ ماتم
ہر ایک دل پہ پڑا زخم تیغ غم کاری

جگر یہ حضرت آقاے تاجدار کا تھا
کہا یہ داغ اوٹھا کر جو مرضی باری

جناب کلب علیخان بہادر فیجاہ
کہ جن سے امن مین ہے خلقت خدا ساری

لکھون بطرز مخاطب یہان کوئی مطلع
سنے جو اوسکو تو نیسان کرے گہرباری

مطلع

یہ تیرے عہد مین رائج ہوئی سبکساری
کہ تب سے کر نہین سکتا ہے تیغ دل بھاری

مٹا ہے نام یہ علت کا دور مین تیرے
سزا ملے جو کہین ابر کو بھی آزاری

ترا خیال جو مجنون کو ہے نہ قوت دل
نہو سکے کبھی لیلے کی ناز برداری

رواج صدق کو مدت گذر گئی اتنی
کہ چرخ بھول گیا شیوہ ہاے عیاری

کیا یہ دفع ضرر کو کہ تا بکوچہ زخم
نہو سکا گذر بوے مشک تاتاری

نگاہ لطف نے قوت یہ دی ہے صحت کو
چھپی ہے دیدہ نرگس مین جا کے بیماری

وہ رعب ہے جو یہ چھایا ہے قیامت تک
دہان صور سے نکلے صدا بدشواری

وہ عدل ہے کہ کھنچے دار موے مژگان پر
کرے جو نرگس محبوب مردم آزاری

بدون مین بھی یہ اثر اب ہے حسن نیکی کا
بکین گناہ تو توبہ کرے خریداری

عدو نے لذت دنیا مین سعت کھوئی جان
مگس کو شہد ہوا باعث گرفتاری

جو وقت نزع بھی پانی ترا عدو مانگے
زبان پہ اوسکے ہو پانی کی بوند چنگاری

ق

پہونچ کے دیدہ دشمن مین درد کہتا ہے
یہان سے مجکو سزا اور مردم آزاری

خوشی یہ اوسکو ہے ہولی کے کھیلنے مین فقط
لہو سے رنگ تو ناسور چشم پچکاری

جو سرکشون کی سزائین یہ ہین عجب کیا ہے
کہ سرو بید سے لے عاریت نگونساری

نہین یہ غار زمین نے جو کی ہے سرتابی
پڑے ہین زخم تری تیغ قہر کے کاری

رہے شدید وہ ہین مجرمون پہ گر تہدید
یقین ہے چھوڑ دے ابلیس زشت کرداری

کسی دیار مین ہو سدرہ جو حکم ترا
جگہ سے ہل نہ سکے پھر جو رسم ہو جاری

وہین ہو خانۂ زندان زبان شاعر کو
سخن جو رنگ کو پکڑے سمجھ کے بیکاری

حباب ڈالین ابھی پاے موج پر چھالے
سفر جو اونکی ہو ساحل کو تیز رفتاری

یہ باغ دہر مین پژمردگی ہوئی پامال
خزان بہار تلک آئی تو بنکے زنہاری

بجا ہے موج جو عارض کی ہو نئی ہر بار
کہ سات طرح سے قرآن کو پڑھتے ہین قاری

لکھے صفت کوئی شاعر جو طبع رنگین کی
تو بیت بیت مین پھر خود بخود ہو گلکاری

ہوائے فیض سے تیرے ہو گلستان گلخن
بنے وہ کرمک شب تاب اوٹھے جو چنگاری

علو مرتبہ ایسا تجھے خدا نے دیا
کہ فخر ہے شہ خاور کو کفش برداری

وہ خلق نکہت خوش جس سے عاریت لیکر
صبا نے باغ مین رکھی دکان عطاری

لباس خاص گنہگار کی خطا پوشی
طعام خاص ہے خلق خدا کی غمخواری

پڑے جو عکس تری شان عیب پوشی کا
دکھائے جوہر آئینہ شان ستاری

گہر فشان ہے خلائق پہ بسکہ دست کرم
برس رہا ہے عجب ابر رحمت باری

جو دام عشق مین تیرے ہین ہونگے دولتمند
یہ قید حضرت یوسف کی ہے گرفتاری

ہوا ہے بسکہ زمانہ ملازم سرکار
عدم مین خانہ نشین ہو گئی ہے بیکاری

نہین ہے باغ مین ہر شاخ پر شگوفۂ گل
نکل نکل کے ہوے ہین یہ جمع درباری

امیر مدحت ممدوح ہو سکے کیونکر
نہین ہین ہوش بجا فکر کی ہے بیماری

ترا یہ حال ہے اب تو کہ آسمان تجھسے
کرے جو عیش کا وعدہ تو سہو ہو طاری

گلہ عبث ہے دعا کر کہ ہے یہ وقت دعا
اوٹھا کے ہاتھ بدرگاہ حضرت باری

رہے یہ دولت و اقبال حشر تک قائم
ہر اک مہم مین پیمبر کرین مددگاری

بشر کا ذکر ہے کیا بلکہ جن مسخر ہون
مطیع حکم معلے ہون خاکی و ناری

قصیدہ در مدح جناب مستطاب معلی القاب آیۂ رحمت ولی نعمت دام اقبالہ

عالم خواب مین پہونچا مین عجب باغ مین کل
شجر طور کو جس باغ کی کہیے کونپل

خواب مین سبزۂ خوابیدہ جو وانکا دیکھے
خواب ہو طالع خوابیدہ کا خواب مخمل

سامنے اوسکے کسی اور چمن کا کیا ذکر
گلشن خلد بھی مجھکو نظر آیا جنگل

اک شگوفہ تھا اوسی باغ کا باغ عشرت
ایک غنچہ اوسی گلزار کا گلزار امل

ساغر عشرت کونین وہین کے دو پھول
میوۂ مقصد دارین وہین کے دو پھل

واہ رے نشوِ گل و لالہ اگر عکس پڑے
خونِ لعل آئے رگِ کوہ بدخشان سے نکل

سخت حیران ہین کہ دیوار کو دون کس کی مثال
کیون آئینہ تو آئینہ مین اتنا نہین دل

دستِ مژگان سی سنبھالے تھین نگہ کو آنکھین
پھر بھی دیوار پہ جب چڑھتی تھی جاتی تھی پھسل

لالہ آتا تھا نظر یون پسِ دیوارِ چمن
جس طرح شیش محل مین کوئی روشن مشعل

خطِ گلزار سے ہر گل پہ یہ مصرع تحریر
نقشِ ثانی ہے یہ فردوس ہے نقشِ اول

طوبیٰ و سدرہ کی شاخین پئے تسلیم ہین خم
عرش تک فرش سے ہے بادِ بہاری کا عمل

سب یہ تاثیرِ نمو ہاتھ جو مجرم کے کٹین
صورتِ دستِ چنار آئین نئے سر سے نکل

قوتِ نامیہ کا تھا یہ تعلی سے کلام
طارمِ پست ہے اس باغ مین چرخِ اول

سبزہ کا کہکشان غنچۂ پروین کیسا
خوشۂ تاک رگِ تاک سے آیا ہے نکل

اور شاخون کا تو کیا ذکر یہ ہے فیضِ نمو
نکلے گر پات مین بھی شاخ تو پھوٹے کونپل

خواب مین دیکھے اگر ترکِ فلک یانگی بہار
شب ہی مین گلشنِ انجم کو کرے مستاصل

کچھ بھی دکھلائے اگر بادِ بہاری نیرنگ
گل ہون گلدان مین انگارے درونِ منقل

نرگسِ بیدل کے تھے ہندوے سوسن کے لیے
بھر کے آیا تھا وہان چھاگلو نین گنگا جل

نوجوانانِ چمن دھوپ سے کیا کملاتے
چتر کھولے ہوئے پھرتے تھے ہوا پر بادل

ہر روشِ سبز پہ وان عکسِ گل و لالہ نہ تھا
سیج تھی پھولون کی بالائے بساطِ مخمل

مور تھے رقص مین مصروف برنگِ بطرے
جھومتے پھرتے تھے ستون کی طرح سے بادل

سینے تانے ہوئے پھرتے تھے چمن مین طاؤس
اس تمنا مین کہ لگ جائے گلے سے بادل

لڑکھڑا آتا تھا جو مستی مین کہین پائے نسیم
غنچہ کہتا تھا چٹک کر کہ خبردار سنبھل

چمنِ دل مین جو عارف کے چلی وانکی نسیم
گلِ صد برگ بنے غنچۂ اسرارِ ازل

سوئے بتخانہ جو پہونچی تھی ہوائے جانبخش
کلمہ توحید کا پڑھنے لگے عزیٰ و ہبل

کیا عجب دانۂ اسپند ہو جلکر پھر سبز
کہ دھوان اٹھتے ہی بنتا ہے ہوا پر بادل

طرفۃ العین مین وہ روشنی آپہونچی قریب — نخل مومی کو بھی لے آتی تو لے آتا پھل
قوت نامیہ کے جوش سے آئینے مین — کیا عجب سبزۂ زنگار سے گل آئے نکل
تخم تخم اوسکا شجر بنکے نیا پھل دیتا — ٹوٹ جاتا جو کہین گر کے زمین پر کوئی پھل
پانی دیتا صفت دامن تر وقت فشار — تھا یہ تر سایۂ دیوار چمن کا کمل
گرد گلزار کے ہوتا تھا تصدق خورشید — چاہتا تھا کہ کرے لالے سے دستار بدل
نقش پا تھا صفت جام لبالب جو سے — رنگ پھولون سے ٹپکتا تھا کہ آیا تھا ابل
گل نسرین پہ تھا یون عکس شعاع خورشید — جیسے سونے کو کرین ساغر الماس مین حل
غنچۂ لب کا تو کیا ذکر ہے گل ہے کھلتا — عقدۂ گیسوے خوبان جو وہان ہوتا حل
ایکدم بلبل سرمست جو ہوتی تھی خموش — جام منقار سے آتی تھی مے نغمہ ابل
دل سے کلفت کو مٹایا یہ صفاے گل نے — زنگ آئینے کا جس طرح مٹا دے صیقل
آگیا گل کی صفائی کا جو بلبل کو خیال — سر بھی بیضے سے نہ نکلا کہ گیا پاؤن پھسل
آبدار ایسی تھین نسرین کہ مقابل ہو اگر — آب مین چشمۂ خورشید کے آجاے خلل
نکہت گل سے ہر اک موج جواب رگ گل — پرتو گل سے حباب لب جو رنگ محل
شہد کی نہر رواں مثل جنان ہوتی تھی — پھول پر بیٹھ کے اوڑتی تھی جو زنبور عسل
ہوگیا لوٹ مین سامان یہ آیا جو نظر — پاؤن کس طرح سنبھلتا کہ گیا دل ہی پھسل
اوڑ گئے ہوش مرے حیرت نظارۂ باغ — آگیا غش مجھے بیہوش گرا سر کے بل
متحیر تھا کہ یارب یہ ہے کیسا گلزار — غنچہ سے تنگ دہن کس سے سماتا ہو یہ حل
گوش گل مین ہر ہو لے طرب انگیز بھری — کون سنتا ہے جو پوچھون مین کہ کیا ہے یہ محل
قمریون کو نہین کوکو سے مجال گفتار — بلبلون کو نہین نغمون سے کسی شاخ پہ کل
تھا اسی فکر سے دریاے تحیر مین غرق — کہہ رہا تھا کہ زہے صنعت صناع ازل
ناگہان طرف چمن مین نظر آیا اک نور — آنکھ نے دل سے کہا دیکھ کے اوسکو سنبھل

طرفۃ العین مین وہ روشنی آپہونچی قریب
دیکھتا کیا ہون کہ ہے بیچ مین اک حور لقا
گل کھلا فیض طراوت سے ہولکے تازہ
جو وہ حور جسے دیکھے تو فردوس سے حور
فرق سے تابقدم پیکر انداز و ادا
گرمی حسن سے رخسار بھبھوکا ایسا
چال وہ چال کہ بھونچال ہو جس سے لرزان
ہو زمانہ تہ و بالا جو وہ ہو تند خرام
چھا گلون کے یہی دو حلقے تھے وقت رفتار
چوکڑی آہوے مشکین کو ختن مین بھولے
قطرے کتنے تھے پسینے کے رخ گلگون پر
لب نازک پہ جمائی تھی بلا کی مستی
ہاے رے ناز لچکتی تھی نزاکت سے کمر
پتلیون کا جو اون آنکھونکی تماشا دیکھا
تیر پہ تیر پڑے دل پہ نگاہین جو لڑین
اور کی عرض کہ اے عشوہ گر غمزہ فروش
گرخ روشن کی طرح آئینہ تو مجکو کیا
کونسا باغ ہے یہ کون ہے تو مین ہون کہان
متبسم ہوا پہلے تو وہ سرمایۂ ناز
سر اوٹھا پانوٓن سے یہ بزادبی خوب نہین
ہوش مین آ نہین یہ قسم نباتات سے باغ

کھل گیا دیکھتے ہی اوسکو مرے دل کا کنول
کچھ حسین گرد ہین آگے ہے فروزان مشعل
پھول سوسن کا بنا اوٹھتے ہی دود مشعل
مضطرب نعرہ زنان خاک بسر آئے نکل
غمزہ و ناز سے ڈالے دل عاشق کو مسل
شمع کی طرح جسے دیکھ کے دل جاے پگھل
چرخ پر شور زمین جس سے پڑے اک ہل چل
ہے یقین چلے زمین پانونکے نیچے سے نکل
زندے مرجائین ہٹین مردۂ صد سالہ اوچھل
بال کھولے جو حلب مین وہ دکھائے چھل بل
جوش کھا گرمئ حسن آئی ہے چہرے پہ اوبل
اور آنکھو نمین لگایا تھا غضب کا کاجل
کچھ جو کاندھے سے ڈوپٹے کا ڈھلا تھا آنچل
دل ناداں مرے پہلو مین گیا اور مچل
نیمجان پانوٓن پہ اوسکے مین گرا سر کے بل
رحم کر رحم بس آگئے دل مضطر کو نہ چھل
اپنے گیسو کی طرح کر مرے عقدو نکو بھی حل
تجھ سے وحشت نہین یاور ہے حیرت کا محل
پھر اک انداز سے بولا یہ دکھا کر کس بل
اچھی صورت پہ گیا دیکھتے ہی خوب پھسل
ہے سراپا چمن صنعت خلاق ازل

آنس کچھ آج نیا تجکو نہین ہے مجسے
تیرے گلشن مین نہ انسان ہون نہ غلمان ہون نہ حور
باغ نقشہ ہے صفات حسنہ کا اوسکی
ہاتھ پھیلائے ہین نرگس نے جو کاسہ لیکر
ہے یہ نکتہ کہ فقیران جہان کی صورت
ہاتھ پھیلائین جو شاخین نہ رگل دیتی ہین
اشرفی کے جو گلون کا ہی چمن مین انبار
رمز یہ ہی کہ پھلے پھولے ہین نخل امید
نظر آتی ہے چمکتی ہوئی طوطی جو تجھے
یہ اشارہ ہی کہ ہر عضو بدن حضرت کا
بارور آتے ہین تجکو جو نظر یہ اشجار
جوش رحمت کا ہی اوس بحر کرم کے شمہ
دیکھتا ہی جو روان نہر مین پانی شفاف
پوچھتا ہی جو حقیقت کو مری ای نادان
مین زلیخا ہون مہ ہی یوسف کنعان کمال
نازنین ہین جو مرے گرد ادھر اور ادھر
جنکو سب کہتے ہین حور اسوجہت شرارت ہی مری
شجر سیب و انار و چمن خلد برین
اک ادا مین دل عالم کو مین چھل جاتا ہون
تربیت تیری ہی در پردہ مجھے مدنظر
سیر ہو عالم برزخ کی مبارک تجکو

کھا چکا چوٹ مرے حسن کی تو روز ازل
پر لطافت مین نزاکت مین ہون انسے افضل
حسن فطرت مین جو یوسف سے کہین ہی اکمل
اور کاسہ ہے کہ سونا ہی کیا اوسمین حل
سائل اوسکی در دولت پہ ہین ارباب دل
ہو یہ مطلب کہ دہش مین ہی وہ بیمثل و بدل
یہ اشارہ ہی کہ دولت مین ہی وہ ضرب مثل
پھولکر لائے ہین اس باغ مین اشجار جو پھل
قطعہ
ذوق ہستی مین عنادل سے جو سنتا ہی غزل
ہے نواسنج سپاس کرم عز و جل
پہونچے ہین اپنی مرادون کو یہ سب نخل امل
اس گلستان مین جو برساتا ہی پانی بادل
چشمۂ فیض یہ اوسکا ہے نہین گنگا جل
طبع نازک ترے آقا کی ہون ای عبداقل
گرم ہے آٹھ پہر شاہد مضمون سے بغل
یہ قصیدہ وہ مخمس ہے یہ قطعہ وہ غزل
مثنوی سمجھے ہین جسکو ہی مری اک چہل بل
ہین مری لذت گفتار کے آگے حنظل
آشتے چین ختن مین یہ کہان ہی چہل بل
روز سنتا ہی مرے فیض سے تو تازہ غزل
ہوئی تقدیر رسا دن گئے کلفت کے نکل

تازہ تر ہونیکا باعث ہی یہ اس گلشن کے / شجر عیش کی پھوٹی ہے نئی اک کوپل
خلعت خاص نیا پانے کو ترے آقا کے / آج کلکتے سے آئے ہین گورنر جنرل
ہوئی افزایش ملک اور بڑھی منصب بھی / جشن کا روز ہی غافل نہین حیرت کا محل
ہر او ٹھا خواب تغافل سے ذرا ہوش مین آ / حل ہوئے جتنے کہ عقدے تھے ترے لاینحل
تہنیت مین تجھے لازم ہی قصیدہ کہنا / آیا مین تیری مدد کے لیے قصہ فیصل
پڑھ کے دربار گہربار مین اشعار مدیح / صلۂ مدح سے ممدوح کے بھر جیب وبغل
الغرض کان مین میرے جو یہ مژدہ پہونچا / کھل گئی آنکھ ہوئے جمع حواس مختل
مستعد ہو کے لکھا مطلع روشن ایسا / جس سے خورشید کے مطلع مین بھی آجاے خلل

مطلع

عدل کا تیرے زمانے مین یہ ٹھیرا ہی عمل / بچہ آہو کا ہی اور شیر نیستان کی بغل
ناخن کبک نے سیخ کباب دل باز / صید گہ مین ترے عدل کا بیٹھا ہی عمل

قطعہ

عام ہی فیض ترے حفظ کا یہ عالم مین / امن آباد ہے اب شہر کی صورت جنگل
شب تاریک مین پھرتے ہین ہرن بے کھٹکے / دیدۂ شیر کے ہی سامنے روشن مشعل
چار سو امن رعایا ہے تری شکر گذار / نام باقی نہین شکوے کا جہانتک ہی عمل
مل گئے زخم کے مانند شگاف در کوہ / نہ رہا چاک گریبان کو وہان بھی مدخل
پھنک اوٹھے شست مین ہر باد فتیلہ کیطرح / پرتو افگن ہو اگر تیرے غضب کی مشعل
رخش گردون کیطرح گاؤ زمین چل نکلے / منھ سے تیرے کہین اتنا جو نکلجاے کہ چل
موجۂ حلم کا پائے تری ایما گر سیل / اوٹھے پانون سے کہسار پھرے سر کے بل
دیر ہی منھ سے نکلنے کی نہین تو سر قاف / گرد سے شہپر عنقا کے ہو تیار محل
تیر ہو چلہ نشین جاکے کمان کے گھر مین / دم پیکار اگر حکم ہو تیرا کہ نہ چل
شکل منقار ہون دونون لب سوفار بہم / حرف لا منھ سے ترے جاے جو دو بار نکل

فرقت لیلی سے ہے قیس کا دل خون ہو کر … شحنۂ نہی اگر آنکھ دکھائے بہ شل
گر ترے موکب اقبال و سعادت کا ہو قصد … کرنہ شادیجے کواکب سے نحوست کا خلل
جسطرح لالے کی آنکھو نمین چمن سے ہے ششمد … یون ہو مریخ کی آنکھو نمین فلک ہو مقتل
جسطرح داغ ہو آغوش مین لالے کے یو ہین … ڈر کے مریخ کے سینے سے لپٹ جائے زحل
بیچ سے شق ہو سر خامۂ فولاد کیطرح … سایہ افگن ہو تری تیغ جو بالائے جبل
ہے یقین شاخ ہر گاؤ زمین پر ٹھہرے … کہین دھوکے مین پڑے میان سو تیر ہو جاوگل
جان غمگین ترے دشمن کے بدن سے نکلے … نالہ جیسے دل پر درد سے آتا ہے نکل
پھل نپائے ترا حاسد کبھی شجلا کے درخت … اور بالفرض جو پائے بھی تو تلوار کا پھل
جیسے گرجاتی ہے دستار سر سرکش سے … کاسۂ سر سے ترے خصم کے مغز آئے نکل
کشت دل مین جو مخالف کی ترے جا نکلے … جوہر تیغ سلے مور کو دانے کی بدل
رنگ اڑ کر رخ دشمن سے پر ناوک ہو … گر اشارہ ہو ترا ناوک سے پر کو کہ چل
چشم بد دور سپہر مردمک دیدۂ فتح … چشم دشمن مین جسے دیکھکے آجائے سبل
کیا عجب دائرے کے گرد جو مرکز ہو محیط … وسعت خلق کا یہ دور مین تیرے ہے عمل
پانون مین خار کرے ناخن تدبیر کا کام … چاہیئے لطف ترا پھر تو ہین سب عقدے حل
ڈالدے ہاتھ سے نیزے کو سماک رامح … تجکو پائے جو طرفدار سماک اعزل
گر تری عزم کی توصیف مین شاعر لکھے … پر نکالے صفت مور ہر اک ترف ازل
گرد اوڑ کر جو سواری کی ترے جاتی ہے … زہرہ آنکھون مین لگاتی ہے سمجھکر کاجل
زلف حورا کو ہے جاروب کشی کی خدمت … [illegible]ک آزاد غلام حبشی تیرا زحل
فیض سے تیرے معنبر ہے صفت مہر فلک … ایک ہی اینٹ سے چاہے تو ہو تعمیر محل
رنگ گل بنتا ہے لب تک ترے آتا ہے جو شعر … [illegible] گل بنکے ... آتے ہین نکل
[illegible] … [illegible] عاقل ہین کہین ہوش ہین انکے مختل

دور ہے عقل سے تشبیہ سکون جوہر عزت
سبقت اندیش ہمہ ہر عضو ہے عضو آخر
وصف مین گرمی رفتار کے شاعر جو لکھے
لفظ کیا نقطے بھی دیوان سے یون اُڑ جاگین
قطعه
لالے کے پھول کو آغوش صبا مین دیکھا
آئینہ نعل کا اوسکے ہو جو بنکر تیار
قطعه
حشر تک نور نظر عکس کے پیچھے دوڑے
جتنے اوصاف ہین گھوڑے کے وہ اون سب مین ہے فرد
فیلخانے مین ہین سرکار کے ہاتھی بیحد
ایک ہتھنی مگر اون سب مین جو سب سے ہے بلند
فیل گردون بھی جو دیکھے تو جگر جاے دہل
اور تشبیہ نئی اک مجھے سوجھی ہے ابھی
پا بزنجیر ہے ہر چند مگر ہے آزاد
عظمت شان و جلالت کا ہو کیا اوسکے بیان
ہے در قلعۂ گردون کی کلید اوسکی کجک
شبکی طرفہ ہے رفتار مین با اینہمہ شان
بس امیر آگے نہ بڑھ روک عنان فکرت
پر کہان ذرہ کہان پایۂ مہر خورشید
شکر کر شکر کہ مداح ہوا تو اوسکا
قدردان سخن و اہل سخن ہے ممدوح
اور یہ کر عرض بصد عجز و خلوص و زاری

سحر و اعجاز کی نسبت سے ہوا ایمان مین خلل
پیچھے پہچانے کے باعث سے ہوا داغ کفل
کرکے موزون کوئی قطعہ کہ قصیدہ کہ غزل
دانے اسپند کے مجمر سے گئے جیسے نکل
نظر آیا جسے رفتار مین وہ داغ کفل
اور آنکھ اوس سے مقابل ہو تو دیکھے چھل بل
اور ناکام رہی آخر کو گرے ہے کر شل
سخت تم نرم دم آگندہ سر تن بین کفل
عظمت و قدر مین ہر ایک سے ہر اک افضل
اوسکی تعریف کرون تام ہے اوسکا چنچل
دانت پاے کی جگہ اوسکے ہین خرطوم زحل
مار خرطوم ہے دندان ہین درخت صندل
نالے کی طرح سلاسل سے وہ جاتی ہے نکل
متشکل ہوئی ہے قدرت خلاق ازل
فیلبان اوسپہ کہ سیمرغ ہے بالاے جبل
غیر ممکن کہ سر ہو کہین جاے کچل
ہمنے مانا کہ نہین پانون قلم کا ترے شل
مگر زبان بند نہین ہے یہ تعلی کا محل
خلق ذاتی سے چھپا دیگا خطایا و زلل
ہاتھ اوٹھا بہر دعا پیش خداوند اجل
کہ خدایا بحق آل نبی مرسل

سرخرو رنگ سعادت سے ہے جب تک نہ چہرہ ۔ روسیہ داغ نحوست سے ہو جبتک کہ زحل
حسن کو ناز رہے عشق کو جبتک کہ نیاز ۔ رہے معشوق کا جبتک دلِ عاشق مین محل
جب تلک مہر سے پُر نور ہے سارا عالم ۔ جب تلک ماہ کی روشن ہو فلک پر مشعل
پہ تو مہ سے کتان کا ہو جگر جبتک چاک ۔ گرمی مہر سے تا موم کا دل جائے پگھل
جب تلک شہد کے حصے مین رہے شیرینی ۔ تلخکامی رہے جب تک کہ نصیب حنظل
نیش اور نوش کے باقی رہین جبتک آثار ۔ لے مزہ بیٹھ کے ہر پھول پہ زنبور عسل
سرو کے گرد کرے فاختہ جب تک کوکو ۔ گل کے آگے پڑھے تا بلبل شوریدہ غزل
مست جبتک رہین قدا ساقیِ دریادل پہ ۔ شور طاؤس کرے دیکھ کے جبتک بادل
جتنی امیدین رہین بر آئین میرے آقا کی ۔ خلد کیطرح سے شاداب رہے باغِ امل

ملکِ اقبال کو یارب ہو ترقی کچھ یون
یہ کہے مہر تو ہے کیا ہند مین ہو جائے عمل

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کچھ غم نہین جو پیش ہے دفتر قصور کا
عنوان نامہ نام ہے رب غفور کا

کیسی نظر حجاب جو مانع ہو نور کا
دریا سے قطرہ قصد کرے کیا عبور کا

ہمت ہی شرط راہ خدا ہے کھلی ہوئی
پہونچا وہ جسنے قصد کیا راہ دور کا

محروم اوسکے خوانِ تجلّی سے کون ہی
حصّہ ہر ایک آنکھ نے پایا ہے نور کا

کہتے ہی یا کریم اِدھر سے اودھر گئے
لطف و غضب مین فاصلہ تھا کتنی دور کا

مین خاک بھی ہوا تو ہوا اوسکی خاک در
چھوٹا نہ دست عجز سے دامن غرور کا

وہ صاف دل ہون مردمک چشم کی طرح
میرے سیاہ خانے مین عالم ہی نور کا

ہی اعتقاد صاف کی اسمین ہے مدام
مینائے دل کو سنگ نہ توڑے فتور کا

زاہد لحاظ رکھ کہ نہ گل ہو چراغ زہد
جھوکا نہ آنے پائے ہوائے غرور کا

دیکھین کہ کیا دکھائے قیامت مین شوق دید
درپیش مرحلہ ہے شہود و ظہور کا

حاضر مرے جنازے پہ ہون سب ملائکہ
سایہ ہو سر پہ مثل سلیمان طیور کا

کیا ڈر جو قصر عفو مقام بلند ہے
زینہ لگا کے پہونچونگا عذر قصور کا

دیدار کا تو وعدہ وفا ہوگا حشر کو
ارشاد ہو علاج دل ناصبور کا

عاشق کیا ہے شوق نے تیرے حبیب پر
یارب امیدوار ہون عفو قصور کا

دیکھا نہین ہے تجھکو مگر شوق دید ہے
مشتاق غائبانہ ہون تیری حضور کا

مرکر ملے نجات لحد کے فشار سے
صدقہ اکابر و شہدا کے قبور کا

پھیلا کے پانوں چین سے سوؤن مزار مین
تکیہ نصیب سر کو ہو زانوے حور کا

یارب اکیلے رہنے کی عادت نہین مجھے
جمگھٹ رہے مزار مین غلمان و حور کا

محشر کے روز ساقی کوثر کا واسطہ
اک جام تشنگی مین شراب طہور کا

عریان اوٹھون تو دامن رحمت مین دے جگہ
ڈھکجاے اس طرح سے بدن تیرہ عور کا

الفت امیر آل محمدؐ سے فرض ہے
مشکل ہے بے سفینہ ارادہ عبور کا

نام عاصی داخل فرد شفاعت ہوگیا
خاتمہ بالخیر احمدؐ کی بدولت ہوگیا

مرغ عصیان اوسکے صید باز رحمت ہوگیا
رنگ شاہین ترازوے عدالت ہوگیا

زرد رو تھا وقت پرسش پر بلا سے بزم مین
فرش استبرق سمجھے صحن قیامت ہوگیا

گرمی خورشید محشر سے ہوئی حاصل نجات
شامیانہ سر پہ میرے ابر رحمت ہوگیا

آل احمدؐ کی محبت کا چبھا تھا دلمین خار
بڑھ کے محشر مین کلید باب جنت ہوگیا

جم گیا تھا دلمین جو شوق معاصی سے غبار
سرمہ بہر دیدہ عین عنایت ہوگیا

واہ ری رحمت جو رکھا پانوں بالاے صراط
دستگیری امن دینے کی خوف رخصت ہوگیا

جس علم کے نیچے پائی فیض احمدؐ سے جگہ
میری بیجبری پہ انگشت شہادت ہوگیا

دفعتاً صورت بدل کر نکلی امید یاس
خار زار رنج فرش خواب راحت ہوگیا

راستہ تھا اول منزل جو نا ہموار پیش
رفتہ رفتہ ہو زبان بام رفعت ہوگیا

قصر یاقوت و زمرد کی ہوئی آسان خرید
باغ جنت کا قبالہ وانع محنت ہوگیا

تشنگی مین کوثر و تسنیم کے چشمون پہ ہم
اسطرح پہونچے کہ رضوان غرق حیرت ہوگیا

صبح محشر جلد چمکا را ملا ہمکو اسیر
مہر کیا چمکا کہ تابان نجم قسمت ہوگیا

نہین سودا فقط یوسف کو اوسکی دورہ امان کا
گدا ادریس بھی ہو کوچہ چاک گریبان کا

مزہ عاشق کے دل سے پوچھ حسن شعلہ رویان کا
تماشا دیکھ پروانونکی آنکھون سے چراغان کا

یہ تیری تیغ نے روکا ہے رستا شہر امکان کا
کہ چھایا ہے قضا کے ہاتھ پر خون شہیدان کا

دل پر داغ پہ یہ حسرتون کا خون ہوتا ہے
لہو بنکر ٹپک جاتا ہے رنگ اپنے گلستان کا

زبان حال سے کہتا ہے خنجر میان سے کھنچکر
کہ گھر بیٹھے بہلتا ہے کوئی جی مرد میدان کا

تمھے ہی سامنے دامن اوٹھا کر ناز سے چلنا
مجھی سے پھر گلہ اوٹھا مرے چاک گریبان کا ۴

تکلف حسن کا ہے جب خط یار مین پایا
نظر آیا مجھے ہر مور مین جلوہ سلیمان کا

بہار تازہ دل دیکھ اگر شوق تماشا ہے
بہشت اک پھول مرجھایا ہوا ہے اس گلستان کا

نہ ہوگا بند جبتک نقد جان باقی ہے تجھا لب مین
سخن کے گھر کا دروازہ ہے چاک اپنے گریبان کا

بہار کہکشان وانجم و افلاک کیا دیکھون
نہ بیلا اچھی نہ بوٹا خوشنما ہے اس گلستان کا

لکھے یکدست یہ مضمون تری دست حنائی کے
مخمس جو مرے دیوان مین ہے پنجہ ہے مرجان کا

نہ گھبرا اے دل وحشی سواد شام فرقت سے
کہ یہ سایہ بھی ہمسایہ ہے اوس زلف پریشان کا

خیال عیش کرینگے فلک نے گو پھنسایا ہے
تصور قید ہو سکتا نہین ہے اہل زندان کا

ہمارا بھی قفس کے ساتھ جاتا ہے جو گلشن کو
اکیلا سیر کرنا لطف کیا دیگا گلستان کا

معاف اے شوخ ہوکے مین اٹھائین مچیان جسنے
تمھے تحفے پہ شک تمکو ہوا اپنے گریبان کا

اچھلتا ہے کلیجا ڈوبتا ہے دل خدا حافظ
سمندر پیرتا ہے جھیلنا غمہائے ہجران کا

سنے کیا طول محشر جسے غمتا کو نی آنکھون مین
ازل سے تا ابد پھیلا ہوا ہے روز ہجران کا

دہان گور سے آواز یہ کانون مین آتی ہے
نہین ہے کام اس گھر مین کسی ناخواندہ مہمان کا

تڑپکر دم نکلجائے مگر کھلتا نہین ممکن
تری دلگی گرہ ٹانکا ہے میرے زخم پنہان کا

جگر کھدون کہ دلکو دون بتا اے ناوک قاتل
کہ دو پیاسو نہین ہے یہ ایک قطرہ آب پیکان کا

اسیر آئین گے کیا کیا شمع رو راتون کو چھپ چھپ کر
نیا انداز ہوگا میرے مدفن پر چراغان کا

اگر وہ کاسے ہے رنگین تھین تکمہ گریبان کا
لگاؤ تسل اسمین قطرۂ خون شہیدان کا

اسیر عشق ہو کر زمزمہ سنج طایر جان کا
چہکتا ہے قفس مین جاکے بلبل اس گلستان کا

کنارہ مرگ کے ہاتھ آیا ہے مجھکو ملک ایمان کا
بڑی مشکل سے دروازہ کھلا شہر خموشان کا

تمہارے بانکپن کی شان کچھ اسمین نکلتی ہے
کھنچے تو دوڑ کر ہاتھ چوم لون شمشیر براں کا

دھوان اٹھتا ہے داغ آتشین سینہ سے ایسا
کہ چھپ جاتا ہے بدلی مین ہلال اپنے گریبان کا

خیال خط مین اے گل جان نکلتا ہون جو گلشن مین
لگاتا ہے ہزارون برچھیان سبزہ گلستان کا

نظر آیا وہ چہرہ ہٹتے ہٹتے رک گئی وحشت
اوٹھائی اوسنے چلمن رہ گیا پردہ گریبان کا

جہان معشوق ہے عاشق دکھا جاتا ہے رنگ اپنا
شبیہ طوق قمری ہے دھوان سرو چراغان کا

یقین ہے غنچے ہنستے ہو لبالب خون حسرت سے
اگر کاسہ بنائین کاسہ گر خون شہیدان کا

نہ پوچھو حال دل کا میرے آہ بے اثر دیکھو
درخت بے ثمر ہے یہ اوسی وجہ ہے گلستان کا

دل سرگشتہ میرا دیکھکر یون وہ پری بولا
یہ دل کا ہیکو ہے کوئی بگولا ہے بیابان کا

کہان سامان تھا وحشت مین کہ نامہ بر کو لکھتا
دیا قاصد کو پرزہ پھاڑ کر مین نے گریبان کا

نہ ہے شوق شہادت امتحان کا محبت مین
قدم بڑھتے ہی ہاتھون رہ گیا دل مرد میدان کا

دم قتل اوس پری نے دی جو گردش ابرو اس کو
مری آنکھون مین عالم پھر گیا چتر سلیمان کا

تفوق رکھتی ہے سرگشتگی نخوت فروشی پر
کہین دامن سے ہوتا ہے مقام اونچا گریبان کا

وہ دیوانے ہین آنکھون کے ذرا ایما اگر کردین
نکالے شیر پر آنکھین غزال اپنے بیابان کا

جسے سارا زمانہ آفتاب حشر کہتا ہے
وہ اک ذرا ہوا چاہتا ہے اپنے داغ ہجران کا

نئی تقریب پریون کے بلانے کی ہے دیوانو
کسی صحرا مین عرس اک دن کرین چلکر سلیمان کا

ہوئی ہین بسکہ آنکھین لوٹ دیکی جا بجا تیری
نگاہین کھیلتی ہین گیند اوس گوے گریبان کا

وہ زخمی ہین تڑپ کیسی چھڑکتا گر نمک قاتل
دہان زخم سے ہم چوم لیتے منہ نمکدان کا

بڑے نادان ہین جو لوگ ڈرتے ہین امیر اس سے
اجل تو نام ہے اک زندگانی کے نگہبان کا

جنون ہے مجکو اک پردہ نشین کے دوڑ امان کا
کلاکاٹون جو پردہ فاش ہو چاک گریبان کا

نظر آتا ہے دلمین تنگ کیا کیا حسن خوبان کا
تماشا دیکھتا ہون ایک غنچے مین گلستان کا

چھپاتا ہے عیب عریانی سے رخت جسم انسان کا
مرا داغ جنون پیوند ہے میرے گریبان کا

کہین ضبط فغان سے عشق کے آثار چھپتے ہین
لب خاموش سے پیدا ہے صدمہ ردو پنہان کا

صدا یہ قلقل مینا سے میخانے مین آتی ہے
کہ بخت سبز اک طوطی ہے ستون کے گلستان کا

اگر اوڑتی ہوئی پریان اوڑانیکا ارادہ ہے
ہوا پر جال پھیلایا ہے کیون زلف پریشان کا

جنون کے گل کھلاتی یون صبا کو کیا سلیقہ تھا
چمن مین ہے گل صد برگ نام اپنے گریبان کا

کیا اظہار درد دل تو کھینچا میان سے خنجر
نیا نسخہ نکالا آپ نے یہ درد ہجران کا

خیال طرہ بندھا جاے نہ کیونکر چور کی صورت
بلا یہ پھر رہا ہے آنکھ مین خواب پریشان کا

عدم کو چلدیا خاموش جو عاشق ہوا اسپر
دہن یار دروازہ ہے کیا شہر خموشان کا

تمہارا پنجۂ رنگین جو چڑھا جب سے نگاہون پر
جما یا رنگ اترا دل سے اپنے پنجہ مرجان کا

ترا ممنون ہون اے ضعف پردہ رہگیا میرا
چھڑایا تونے دامن دست وحشت سے گریبان کا

ملایا خاک مین انکو جہان کی بیوفائی نے
کتابہ خط کوفی مین لکھو گور غریبان کا

تعجب کیا کمال شوق مین لپٹا جو میں اوس سے
دیا شمشیر نے دھوکا کسی کے جسم عریان کا

سے کہتے ہین باہم راز الفت دیکھ ای قاتل
سیا ہی سُمنہ تری تار کمر سے زخم پنہان کا

زنخدان پر جو انگشت حنائی یار نے رکھی
تو مین سمجھا کہ ہی سیب ذقن پھل شاخ مرجان کا

مزاج آگے تو دیوانو سے یون برہم نہ رہتا تھا
اثر ہے ای پری یہ صحبت زلف پریشان کا

کہان جائینگے اڑ کر یہ پری رو میری چالون سے
مجاور ہین بنونگا جا کے درگاہ سلیمان کا

نصیب دشمنان قاتل کو سکتا ہو گیا شاید
کہ بسمل آئینہ دکھلاتے ہین چشم حیران کا

ہوائی زلف مین اک حور کے سودا یہ چپکا ہی
بیاض صبح جنت ہی سواد اپنے بیابان کا

امیر ایسا شگفتہ ہے ہجوم داغ سے پہلو
کہ ہر نا سور دل رخنہ ہے دیوار گلستان کا

دکھانا چاہیے کچھ بانکپن سودائے مژگان کا
بہت اب نوک کی لیتا ہی ہر کانٹا بیابان کا

نہ چھوڑا تار برقی دست وحشت نے گریبان کا
دیا ہر چند مین نے واسطہ یوسف کی دامان کا

جواب روضۂ رضوان ہی تختہ کوی جانان کا
قضا چھڑکاؤ کرتی پھرتی ہی خون شہیدان کا

ستمگر نے نہین کنگھے مین اپنے گوکھرو ٹانکا
نکل آیا ہی جوہر صاف شمشیر گریبان کا

بنا کر آئینہ پر یون کو یون خودبین نکرنا تھا
سکندر کچھ تو تجکو پاس لازم تھا سلیمان کا

زمین ہی ایک مشت خاک صحرای محبت کی
فلک چھوٹا سا اک میدان ہے دل کے بیابان کا

تردد کیا ہی تمکو یہ تو دو ٹانکون مین اچھا ہے
عدو کا زخم دل کیا چاک ہی میرے گریبان کا

دبستان جنون مین جو سبق تھا درس مین تیرے
وہ ای مجنون برآوردہ ورق ہی میرے دیوان کا

نہ بھولے آپکو بھولے جو دنیا کو تو کیا بھولے
یہ منت ہو اگر پوری تو بھرے طاق نسیان کا

کسی عارض کا آئینہ ہو اپنا دیدۂ حیران
دل صد چاک شانہ ہی کسی زلف پریشان کا

ورآیا بنکے پتلی دیدۂ خورشید محشر مین
اگر اونچا اڑا ذرہ کوئی اپنے بیابان کا

لب بام اوس پری نے الٹا چہرے سے سرکے
اوٹھا کر اٹھتے پردے کو گویا برق نے جھانکا

ذرا سی چھیڑ مین کیون پھوٹ بہتے ہو تم ای چھالو
اسی سے چھیڑتا ہے تمکو ہر کانٹا بیابان کا

گھٹائین غم کی چھا جاتی ہین اسیر تیرہ بختون کے
بلا ہر رخنہ کھلنا آپ کی زلف پریشان کا

ملایا چاہتا تھا ہاتھ سر اوس گل کے ہاتھ اپنا
یہ باعث ہر کہ شل حق نے بنایا پنجہ مرجان کا

اوترا ہر نہین غصہ کسی دم چشم و ابرو سے
پریرویون پہ کیا تمغا ہے سرکار سلیمان کا

خیال زلف و رخ ہی رات دن آنکھونمین پھرتا ہر
اجالا صبح وصلت کا اندھیرا شام ہجران کا

مری غم مین رواں آنسو ہین آنکھون سے حسینون کے
کہ ماتم ہو رہا ہر گھر مین پریون کے سلیمان کا

انا الحق بولتی ہین قمریان حق سرہ کیسا
جسے کہتے ہین دار اک سرو ہر اپنے گلستان کا

کتاب لوح محفوظ اے امیر اسکا ہے دیباچہ
سواد خامۂ کن خاتمہ ہے اپنے دیوان کا

ہم سے بگڑ کے غیر کا تو یار ہو چکا
ہونا جو تھا وہ اے بت عیار ہو چکا

ترغیب دی شراب کے پینے کی کیون اوسے
حق تو یہ ہے مین پہلے گنہگار ہو چکا

اٹکھیلی کی چلے نہ چلے چال اب وہ شوخ
فتنہ جو سو رہا تھا وہ بیدار ہو چکا

بالین پہ میرے کس لیے آیا ہر اے طبیب
تجھ سے علاج درد دل زار ہو چکا

آیا نہ ایک بار عیادت کو وہ مسیح
سو بار مین فریب سے بیمار ہو چکا

زنجیر پا ہے ضعف سے ہر موج بوریا
شاہون کا مجھ فقیر سے دربار ہو چکا

افسوس آنکھ خواب تغافل سے تب کھلی
جب آفتاب حشر نمودار ہو چکا

اب عفو وہ کرین نہ کرین اختیار ہے
امید عفو مین گنہگار ہو چکا

جب آستان یار پہ حاضر ہوے ہین ہم
دربان سے یہ سنا ہے کہ دربار ہو چکا

باقی ہزار شوق خط شوق ناتمام
قاصد کمر کو باندھ کے تیار ہو چکا

کافی ہے زلف جال بچھاتا ہے کس لیے
صیاد سے کبھو مین گرفتار ہو چکا

دنیا مین کون غم ہر نہین جسکے بعد عیش
آئی بہار خشک جو گلزار ہو چکا

دل راہ چلتے چھین لیا مجھ سے یار نے
یوسف کا فیصلہ سر بازار ہو چکا

میرا سوال سنکے جو خاموش ہوے ہے
مین خوش ہوا کہ وصل کا اقرار ہو چکا

اب لب پہ لائین کیا ارنی صورت کلیم
محشر کے روز وعدۂ دیدار ہو چکا

باقی ہے کسکو حوصلہ اخفاے عشق کا
رسوا امیر کوچہ و بازار ہو چکا

داغ غلو حشر کا ہر مرتبہ چرچا کیسا
روز کا تمنے نکالا ہے یہ جھگڑا کیسا

دیکھین جو رین بھی تو بیہوش ہون روتے روتے
سیر کیسی ترے کشتے کا تماشا کیسا

مے پیو شوق سے خالق ہے رحیم اور کریم
میکشو خیر ہے اندیشۂ فردا کیسا

آشنا ذکر سے رہتی ہے فقط اپنی زبان
دوستانہ بھی کسی دوست سے شکوا کیسا

جاے آرام نہ دیکھی کبھی اس عالم مین
نہین معلوم کہ ہے عالم بالا کیسا

نبض دیکھی تو حرارت سے جلے دست مسیح
تیرے بیمار محبت کا مداوا کیسا

نام چاہے تو نہان ہو نظر عالم سے
گوشہ گیری سے ہوا شہرۂ عنقا کیسا

آبلہ پائی و بیتابی و سرگردانی
اے جنون گھر مین یہ سامان ہو تو صحرا کیسا

کبھی دیوانۂ الفت نہ تمہارا سمجھا
لوگ سمجھانے کو سمجھا چکے کیا کیا کیسا

شک نہین اسمین کہ ہے مصرع موزون قد یار
پر کمر بیچ سے غائب ہے یہ یکتا کیسا

جوش وحشت ہمین اس دشت مین لایا کہ جہان
آ ہوے قیس نہین ناقۂ لیلے کیسا

کہتے ہین زلف مسلسل کی لکھو تو تعریف
دیکھین اس فن مین ہے تمکو ید طولا کیسا

تیری تصویر خیالی بھی نہ آئی مرے پاس
رہگیا کھول کے آغوش تمنا کیسا

میرے لب تک نہین آیا ابھی نالہ بھی امیر
زلزلے سے ہے یہ عالم تہ و بالا کیسا

پوچھا نہ جاے گا جو وطن سے نکل گیا
بیکار ہے جو دانت دہن سے نکل گیا

ٹھہرین کبھی کجون مین نہ دم بھر بھی اہل رہ
آیا کمان مین تیر تو سن سے نکل گیا

خلعت پہنکے آنے کی تھی گھر مین آرزو — یہ حوصلہ بھی گور و کفن سے نکل گیا
پہلو مین ہیری دلکو نہ اے درد کر تلاش — مدت ہوئی غریب وطن سے نکل گیا
مرغان باغ تمکو مبارک ہو سیر گل — کانٹا تھا ایک مین سو چمن سے نکل گیا
کیا رنگ تیری زلف کی بو نے اوڑا دیا — کافور ہو کے مشک ختن سے نکل گیا
پیاسا ہون اسقدر کہ مرا دل جو گر پڑا — پانی اُبل کے چاہ ذقن سے نکل گیا
سارا جہان نام کے پیچھے تباہ ہے — انسان کیا عقیق یمن سے نکل گیا
کانٹون نے بھی نہ دامن گلچین پکڑ لیا — بلبل کو ذبح کر کے چمن سے نکل گیا
کیا شوق تھا جو یاد سگ یار نے کیا — ہر استخوان تڑپ کے بدن سے نکل گیا
اے سبزہ رنگ خط بھی بنا اتبو بوسہ دے — بیگانہ تھا جو سبزہ چمن سے نکل گیا
منظور عشق کو جو ہوا اوج حسن پر — قمری کا نالہ سرو چمن سے نکل گیا
مدنظر رہی ہمین ایسی رضاے دوست — کاٹی زبان جو شکوہ دہن سے نکل گیا
طاؤس نے دکھائے جو اپنے بدن کے داغ — روتا ہوا سحاب چمن سے نکل گیا
صحرا مین جب ہوئی مجھے خوشبو کی تلاش — کوسون مین آہوان ختن سے نکل گیا
خنجر کھنچا جو میان سے چمکا میان صف — جوہر کھلے جو مرد وطن سے نکل گیا

مین شعر پڑھ کے بزم سے کیا اوٹھ گیا اسیر
بلبل چہک کے صحن چمن سے نکل گیا

وعدہ نہین ہے حشر کے دن کس سے دید کا — حصہ ابھی سے بانٹ رہے ہین وہ عید کا
اللہ رے انقلاب جہان پلید کا — خون حسین غازہ ہے روے یزید کا
قاتل کے کان تک نہین پہونچی ابھی فغان — کیون تیغ نے گلے کو دیا خط رسید کا
کچھ لیگئے ہین زاغ و زغن کچھ سگ ہما — لاش اپنی بعد مرگ ہے توشہ فرید کا
کہدے کوئی حسینون سے دل بیچتا ہون مین — آئے جسے جسے ہو ارادہ خرید کا

ہان ای کلید دار قضا کھول قفل بخت
کچھ اسمین گھس نہ جائیگا ناخن کلید کا

کشتون کا کیست کاٹ کی کہتی ہے تیغ یار
جانہ مجھی پہ قطع ہے قطع و برید کا

کیا جانتا ہے کوئی فقیری کا مرتبہ
دل نام پیر عرش لقب ہے مرید کا

پوچھو نہ حال خلق رقیب سیاہ رو
بگڑا ہوا خمیر ہے خاک یزید کا

کیا جانے رہرون کا ہوا کیا عدم مین حال
اتبک تو ایک نے نہ لکھا خط رسید کا

اے ترک تیرے رعب نے ایسا دبا دیا
اوچھلا نہ خون حشر کے دن بھی شہید کا

دوزخ مین ڈالے جائینگے جب روزہ بت پرست
تا تین تخل مچائے گا ہل من مزید کا

دل میرا اوسکے رخ سے مخطط نے چھین کر
جھوٹا بنا لیا ہے قبالہ خرید کا

اب کی بہار سے مجھے آتی ہے بوے خون
آیا ہے لالہ بھیس بدل کر شہید کا

کیونکر کھنچون نہ مین طرف قرب حق امیر
پھندا مرے گلے مین ہے حبل الورید کا

آئے جسے ہو شوق تجلّی کی دید کا
ہے کوہ طور ڈھیر تمھارے شہید کا

آنکھین ہین اور لطف ہے اب اوسکی دید کا
برسون جو آفتاب رہا چاند عید کا

وہ وہ شب فراق کا نقاش مجھ سے لے
نقشہ جو کھینچنا ہو بعینہ یزید کا

مسجد سے ہے میکدہ ای شیخ یون ش دیکھ
بالاے طاق ہو نہ عقیدہ مرید کا

کیسی سزا کہ رعب ہے قاتل کے روز حشر
نالہ گلے مین پھنس کے نہ نکلا شہید کا

کھینچا نہ ہاتھ قتل سے قاتل نے شام تک
تکبیر کہتے کہتے کٹا روز عید کا

آنے تو دو بہار یہ دونون ہین رہن مے
خرقہ نہ پیر کا ہے نہ جبّہ مرید کا

حیرت نے کر دیا ہمین تصویر پیش یار
اوٹھا نہ ذرا نہ ذائقہ گفت و شنید کا

وہ یاد ہین ساقی کوثر مین پیے ہیون
شامی کباب بھن کے جگر ہو یزید کا

پیری مین مجھ سے خنجر قاتل گلے ملا
دیکھا ہے چاند تیسری تاریخ عید کا

عکسی شبیہیں کھینچنے رخسار یار کی
یہ بھی تو چھاپنا ہے کلام مجید کا

ہم منتظر کر لائے وہان سے جواب خط
بھیجا ہے نامہ برنے خط اپنی رسید کا

اس غمکدے مین کٹ گئی یون اپنی زندگی
قیدی پہ جیسے روز گذر جائے عید کا

پوچھو نہ کچھ مرے دل زخمی کا مجھسے حال
انشا قتیل کی ہے یہ دیوان شہید کا

کس دن نہین ہین چار گدا چار میہمان
رزق اپنا اے امیر ہے توشہ فرید کا

مجکو محب سمجھ نہ کے حسین شہید کا
کرتا ہے تنگ قافیہ تک بھی یزید کا

یہ شوق ہے جو خلق کو قاتل کی دید کا
جائے شہاب خون بکے گا شہید کا

ہوتے ہین تر پسینے سے آغوش مین حسین
پھولون سے مجکو ڈھب ہے عرق کی کشید کا

اتراتے ہین جو لوگ پہنکر لباس نو
ہنستا ہے چاک پیرہن صبح عید کا

مت بنکے وقت نزع نہ بالین پہ پیر بیٹھ
ہوتا ہے آج خاتمہ گفت و شنید کا

ثابت ہوا عدم کو مسافر پہونچ گیا
تعویذ قبر پر نہین خط ہے رسید کا

کرتا ہے مثل چرخ زمانہ بھی پائمال
مسلک جو پیر کا وہ چلن ہے مرید کا

گردن تو کیا نہین مرے اعضا کو خوف تیغ
ہان ایک ایک رگ کو ہے حبل الورید کا

کھولین گے لات مارکے ہم میکدے کا در
پاپوش اپنی کام کرے گی کلید کا

کیسا جواب خط کہ ہوا نامہ بر کا خون
خنجر پکارتا ہے یہ خط کی رسید کا

نازک ہون مین وعظ کی مجلس مین جاؤن کیا
[illegible] ہے مجکو ذکر عذاب شدید کا

پیر مغان نے مجکو سنبھالا تو کیا ہوا
[illegible] دستگیر ہے اپنے مرید کا

باطن مین غم ہے عشرت دنیائے ظاہری
پہنے ہوے لباس محرم ہے عید کا

مہندی کی پٹیان نہین پر میرے باغبان
کیون اپنا ہاتھ [illegible] سے قطع وتبرید کا

فاقے سے ہون تو صاحب غیرت شرح کرین
دعوت خلیل کی ہو کہ توشہ فرید کا

وتہ اوٹھ کے بیٹھنے سے ہوے کشتہ ہم امیر
خنجر پھر اگلے پہ ملاقات عید کا

ہے دل کو شوق اوس بت قاتل کی دید کا
ہولی کا رنگ جسکو لہو ہے شہید کا

مژدہ ہو میکشو کہ ہوا چاند عید کا
محتاج قفل میکدہ تھا اس کلید کا

یارب ہے وہ چاہ ذقن خط سے حفظ مین
گھیرے نہ اس فرات کو لشکر یزید کا

جی چاہے جس حسین کا وہ لے ہے جنس دل
سرمایۂ کریم ہے توشہ فرید کا

دنیا پرست کیا رہ عقبیٰ کرینگے طے
نکلے گا خاک گھر سے قدم زن مرید کا

وہ مست ہون کہ مین نے شب قدر کی دعا
روزے تمام ہون کہین دن آئے عید کا

کس گلبدن نے ہاتھ سرہ رہ لگا دیا
پھولون کی سیج ہے جو جنازہ شہید کا

ہونے نہ پائے غیر بغلگیر یار سے
اللہ یون ہی روز گذر جائے عید کا

اپنی کہین کہ اوسکی سنین وقت نزع ہم
وردا کہ وقت تنگ ہے گفت و شنید کا

سارا حساب ختم ہوا حشر ہو چکا
پوچھا گیا نہ حال تمھارے شہید کا

تک تک کے روز کھاتے ہین وہ اغذا مرا داغ
سمجھے ہین شاید اسکو بھی توشہ فرید کا

لوٹے گی لذت لب شیرین مری زبان
قفل دہن پہ اوسکے ہے دانت اس کلید کا

شیطان کبھی رقیب سے ہوتا نہین جدا
اولٹی ہے بات پیر سے پیر و مرید کا

ضائع نجائے دل پہ جو کھایا ہے داغ غم
یارب چراغ ہو کسی قبر شہید کا

جا کر سفر مین بھول گئے ہمکو وہ امیر
ہان اور دوستون نے لکھا خط رسید کا

اللہ رے مکر صاحب بخل شدید کا
گاڑے تو زر مزار بنائے شہید کا

گردن کو تیغ سے نہین رشتہ بعید کا
ڈورا جو باڑھ کا ہے وہ حبل الورید کا

اس کوچے کے گدائے تہیدست ہین وہ ہم
رضوان سے ہے ارادہ جنان کی خرید کا

کرتی ہیں دل کو خون اون آنکھوں کی پتلیان
اون شعبدون کو ذوق ہے سرے کی کشید کا

کیونکر نہ مثل قفل کھلے گا دہان یار
اک دن کرے گی کام یہ بیشک کلید کا

تحقیق درد دل کا کرونگا جو میں سوال
نکلے گا جملہ جفر میں ہل من مزید کا

ہو اوس سے بوسہ لب شیرین کی کیا امید
شربت پہ فاتحہ بھی نہ دے جو شہید کا

خط عذار یار کا کیا وصف کیجیے
نوروز کا یہ زائچہ خطبہ ہے عید کا

باتیں مری سنیں نہ تو یہ منہ پھیر کر کہا
تار اس کمند میں نہیں دل کی کشید کا

صحرا و کوہ کشتہ الفت کہان نہیں
ہر لالہ ہے چراغ مزار شہید کا

لیتی ہے بوسہ عارض محبوب کے وہ زلف
کافر کو بھی ادب ہے کلام مجید کا

حجام میرے دل کا دکھائے جو آئینہ
اوسے زیادہ ہو وہ اونھیں انعام عید کا

کندن سا رنگ یار دکھائے جو رخ ہو زرد
ذرے ارادہ چاہیے زر کی کشید کا

کتنا ہے سخت قلب تیب سیاہ رو
نطفہ یہ شمر کا ہے کہ بچہ یزید کا

نقش سے کم نہیں ہے قلمدان مرا امیر
ہر کلک سے ہے گلوئے بریدہ شہید کا

خط عارض نے دل اہل کرم توڑ دیا
بیت ابرو نے ہلالی کا قلم توڑ دیا

اس کڑی کا متحمل تھا کہان شیشہ دل
وہ کہی بات کہ دل تو نے صنم توڑ دیا

اہل محشر پہ ہوا جان ترے دیوانے کا
سر کو ٹکرا کے در باغ ارم توڑ دیا

باندھتے غیر کو جو ڈرا تو ہم دیکھ سکیں
رشتہ الفت کا تری سر کی قسم توڑ دیا

دل نے اک آہ میں نابود کیا انجم کو
سب جتھا کھینچ کے شمشیر دو دم توڑ دیا

حکم ہے یہ کہ نہ آئے کوئی دروازے پر
آسرا تو نے غریبون کا صنم توڑ دیا

صفحہ دہر پہ صورت گر قدرت نے امیر
اوسکی تصویر وہ کھینچی کہ قلم توڑ دیا

ہمسرِ زلف قدِ حور شمائل ٹھہرا
لام کا خوب الف مد مقابل ٹھہرا

دیدۂ تر سے جو دامن میں گرا دل ٹھہرا
بہتے بہتے یہ سفینہ لبِ ساحل ٹھہرا

کی نظر روے کتابی پہ تو کچھ دل ٹھہرا
مکتبِ شوق بھی قرآن کی منزل ٹھہرا

نکہتِ گل سے پریشان ہوا اوسکا دماغ
خندۂ گل نہ ہوا شورِ عنادل ٹھہرا

نجد سے قیس جو آیا مرے زندان کیطرف
دیر تک گوش بر آوازِ سلاسل ٹھہرا

حسن جب طفل کا چمکا وہ ہوا باعثِ قتل
جسنے تلوار سنبھالی ہرا قاتل ٹھہرا

خط جو نکلا رخِ جانان پہ ملا بوسۂ خال
یہی دانہ فقط اس کشت کا حاصل ٹھہرا

علم اک نقطہ جو مشہور تھا ای جوشِ جنون
غور سے کی جو نظر نقطۂ باطل ٹھہرا

دور جبتک تھے تڑپتا تھا مین کیسا کیسا
پاس آکر جو وہ ٹھہرے تو مرا دل ٹھہرا

کثرتِ داغ سے گلدستہ بنا دل تو کیا
زینتِ باغ نہ آرایشِ محفل ٹھہرا

دوڑتا قیس بھی آتا ہی نہایت ہی قریب
اک ذرا ناقے کو ای صاحبِ محمل ٹھہرا

دم جو بیتاب تھا مدت سی مرے سینے مین
تیغِ قاتل کے تلے کچھ دمِ بسمل ٹھہرا

ہم بڑی دور سے آئے ہین تمہارا ہی یہ حال
گھر سے دروازے تلک آنا کئی منزل ٹھہرا

ابتک آتی ہے صدا تربتِ لیلیٰ سے اسیر
ساربان اب تو خدا کے لیے محمل ٹھہرا

بیگانہ ہو کے سارے جہان سے جدا ہوا
اے عالم آشنا جو ترا آشنا ہوا

سمجھے کفن نصیب جو بندِ فنا ہوا
سرکارِ عشق سے ہمین خلعت عطا ہوا

دریاے معرفت سے جو دل آشنا ہوا
ترکِ خودی سفینۂ اہلِ فنا ہوا

بختِ سیہ نہ ضعف مین ہمسے جدا ہوا
قدِ خمیدہ حلقۂ زلفِ دوتا ہوا

مین مٹ گیا تو وہ بھی مرے ساتھ مٹ گیا
سائے سے خوب حقِ رفاقت ادا ہوا

پچھتائے ہین خون مرا کرکے کیون حضور
اب اسپہ خاک ڈالیے جو کچھ ہوا ہوا

چالاکیاں تو دیکھو مجھے قتل کر کے خود
اوروں سے پوچھتے ہین یہ کیا ماجرا ہوا

زائل ہوئی نہ بھیس بدلنے سے بوے عشق
تصویرین بھی رنگ ہر رُخ سے اوڑا ہوا

ہر دل کا سر دھرے معشوق سے یہ حال
جیسے درخت برف سے کوئی جلا ہوا

مرنے کے بعد گیسوے پریشان ہین عضو تن
کیا کیا ورق کتاب سے اپنے جدا ہوا

یاد کمر مین بھول گئی دل کو طرز آہ
کاسے مین اپنے بال پڑا بے صدا ہوا

جب سامنا ہوا دل عشاق کھنچ گئے
گیسو کا حلقہ بھی دہن اژدہا ہوا

یہ ضعف سے سبک ہون کہ نقش قدم مرا
پڑتا تو ہے زمین پہ لیکن ہٹا ہوا

آئینہ اوسکو کسنے دکھایا غضب کیا
جلاد خلق ایک تو تھا دوسرا ہوا

بوسہ طلب کیا تو یہ کہنے لگا وہ تپ
قدرت خدا کی تمکو بھی یہ حوصلہ ہوا

خالی قدح دکھاے مجھے کیون نہ دور سے
ساقی کا دل ہے میری طرف سے پھرا ہوا

شاید خط اوس ہتھیلی کی حلقے تھے جال کے
آتے ہی قید طائر رنگ حنا ہوا

ڈھونڈھا ہے کب بہانہ ترے دل نے بہر رنج
ماتم کیا اگر کوئی روزہ قضا ہوا

چاہ ذقن کو چاہ مہ مصر کیا کہون
مضمون سے یہ میری نظر سے گرا ہوا

ایسا نہ ہو کہ کوئی تجھے چھپ کے دیکھ لے
آئینہ دیکھ چار طرف دیکھتا ہوا

قاتل ستم ہے رشتہ الفت کا توڑنا
ہون قتل کر کہ کچھ رہے تسمہ لگا ہوا

کشتے کی اپنے تجکو ہے اے ترک کچھ خبر
آتا ہے ساتھ ساتھ ترے لوٹتا ہوا

آنکھون پہ ہے جلوہ معشوق سامنے
ہے مدتون سے بیچ کا پردہ اوٹھا ہوا

انسان کی مرگ و زیست نہین ہے کسی کے ہاتھ
آئے تو کیا جو آپ نہ آئے تو کیا ہوا

نامہ دیا تو اوس گل گلزار حسن تک
دم مین پہونچ گیا مرا قاصد ہوا ہوا

حور آگئی نظر کہ پری کوئی دیکھ لی
سودا سا ہے امیر کو کیا جانے کیا ہوا

فراق یار نے بیچین مجکو رات بھر رکھا
کبھی تکیہ ادھر رکھا کبھی تکیہ ودھر رکھا

شکست دل کا باقی ہمنے غربت مین اثر رکھا
لکھا اہل وطن کو خط تو اک گوشہ کتر رکھا

برابر آئینے کے بھی نہ سمجھے قدر وہ دل کی
اسے زیر قدم رکھا اوسے پیش نظر رکھا

شنائے دیدہ دل و خون جگر اشک خونین نے
عجب یہ طفل ابتر تھا نہ گھر رکھا نہ در رکھا

تمھارے سنگ در کا ایک ٹکڑا بھی جو ہاتھ آیا
عزیز ایسا کیا مر کر اوسے چھاتی پہ دھر رکھا

جنان مین ساتھ اپنے کیون نہ لیجاؤنگا ناصح کو
سلوک ایسا ہی میرے ساتھ ہی حضرت نے کر رکھا

نہ کی کستے سفارش میری وقت قتل قاتل سے
کمان نے ہاتھ جوڑے تیغ نے قدمونپہ سر رکھا

غضب ہے وہ میرے آتے ہی معلوم ہوتا ہے
جگہ خالی ہو پائی یار کو غیرون نے بھر رکھا

بڑا احسان ہو میرے سر پہ دستگیٔ لغزش پا کا
گرا اونسے بیتحاشا ہاتھ میرے دوش پر رکھا

زمین مین دانہ گندم صدف مین ہم ہوے گوہر
ہمارے عجز نے ہر معرکہ مین ہمکو در رکھا

ترے ہر نقش پا کو رہگذر مین سجدہ گر سمجھے
جہان تو نے قدم رکھا وہان ہمنے بھی سر رکھا

امیر اچھا شگون مے لیا ساقی کی فرقت مین
جو برسا ابر رحمت جاے مے شیشون مین بھر رکھا

جلانا چاہتی ہے جب کسی سرسبز گلشن کا
تو بجلی طوف کر جاتی ہی پہلے میرے خرمن کا

وہ ہون جانباز قتل پر گمان ہی مجکو گلشن کا
ترانہ بلبلون کا جانتا ہون بولنا رن کا

ترا خنجر گلے پر غیر کے کیونکر نہ رک جاے
کہ یہ غمزہ تو اے سفاک حق ہی میری گردن کا

نہ پوچھو دیکھنے کا حال ہمنے کچھ نہین دیکھا
کیا نرگس کی آنکھون سے تماشا سارے گلشن کا

بہار آئی ہی اے دست جنون یا عید آئی ہی
گریبان سے گلے ملنے چلا ہی چاک دامن کا

کبھی خورشید تاکیگا کبھی مہتاب جھانکیگا
کھلا رہنا نہین اچھا ترے گھر کے روزن کا

بصیرت ہو تو انسان ذرہ سمجھے چشم وحشی کا تکی
لیے ہین پتلیان آنکھون پہ پردہ تیری چلمن کا

کبھی کعبے کبھی بتخانے مین دیکھا جو تھا مجکو
ہوا مجمع مرے تابوت پر شیخ و برہمن کا

میں اک کہنہ نشین صاحب عصمت کا زخمی ہون / مری زخمون میں لازم صوف ہو یوسف کے دامن کا
دم مری مسی کی ہو شوخی پر چمی ہے خیر ہو یارب / کرینگے سیر گلشن رنگ اوڑیگا آج سوسن کا
نہ شمشیر قاتل کیطرف حسرت سے تکتا ہون / وہ بسمل ہون خبر سر کی نہ مجھکو ہوش گردن کا
ملون کفار مین جا کر شکست کفر کی خاطر / بتون کو توڑتا ہی بھیس بدلون مین برہمن کا
تردد کیون ہے یارونکو کہان گاڑین کہان تو مین / جہان وہ پانون رکھدین ہے ٹھکانا میرے مدفن کا
نہ گل ہنستے نہ غنچے مسکراتے دونون روتے / تمہین کو بلبلو آتا نہیں انداز شیون کا
لب جانبخش پر مسی نہیں اوسنے جمائی ہے / ہوا ہے چشمۂ حیوان مین پیدا پھول سوسن کا

ہلال و بدر دونون مین امیر اوسکی تجلی ہے
یہ خاکہ ہے جوانی کا وہ نقشہ ہے لڑکپن کا

کھڑا ہوتا ہون رستہ روک کر اوس شوخ پر فن کا / وہ رہزن ہون کہ آگا باندھتا ہون جا کے رہزن کا
خیال آیا جو ساقی اوس صراحی دار گردن کا / پڑا پھندا گلے مین گر گئی مے ڈھل گیا من کا
ستے پر شرم عصیان حرز بازو ہو گئی مجھکو / سمٹ کر گنبد مدفن ہوا تعویذ مدفن کا
قدم یان پھونک کر رکھتی ہے بجلی بھی جو آتی ہے / ہنسی سمجھا ہے گلچین پھونکنا میرے نشیمن کا
اوٹھا لون سختیان لاکھون کڑی بات اوٹھ نہیں سکتی / مین دل رکھتا ہون شیشے کا جگر رکھتا ہون آہن کا
بیلے تیغ بران نقد جان اہل جرأت سے / بہت ہے تیز بازار اجل مین نرخ آہن کا
وہ مشتاق شہادت ہون کبھی جلاد اگر کرتا / لگاتا تازیانہ ٹرشکے تسمہ میری گردن کا
تصور سے سمن رویون کے یہ خالی نہین رہتا / ہمارا دل ہے یا کمرہ ہے کوئی کنج گلشن کا
مسی مالیدہ لب سے کی ہے کلی جس جگہ اوسنے / قیامت تک اوگیگا اوس زمین سے پھول سوسن کا
وہ محو درد الفت ہون کہ مجھکو سیر گلشن مین / چٹکنے مین ہے غنچون کے مزا بلبل کے شیون کا
کرم فرما جو ہو ابر کرم میری زراعت پہ / سبب برق تجلی دانہ دانہ میرے خرمن کا
یہ کس گریان کا ساقی میکدے مین ورا آخر سے / کہ غل ہے میکشون مین خاتمہ ہے آج ساون کا

پہلے پہولے چمن مین دفن کرنا چاہیے مجکو ۔۔۔ کہ ہون مُرا ہوا اک نوجوان گلرو کے جوبن کا

امیرؔ آیا نظر جب چودھوین کا چاند سمجھے ہم
کسی نقاش نے کھینچا ہی نقشہ اوسکے جوبن کا

سیر اگر میرے سیہ خانے کی موسیٰ کرتا ۔۔۔ جل کے خاموش چراغ ید بیضا کرتا

آبرو گرد یتیمی مین جو پیدا کرتا ۔۔۔ گوہر اشک کو مین آنکھ کا تارا کرتا

ہاتھ رکھے مین اوٹھا زخم گلو پر دم حشر ۔۔۔ مجھ سے ہوتا کہ مین جلاد کو رسوا کرتا

تو وہ بت ہی تری نخوت سے جو ہوتا آگاہ ۔۔۔ کبھی فرعون خدائی کا نہ دعویٰ کرتا

جب تلک گنبد دوار کا ہوتا اک دور ۔۔۔ گر وشین لاکھ ترا بادیہ پیما کرتا

نور آنکھون مین نہین نام کو نرگس کیطرح ۔۔۔ خاک اس گلشن ہستی کا تماشا کرتا

خط پشت لب جانبخش نہین جلے عجب ۔۔۔ خضر سے کیون نہ ملاقات مسیحا کرتا

اے اجل دن ترے آنیکا جو ہوتا معلوم ۔۔۔ کچھ مین سامان تری دعوت کا مہیا کرتا

غم اوٹھانے کو بہت تھے ترے بندے یارب ۔۔۔ کیا کمی تھی اگر اک مجکو نہ پیدا کرتا

وہ جو اُمید بر آری پہ امیرؔ آجاتے
پہلے مین ترک تمنّا کی تمنّا کرتا

غبار راہ اوسکے لب بام تک بلند ہوا ۔۔۔ ہوا سے تند کا جو نکا مجھے کمند ہوا

جہان کسی کا دکھا دل مین دردمند ہوا ۔۔۔ جلا مین آگ پہ نالان اگر سپند ہوا

کھلا ہے باب اجابت دعا تو کر غافل ۔۔۔ در کریم سنا ہے کبھی کہ بند ہوا

برنگ اشک ندامت گرا جو آنکھ سے مین ۔۔۔ خدا کے سامنے رتبہ مرا بلند ہوا

گلا وہ ہے جو تری تیغ کو ہوا مقبول ۔۔۔ جگر وہ ہے جو ترے تیر کو پسند ہوا

کیا غرور معاصی نے وصلے کو یہ پست ۔۔۔ کبھی نہ شرم سے دست دعا بلند ہوا

یہ دل مرا ہی کہ جسمین خیال یار ہی نقش ۔۔۔ کبھی سنا ہی کہ عکس آئینے مین بند ہوا

کیا قبول نہ گل نے مرے گریبان کو
کبھی نہ خار کو دامن مرا پسند ہوا

تمھاری آنکھ کی ڈوری نے دل مرا کھینچا
نہال تاک کا ریشہ اسے کمند ہوا

چھڑک کے آئی وہ زلف سیاہ پر افشان
شب وصال ستارہ مرا بلند ہوا

نہ پوچھ الفت خال سیاہ کا باعث
پسند اپنی ہے مجکو یہی پسند ہوا

کوئی حسین نظر آیا بنا مین عاشق زار
جو گرم ناز ہوا مین نیاز مند ہوا

مزہ ملا سگ جانان کو استخوان کھا کر
ہزار شکر کہ ہے یہ مرا پسند ہوا

برنگ شمع جلایا یہ سوز الفت نے
کہ شعلہ آگ کا سر سے مرے بلند ہوا

کھلا جو یار کا جوڑا تو دل کھنچا میرا
بڑھا جو گیسوے جانان مجھے کمند ہوا

لکھا تھا خط مین جو حال اپنی چشم حیران کا
ہزار بند لفافہ کیا نہ بند ہوا

امیر پاے طلب جب سے توڑ کر بیٹھے
کبھی نہ ہاتھ سوے اغنیا بلند ہوا

نکالین گے تہ شمشیر براّن حوصلہ دل کا
دہان زخم سے ہم چوم لین گے ہاتھ قاتل کا

تڑپنے مین دکھا جاتی ہے کچھ انداز بسمل کا
مگر کھایا ہے چرکا برق نے بھی تیغ قاتل کا

عجب کیا ہے اگر گردون تہید ستون سے کھینچا ہے
محلہ چھوڑتے ممسک جو ہمسایہ ہو سایل کا

سفر مین یاد اوسکی مصحف عارض کی ایسی ہے
کہ ہر منزل پہ ہوکا ہے مجھے قرآن کی منزل کا

بھرا کشتون سے کیونکر دامن مقتل مین حیران ہون
نہین نکلا ابھی تک آستین سے ہاتھ قاتل کا

یقین ہے دیکھتا عالم نہین ہے شکل حورونکی
در جنت مین آئینہ اگر ہوتا مرے دل کا

کیا تو آب و دانہ ترک راہ عشق مین لیکن
بہت دشوار روزہ رکھکے طے کرنا ہے منزل کا

فساد اوس ترک کو عشاق مین مدنظر ٹھہرا
نئی سوجھی گلا بسمل سے کٹوا تا ہے بسمل کا

بھلا کر رانگ کی الفت کیا برباد آنکھون نے
شگون نے مجکو مارا راستہ بھٹکا کے منزل کا

نہو جبتک کہ حکم اوسکا کرے وہ قتل کیا ممکن
کہ عزرائیل اک جلاّد ہے سرکار قاتل کا

حسینون کا گھٹا یا رتبہ ایسا حسن نے تیرے
گمان مجنون کو ہے اب خیمۂ لیلےٰ پہ محمل کا

اثر ہے ناتوانی کا یہانتک بعد مرنے کے
کہ ریشم بنتے بنتے زال بنجائے مرے گل کا

لگا خنجر جو سینے پر ہوے کیا کیا رہا قیدی
ہزارون حسرتین نکلین جو دروازہ کھلا دل کا

ہدر ای سخت جانی ذبح کرنیکو وہ بیٹھا ہے
کوئی دم اور چھاتی سے لگا لون پانون قاتل کا

رہ الفت مین بے آبی ذقن کی دلکو آفت ہے
مسافر کی قضا ہے چاہ اگر ہو خشک منزل کا

امیر ایسا کیا بیتاب شوق قتل نے میرے
کہ ہے اوس ترک کے خنجر پہ عالم مرغ بسمل کا

تری گردن پہ ہوگا خون حسرتہاے بسمل کا
نگاہ یاس سے گر دل بھر آتا ہے قاتل کا

نشان ای نامہ بر کیا پوچھتا ہے قصر قاتل کا
لگا ہے آئینہ ہر ایک در مین چشم بسمل کا

نہ شتون پر عیان ہے سحر اوس زہرہ شمائل کا
خط چاہ ذقن ہے یا دھوان ہے چاہ بابل کا

مزاج ایسا تڑپنے سے ہے برہم میرے قاتل کا
چھری دیکہ پر رکھتا ہے بازو مرغ بسمل کا

عجب کیا تن پہ میرے زخم دامن دار کا ہونا
اوڑایا ڈھنگ چاک آستین نے دست قاتل کا

نکیرین اک ذرا دم لینے دو پھر لڑ جھگڑ لینا
ابھی تو مین تھکا ماندہ چلا آتا ہون منزل کا

الگ یارون سے بٹھلا کے بلایا ہے جو غیرون کو
جدا اوقر سے رہنا چاہیے افراد باطل کا

زبان پر تذکرہ اوس تیغ ابرو کا جو ہے ہر دم
صدا میری کہ نالہ ہے گلوے مرغ بسمل کا

ضعیف ایسا کیا ہے سختی راہ محبت نے
کہ چلنا دو قدم کرتا ہے طے دو لاکھ منزل کا

وہ گریان ہون رہے بے آب خود لبریز باقی سے
بنائین کاسہ گر کاسہ اگر کوئی مرے گل کا

جوانی مین نکر غفلت سفر کرنا ہے پیری مین
مسافر رات سے کرتا ہے سامان دن کی منزل کا

الٰہی بعد مرون بھی رہے مشق ستم مجھ پر
لگائین تیر جب تو وہ بنائین وہ مرے گل کا

کسی نے نقطۂ رخ ز نقطہ کب عالم مین دیکھا ہے
نہوتا کس طرح نقطہ رخ محبوب پر تل کا

جو پھیری آنکھ غیرون سے تو اوٹھا لطف یارونکو
تمہاری سرد مہری نے جمایا رنگ محفل کا

ترقی حد سے بڑھ جائے تو ہوتا ہے زوال آخر — سوا ہے ایک شب سے کب نہ ماہ کامل کا
وہ ہر خونریز عالم تو جو رکھدے ناز سے اونگلی — تو عالم مرغ بسم اللہ مین ہو مرغ بسمل کا
گری آتی نار رسوا کر گئی کیا قیامت مین — کہین اے سخت جانی ہاتھ چھوٹا ہو نہ قاتل کا
اتھی اشک بھر آتے تھے اونکی سرد آہون پر — تڑپنا کسطرح دیکھا گیا اوس سے مرے دل کا
نئی معراج پائی ہے غبار گور مجنون نے — بگولا جو اوٹھا قبہ بنا لیلی کے محمل کا

امیر اتنا ہوا ثابت کشاکش سے محبت کے
مسافر کو لیے جاتا ہے کھینچے شوق منزل کا

اوسکی چلمن سے نہ عاشق کو جدا رہنا تھا — زرد پہ تیر نگہ ناز کے آ رہنا تھا
سرخروئی تھی جو منظور تو بانند حنا — دل کو اوس شوخ کے قدمون سے لگا رہنا تھا
ہو گیا بند در میکدہ کیا قہر ہوا — باب توبہ کی طرح اوسکو کھلا رہنا تھا
شوق پابوس حسینان جو تجھے تھا اے دل — نقش پا بنکے سر راہ پڑا رہنا تھا
چشم نرگس نہ ملی دیدۂ آہو نہ ملا — لے حیا تجکو اونھین آنکھون مین کیا رہنا تھا
پھولنا تھا نہ بہار چمن ہستی پر — رنگ سے بو کی طرح گل کو جدا رہنا تھا
آئے بتخانہ سے کعبے کو تو کیا بھر پایا — جا پڑے تھے تو وہین ہمکو پڑا رہنا تھا
نکلے عالم سے ہوا اور ہی عالم اپنا — اپنے عالم مین ہمین سب سے جدا رہنا تھا
تھی اگر برق تجلی کو نمایش منظور — بنکے شوخی تری چتون مین بنا رہنا تھا
کیون گیا کوچۂ گیسو مین جو آفت مین پھنسا — میرے دلکو مری چھاتی سے لگا رہنا تھا
تیغ اوسکی جو ہے مجھسے کشیدہ تو رہے — دامن یار کو مجھسے نہ کھنچا رہنا تھا
شاید اوس ترک کے توسن ہی کو رحم آ جاتا — نیم جانون کو سر راہ پڑا رہنا تھا
لن ترانی ارنی گو کو بھی کہنا تھا ضرور — عشق کو حسن کے پردے مین چھپا رہنا تھا
تھا اگر فتنۂ محشر کو دوبالا ہوتا — قامت یار کے سائے مین پڑا رہنا تھا

شل ہوے شل عمر محتسب شہر کے پاؤن
دست ساقی مین صراحی کا گلا رہتا تھا

ساز تھا مجھ سے جو آہ دل سوزان کو امیر
ابر غم بنکے مری گور پہ چھایا رہتا تھا

کچھ نہ پوچھو دلربا مجھ سے جدا کیونکر ہوا
دیکھو دل سا آشنا نا آشنا کیونکر ہوا

آشکارا راز حسن کبریا کیونکر ہوا
پس یکے سو پردون مین عالم آشنا کیونکر ہوا

اے مسیحا میرے دشمن ہون شفا سے نا امید
تو سلامت درد میرا لا دوا کیونکر ہوا

وجہ حیرت اہل دنیا مین ہوا اپنا حال دل
ایسے بیدردون مین یہ درد آشنا کیونکر ہوا

ہوش مین آ بدحواس اتنا نہ روتا ہے کیون
نامہ بر قصہ بیان کر کیا ہوا کیونکر ہوا

اپنا بندہ بھی مجھے کہتا ہے پر محتاج بھی
تجھسے شاہنشاہ کا بندہ گدا کیونکر ہوا

ناز اوٹھائے مین نے پالا مین نے حضرت کون ہین
دل اگر میرا نہین ہے آپ کا کیونکر ہوا

پوچھئے قاتل زبان تیغ سے سب سرگذشت
کشتے کس منہ سے بتائین کیا ہوا کیونکر ہوا

جیتے جی برسون مین تڑپا تب نہ لی تمنے خبر
مر گئے پر پوچھتے ہو کیا ہوا کیونکر ہوا

مین نہ مانونگا کوی اغیار نے ترغیب قتل
دشمنون سے دوستی کا حق ادا کیونکر ہوا

خط لکھا تھا مین نے میرے ہاتھ کرنے تھے قلم
نامہ بر میرا سزاوار سزا کیونکر ہوا

لوٹنا دیکھا نہین جاتا ہے ہو نرم دل
ذبح کرتے وقت اتنا جی کڑا کیونکر ہوا

دل اگر ہو صاف کچھ مشکل نہین دیدار یار
دیکھ تو آئینہ صورت آشنا کیونکر ہوا

مین نہ مانونگا یہ آئینے کا ہو سارا قصور
خود بخود وہ خود پسند و خود نما کیونکر ہوا

اوسنے کھینچی تیغ یان سر جھک گیا قصہ تمام
خلق یہ کیون پوچھتی ہے ماجرا کیونکر ہوا

چاشنی ہے کیون زبان تیغ قاتل بار بار
بے نمک چھڑکے یہ زخمون مین مزا کیونکر ہوا

داور محشر کو بھائی میری اوسکی چھیڑ چھاڑ
چھیڑ کر پوچھا مکرر کیا ہوا کیونکر ہوا

الفت گیسو بلا تھی مر گیا پھنسکر امیر

ہے بڑا جھگڑا اللہ پوچھو فیصلا کیونکر ہوا

کوئی دم پیکان نہ ٹھہرا دل میں تیرے تیر کا
رہگیا کیا کیا پھڑک کر دم ترے نخچیر کا

وقت صید آیا تصور جب قضا کے تیر کا
چلدیا صیاد چھپا چھوڑ کر نخچیر کا

زخم دل ہمکو بتا دیتے ہیں تیرے تیر کا
دام ہے نقش قدم بھاگے ہوے نخچیر کا

مجھ سے وحشی کا کھنچے مانی سے نقشہ وصل کیا
رنگ صفحے پر نہیں جمتا مری تصویر کا

ہوں وہ مجنون جھاڑتا ہوں اوسکو میں ہر ایک صبح
رستہ جاروب مژہ سے کوچۂ زنجیر کا

جب کہ گردون سے دل نے اوٹھایا بار عشق
بوجھ سر پر رکھ لیا اس نوجوان نے پیر کا

ہوں وہ مشتاق شہادت دیکھکر میری تڑپ
صورت بسمل پھڑک جاتا ہے دم شمشیر کا

رات دن پہلو میں ہو کوئی نہ کوئی سیم تن
جذب دل اپنا بھی نسخہ ہے کوئی اکسیر کا

دشت وحشت میں چھپے ہیں خار ایسے ہر قدم
پانوں شانہ بنگیا ہے گیسوے زنجیر کا

وسیلہ غیر کا ڈھونڈے نہ ہو کیونکر خراب
حال ہوتا ہے پریشان خاک دامنگیر کا

اہل دولت سے سوا ہے صاحب اُت کی قدر
سیم و زر سے تیز ہے تیغ آہن و شمشیر کا

حشر میں پائیگا خوش چشموں کی ایذا کی سزا
پوست کھینچا جائیگا صیاد آہو گیر کا

پھونکتی ہے مجکو اوس گیسوی افشان کی چمک
دل ہے پروانہ چراغ خانۂ زنجیر کا

تو وہ ہے ناوک فگن تیرا بہک جائے جو ہاتھ
آپ اوڑ کر تھام لے نخچیر پلہ تیر کا

حلقۂ گیسو میں پائی نقد دل دیکر جگہ
دے دیا پہلے کرایہ خانۂ زنجیر کا

کس پری کی زلف سے تشبیہ دوں کہو امیر
سلسلہ پہونچا کہان جا کر مری زنجیر کا

ظالموں کو بھی ہوا ماتم تری نخچیر کا
روتی ہے منہ پر کمان رکھ رکھ کے پلہ تیر کا

عارض تابان سے ہے شعلہ نالۂ شبگیر کا
گیسوے پیچان دھوان ہے خانۂ زنجیر کا

آئینہ سکتے میں آجاتا ہے مجکو دیکھ کر
منہ تکا کرتی ہے حیرانی مری تصویر کا

سینہ مجروح مژہ سے دل ہوا ابرو سے دونیم
وار مجھپر تیر سے بڑھکر پڑا شمشیر کا

طوق مجنون کی گرانی کیا لگا ہون پوچھے
ایک حلقہ ہو مری اوتری ہوئی زنجیر کا

توڑکر سینے کو کاٹا ہو تری مژگان نے دل
توڑا آمین تیر کا ہے کاٹ ہے شمشیر کا

کیا حقیقت وجہان کی وسعت دل کے حضور
لامکان اک مختصر گوشہ ہے اس تعمیر کا

کچھ دم آخر نہ اوٹھا سخت جانی کا مزہ
پاس مجکو آگیا قاتل تری شمشیر کا

کیون ہجوم خلق ہوگا حشر مین حیران ہون
کیا جنازہ آئے گا وان عاشق دلگیر کا

رنگ لایا جوش وحشت عشق چشم یار مین
نرگس شہلا ہے ہر حلقہ مری زنجیر کا

یاد دلواتی ہو کیا ہائے بجلی کی تڑپ
بے تکلف وہ اوگل پڑنا تری شمشیر کا

اسقدر لکھی مری تقدیر کی برگشتگی
گھس کے اولٹا ہوگیا تھا خامۂ تقدیر کا

گرم بازار تجلی تیری باتون سے ہوا
لو ہے شمع طور کی شعلہ تری تقریر کا

مرگیا دیوانہ کا کل تو حسرت نے کہا
آج کیا ویران نظر آتا ہے گھر زنجیر کا

تھا کسیکی ابروے خمدار کا یہ انتظار
دیدۂ جوہر مین اٹکا آکے دم شمشیر کا

گردباد آسا ازل سے ہو نہین وہ وحشی امیر
خاک غربت سے بنا خاکا مری تصویر کا

جوہر کی طرح تیغ سے بسمل لپٹ گیا
میرے گلے سے دوڑ کے قاتل لپٹ گیا

وحشی وہ ہون چلا جو مین زندان کو دشت سے
قدمون سے جادہ مثل سلاسل لپٹ گیا

اوس ترک کی مژہ کا تصور بندھا اگر
کانٹون سے جاکے آبلۂ دل لپٹ گیا

غنچے کی شکل ہوگئے فصل خزان مین پھول
مکتوب اشتیاق عنادل لپٹ گیا

وحشی ترا گیا لب دریا جو پانون سے
زنجیر بنکے دامن ساحل لپٹ گیا

چمکی یہ کس غریب کی صحرا مین برق آہ
رہزن سے ڈرکے رہرو منزل لپٹ گیا

لیلے تو محمل دل مجنون مین تھی مکین
دیوانہ تھا جو دیکھ کے محمل لپٹ گیا

پر دلے ننگ و عار نکر عشق مین امیر
پروانہ شمع سے سرِ محفل لپٹ گیا

صاف کہتے ہو مگر کچھ نہین کھلتا کہنا — بات کہنا بھی تمہارا ہے معمّا کہنا
رو کے اوس شوخ سے قاصد مرا رونا کہنا — ہنس پڑے آپ تو پھر حرفِ تمنّا کہنا
مثلِ مکتوب شکنے مین ہے کیا کیا کہنا — نہ مری طرزِ خموشی نہ کسی کا کہنا
اور تھوڑی سی شبِ وصل ٹھہر جائے یارب — صبح نزدیک ہمین ادنسے ہے کیا کیا کہنا
پچھاڑ کھاتا ہو جو غیرون کو جھپٹ کر سگِ یار — مین یہ کہتا ہون مرے شیر ترا کیا کہنا
ہر بُنِ مُو قطرہ مین ہین یہان سو طوفان — عین غفلت ہے مری آنکھ کو دریا کہنا
وصفِ رخ مین جو سُنے شعر وہ ہنسکر بولے — شعر ہین نور کے ہے نور کا تیرا کہنا
لا سکوگے نہ ذرا جلوۂ دیدار کی تاب — ارنی منہ سے نہ لے حضرتِ موسیٰ کہنا
کر لیا عہد کبھی کچھ نہ کہین گے منہ سے — اب اگر سچ بھی کہین تم ہمین جھوٹا کہنا
خاک مین ضد سے ملاؤ نہ مرے آنسو کو — سچے موتی کو مناسب نہین جھوٹا کہنا
کیسے نادان ہین جو اچھے کو برا کہتے ہین — ہو برا بھی تو اوسے چاہیے اچھا کہنا
وہم آخر تو تو یاد خدا کرنے دو — زندگی بھر تو کیا مین نے تمہارا کہنا
پڑھتے ہین دیکھ کے اوس بت کو فرشتہ بھی درود — مرحبا صلّ علیٰ صلّ علیٰ کیا کہنا
اے بتو تم جو ادا آ کے کرو مسجد مین — لبِ محراب کہے نامِ خدا کیا کہنا
ان حسینون کی جو تعریف کرو چڑھتے ہین — سچ تو یہ ہے کہ برا ہے انھین اچھا کہنا
شوق کعبے سے جاتا ہے ہوس جانبِ دیر — میرے اللہ بجا لاؤن مین کس کا کہنا
ساری محفل کو اشارون مین سنادے اجان — سیکھ لو چشمِ سخنگو سے لطیفا کہنا
گھٹتے گھٹتے مین رہا عشق کمر مین آدھا — جامۂ تن کو مرے چاہیے نیما کہنا
مین تو آنکھون سے بجا لاتا ہون ارشادِ حضور — آپ سنتے نہین کانون سے بھی میرا کہنا

چستی طبع سے اوستاد کا ہے قول امیر
ہو زمین سست مگر چاہیے اچھا کہنا

قدوم قاصد جانان سے فخر خانہ ہوا — قدوم رسول مرا سنگ آستانہ ہوا
حسد سے طرۂ مضمون مرا یگانہ ہوا — عدو کے خندۂ دندان نما سے شانہ ہوا
بہانہ جو ہے خدائے غفور کی رحمت — بہے جو نزع مین آنسو اوسے بہانہ ہوا
ریاض دہر مین پوچھو نہ میری بربادی — برنگ بو ادہر آیا اودہر روانہ ہوا
کمان حسن نہ تھی آشنائے تیر ادا — کہ ناوک غم الفت کا مین نشانہ ہوا
خدا کی راہ مین دیتا ہے گھر کا بھر لینا — اودہر دیا کہ اودہر داخل خزانہ ہوا
ہوا نہ غیر کا احسان پس فنا صد شکر — غبار اوڑ کے سر قبر شامیانہ ہوا
پڑا جو سایۂ گیسو تو وہ کمر لچکی — ڈھلا جو کاندھے سے آنچل تو دو روشانہ ہوا
نشان غیر کہان صید گاہ وحدت مین — پٹھا اوٹھ پہ بھی تو تیر ہی نشانہ ہوا
جنون کا جوش گھٹا تھا کہ بوے گل آئی — سمند ہوش ترکا تھا کہ تازیانہ ہوا
گھڑی بھر ایک طرح ہماسے قرار نہین — مزاج یار بھی حق مین مرے زمانہ ہوا
ہجوم رنج سے دنیا رداغ اٹھتے رہین — جگر کا چاک نہ ٹھہرا در خزانہ ہوا
یہ بدحواس کیا شوق جبہہ سائی نے — کہ سنگ راہ سمجھے سنگ آستانہ ہوا
زمین اوٹھائی بناوں نے سر پہ وقت سجود — بلند بام سے وہ سنگ آستانہ ہوا

تپا امیر کا منزل مین گور کے بھی نہین
یہان سے آگے اوٹھی کدہر روانہ ہوا

امیر لاکھ ادہر سے اودہر روانہ ہوا — وہ بت وفا پہ نہ آیا مین بیوفا نہ ہوا
سر نیاز کو تیرا ہی آستانہ ہوا — شراب خانہ ہوا یا قمار خانہ ہوا
ہوا خبر دیع جو مجکو غم زمانہ ہوا — پڑا جو داغ جگر مین چراغ خانہ ہوا

اُمید جاکے نہین اوس گلی سے آنے کی
برنگ عمر آتا ہے پروانہ ہوا

ہزار شکر نہ ضائع ہوئی مری کھیتی
کہ برق و سیل مین تقسیم دانہ دانہ ہوا

۲ قدم حضور کے آئے مرے نصیب کھلے
جواب قصر سلیمان غریب خانہ ہوا

ترے جمال نے زہرہ کو دور دکھلایا
ترے جلال سے مریخ کا زمانہ ہوا

کوئی گیا در جانان پہ ہم ہوے پامال
ہمارا سر نہ ہوا سنگ آستانہ ہوا

فروغ دل کا سبب ہوگئین تھین جو ہوس
ہزار کشتہ سے روشن چراغ خانہ ہوا

جب آئی جوش پہ میرے کریم کی رحمت
گرا جو آنکھ سے آنسو دُر یگانہ ہوا

حسد سے زہر تن آسمان مین پھیل گیا
ہوا نہی کشت مین سرسبز کوئی دانہ ہوا

۴ چھے مہینون رہی جسکے غریب بلبل نے
مگر نصیب نہ دو روز آشیانہ ہوا

خیال زلف مین چھائی یہ تیرگی شب ہجر
کہ خال چہرۂ زنگی چراغ خانہ ہوا

یہ جوش گریہ ہوا میرے صید ہونے پر
کہ چشم دام کے آنسو سے سبز دانہ ہوا

نہ پوچھ ناز و نیاز اوسکے میرے کب سے ہین
یہ حسن و عشق تو اب ہم اوسے زمانہ ہوا

اوٹھائے صدمے پہ صدمے تو آبرو پائی
امیر ٹوٹ کے دل گوہر یگانہ ہوا

کس کسے دھیان آیا اوس رخ پر نور کا
آگئے آگے سیکڑون اکا تھا شمع طور کا

ملگیا بوسہ جو اوسکے عارض پر نور کا
ہم یہ سمجھے پھول ہاتھ آیا نہال طور کا

رنگ داغون مین مرے پیدا ہوا ناسور کا
اب کلیجا ہوگا ٹھنڈا مرہم کافور کا

رفتہ رفتہ راہ پر لاتا ہے واعظ کو غرور
پیچلون شربت بنا کر نذر کو انگور کا

آؤن کیا فردوس کو رضوان مین نازک طبع ہون
ناز اوٹھین گے نہ غلمان کے نہ غمزہ حور کا

ہر قدم پر وادی وحشت مین کہتا ہے دل
المدد اے شوق منزل ہے ارادہ دور کا

کسقدر کھینچی مشقت کوہکن نے عشق مین
کچھ نہ دی شیرین نے عادہ دل تھا مزدور کا

ای حسین کیا منھ ہی پروین کا جو تیری منھ چڑھین / دیکھکر تجکو اوتر جاتا ہے چہرہ حور کا

بارگاہِ حق سے ہر طاعت کی ملتی ہی جزا / ہی بڑی سرکار حق رہتا نہین مزدور کا

ہون وہ میکش باغبان فوراً مجھے پرچہ لگا / ایک پتا بھی گرا جب شاخ سے انگور کا

بارِ دنیا جسکے سر پہ ہی اوسے راحت کہان / چور رہتا ہے مشقت سے بدن مزدور کا

چاہیے دینی ہوائین اوسکو آہِ سرد کی / جوشِ خونِ گرم سے آیا ہی منھ ناسور کا

کب کی آچکتی قیامت یہ مرا احسان ہی / بند ہی دم میرے نالونکی بدولت صور کا

وادیِ ایمن مین تھی برقِ تجلی بیحجاب / حیرتِ موسیٰ تھی پردہ جلوہ گاہِ طور کا

روزِ خلقت سے وہین ہی باہر آسکتی نہین / کہتے ہین جنت جسے ہے قیدخانہ حور کا

خیرِ جاری کا جو ہوا ہے حضرتِ واعظ خیال / وقت کردو مول لیکر باغ اک انگور کا

سائبان اپنے سیہ خانے کا بنواتا امیر / ہاتھ آجاتا اگر دامن شبِ دیجور کا

کیا تڑپ رکھتا ہی شعلہ عارضِ پر نور کا / لوٹتا آنکھون مین پھر جاتا ہی برقِ طور کا

داغِ سینہ جل اوٹھے منھ پھک گیا ناسور کا / دھیان بھی آیا جو دل مین مرہم کافور کا

ہی غضب کا شوخ وہ بت ہو جو صحبت دو گھڑی / چٹکیان لے لے کے ناتو لال کردے حور کا

بیٹھتا ہون وصف لکھنے اوسکے حسنِ صاف کے / شمع کافوری سے روشن ہو کنول بلور کا

دردمندی اسکو کہتے ہین کہ روزِ حشر بھی / رو دیا مین دل بھر آیا سنکے نالہ صور کا

میکشِ مفلس ہون پہلے مجکو دی ساقی شراب / دل بہت ہوتا ہی تھوڑا مردِ بیمقدور کا

می پئین گے آج ہم ساقی تکلف ہی ضرور / جام ہیرے کا ہو خم ترشا ہوا بلور کا

عمر گذری ہی کہ دم بھر کو کہین جاتے نہین / گھر مرا کیا قیدخانہ ہی شبِ دیجور کا

عاشقِ مژگان ہین مجکو نوش سے بڑھکر ہی نیش / لطف اوٹھاتا ہون مین چھتا چھیڑ کر زنبور کا

تم ہو ایسے حسن کے واقف نہین کچھ زاہدو / نام ہی سنتے ہو منھ دیکھا ہی کس دن حور کا

جب بلندی پر پڑے دیکھے کہین ہوکے پہول
ڈھیر سمجھے ہم کسی بادہ کش مغفور کا

ای خضر رندون کو کچھ مشکل نہین عمر دراز
آب حیوان گر نہین شیرہ تو ہی انگور کا

جلوۂ حسن الٰہی اور تپھر اسے کلیم
آپ کی گرمی نے چمکایا ستارہ طور کا

گور بھی ہے گورکن تعمیر ہو سکتی نہین
کون سے گھر مین گذر ہوتا نہین مزدور کا

آدمی کا منہ ہی جو دعوی خدائی کا کرے
بولتے ہین آپ حضرت نام ہے منصور کا

ہم وہ میکش ہین کہا پیر مغان نے بعد مرگ
ہو مزار انگور کے سایے مین اس مغفور کا

تو نہوے یار تو جنت جہنم ہے مجھے
تجھکو دکھلا کر نہ دکھلائے خدا منہ حور کا

عبرت اہل دول منظور ہے مجکو امیر
بھیک بھی مانگون تو کاسہ لون سر فغفور کا

جیسے باندھا ہی تصور اس رخ پر نور کا
سارے گھر مین نور پھیلا ہی چراغ طور کا

سجت و اثرون سے جلے کیون دل اس مجھ محرور کا
مرہم کافور سے منہ آگیا ناسور کا

اسقدر مشتاق ہون زاہد خدا کے نور کا
بت بھی بنوایا کبھی مین نے تو سنگ طور کا

تجکو لائے گھر مین جنت کو جلایا رشک سے
ہم بغل تجھ سے ہوے پہلو دبایا حور کا

گور کافر کس لیے ہے تیرہ و تار اس قدر
پڑ گیا سایہ مگر میری شب دیجور کا

حسن یوسف اور تیرے حسن مین اتنا ہی فرق
چوٹ یہ نزدیک کی ہی وار تھا وہ دور کا

قصر تن بگڑا کسی کا گورکن کی بن پڑی
گھر کسی کا گر پڑا گھر بنگیا مزدور کا

چہرۂ جانان سے شرما کر چھپا یا خلد مین
خامۂ تقدیر نے کھینچا جو نقشہ حور کا

حاجت مشاطہ کیا رخسار روشن کے لیے
دیکھ لوگل کاٹتا ہے کون شمع طور کا

زلف و روے یار سے نیرنگ قدرت ہی عیان
مہر کے پنجے مین ہے دامن شب دیجور کا

خاکساری کر جو ہو منظور آنکھون مین جگہ
خاک ہوکر سرمہ بنجاتا ہے پتھر طور کا

غافلون کے کان کب کھلتے ہین سنکر شور حشر
سونے والون کو جگا سکتا نہین غل دور کا

پوچھ لینا سب وطن کا حال اے اہل عدم
بیٹھ لینے دو ذرا آتا ہون دشت دور کا

عجز کرتے ہین عدو سے جان سے بھی خاصان حق
جھک گیا سر آکے پائے دار پر منصور کا

موت کیا آئی تپ فرقت سے صحت ہو گئی
دم نکلنے سے بدن ٹھنڈا ہوا رنجور کا

موتیون کو حادثون سے دہر کے کیا خوف ہے
بارش باران سے گھر گرتا نہین زنبور کا

چشم ساغر بے سبب ہر دم لہو روتی نہین
ہنچن سے ساقیا دل پھٹ گیا انگور کا

جاتے ہین میخانۂ عالم سے ہم سوئے عدم
کہہ دو واعظ خود رفتگی سے ہے ارادہ دور کا

کی نظر جس پر کدورت سے رہا خاموش وہ
ہے اثر گرد نگاہ یار مین سیندور کا

جلوۂ معشوق ہر جا ہے بصیرت ہو اگر
کرمک شب تاب مین عالم ہے شمع طور کا

مر کے یاران عدم کے پاس پہونچیگا امیر
چلتے چلتے جان جائیگی سفر ہے دور کا

یارب شب وصال یہ کیسا گجر بجا
اگلے پہر کے ساتھ ہی پچھلا پہر بجا

آواز صور سنکے کہا دل نے قبر مین
کیسی برات آئی یہ باجا کدھر بجا

کہتے ہین آسمان جو تمھارے مکان کو ہم
کہتا ہے آفتاب درست اور قمر بجا

جاگو نہین یہ خواب کا موقع مسافرو
نقارہ تک بھی کوچ کا وقت سحر بجا

تعمیر مقبرے کی ہے لازم بجائے قصر
زردارون سے کہو کہ کرین صرف زر بجا

ہین ہم تو شادمان کہ ہے خط مین پیام وصل
بغلین خوشی سے تو بھی تو اے نامہ بر بجا

تجھکو نہین ہے انس محبت کہان سے مجھے
تالی نہ ایک ہاتھ سے اے بے خبر بجا

نفرت ہے یہ خوشی سے کہ اشک اپنے گر پڑے
ہمراہ نغمہ یہ کے بھی جا کے گر بجا

جب قیام منزل ہستی نہ تھی امیر
اوترے تھے ہم سرا مین کہ کوس سفر بجا

ہوا یہ جوشش شب ہجر دیدۂ تر کا
چراغ دیدۂ ماہی بنا ہے گھر کا

لکھون مین حال جو اپنے خط مقدر کا
ورق سیاہ کرون آفتاب محشر کا

یہ کسکی یاد مین رویا کہ آبرو پائی
خزانہ دیدۂ گریان سے حوض کوثر کا

حصار امن سے ہے سیاہ کارون کو
ہر ایک حلقہ ترے گیسوے معنبر کا

عیان ہے رجعت خورشید اور شق قمر
یہ معجزہ ہے علی کا تو وہ پیمبر کا

ہو صاف دل ہی نہین جو رنج سے ہو امان
پیا نہ دانہ کبھی آسیا مین گوہر کا

صفائے دل کا رہے کچھ نشان مرگ کے بعد
ہمارے روضے مین ہو فرش سنگ مرمر کا

ہوا یہ کس قد موزون کا باغ مین جلوہ
کہ تنگ قافیہ ہے مصرع صنوبر کا

عبث ہے ناز تمول پر ان امیرون کو
اوٹھا کے لائے ہین کوڑا فقیر کے گھر کا

شتاب کوچۂ جانان کو ہو روان قاصد
زیادہ دیر نہ کر واسطہ پیمبر کا

زبان پہ نالہ ہے جبتک ہین اشک بھی جاری
علم گرا تو ٹھہرے گا پاؤن لشکر کا

جو کام آئے پس مرگ بھی کیسا ہنر
چراغ آئینہ ہو مرقد سکندر کا

حصول کیا جو ملا اختیار دولت پر
ہمیشہ حال پریشان ہے کیمیاگر کا

بدل کے شکل ڈراتا ہے کیا مجھے دشمن
مقام خوف نہین شیر ہو جو تصویر کا

جمال جنکے سراپا تھے نور کی صورت
نہ پاؤن کی خبر اونکو نہ ہوش ہے سر کا

عزیز کرکے فلک کر رہا ہے مجھکو ذلیل
خلاف رسم بناتا ہے قطرہ گوہر کا

کہان یہ سختی عالم کہان دل نازک
غضب ہے شیشہ اوٹھائے جو بوجھ پتھر کا

نہ آسمان سے غرض ہے نہ آفتاب سے کام
امیر شیشے کا محتاج ہے نہ ساغر کا

یہ رفتہ رفتہ ضعف سے احوال تن ہوا
سائے کی بھی نگاہ سے غائب بدن ہوا

جس غنچہ لب کو چھیڑ دیا خندہ زن ہوا
جس گل پہ بیٹھے رنگ جمایا چمن ہوا

اخگر کی طرح نیست بتدریج تن ہوا
تن پیرہن تو پیرہن اپنا کفن ہوا

یہ موشگافیوں سے ہوا شاعروں کی تنگ
علم خدا میں جا کے نہاں وہ دہن ہوا

آوارہ میں ہوا جو جگہ دل میں تنگ کی
تم آئے اپنے گھر میں غریب الوطن ہوا

دنیا کی سیر تھی کہ تماشا طلسم کا
جھپکی پلک کہ آنکھ سے غائب وطن ہوا

احوال گور وحشر نہیں مجھپہ کھل گیا
خلوت سے جب رواں طرف انجمن ہوا

دکھلائے اے بت آج تو پھر خدا وہ شان
شیخ حرم پکارے کہ میں برہمن ہوا

رخصت کیوقت روئے یہ اوس تن پہ رکھکے منہ
دریا چھلک چھلک کے وہ چاہ ذقن ہوا

غیروں کو ساتھ لیکے جو آئے وہ گور پر
اک حسرتوں کی پوٹ ہمارا کفن ہوا

صد شکر قوت اپنی تو مجکو فلک سے دی
ہاتھوں سے میرے چاک مرا پیرہن ہوا

خلوت کدہ تھا دل مگر اب شکل آئینہ
مہمان انجمن جو ہوا انجمن ہوا

کیسی گھڑی تھی گھر سے جو نکلا تھا میں غریب
پھر دیکھنا نصیب نہ مجکو وطن ہوا

پہلی نگاہ یاس میں تو کانپنے لگا
اے ترک آج کیا وہ ترا بانکپن ہوا

صیاد ہم کہاں وہ تماشائے گل کہاں
روئی لہو نگاہ جو ذکر چمن ہوا

افشائے راز تا نہ ہو ترہا دیر کیں
رندوں میں دخت رز کا لقب جان من ہوا

نعم البدل دیا مجھے اللہ نے امیر
دل ہوگیا جو خون تو رنگین سخن ہوا

وہ مست ہوں نصیب مجھے تب کفن ہوا
جب رہن مے فروش کے گھر پیرہن ہوا

چھیڑا جو میں نے یار کو گرم سخن ہوا
پیدا مری زبان سے اوسکا دہن ہوا

کافر بدل کے بھیس سوا راہزن ہوا
پتھر بنا جو شیشہ تو توبہ شکن ہوا

شکل وطن نہ صورت اہل وطن ہے یاد
مدت ہوئی کہ وادی غربت وطن ہوا

مجھ مست کی ہے ہاتھ ترے یارب آبرو
تجکو کریم جان کے توبہ شکن ہوا

لالچ تھا واسطے ہی سے ذوق سخن سلے
ابن سے میں ہم سخن سے ترے ہم سخن ہوا

سو عکس آئینے مین پڑے اور مٹ گئے
اس گھر مین جو گیا وہ غریب الوطن ہوا

شی نے جام نیکلے اوڑائے جہان کے ہوش
پتھر ہوا جو شیشہ تو توبہ شکن ہوا

اب سیر باغ وصل کہان اور ہم کہان
گور کا پھول یار کا سیب ذقن ہوا

رکھنا تھا پاک پرسش روز حساب سے
اسواسطے عطا تہ بتون کو دہن ہوا

چھانی ہر پچاڑ پچاڑ کے او سمین شراب ناب
کیا صرف کار خیر مرا پیرہن ہوا

طالب کو تیرے جلوے نے مطلوب کر دیا
نظارۂ جمال سے بُت برہمن ہوا

تار نگاہ و تار نفس سب ہوئے تمام
تب چار گز کسیکو میسر کفن ہوا

روئین لپٹ کے خوب بکر دلکی حسرتین
غربت مین میہمان جو خیال وطن ہوا

واعظ کا تھا لحاظ تو فصل خزان تلک
لو آ گئی بہار مین توبہ شکن ہوا

اہل عدم سب آئے تماشے کو آپ سے
ہم آئے کیا سفر مین کہ خالی وطن ہوا

خلوت مین تھا تو شاہد معنی تھا مین **امیر**
خلوت سے انجمن مین جو آیا سخن ہوا

سو رنگ سے مین مست بہار چمن ہوا
جو گل نیا تھا جام شراب کہن ہوا

باہم جو ذکر زلف شکن در شکن ہوا
برہم تمام سلسلۂ انجمن ہوا

آئی بہار پھر مجھے شوق چمن ہوا
برگ شگوفہ پنبۂ داغ کہن ہوا

کس سبزہ رنگ پردہ نشین کا تھا شیفتہ
کھایا جو زہر بھی تو نہ نیلا بدن ہوا

کیا دون جواب شکوۂ دل کا تمھین کہو
تمسے تو جو سلوک ہوا دل شکن ہوا

رہتا ہمیشہ خلوت و جلوت مین ہم بغل
افسوس ہے کہ مین نہ ترا پیرہن ہوا

اب کا سفر وہ ہے کہ نہ دیکھونگا پھر وطن
یون تو مین لاکھ بار غریب الوطن ہوا

نفرت ہوئی فراق مین ایسی شراب سے
زاہد کہا کیا مین نہ توبہ شکن ہوا

یعقوب ؑ اڑ کھل گئین آنکھین مزار مین
یوسفؑ کا پیرہن مرے حق مین کفن ہوا

اللہ رے پاس خاطر غربت تڑپ گیا
سنہ وقت واپسین بھی جو سمجھے وطن ہوا

جور سپہر سے ہمہ تن سہے یہ داغ دل
بیدرد جانتے ہین شگفتہ چمن ہوا

ممنون ہون مین زمین کا بھی آسمان کا بھی
حاصل بیان سے گور وہان سے کفن ہوا

احباب اپنے گھر وہین رہین محو عیش
کسکو خبر کہ کون غریب الوطن ہوا

صیاد قید مین مجھے کیا خواہش چمن
جھاڑے جو بال و پر تو قفس بھی چمن ہوا

لیلی کے ناقے کو جو کیا ساربان نے تیز
سینے مین لوٹ کر دل مجنون ہرن ہوا

لکنت نہین فراق ترا ناگوار ہے
لب پر رکا جدا جو زبان سے سخن ہوا

مستی ملی جو اوسنے ہوا بدگمان مین
بوسے لیے یہ کسنے کہ نیلا بدن ہوا

راتون کو کی امیر یہ ذکر خفی کی مشق
دل بنگیا زبان تو سینہ دہن ہوا

مرکر علو قدر سے عریان بدن ہوا
حورون مین قدسیون مین تبرک کفن ہوا

دل عشق مین یہ جاذب رنج و محن ہوا
مانند داغ درد بھی جزو بدن ہوا

کسکا رخ صبیح یہ پرتو فگن ہوا
آئینہ وار مالک نہر لبن ہوا

دشت شکار مین جو وہ ناوک فگن ہوا
جن کیا فرشتہ بھیس بدلکر ہرن ہوا

چارہ غم فراق کا کیا ہے سوا صبر
شہری ترہان جدا جو زبان سے سخن ہوا

ممنون چارہ گر نہ ہوا مین ہزار شکر
ہر داغ تازہ مرہم داغ کہن ہوا

اللہ رے صفائی طبیعت کہ بعد مرگ
گرد نگاہ خلق سے میلا کفن ہوا

آخر کیا یہ عشق دہان و کمر نے گم
پنہان نظر سے روح کی صورت بدن ہوا

یاد تجلی رخ روشن جو دل مین تھی
فانوس شمع طور ہمارا کفن ہوا

ایسا ہوا ہوا ہے تو زمانے کا خون سفید
آیا جو لعل ہاتھ مین دُرّ عدن ہوا

انشاے راز وجہ جنون ہے برنگ گل
پہلو پھوٹنے سے چاک مرا پیرہن ہوا

پوچھو وہ کیا سمجھ کے بدلنے لگے لباس
میلا ابھی تلک نہین میرا کفن ہوا

تا بے بدن کو توڑ کے نکلے برنگ نے
شہ بند کیا ہوا مین سراپا دہن ہوا

قسمت کے پیچ دیکھے ان آنکھون نے اسقدر
تارِ نگاہ زلف شکن در شکن ہوا

پلکین جو گریۂ غمِ فرقت سے گر گئین
مشہور طفلِ اشک سرِ صف شکن ہوا

خالی تو دی سوال پر اوسنے ہزار شکر
دستِ سوال جادۂ راہِ سخن ہوا

باغِ جہان مین طائرِ مضمون تھے اے اسیر
جس دام مین پھنسے وہی اپنا وطن ہوا

بے یار ابر مین مین دل افگار ہوگیا
بجلی کا کوندنا مجھے تلوار ہوگیا

قیدی جو تھا وہ دل سے خریدار ہوگیا
یوسف کو قید خانہ بھی بازار ہوگیا

اوٹھا وہ میری روح سے بیزار ہوگیا
مین نام حور لیکے گنہگار ہوگیا

وردِ زبان جو وصفِ رخِ یار ہوگیا
گل بلبلون کا غنچۂ منقار ہوگیا

خواہش جو روشنی کی ہوئی مجکو ہجر مین
جگنو چمک کے شمعِ شبِ تار ہوگیا

کیا وادیِ جنون مین لا مجکو بخت پست
جادہ بھی میرے واسطے دیوار ہوگیا

کفر آشنا کہان ہے کوئی مجھ سا دوسرا
سبحہ کا تار ہاتھ مین زنار ہوگیا

بادام چشم و سیبِ زنخدان کے وصف سے
خامہ ہمارا شاخِ ثمردار ہوگیا

گلیون مین اب تو پھرنے لگا ہر وہ ماہرو
ثابت جو تھا وہ کوکبِ سیار ہوگیا

گلگشتِ باغ کی جو جنون مین ہوے ہوا
چاکِ جگر سے وا درِ گلزار ہوگیا

احسان کسی کا اس تنِ لاغر سی کیا اٹھے
سوزن کا بوجھ سایۂ دیوار ہوگیا

دریاے نیستی مین نہ ڈوبا مین بعدِ مرگ
کشتی مرا سفینۂ اشعار ہوگیا

بے حیلہ اوس مسیح تلک تھا گذر محال
قاصد سمجھ کے راہ مین بیمار ہوگیا

او ترانہ یہ گذر گئی فصلِ بہار بھی
طوقِ گران گلے کا مرے ہار ہوگیا

لینے لگے یہ نوک کی خرد و بزرگ اب — عالم تمام وادی پُر خار ہو گیا
جس راہرو نے راہ مین دیکھا ترا جمال — آئینہ وار پشت بدیوار ہو گیا

کیونکر مین ترک الفت مژگان کرون امیر
منصور چڑھ کے دار پہ سردار ہو گیا

آنسو زمین پہ آتے ہی تغییر ہو گیا — یہ طفل بے جوان ہوے پیر ہو گیا
پہلے تو ایک صفحۂ سادہ تھا آئینہ — دیکھا جو اوس نگار نے تصویر ہو گیا
برباد قصر تن جو ہوا بنگئی لحد — وہ گھر جو گر پڑا تو یہ تعمیر ہو گیا
ہم وحشیونکی پانون سے اوڑکر جبھی خاک — تعمیر بام خانۂ زنجیر ہو گیا
افشان کے ہجر مین جو چمک یاد آگئی — جگنو شرار نالۂ شبگیر ہو گیا
دل پھنس گیا جو اوسکے خط سبز تک گیا — یہ سبزہ اس غزال کو زنجیر ہو گیا
گردش رہی ہزار زبان پر نہ اُف کرون — مین لاغری سے خامۂ تصویر ہو گیا
وہ طالب فنا ہون بنا جب کوئی محل — سمجھا یہ مین کہ مقبرہ تعمیر ہو گیا
عالم تمام اپنی جوانی سے تھا جوان — ہم پیر کیا ہوے کہ جوان پیر ہو گیا
آئینۂ جمال سے سکتہ ہوا مجھے — تصویر یار دیکھ کے تصویر ہو گیا
زاہد ہوا بہشت مین محبوس دائمی — لو بے گناہ مورد تعزیر ہو گیا
اوس حور کی گلی مین ہوا آنسوؤنکا ڈھیر — موتی محل بہشت مین تعمیر ہو گیا
ہمکو پھنسا کے زلف بڑھی غیر کی طرف — عنقا کا دام دام مگس گیر ہو گیا
جب مین جوان تھا تو مری شاعری تھی پیر — اب شاعری جوان ہے تو مین پیر ہو گیا

بخت سیہ مرا جو ازل مین بنا امیر
صرف مداد خامۂ تقدیر ہو گیا

دل مرا کشتہ ہے یارب کس شہادت گاہ کا — ہر شگاف زخم دروازہ ہے بیت اللہ کا

حال روشن ہی ہمارے صدمۂ جانکاہ کا
شمع کے مانند دل پتلا ہے اشک و آہ کا

پلے استغنا سے تم ٹھوکر لگاؤگے ہزار
سر نہ سجدے سے اوٹھیگا بندۂ درگاہ کا

رند مشرب کب کے پہونچے یار کے گھر زاہدا
تو پتا ہی پوچھتا ہے ابتک اوسکی راہ کا

عشق شیرین مین نہین فرہاد بھی خسرو سے کم
ایک عالم ہے محبت مین گدا و شاہ کا

عرصۂ محشر سے واعظ کیا ڈراتا ہے مجھے
وہ بھی اک میدان ہی میری شہادت گاہ کا

کھل گیا جب یہ کہ دل بھی جلوہ گاہ یار ہے
کون چکر کھائے پھر دیر و حرم کی راہ کا

ضبط غم کاوش نے تیرے دل کو تودہ کردیا
بنگیا پیکان سمٹ کر تیر اپنی آہ کا

فکر رہتی ہی یہی دل مین کسی کے گھر کرین
تب جہانمین ڈھونڈھتے پھرتے ہین گھر اللہ کا

منتظر چشم اک تماشاگاہ ہے تیرا صنم
خلوت دل ایک حجرہ ہی تری درگاہ کا

کیا ہی موزون ہی طبیعت عشق قد مین بعد مرگ
سرو بنکر قبر سے نکلا ہے مصرع آہ کا

دیر مین احسن کا طالب ہی تو لے زاہد اگر
بت ہی ہین جو کچھ ہین آگے نام ہی اللہ کا

ہم کہان یہ دنیا کہان کچھ یون ہی دلمین آگئی
دیکھیے چلیے تماشا اس تماشاگاہ کا

جانے ہی دو جان چھوٹی صدمۂ ہستی سے آن
چاک بہی ہوتا ہے اچھا جامۂ کوتاہ کا

دل بھی حاضر جان بھی حاضر تکلف برطرف
مال اپنا جان ساقی اپنے دولتخواہ کا

آرزو اپنی نہ مطلب سے کبھی واقف ہوئی
اس دل مین تشنہ نہین دیکھا کبھی دلخواہ کا

اٹھ گئی دل سے دوئی وحدت کے عالم مین امیر
دیر مین جلوہ نظر آتا ہے بیت اللہ کا

حسن اس شوکت پہ مجرائی ہوا اوس درگاہ کا
رتبہ دیکھو عشق کی اس سرکار عالیجاہ کا

بے طرح اوٹھتا ہے شعلہ میری دود آہ کا
خوف ہے گردون کو جلجائے نہ خرمن ماہ کا

شیخ کعبے سے گیا اوس تک برہمن دیر سے
ایک ہی تھی دونون کی منزل پھیر تھا کچھ راہ کا

ہر مہینے ضعف لیجاتا ہی کچھ کچھ زور تن
نوکری کب کی کہ دعوی ہو لے تنخواہ کا

ہو مری کلک مین اپنی یہ جان بخشی کا فیض
پست آواز ہو جس سے قم باذن اللہ کا

جا پہونچنا عرش تک اے ضعف کچھ مشکل نہین
ہاتھ آجائے ذرا مجھکو سہارا آہ کا

ہر گلی اپنی نظر مین کوچہ محبوب ہے
جیسے ہو آنکھون مین سرمہ اسکی گرد راہ کا

اپنے در سے دور لیجا کر عبث کرتا ہے قتل
سر وہین پہونچیگا قاتل بندۂ درگاہ کا

کچھ نہ سمجھے ہو نہ بوجھے ہو کہ وہ کیا چیز ہے
نام تمنے سن لیا ہے زاہدو اللہ کا

اے معلم تیز ہے اس طفل کی تیغ نگاہ
دیکھ ہو جائے نہ بسمل مرغ بسم اللہ کا

مین اگر کانٹے دکھاتا ہون زبانکی پیاس مین
دیکھتے ہی خشک ہو جاتا ہے پانی چاہ کا

آج سے کھینچون تو آتے آتے مدت چاہیے
ضعف مین مشکل پڑا ہے لب تک آنا آہ کا

کیجئے عمر دو روزہ عشق ابرو مین بسر
قطع کرنا چاہیے شمشیر سے اس راہ کا

میرے دل کے آئینے مین منہ جو دیکھے برہمن
نقشہ ماتھے کا نظر آئے الف اللہ کا

مر گیا ہون الفت قامت مین آہین کھینچکر
شامیانہ ہو مرے مرقد پہ مد آہ کا

روئے قاتل زرد ہو جائے نہ کیونکر خوف سے
سرخ آندھی ہے غبار اپنی شہادت گاہ کا

ذکر حق مین سب کی کاوش سے ہون محفوظ اے امیر
ہے حصار آہنی گنبد مجکو بسم اللہ کا

نور وحدت سے یہ عالم ہے دل آگاہ کا
مہر ہے ایک ایک ذرہ میری گرد راہ کا

تا لب دریا ہو دیدار ایک رشک ماہ کا
رزق ماہی کیجیے لکھ کے نام اللہ کا

خوب ہے مہندی رچی خون شہید ناز کی
خنجر قاتل پہ عالم ہے کف نوشاہ کا

فی الحقیقت غوطۂ بحر فنا ہے لا الٰہ
ہے ابھرنا اس بھنور سے ذکر الا اللہ کا

بھر دل مین تجھ سے یوسف کو کیا ہے بادشاہ
اے پری رو مین تو دیوانہ ہون اپنی چاہ کا

اسقدر دل پر تصرف کیا سبب کون ہین
بک گیا ہے کیا بتونکے ہاتھ گھر اللہ کا

بسملون کے رقص پر اوس طفل کا ہے لوٹ دل
اب شہادتگاہ مین عالم ہے بازیگاہ کا

حق رسی چاہی تو ہفتاد و دو ملت سے گذر
منزلیں طے ہون تو حج حاصل ہو بیت اللہ کا

دیکھکر ناف وکمر اُس بُت کی آتا ہے خیال
رہروِ راہِ عدم کو بھی خطر ہے چاہ کا

ساکن مسجد ہوا جا کر جھکا جو سرو قد
ہیچ مثل مشہور ہے سیدھا ہے گھر اللہ کا

حق عارض کر رہا ہے حسنِ عارض کو تباہ
لوٹتا ہے لشکر شاہی اثاثہ شاہ کا

صحبتِ احباب یا دربار یا سرکار ہو
بات وہ کہیے بھلا ہو جسمین خلق اللہ کا

پیاس شیدائے زنخدان کی بجھانا چاہیے
حیف ہے پیاسا جو رہ جائے کبوتر چاہ کا

آنسوؤں نکا جوش یہ ذکرِ الٰہی مین ہوا
بنگیا سرو کنار جو الف اللہ کا

گوہر مقصد ملا بحرِ سخن مین ڈوب کر
تہ کو جب پہونچے تو مضمون ہاتھ آیا چاہ کا

نور ایسا دیدۂ دل کو خدا بخشے امیر
سامنے روضہ نظر آئے رسول اللہ کا

یہ چشم ابر کیون مژہ تر سے ہو گیا
تھوڑی سی آبرو تھی سو وہ بھی ڈبو گیا

جو کشورِ عدم مین خدا جانے سیر کیا
آیا نہ پھر کے منزلِ ہستی سے جو گیا

اب بلبلین چمن مین کہان آگئی خزان
تھی دھوم چار دن کی وہ ہنگامہ ہو گیا

آیا عرق تو اور بڑھائی صفائے جسم
اوس گل کے بال بال مین موتی پرو گیا

آخر ہوئی خیالِ خطِ سبز مین جو عمر
سمجھا یہ مین خضر مری کشتی ڈبو گیا

بچتا شرار آتش گل سے نہ ایک خس
پر ابر آشیانۂ بلبل بھگو گیا

پیری ہی مین آئی موت جوانی گذر گئی
جاگا تمام شب مین دمِ صبح سو گیا

ماتم کیا کسی نے نہ میرا تو کیا ہوا
ابر آکے خاک گور پہ برسا کے رو گیا

احوال جسمین تھا دلِ گم گشتہ کا امیر
رستے مین نامہ بر سے وہ مکتوب کھو گیا

وصل کی شب بھی خفا وہ بت مغرور رہا
حوصلہ دل کا جو تھا دل مین بدستور رہا

عمر رفتہ کے تلف ہونے کا آیا تو خیال / لیکن اوس دم کی تلافی کا نہ مقدور رہا

جمع کس دن نہ ہوئے موسم گل مین میکش / روز ہنگامہ تہ سایۂ انگور رہا

گردش بخت کہان سے ہمین لائی ہر کہان / منزلون وادی غربت سے وطن دور رہا

راستبازی کر اگر ناسوری سے درکار / دار سے خلق مین آوازۂ منصور رہا

وہ تو ہے چرخ چہارم پہ یہ ہیچ سے مجلے پر / ہیچ ہے عیسیٰ سے بھی بالاتر از دور رہا

فصل گل آئی گئے صحن چمن مین سو بار / اپنے سر مین تھا جو سودا وہ بدستور رہا

جلوۂ برق تجلی نظر آیا نہ کبھی / مدتون جا کے مین زیر شجر طور رہا

زلف و رخ دونون ہین جانے سے جدائی کے خراب / شک وہ مشک نہ کافور وہ کافور رہا

غول صحرا نے مرا ساتھ نہ چھوڑا شب بھر / لیکے مشعل کبھی نزدیک کبھی دور رہا

ہم بھی موجود تھے کل محفل جانان مین امیر / رات کو دیر تلک آپ کا مذکور رہا

آسرا زیر زمین اسے تن بیجان کسکا / شہر بیگانہ ہر یان کون ہے پرسان کسکا

نہ تو یہ حور کا طالب نہ پری پر مائل / نہین معلوم ہے دل کو ہے ارمان کسکا

حوصلہ قیس کا فرہاد کا دل پیدا کر / پھر تو یہ کوہ ہے کسکا یہ بیابان کسکا

غیر کا خال جنون مین یہ مجھے تا ابھی ہر / ذکر کرتے ہو مرے سامنے جانان کسکا

دانت ہر وقت ہمارا بھی ہے اغیار کا بھی / دیکھیے حصہ ہے وہ سیب زنخدان کسکا

جامۂ گل کو جو کرتی ہے معطر ہر صبح / چھو کے آئی ہے صبا گوشۂ دامان کسکا

کنگھی چوٹی سے کسی دم اونھین فرصت ہی نہین / کیا خبر ہے کہ ہوا حال پریشان کسکا

غنچۂ گل جو چٹکتے ہین یہ آتی ہے صدا / عندلیبون کے سوا ہے یہ گلستان کسکا

صورت گل جو شگفتہ ہین مرے زخم جگر / یاد آیا ہے مجھے چہرۂ خندان کسکا

سنبھلے کھول کے دل رکھ نہین سکتے ہین قدم / کوچۂ الفت مین ہے باندھا ہوا میدان کسکا

داغ حاصل نہو کیونکر تجھے بدنامی کا
سامنا تو نے کیا اے مہ تابان کسکا

سخرف ہین رخ بلقیس سے پریان کیسی
آج منھ دیکھ کے اوٹھا ہو سلیمان کسکا

ہو سبھا ہو تری رفتار سے پامال جو خلق
تو نے سیکھا چلن اے کبک خرامان کسکا

اہل آفاق جو کرتے ہین فلک کا شکوہ
یہ تو سمجھین کہ یہ ہے تابع فرمان کسکا

بن دندان سے تو اگر چمن حسن کی سیر
پھر ہو خرمن لب و سیب زنخدان کسکا

اس زمانے مین نہین نام سخاوت کا امیر
کون محسن ہو اوٹھائے کوئی احسان کسکا

جب تلک ہست تھی دشوار تھا پانا تیرا
مٹ گئے ہم تو ملا ہمکو ٹھکانا تیرا

جہت تیرے لیے ہو نہ کوئی جسم ہے تو
چشم ظاہر کو ہے مشکل نظر آنا تیرا

شش جہت چھان چکے ہم تو کھلا ہے یہ حال
رگ گردن سے ہو نزدیک ٹھکانا تیرا

صاف اس جگ مین آتی ہو ہمین صلح کی بو
دل ملاتا ہے یہ آنکھون کا لڑانا تیرا

دے سزا مجھ سے طلب گرنہ صفائی کے گواہ
کوئی میرا نہین ہے ہمارا زمانا تیرا

نہین بچنے کا ترے تیر مژہ سے دل زار
بال باندھا ہوا ہے اے ترک نشانا تیرا

دست نازک سے اوٹھا تیغ نہ بھاری قاتل
ہاتھ جو لے گا او ترجائیگا شانا تیرا

اب تو پیری مین نہین پوچھنے والا کوئی
کبھی اے حسن جوانی تھا زمانا تیرا

لے صدف چاک کریگا یہی سینہ اکدن
تو یہ سمجھی ہے کہ گوہر ہے یگانا تیرا

منہ سی ملتی ہو جو مشاطہ تو کہتا ہو وہ شوخ
خوب ہم جانتے ہین آگ لگانا تیرا

دل عاشق کبھی ہوتا نہین مژگان سے جدا
ہے تہ تیر کے نزدیک نشانا تیرا

درد سر ہونے لگا کیجیے نالے کب تک
مشکل اے طالع خفتہ ہے جگانا تیرا

کوے قاتل کو تو ہوتا ہو روان تو قاصد
جان لے دم بھی عدم کو ہو روانا تیرا

اجل آئیگی تو لیجائیگی ہمرہ ضرور
پیش جائیگا نہین کوئی بہانا تیرا

کیون تجھ سے ہے عداوت نہو اے نفس شقی
ہنسے کتنا کبھی جو تھون بھی زمانا تیرا

دور اگلے شعرا کا تھا کبھی اور امیر
اب تو ہے ملک معانی مین زمانا تیرا

پکارتا ہے یہ ناز اوسکی کبریائی کا
کرے اورا ہے تجھے شوق خود نمائی کا

قلق ہوا ہے مجھے صیاد کی جدائی کا
یہ چہچہے نہین افسوس ہے رہائی کا

عزیز کیون نہو داغ اوسکی بیوفائی کا
کہ ہے صلہ یہی مدت کی آشنائی کا

مین طول روز قیامت کو سنکے ڈرتا ہون
کہ دن نہو وہ کہین یار کی جدائی کا

بغیر پہونچے ہوے یار تک نہین رہتا
مین ہٹ کے نام نشان دونگا نارسائی کا

ہٹاؤ آئینہ ہمکو بھی دیکھنے دوگے
کہ خود ہی دیکھوگے حسن اپنی خود نمائی کا

خدا کرے کہین جلد آے روز شادی وصل
لباس ماتمی اترے شب جدائی کا

تمام عمر ہوئی ڈھونڈھتے پتا نہ لگا
ترا دہن بھی ہے کیا حرف آشنائی کا

نہ پوچھ جام مین ساقی سے کیا ہے ای زاہد
بھرا ہے اسمین لہو تیری پارسائی کا

ابھی تو فیصلہ ہوتا ہے سارے جھگڑون کا
زبان تیغ سے پیغام وہ صفائی کا

ہزار بار قیامت جہان مین آئیگی
چڑھا ہے چار گھڑی دن ابھی جدائی کا

شناوران محبت تو سیکڑون ہین مگر
جو ڈوب جاے وہ پورا ہے آشنائی کا

بچے ہماری بلا ہون ہین کیا درازی حشر
کہ طول دیکھے ہوے ہین شب جدائی کا

مرے نصیب یہ کہتے ہین میرے نالون سے
رہے خیال ہماری بھی نارسائی کا

خدا نے دل کو بنایا تھا جام استغنا
بتون نے کاسہ اوسے کر دیا گدائی کا

رقیب طنز سے کہتا ہے آپ جائین جہان
یقین ہے یہ اوسے میری نارسائی کا

کھنچی جو تیغ تو خوش ہو کے مجھ سے دل نے کہا
وہ دیکھو گھاٹ ہے دریاے آشنائی کا

بدن مین روح کو آنے سے کام کیا تھا امیر

چلن دکھانے کو آئی تھی بیوفائی کا

گلہ زبان پہ نہ لانا تھا بیوفائی کا ۴ امیر ڈوب گیا نام آشنائی کا

فریفتہ ہون اس انداز دلربائی کا
کہ دل لیا تو دیا ذوق آشنائی کا

ہوا وصال جو صدمہ ہوا جدائی کا
شکستگی نے کیا کام مومیائی کا

کسی گنہ پہ کوئی قتل ہو مین کہتا ہون
کہ اس سے جرم ہوا ہوگا آشنائی کا

مین آفتاب قیامت کو دیکھکر سمجھا
کہ ہے یہ کوئی ستارہ شب جدائی کا

بہار آئی ہے پھر خیر ہو خداوندا
جنون کے ہاتھ مین دامن ہو پارسائی کا

نگین آیت سجدہ ہوئی ہے پیشانی
اثر ہے یہ تری چوکھٹ پہ جبہہ سائی کا

لپٹ گیا سگ جانان ہمارے دامن سے
لحاظ آہی گیا آخر آشنائی کا

وہ آزمایش شمشیر ناز کرتے ہین
یہ خوب وقت ہے تقدیر آزمائی کا

ہمارے دل مین ہین گدگدی ہوئی پیدا
جہان کسیکو سنا ذوق دلربائی کا

اوٹھا جو درد تو گھبرا کے میرے دل نے کہا
کہ تو بھی داغ مجھے دیگا کیا جدائی کا

گہر کے گرد یتیمی ہے میرے دل کا ملال
غبار مین بھی ہے عالم وہی صفائی کا

جیا تو اوسکو بٹھائے ہزار پردے مین
اگر جو بیٹھنے دے شوق خود نمائی کا

پہونچ سکا نہ وہان نامہ بر تو دل نے کہا
کہ اور شکوہ لکھو خط مین نارسائی کا

یہان ہے ذوق اسیری مین مجھپہ حالت وجد
وہ جانتا ہے کہ مشتاق ہے رہائی کا

کسی طرح نہ کٹا کوہکن سے کاٹے سے
کہین پہاڑ سے ہے سخت دن جدائی کا

اوٹھو امیر نہین ملنے کی وحشت دل
یہ عذر لنگ تمہاری شکستہ پائی کا

کیا تھا کس سے گلہ مین نے کج ادائی کا
مجھے تو شوق ہے اے جنگجو لڑائی کا

دکھاؤ جلوہ جو دعوا ہے خود نمائی کا
مجھے یقین نہین آتا سنی سنائی کا

کمال حسن نے بے پردہ کر دیا اون کو
نکل پڑے یہ ہوا ذوق خودنمائی کا

ہماری آہ رسا لامکان مین دم لیتی
مگر نصیب مین تھا داغ نارسائی کا

خدا کے گھر مین کرون جا کے شکر کے سجدے
ملے جو اون در تربت پہ جبہ سائی کا

عجب طرح کی دراندازے ہے خزان ظالم
کہ رنگ و بو مین پڑا تفرقہ جدائی کا

ہنسے جو زخم تو بولا بگڑ کے خنجر یار
لہو رلائیگا ہنسنا یہ بے حیائی کا

نقاب یار نے اوٹھی ہے حضرت ناصح
یقین ہے فاش ہوا اب پردہ پارسائی کا

تڑپ تڑپ کے گیا اوسکے آستانے پر
کشا جو سر تو بڑھا شوق جبہ سائی کا

چلی ہے تو ہی مین صحرا کو لیکے اے وحشت
مگر خیال ہے لازم شکستہ پائی کا

سنبھل کے دیکھو اگر دیکھتے ہو آئینہ
پھسل نہ جائے کہین پانون خودنمائی کا

یہ دور دل ہی شب وصل کہہ نہین سکتا
کہ ہاتھ آئیگا پہلو اوسے جدائی کا

کہین ہے ہاتھ شراب آئی ہے کہین سے گزک
مزہ ہے کوے خرابات مین گدائی کا

چلون وہ چال رہ عشق مین کہ خار تو کیا
سراغ پائین نہ چھالے برہنہ پائی کا

وفا کے ذوق مین ہے بیخودی پہ رتا ہون
گلہ نہ منہ سے نکلتا ہے بیوفائی کا

گذر نہین ہے حرم مین تو دیر کو چلئے
امیر کام کہین بند ہے خدائی کا

نہ بیوفائی کا ڈر تھا نہ غم جدائی کا
مزہ مین کیا کہون آغاز آشنائی کا

کہان نہین ہے تماشا تری خدائی کا
مگر جو دیکھنے دے رعب کبریائی کا

وہ ناتوان ہون اگر نبض کو ہوئی جنبش
تو صاف جوڑ جدا ہو گیا کلائی کا

شب وصال بہت کم ہے آسمان سے کہو
کہ جوڑ دے کوئی ٹکڑا شب جدائی کا

یہ جوش حسن سے تنگ آئی ہے قبا اونکی
کہ بند بند ہے خواہان گرہ کشائی کا

کمان ہاتھ سے رکھ صید گاہ عرفان مین
کہ تیر صید ہے یان دام نارسائی کا

وہ بدنصیب ہون یار آئے میرے گھر تو بنے
سمٹ کے وصل کی شب تلخ رنج جدائی کا

۴
ہزارون کافر و مومن پڑے ہین سجدے مین
بتون کے گھر مین بھی سامان ہے خدائی کا

تمام ہوگئے ہم پہلے ہی نگاہ مین حیف
نہ رات وصل کی دیکھی نہ دن جدائی کا

نہین ہے مہر لفافہ پہ خط کے اے قاصد
یہ داغ ہے مری قسمت کی نارسائی کا

نقاب ڈال کے لے آفتاب حشر نکل
خدا سے ڈر یہ کہین دن ہے خودنمائی کا

نہین قرار گھڑی بھر کسی کے پہلو مین
یہ ذوق ہے ترے ناوک کو دلربائی کا

مری طرف سے کوئی جاکے کوہکن سے کہے
نہین نہین یہ محل زور آزمائی کا

کہا جو مین نے کہ مین خاک راہ ہون تیرا
تو بولے ہے ابھی پندار خودنمائی کا

جنون جو میری طرف ہو وہ حسب خیر کرون
کرون ہو ٹوٹ کے ٹکڑے شکستہ پائی کا

امیر روئیے اپنے نصیب کو ایسا
کہ ہو سپید سیہ ابر نارسائی کا

تنگی دل سے تری فرقت مین ایسا جبر تھا
ہر نفس کو میرے سینے پر گمان قبر تھا

کیون ہوا عاشق جفا پر گر نہ تجکو صبر تھا
اے دل بیتاب کیا تجھپر کسیکا جبر تھا

تا زمین کیونکر نہ جلتے میکشی کو باغ مین
ننھی ننھی بوندیان تھین ہلکا ہلکا ابر تھا

تابع بت تھا ہمین دل نے برا دھوکا دیا
ہم مسلمان اسکو سمجھے تھے یہ کافر گبر تھا

گلرخان دہر پہ سو سو جگہ مر مر گیا
جو کھلا گل باغ مین میرا چراغ قبر تھا

تجکو بھی اک سنگدل محبوب سے پالا پڑا
یہ مرے دل کے پھپھولے تھے یہ میرا صبر تھا

بار بار اوسکی گلی مین کیون نہ جاتا اے امیر
کیا کرون بے اختیاری تھی کہ دل بے صبر تھا

ظاہر یہ اتحاد سے رنگ اثر ہوا
اوس گل نے پی شراب تو مین بےخبر ہوا

سرمے کی طرح چشم بتان مین جو گھر ہوا
مین شل میل سرمہ عبث دربدر ہوا

اے ترک تیری تیغ ہمارا گلا کہان
اک یہ بھی اتفاق قضا و قدر ہوا

راہِ دراز کوچۂ جلاد قطع کی
قصہ ہماری زیست کا یون مختصر ہوا

فرصت ملی نہ گردشِ پست بلند سے
سوئے کبھی جو پانؤن تو دوران سر ہوا

اللہ ری نزاکتِ جانان کہ شعر مین
مضمون بند ھا کمر کا تو دردِ کمر ہوا

کچھ خاک ہوگئی جو مجھ آوارہ کے شریک
چاک اک طرف کلال کو دوران سر ہوا

سختی سے کچھ جو ساز تو حاصل ہو سوز عشق
پتھر نے کھائی چوٹ تو پیدا اشرر ہوا

پیمانہ کیسکی آنکھ کی گردش نے اسقدر
مین خاک ہوکے ذرۂ گردِ نظر ہوا

چلائین بلبلین جو چمن سے چلی بہار
نکلی دلہن جو گھر سے ہر اک نوحہ گر ہوا

نازک دلون کو ہے سخن نرم بھی بہت
سینے کو قطرہ قطرۂ باران شرر ہوا

شادی نے شکل گل ہمین کھلائی شکل غم
ہنسنا ہمارا باعثِ زخمِ جگر ہوا

پیری مین ہے یہ ضعف کہ پلکین بھی جھڑ گئین
تیرِ نگاہ طائرِ بے بال و پر ہوا

مضمون اگر رسا ہے تو آئیگا تا زبان
خود ہی ٹپک پڑے گا جو پختہ ثمر ہوا

ہوتی اگر نہ روح تو تھا خاک جسم مین
آئی وہ دلہن جو گھر مین تو آباد گھر ہوا

کیا جانے نامہ بر نے کہا آکے کیا امیر
ایسی خبر سنائی کہ مین بیخبر ہوا

دل مین جب جان خیال زلف جانان ہوگیا
آنکھ مین خواب پریشان سنبلستان ہوگیا

اسقدر شرمندہ پیش روے جانان ہوگیا
مہر گھٹ کر دامن شبنم مین پنہان ہوگیا

دل کسیکا ہاتھ مین لانا ہے دولت کی دلیل
یہ نگینہ جسکو ہاتھ آیا سلیمان ہوگیا

کیا ہماری گور پر ہے احتیاج روشنی
چار جگنو جب چمک نکلے چراغان ہوگیا

دل نہ مجروحون کے تڑپانے سے قاتل کا بھرا
چٹکیان لے کر نمکین خالی نمکدان ہو گیا

جا کے تنہا اور بھی صدمہ اوٹھائے باغ مین
پھول جو پھولا مجھے داغ عزیزان ہوگیا

غیر نے اوس گل کے بالون مین کبھی کنگھی جو کی
شکل سنبل تار تار اپنا گریبان ہوگیا

ضبط غم سے طرفہ دولت سرخروئی کی ہوئی
خون ہوکر دل مرا لعل بدخشان ہوگیا

عشق گیسو مین ہوا سامان غم سامان عیش
خواب گر آنکھون مین آیا وہ پریشان ہوگیا

اوسنے جب تیوری چڑھائی کرلیا مجکو شکار
گوشۂ ابرو کمان تیر مژگان ہوگیا

وجہ رسوائی نہ تھا ولین نہ تھا جبتک کہ عشق
آگے مضمون لفظ کے جامے سے عریان ہوگیا

ہوش میخوارون کا بھی شاید کوئی سیماب تھا
آتش تر سے جو لے ساقی گریزان ہوگیا

اوج ہمت ہے بقدر بے سروپائی بیابان
جسنے کی برباد خاک اپنی سلیمان ہوگیا

سوز غم مین کچھ نہ پوچھو جلد تن کا مجسے حال
جلکے یہ کاغذ شرارون سے چراغان ہوگیا

اے جنون کہتے ہین اسکو اتحاد حسن و عشق
جب کھلا جوڑا وہان یان دل پریشان ہوگیا

قید مین آنے لگے جب لخت دل اشکون کے ساتھ
خانۂ زنجیر مین روشن چراغان ہوگیا

تیر لاکھون کھائے میدانِ محبت مین امیرؔ
دل تو تھا ہی شیر سینہ اب نیستان ہوگیا

اوج دولت اوس پہ یکا سوز ہجران ہوگیا
داغ سر پر خاتم دست سلیمان ہوگیا

خط جو نکلا بوسۂ رخسار آسان ہوگیا
کاروان آنے سے نرخ حسن ارزان ہوگیا

اب کہانتک میرے تڑپانیکو چھڑکیگا نمک
ہر دہان زخم اے قاتل نمکدان ہوگیا

میری چشم تر سے ہمچشمی کا رکھتا تھا خیال
پانی پانی یہ ہوا بادل کہ باران ہوگیا

تم کھلے بالون جو آنکلے کبھی گلگشت کو
تختۂ نرگس چمن مین سنبلستان ہوگیا

جب بہار آئی جنون کے ہاتھ سے مانند گل
ٹکڑے دامن ہوگیا پرزے گریبان ہوگیا

دیکھ قاتل اپنے دیوانے کا جذب شوق قتل
جب گلے سے ملگیا خنجر گریبان ہوگیا

وحشت گیسو مین جا نکلے سوے صحرا جو ہم
پیچ کھا کر جادۂ رہ مار پیچان ہوگیا

تھا مسلمان جبتلک مشتاق کافر تھا وہ بت
یہ ہوا کافر تو وہ ضد سے مسلمان ہوگیا

سوزنی پر مجھکو کانٹون نے بٹھایا دشت مین
شامیانہ سایۂ نخل مغیلان ہوگیا

بنگئی اونکی بناوٹ سے ہماری جانپر
پانچون مین گو کمر ڈانکا تو پیکان ہوگیا

خوبرویون سے نہین خالی زمانہ ایکدم
مہر پیدا ہوگیا جب ماہ پنہان ہوگیا

کیا اثر ہے جو بہایا و لب لعلین مین اشک
گرتے گرتے آنکھ سے لعل بدخشان ہوگیا

کیا تبسم نے ترے اے رشک گل چھڑکا نمک
صحن گلشن مین ہر اک غنچہ نمکدان ہوگیا

ٹکڑے ٹکڑے ہوکے اڑجاتا ہے آتے ہی بہار
دامن گل بھی مگر میرا گریبان ہوگیا

عشقبازون سے پھری رہتی ہے تو اے چشم یار
تجھسے برگشتہ بجا ہر موے مژگان ہوگیا

ضعف سے مین قیدیونکی طرح ہل سکتا نہین
قید پر خم حلقۂ زنجیر زندان ہوگیا

حسرتین خون ہوگئین دل مین تو لایا عشق رنگ
داغ دل کا لالۂ گنج شہیدان ہوگیا

جب نقاب اوٹھی نگاہون کا ہوا ایسا ہجوم
پڑگئے پردے وہ رخ آنکھون سے پنہان ہوگیا

او کماندار اسکو کہتے ہین ہجوم درد و غم
تنگی دل سے سمٹ کر تیر پیکان ہوگیا

کیا رہین گلزار مین ہم وحشی نازک مزاج
نکہت گل سے دماغ اپنا پریشان ہوگیا

گل ہوا غنچہ تو اوس سے یہ صدا آئی امیر
جمع پھر رہتا نہین جب دل پریشان ہوگیا

گل نیا ہر ایک نقش پا سے خندان ہوگیا
یار جس کوچے مین جا نکلا گلستان ہوگیا

تشنگان عشق کے لب بھی نہونے پائے تر
وائے قسمت خشک وہ چاہ زنخدان ہوگیا

بوسۂ گیسو پر اوسنے ذبح کرڈالا مجھے
ایک کافر کے لیے خون مسلمان ہوگیا

اے پری بل دیکھے زلفونمین غضب تونے کیا
اور بھی ہم قیدیون پر تنگ زندان ہوگیا

ہمنے دیوان مین یہ مضمون دل مردہ لکھے
صفحہ صفحہ تختۂ گور غریبان ہوگیا

کوچہ گردی مین دم کھائی تیغ قاتل نے بہار
بسملون سے اوسکے ہر کوچہ گلستان ہوگیا

پڑ گئی جسکی نظر اوسپر وہ دیوانہ ہوا
حسن سے انسان بلائے جان انسان ہوگیا

پنڈلیون تک آب خجلت مین پریو غرق ہین
آفتاب حشر وہ رخسار تابان ہوگیا

سخت سکا دل کی یہ کثرت ہو تیرے دور مین
کوڑیون کے مول ہر لعل بدخشان ہوگیا

وحشیو نکی پستی قسمت نے پھیلائے یہ پاؤن
جب گریبان کو لگایا ہاتھ دامان ہوگیا

دیکھکر رنگ خزان مین باغ کے در سے پھرا
ہر نہال خشک مجکو چوب دربان ہوگیا

آسیاے چشم لیلی نے یہ پیسا دشت مین
بخت مجنون سرمۂ چشم غزالان ہوگیا

مرگئے ایذاے فرقت سے ہوئی حاصل نجات
رفتہ رفتہ داغ مرہم درد درمان ہوگیا

کعبۂ دل کی زیارت کو طہارت تھی ضرور
تیر کو واجب وضو سے آب پیکان ہوگیا

ہیچ مجکو کیا مرے گھر تک کو قسمت نے دئے
ہر ستون کھا کھا کے بل شاخ غزالان ہوگیا

نامۂ اعمال سے جبتک نہین ملتا امیر
میرے ہاتھ آیا یہ اور میرا گریبان ہوگیا

بے نشانی کا مین اے چرخ سزاوار نہ تھا
دہن یار نہ تھا کچھ کمر یار نہ تھا

فتنہ تھا قہر تھا جلوہ ترا اے یار نہ تھا
جبتلک دل کو سنبھالو نہین دل زار نہ تھا

جب کہا اوس سے شب غم کوئی غمخوار نہ تھا
درد نے اوٹھ کے کہا کیا یہ گنہگار نہ تھا

کیا بلا تھی نگہ ہوش ربا ساقی کی
اوٹھ گئی آنکھ تو کو سون کوئی ہشیار نہ تھا

بات رکھ لی مری قاتل نے گنہگار ہون مین
اس گنہ پر مجھے مارا کہ گنہگار نہ تھا

تاب جلوے کی نہ آئی جو کسیکو تو کہا
خوب دیکھا تو کوئی قابل دیدار نہ تھا

جوش وحشت لئے کہتے ہین کہ آتی ہو بہار
ہاتھ ڈالا تو گریبان مین کوئی تار نہ تھا

صاف دو ہاتھ سروہی کے اگر چل جاتے
پھر تمھین مجھ سے مجھے تمسے سروکار نہ تھا

آنکھین تھپرا گئین موسیٰ کی نہین تو سر طور
کچھ تجلی کے سوا پردۂ رخسار نہ تھا

لاش پر میری جو آئے تو رہے کیون خاموش
دم اعجاز تو قفل دہن اے یار نہ تھا

وہ کھنچا گر تو کھنچا شان تھی معشوقی کی
ہے کھنچنا تجھے اے خنجر خونخوار نہ تھا

کیا مزہ تجکو ملا اوسکے فلک مجکو شکست
خون ناحق سے جمایا تھا غضب کا لاکھا
مجکو کیون پیچ مین لایا دم آرائش حسن

عہد ساقی مین نہ تھا تو بہ سیخوار نہ تھا
لب معشوق سے کچھ کم لب سوفار نہ تھا
کچھ تری زلف کا طرہ تو مین ای یار نہ تھا

وقت بد مین نہ ہوا کوئی امیر اپنا شریک
یار سمجھا تھا مین جسکو وہ مرا یار نہ تھا

سارے جہان کا رنج رہے دل مین آگیا
کوثر کا جام بھی ترے مقتول نے پیا
کھائے تھے داغ جسکی محبت مین سیکڑون
بسمل تڑپ رہے ہین نکلتا نہین ہے دم
سامان عرس کا جو کیا یار نے تو غیر
سوجھی نئی طرح کی یہ گرمی کہ رات کو
جاتا ہے نامہ لیکے کوئی نامہ بر تو کب
اوس بت کا دل ہلانہ عجب کا مقام ہر
توڑی تڑپ کے زخمی شمشیر عشق نے
موسیٰ ابھی یہ دعوی دیدار تھا تمھین
ہوش وحواس جانیکا ای دل گلہ نہ کر
ابرو کا شوق کوچہ قاتل مین لے گیا
گرمی سے گور مین جو ہوے ہم عرق عرق

کیا کوزہ تھا کہ جسمین یہ دریا سما گیا
پر آب تیغ کا نہ زبان سے مزا گیا
دو پھول بھی نہ وہ سر تربت چڑھا گیا
اک ہاتھ اور بھی نہ وہ قاتل لگا گیا
چھپ کر نشان میری لحد کا مٹا گیا
صیاد آشیانۂ بلبل جلا گیا
جانے کو گر کہا تو کبوتر اوڑا گیا
نالہ کیا تو عرش خدا تھرا گیا
ٹانکے جو آہنی بھی رفوگر لگا گیا
دیکھا جو کوہ طور پہ جلوہ غش آگیا
تو رہ گیا بلا سے جو کچھ تھا گیا گیا
کعبے کے حج کو مین طرف کربلا گیا
پنکھا نسیم خلد کا جھوکا ہلا گیا

نکلا خیال رخ مین نہین دل سے دود آہ
ابر سیہ امیر گلستان مین چھا گیا

بندہ نوازیون پہ خدائے کریم تھا
کرتا نہ مین گنہ تو گناہ عظیم تھا

باتین بھی کین خدانے دکھایا جمال بھی
اللہ کیا نصیب جناب کلیم تھا

کیون تیغ ناز بھول گئی مجکو وقت قتل
مین بھی تو اک نیاز گذار قدیم تھا

مانگا جو میرے دل کو در گوش یار نے
دیتے ہی بن پڑا کہ سوال یتیم تھا

کیا رنگ اوسکے جاتے ہی گھر کا بدل گیا
وہ دوزخ ہے آج کل جو ریاض نعیم تھا

ہم سے جو وہ کھنچا یہ گلے سے لپٹ گیا
قاتل سے بڑھکے خنجر قاتل کریم تھا

کیا کیا نہ آفتون کے رہے ہمکو سامنے
یارب شباب تھا کہ بلائے عظیم تھا

بیٹھا جہان فقیر وہان فرش ہو گیا
سایہ مرا لیے ہوے میری گلیم تھا

دنیا مین کچھ قیام نہ سمجھو کرو خیال
اس گھر مین تمسے پہلے بھی کوئی مقیم تھا

اب کون ہے جو منزل الفت مین ساتھ دے
دل بھی چھٹا رفیق جو اپنا قدیم تھا

پہونچے تو ہم بھی جلوہ گہ یار مین مگر
وہ اک قدم بڑھا ہوا اپ اے کلیم تھا

لاتی کبھی ہمارے قفس تک بھی بوے گل
ٹوٹا ہوا نہ پانون ترا اے نسیم تھا

ہوتا نصیب مرکے ہمین نقد عیش کیا
زیر زمین بھی وہ رسپہر لئیم تھا

کیا چاہتا مین فیض کہ انجم سے آسمان
اک تودۂ بلند عظام رمیم تھا

جسدن تھا مین چمن مین ہواخواہ گل امیر
نام صبا کہین نہ نشان نسیم تھا

وہ دن گئے کہ مجھ مین بھی فیض عمیم تھا
محفل مین شمع تھا مین چمن مین نسیم تھا

کچھ اونکو زیب گوش کی حاجت نہ تھی مگر
منظور پرورش تھی کہ گوہر یتیم تھا

آنکھین تھین اپنی نور تجلّی سے آشنا
جسدن نہ طور تھا نہ وجود کلیم تھا

تیرے مریض غم کی نہین آج کچھ خبر
سنتے ہین کل تو حال نہایت سقیم تھا

دنیا کا حال اہل عدم سے ہے یہ مختصر
اک دو قدم کا کوچۂ امید و بیم تھا

ہم اپنی دھن مین مست تھے کیا جانین حشر مین
کس سمت کو جنان تھا کدھر کو جحیم تھا

سامان عفو کیا مین کہون مختصر یہ ہے
بندہ گنہگار تھا خالق کریم تھا

آخر جو خم مین بیٹھہ رہا مثل دردِ مے
تھی کچھہ تو مصلحت کہ فلاطون حکیم تھا

واقف وہ حال سے ہو جو رکھتا ہو کچھہ غرض
کیا جانین ہم بخیل کہ حاتم کریم تھا

غش مجکو وصل مین نہین آیا تھا اے پری
سرمست بوے گیسوے عنبر شمیم تھا

گلگشت مین نقاب اولٹتے وہ رخ سے کیا
شرم آتی تھی صبا سے لحاظِ نسیم تھا

رنگِ چمن بہار مین بلبل سے پوچھیے
گل کا زمین پہ پانون نہ مثلِ نسیم تھا

الفت کی دل جلون کو وہان نیند آگئی
خس خانہ تھا کہ طبقۂ نارِ جحیم تھا

کرتا مین دردمند طبیبون سے کیا رجوع
جسنے دیا تھا درد بڑا وہ حکیم تھا

دامان گل کو خود نہ چھوا ورنہ اے امیر
کچھہ ڈر صبا کا ہمکو نہ خوفِ نسیم تھا

دل اپنا زیر سایۂ امید و بیم تھا
جسدن جحیم تھا نہ ریاضِ نعیم تھا

سوراخ کیون ہو سینۂ گوہر مین اے فلک
بتلا تو ہمسکو کون گناہِ یتیم تھا

اوسکو کہان دماغ تجلی تھا طور پر
سارا ظہور جلوۂ شوقِ کلیم تھا

محشر مین لقمہ مین نہوا کی خدا نے خیر
مدت سے ورنہ کہولے ہوے منہ جحیم تھا

تیری دوا سے اور مرا درد بڑھ گیا
شاید مرض سے ساز مجھے لے حکیم تھا

کیا جانین کس غریب کی آتی تھی در پہ لاش
ہنگامہ کل جو اونکی گلی مین عظیم تھا

خود کہہ رہا تھا شوق مین گستاخ دل مرا
اصرار توم سے جو کلام کلیم تھا

قاتل کے خط سے قتل کا ہوتا نہ کیون یقین
عنوان نامہ آیۂ ذبح عظیم تھا

کیسی شفا مرض مین کہ اولٹی ہوئی دوا
سمجھے نہ ہم رقیب ہمارا حکیم تھا

تلخی زبان دوست سے دیتی ہے کیا مزہ
شیرین تھا فقتنک جو کلام کلیم تھا

ہم راز تب مزار مین سوچے کہ کچھہ نہ تھے
دل کو جو خوف جمع عظام رمیم تھا

کیسا سوال دید جو ہم پہونچے طور پر
سوزان کہین شجر تو کہین غش کلیم تھا

روشن ہے آفتاب سے اعجاز مصطفےٰ
اونگلی اوٹھی کہ ماہ فلک پر دو نیم تھا

کب مجھ سے شل سایہ چھپے پنجتن کے پانون
پانچون سوارون مین مین بزیر گلیم تھا

اوس گل کا وصف چشم تسنا مین کیا امیر
نرگس کا پھول باغ مین گوشش صمیم تھا

ہر جگہ جوشش محبت کا نیا عالم ہوا
آنکھ مین آنسو جگر مین داغ دل مین غم ہوا

میرے مرتے ہی زمانہ درہم و برہم ہوا
یہ خوشی پہلی کہ شادی مرگ اک عالم ہوا

موت آئی درد فرقت سے ہمین صحت ہوئی
بڑھتے بڑھتے زخم آخر زخم کا مرہم ہوا

آنسوؤن سے بیقراری مین ذرا تسکین تھی
بڑھ گیا اور اضطراب دل جو رونا کم ہوا

سوز کی فریاد سے تنگ آ گئے تھے اسقدر
خلق کو مژدہ ہمارا نالۂ ماتم ہوا

مین ترا ممنون ہون اے گریۂ بے اختیار
جب پڑی مجھپر مصیبت تو شریک غم ہوا

رازداری محبت کا مین کیا دعوی کرون
جسقدر محرم ہوا اوتنا ہی نامحرم ہوا

شوئے قسمت رہ گئی حسرت ہی لطف یار کی
بڑھ گئی شان تغافل کچھ جو غصہ کم ہوا

بستے اپنے حال ابتر کے جو محشر مین کھلے
دفتر اعمال ہر دم برہم و درہم ہوا

چارہ گر کو لائے ہین احباب رمان کے لیے
لو مراز خم جگر بھی قابل مرہم ہوا

کیا دوا کی بیٹھ کر پہلو مین اوسکے تیر نے
درد دل بھی گھٹ گیا درد جگر بھی کم ہوا

مارڈالا روز اول کی نگاہ لطف نے
ایک دم کا عیش ظالم عمر بھر کا غم ہوا

شور محشر بھی ہوا آکر شریک تعزیت
دھوم سے میرے دل مرحوم کا ماتم ہوا

رات بھر رویا کیا بے یار مین گلزار مین
صبح کو پھولون سے رخصت صورت شبنم ہوا

ہوش کی بھی اب تو کوئی بات کرتے ہین امیر
کچھ تو وحشت نے کمی کی کچھ تو سودا کم ہوا

ہو نہین وہ غم دوست جب غم نے کمی کی غم ہوا
کی شکایت چرخ سے جس روز صدمہ کم ہوا

کس طرح مکنون دل اظہار کرتا پیش یار
آجتک مین خود نہ اپنے راز کا محرم ہوا

لذتِ شرم گنہ تھی کب فرشتونکو نصیب
یہ مزہ چکھنے کو پیدا خلق مین آدم ہوا

میرے زخمون کی ہنسی پر تمکو رونا آگیا
یہ خوشی بھی کچھ خوشی تھی جسکا ایسا غم ہوا

تیرا دیوانہ جو آیا یہ ملایک نے کہا
انتظام عرصۂ محشر بھی لو برہم ہوا

نوک خنجر ہو کہ اے سفاک پیکان تیر کا
جو مرے پہلو مین آبیٹھا مرا ہمدم ہوا

اونچے اونچون کی مے گل نے شادی آبرو
چشمۂ خورشید گھٹ کر قطرۂ شبنم ہوا

ذبح کرتے ہو مجھے ایجان ڈھیلے ہاتھ سے
واہ اچھے وقت مین غصہ تمھارا کم ہوا

تیغ زنگ آلود خنجر کند قاتل خوردسال
کیا کہون مقتل مین تب قتل کیا عالم ہوا

تنگ آکر دعا فرقت مین مانگی موت کی
حسرتین بگڑین مزاج آرزو برہم ہوا

جان قالب مین ہے مضطر دم خفا دل بیقرار
موت ہی آئی مزاج یار کیا برہم ہوا

دل جگر دونون تھے میری جان کے دشمن مگر
جو گیا پہلو سے میرے مجکو اوسکا غم ہوا

رہ گئے وہ دو قدم چلکر مری میت کے ساتھ
پانؤن مین پھندا اٹک کر گیسوے پرخم ہوا

روکنا فرقت مین اشکون کا نہین اچھا امیرؔ
چارون کے ضبط مین دیکھو تو کیا عالم ہوا

وہ کون تھا جو خرابات مین خراب نہ تھا
ہم آج پیر ہوے کیا کبھی شباب نہ تھا

شب فراق مین کیون یارب انقلاب نہ تھا
یہ آسمان نہ تھا یا یہ آفتاب نہ تھا

لحاظ ہمسے نہ قاتل کا ہوسکا دم قتل
سنبھل سنبھل کے تڑپتے وہ اضطراب نہ تھا

اوسے جو شوق سزا ہے مجھے ضرور ہے جرم
کہ کوئی یہ نہ کہے قابل عذاب نہ تھا

شکایت اونسے کوئی گالیون کی کیا کرتا
کسی کا نام کسی کی طرف خطاب نہ تھا

نہ پوچھ عیش جوانی کا ہمسے پیری مین
ملی تھی خواب مین وہ سلطنت شباب نہ تھا

دماغ بحث تھا کسکو وگرنہ اے ناصح
وہ ہنس تھا کہ دہن مین مرے جواب تھا

وہ کہتے ہین شب وعدہ مین کسکے پاس آتا
تجھے تو ہوش ہی اے خانمان خراب تھا

ہزار بار گلا رکھدیا تہ شمشیر
مین کیا کرون تری قسمت ہی مین ثواب تھا

فلک نے افسر خورشید سر پہ کیون رکھا
سبوے بادہ نہ تھا ساغر شراب تھا

غرض یہ ہی کہ ہو عیش تمام باعث مرگ
وگرنہ مین کبھی کیا قابل خطاب تھا

سوال وصل کیا یا سوال قتل کیا
وہان نہین کے سوا دوسرا جواب تھا

ذرا سے صدمہ کی تاب نہین رہی ہم مین
کہ ٹکڑے ٹکڑے تھا دل اور اضطراب تھا

کلیم شکر کرو حشر تک نہ ہوش آتا
ہوئی یہ خیر کہ وہ شوخ بے نقاب تھا

یہ بار بار جو کرتا تھا ذکر مے واعظ
پیے ہوے تو کہین خانمان خراب تھا

امیر اب ہین یہ باتین جب اوٹھ گیا وہ شوخ
حضور یار کے منہ مین ترے جواب تھا

کہا جو مین نے کہ یوسف کو یہ حجاب نہ تھا
تو ہنس کے بولے وہ منہ قابل نقاب نہ تھا

شب وصال بھی وہ شوخ بیحجاب نہ تھا
نقاب اولٹ کے بھی دیکھا تو بر نقاب تھا

لپٹ کے چوم لیا منہ ہٹا دیا انکار
نہین کا اونکے سوا اسکے کچھ جواب نہ تھا

مے جنان پہ اب آتے شرم آتی ہے
حلال کرنیکو بیٹھے تھے جب حجاب نہ تھا

نصیب جاگ اوٹھے سو گئے جو پانوکن مرے
تمھارے کوچے سے بہتر مقام خواب نہ تھا

غضب کیا کہ اسے تو نے محتسب توڑا
ارے یہ دل تھا مرا شیشۂ شراب نہ تھا

زمانہ وصل مین لیتا ہے کروٹین کیا کیا
فراق یار کے دن ایک انقلاب نہ تھا

تمھین نے قتل کیا ہے مجھے جو تنتے ہو
اکیلے تھے ملک الموت ہمرکاب نہ تھا

دعاے توبہ بھی ہمنے پڑھی تو مے پیکر
مزہ ہی ہمکو کسی شی کا بے شراب نہ تھا

مین روے یار کا مشتاق ہو کے آیا تھا
ترے جمال کا شیدا تو اے نقاب نہ تھا

٤

بیان کی جو شبِ غم کی بیکسی تو کہا
جگر میں درد نہ تھا دل میں اضطراب نہ تھا

وہ بیٹھے بیٹھے جو دے بیٹھے قتلِ عام کا حکم
ہنسی تھی اونکی کسی پر کوئی عتاب نہ تھا

جو لاش بھیجی تھی قاصد کی بھیجتے خط بھی
رسید وہ تو مرے خط کی تھی جواب نہ تھا

سرورِ قتل سے تھی ہاتھ پاؤن کو جنبش
وہ مجھ پہ وجد کا عالم تھا اضطراب نہ تھا

ثبات بحرِ جہان میں نہیں کسیکو امیر
ادھر نمود ہوا اور ادھر حباب نہ تھا

نامہ لیکر جو کوئی کوے بتان سے آیا
میں یہ سمجھا کہ ملک باغِ جنان سے آیا

میرے گھر میں جو کوئی اوسکے مکان سے آیا
چیخ اوٹھا کہ میں دوزخ میں جنان سے آیا

ای جرس تو تو نہیں قافلے والون سے جدا
تیری آواز میں یہ درد کہان سے آیا

جانتا ہون وہ کماندار کشیدہ ہے بہت
کہ کبھی تیر بھی مجھ تک نہ کمان سے آیا

اب کوئی کعبے میں دم بھر میں پہنچ سکتا ہون
برہمن بہرِ طلب کوے بتان سے آیا

شغل رونے کا ازل میں بھی مجھے تھا ورنہ
نوح کے وقت میں طوفان کہان سے آیا

خبرِ مرگ مری دیر و حرم میں تو گئی
نہ یہان سے کوئی آیا نہ وہان سے آیا

بولتا کب ہے وہ سفاک پکارون میں ہزار
کاش خنجر ہی کہے اپنی زبان سے آیا

مفتیون سے کہو للّٰہ وہ اب کہتے ہین کیا
غش و غشین روزۂ ماہِ رمضان سے آیا

دیکھکر اوس رخِ گیسو کو میں حیران ہون امیر
شبِ تاریک میں خورشید کہان سے آیا

مثل موسیٰ سامنے میرے جو تو ہو جائیگا
لن ترانی میں مقامِ گفتگو ہو جائیگا

عشق میں تازہ دماغ آرزو ہو جائیگا
رنگ اڑکر چہرۂ عاشق سے بو ہو جائیگا

ضبطِ گریہ میں نہیں کرتا کہ رہتا ہے خیال
سوکھکر کانٹا نہالِ آرزو ہو جائیگا

ہے ابل پڑنے کا ڈر کیا دون ترے قد سے مثال
سرو فوارہ کنارِ آبجو ہو جائیگا

ہر یہی رنگ ستم اوس خال عارض کا اگر
شک کا دل نافۂ آہو مین لہو ہوجائیگا

ہو کمی بیشی جو یہ تاثیر حسن و عشق کی
ذرے ہم ہوجائینگے خورشید تو ہوجائیگا

آرسی پر کچھ نہین موقوف ہے آئینہ رو
جو تجھے دیکھیگا وہ میرا عدو ہوجائیگا

اُف نہ کر اے دل زبانہ ہیں فُرا لیگا تجھے
کھا کے کوڑا اور ابلق تندخو ہوجائیگا

تم جو اٹھ جاؤگے بزم عیش ہوگی بزم غم
بادۂ گلرنگ شیشون مین لہو ہوجائیگا

دست قاتل سے بڑھیگا تیغ کا پانی ضرور
تا کمر ہے آج کل تک تا گلو ہوجائیگا

بعد مُردن شرم عصیان سے ہون ایسا آب آب
خاک سے میری تیمم بھی وضو ہوجائیگا

میرے میخانے سے اے ساقی کہان جائیگی عید
ماہ نویان ناخنِ دستِ سبو ہوجائیگا

محو آفتاب بدان ہون پڑھون کیونکر نماز
آب گوہر ہاتھ مین آبِ وضو ہوجائیگا

چھا رہی ہے دل مین میرے اسقدر اے یاس کیون
دیکھ ظالم مفت خونِ آرزو ہوجائیگا

چارسو ٹکراؤنگا سر دیکھکر ابرو کا سحر
فرض ہی کعبے مین سجدہ چارسو ہوجائیگا

اک جہان بسمل ترا اے تندخو ہوجائیگا
چار ہی ہاتھون مین شہرہ چارسو ہوجائیگا

جذب پر آمادہ گر اے شوق تو ہوجائیگا
خنجرِ قاتل مرا طوقِ گلو ہوجائیگا

طاقتِ دیدار کا دعوی ہے اہل دید کو
فاش پردہ ہوگا بے پردہ جو تو ہوجائیگا

اے تصور مجھ سے بختِ تیرہ جاتا ہے کہان
دل مین عکسِ زلف آئینے مین مو ہوجائیگا

ہو نہین مجذوبِ خراباتی اگر توڑیگا جام
محتسب کا ہاتھ خود دستِ سبو ہوجائیگا

ہون وہ میکش شیشۂ مے کو کرونگا جیب مین یاد
ہچکیان لے لیکے بسمل کا گلو ہوجائیگا

میرے قلبِ صاف کے منھ پر نہ آئینہ چڑھے
آبرو ہٹ جائیگی بے آبرو ہوجائیگا

یاس حرمان سے اگر چھوٹکے ہر فرقت مین یہی
کوئی دم مین گل چراغِ آرزو ہوجائیگا

جائے عیسی ہجر مین ہوگی ہوس جلاد کی
بڑھتے بڑھتے دردِ دل دردِ گلو ہوجائیگا

کون سنتا ہی یہان ای بت مری تیرے حضور / ختم یہ جھگڑا خدا کے روبرو ہو جائیگا
ساتھ میرا تو نہ چھوڑے یاس ہجر یار مین / اور بھی ویران دل بے آرزو ہو جائیگا
پھول ای بلبل نہ پھولون پر دو روزہ ہی بہار / ایک جھونکے مین ہوا سب رنگ بو ہو جائیگا
بھولی باتون پر نہ بھول آج اوس گل تر کی ملا / ہو کمینہ کل اور رنگ گفتگو ہو جائیگا
عیب اصلی عارضی زینت سے چھپتا ہی کوئی / غازہ ملنے سے نہ زنگی خوبرو ہو جائیگا
فصل گل آنے تو دو فصد دنکا پھر کیا ہی شمار / ظرف بھر بھر جائینگے پانی لہو ہو جائیگا
غیر احول ہین سمجھتے ہین مجھے تمسے جدا / قصہ یہ یکسو تمھارے روبرو ہو جائیگا
خوب گلرویون سے آتا ہی ہمارے دل کو ربط / رنگ مین یہ رنگ ہوگا بو مین بو ہو جائیگا

داغ حسرت گھر سے مین لیکر کہان جاؤن امیر
جانتا ہون گل چراغ آرزو ہو جائیگا

یہی سوال ہی مجھ حزین کا پتا کہان کوے نازنین کا / غبار ایسا نہین کہین کا نہ آسمان کا نہ مین زمین کا
یہ طرز وحشت نے رنگ لایا مدعا کہ ہو گیا دوجہان کو سودا / زمین پہ جادہ فلک پہ جوزا نشان ہی چاک آستین کا
ذرا جو کاتب کو رحم آتا تو سخت تنبیہ ہی مٹاتا / درست لکھتا تو ٹوٹ جاتا قلم ہمارے خط جبین کا
چمن ہی بلبل کے خون کا محضر گواہ ہین برگ برسر آمر / نہین ہی یہ داغ لالہ تر یہ نقش ہی مہر کی نگین کا
یہ چھینٹے تلک ہین یا ولین کے نہ آسمان کے نہ زمین مین کے / نشان تک شگنی جبین کے کھلا نہ مطلب خط جبین کا
غم محبت ہے جسکا مطلب کبھی وہ رقت اوس دل کی ہو عیان کب / کرہ جتیک ہی خم لبالب تھا کہان قدر جرعہ نشین کا
کیا تھا کیون او دعا با ملک اتحاد اوس مل سے کیون مقابل / سزا ملی ہو گیا یہ دل جو خشک نافہ غزال چین کا
پری سلیمان کی جتنے رتبے تمھاری الفت کے تو کرشمے / یہ نقش جسکا ہو یکسر بیٹھے بلند ہو نام اوس نگین کا
کہان کا نالہ کہان کا شیون تمہاری قاتل ہی وقت مر تو / قلم ہوئی ہی بدن سے گردن زبان پہ نعرہ ہی آفرین کا
قریب ہی یار روز محشر چھپے گا کشتون کا قتل کیونکر / جو چپ رہیگی زبان خنجر لہو پکارے گا آستین کا
عجب مرقع ہی باغ دنیا کہ جسکا صانع نہین ہویدا / ہزار ہا صورتین ہین پیدا پتا نہین صورت آفرین کا

ہوا نہ دشوار جسکو مرنا اسے گلی مین تمھاری مرنا
تھا مناسب نہ کرنا سوے پہ دو چار گز زمین کا

لکھا جو وصف ایک گلبدن کا تو رنگ پیدا ہوا چمن کا
جو صفحہ ہی برگ یاسمن کا تو خامہ ہی شاخ یاسمین کا

کمال احباب سے ہی شکوہ کیا ہی عرس ایک دن ہمارا
سر لحد تھا ہجوم ہوتا کبھی حسینان مہ جبین کا

اثر ہی گیسوے یار کا یہ کہ حرف آگین ہین حرف سارے
ورق ہی دیوان مین جو ہمارا وہ تختہ ہی عطر کی زمین کا

نہیں ہی اب فکر رسم ماتمی گنہ کی تعزیر پر ہون راضی
لگائے درہ جو مجکو قاضی کسی کے گیسوی عنبرین کا

خدا ہی تب تک نہ ہو شناسا حریم دل کا ہے شوق بیجا
مکان کا تب پتا ملیگا کہ کچھ پتا یاد ہو مکین کا

کہان ہین اسیر نصیب اپنے کہ پڑھکے مضمون جواب لکھے
اڑے ہی نامہ کے اوسنے پرزے کھلا لفافہ خط جبین کا

ملا ہی جنکو دل مصفا تیرے کو بھی دیکھتے ہین اچھا
پڑیگا عکس آئینہ مین سیدھا ہزار الٹا ہو خط نگین کا

جنون کا ہمسر ہی قطع جامہ قبا کہان کی لباس کیسا
ہمارے بازو تلک نہ پہونچا کسی طرح ہاتھ آستین کا

کس آستانے پہ جا پڑا ہون کہان الٰہی مین جبہ سا ہون
کرشمہ اوسکی ہزار جا ہون یہ بلا ہی سجدہ و زمین کا

کہان کا کعبہ ہی دیر کیسا بتاؤ کوچے کا اوسکے رستا
مین پوچھتا ہون پتا کہین کا نشان دیتے ہو تم کہین کا

امیر گزری یون ہی خموشی گلے سے آواز تک نہ نکلی
خیال جس رات خواب مین بھی بندھا کسی چشم سرمگین کا

ہوا جو پیوند مین زمین کا تو دل ہوا شاد مجھ حزین کا
بس اب ارادہ نہیں کہین کا کہ رہنے والا ہون مین یہین کا

اگرچہ پیری مین ناتوان ہین شباب کے کچھ اثر عیان ہین
نہیں ہی بازو مین جھریان ہین نشان ہی چین آستین کا

فقط ہی تیرا خیال باطل کہ راستی مین ہو نام حاصل
درست اوسکی کبھی ایدل جو نقش الٹا ہوا نگین کا

کہین مکرر زبان سے کتنا کوئی مخاطب نہیں ہی اصلا
ہمارا اظہار غم ہی گویا سوال درویش رہ نشین کا

کھلے ہین یہ استخوان بکھر کر پوست ہی پوست ہی سراسر
کلاہ کا شک ہی کیسر سر پہ گمان ہے بازو پر آستین کا

ہزار کو زمین ہین نہ نشے کہ ورد یہ زمین ہین تیرے
کھنچے دو رویہ زبسکہ نقشے بھرا ورق پشت روز مین کا

جہان نہین ہین اور بس بہت کم ازل سے پامال ہی یہ عالم
کری فرشتوں نے خاک آدم تماشہ سو ایک بھی زمین کا

جلائے جو مین ہون محو ایسا چمن مین گھر کر جو ابر آیا
سیاہ مستی مین مین یہ سمجھا جہاز ہی آب آتشین کا

سفر مبارک ہو آخرت کا بخیر انجام ہو خدایا
جو گھر سے نکلے مرا جنازہ تو سامنا ہو کسی حسین کا

جو شعلہ بالائے طور چمکا چھپک گئی جس سے چشم موسیٰ
بجھا ہوا تھا کوئی شرارہ تمہارے رخسار آتشین کا

کیا ہے اوس مست نے کنارا سبو ہوا اب خاک ہو گوارا
سبو پہ میکشو ہمارا جو نام لو آب آتشین کا

لحد پہ پیر مغان آئے کہدو کوئی یہ وقت دفن سے یارو
برہنہ دیکھے نہ گور مجکو میں کشتہ ہوں چشم سرگین کا

ہوئی ہے تقدیر سے رسائی ضرور ہے قسمت آزمائی
کرینگے اوس پہ جبیہ سائی نشان جبتک ہے جبین کا

جو دشت غربت میں کھینچا اپنا بندھا تصور ہمیں وطن کا
بھری جو چشم غزال صحرا دکھا دیا رنگ شہر چین کا

چمن میں غنچہ نہیں کھلا ہے وہ گل بیان رات کو رہا ہے
یہ کوئی تعویذ کھل پڑا ہے اوسی کے بازوئے نازنین کا

اوسیکا پھیلا ہے نور سارا کہاں کا خورشید عالم آرا
گرا ہوا ہے کوئی ستارہ لباس زرتار مہ جبین کا

حسین جو میٹھی زبان سے مانگیں تو جان شیرین سے نذر لیلین
ہنسی خوشی سے جو زہر دیوین مزہ ملے مجکو انگبین کا

جو دیکھی نرگس کی شرمساری چھڑی ہوئی آنسوؤں کی جاری
نگاہ میں پھر گیا ہماری حجاب اوس چشم سرمگین کا

عجب ہے آئینے کا مقدر کہ عکس افگن ہے چشم دلبر
قدم نکالا نہ گھر سے باہر شکار کھیلا غزال چین کا

جو تیغ ساعد ہوئی مقابل تڑپ گئی خلق شکل بسمل
الٹ گئی بھوں جو تونے قاتل اولٹ دیا گوشہ آستین کا

امیر دیکھا جو اوسکا نقشہ تو نقشہ یوسف کا دل سے اوترا
کہ نقش ثانی کے آگے ہوتا فروغ کیا نقش اولین کا

ردیف بای موحدہ

سیکھ کر مجھ نالہ کش سے طرز افغان عندلیب
صحن گلشن میں ہوئی ایسی خوش الحان عندلیب

ہوں وہ عاشق قد و عارض کا جو گلشن سے چلوں
فاختہ پکڑے مرا دامن گریبان عندلیب

رحم کر یوں پھول بیدردی سے اے گلچین نہ توڑ
سر پٹکتی ہے اوٹھائیگی گلستان عندلیب

فصل گل آنے تو دو اوڑ جائیگی لیکر قفس
خانۂ صیاد میں دو دن ہے مہمان عندلیب

برق آسا ہے فروزان خندۂ گل باغ میں
چاہیے برسائے اب اشکوں کا باران عندلیب

چھوڑ کر تیرے رخ رنگین کو اے رشک چمن
گل پہ مرتی کس لیے ہوتی جو انسان عندلیب

فصل گل مین پھول کھلائین جو پریون کا جمال — کیون نہو پھر دم کش مرغ سلیمان عندلیب
عاشق کامل کو وصلت مین زیادہ ہی ملال — فصل گل مین بیشتر ہوتی ہی نالان عندلیب
کون گل ہی جو رخ گلرنگ پر عاشق نہین — تو وہ گل ہے جسپہ ہی سارا گلستان عندلیب
جو پسند آجاے عاشق کو وہی معشوق ہے — سرو قمری پر فدا ہی گل پہ قربان عندلیب
اوڑکے گل خود شوق مین پہونچا ہی دست یار تک — کس لیے گلچین سے ہی دست و گریبان عندلیب
توکری چوڑی جو اپنے ہاتھ کی اے گل جدا — مول لے دیکر زر گل و شگردان عندلیب
شوق مین لالون کے جای باغ مین وہ گل اگر — لال ابھی ہو خون گل مین ہی جو غلطان عندلیب
قابوے صیاد مین آتی کبھی ممکن نہ تھا — دام کو سمجھی ترا گیسوے پیچان عندلیب
وہ بھی من تائے کراو تسے تیرے صدقے مین کبھی — اے گل تر دلمین رکھتی ہی یہ ارمان عندلیب

فاتحہ خوانی کو جب وہ گلبدن آیا امیر
بنگئے سب ساکن شہر خموشان عندلیب

کیا ہنسی ہی گریۂ عشاق مضطر کا جواب — سوچ رکھو کچھ سوال روز محشر کا جواب
درد پا ہوگا شکست کاسۂ سر کا جواب — غافلون کو دیگی میری لاش ٹھوکر کا جواب
منھ چڑھاتا ہو مرا کیا آئینے مین دیکھ تو — تجکو دیتا ہے وہین تیرا برابر کا جواب
شوق سے لکھین مرے عصیان فرشتے رات دن — ایک رحمت اوسکی ہی اس سارے دفتر کا جواب
ایکدن وہ میرے گھر ہی ایکدن وہ اوسکے گھر — غیر کی قسمت بھی ہی میرے مقدر کا جواب
جب مین کہتا ہون کہوگے کیا خدا کے سامنے — کہتے ہین تمکو بتا دین روز محشر کا جواب
نرم دل سے نرم دل ہین سخت گو سے سخت گو — شیشے کا شیشہ یہان پتھر ہی پتھر کا جواب
ہی زبان ہی گوش یارونکی گری گتنک نہ سنے — اے زبان تو اوسکے بدلے ہے برابر کا جواب
اوسنے خط بھیجا جو مجکو ڈاک ہی ڈاکہ پڑا — یار کیا کرتا نہ تھا میرے مقدر کا جواب
ہاے ہفتاد و دو ملت مجسے بچھڑے عشق مین — تھا تو تنہا پر دیا مین نے بہتر کا جواب

منہ چڑھاؤ اور کا تیوری چڑھاؤ اور پر — آئینہ ہون منہ پہ دونگا مین برابر کا جواب

کس لیے ڈرتے ہو ہنگامے سے آؤ تو سہی — پاؤن کی خلخال دیگی شور محشر کا جواب

پھینک دو خط لکھ کے قاصد سے جو تم بیزار ہو — اُڑ کے آئیگا جو ہے میرے مقدر کا جواب

منہ کی کھائی سیکڑون بال آئینے مین پڑ گئے — لیکے آیا تھا تری زلفِ معنبر کا جواب

رہگیا خاموش وہ بت بیدہانی سے امیر
یا نہ تھا کوئی سوال جانِ مضطر کا جواب

ہے خموشی ظلم چرخ دیو پیکر کا جواب — آدمی ہوتا تو ہم دیتے برابر کا جواب

جو بگولا دشت غربت مین اُٹھا سمجھا یہ مین — کرتی ہے تعمیر ویرانی مرے گھر کا جواب

ساتھ خنجر کے چلیگی وقت ذبح اپنی زبان — جان دینے والے دیتے ہین برابر کا جواب

سجدہ کرتا ہون جو مین ٹھوکر لگاتا ہے وہ بت — پاؤن اوسکا ٹوٹکے دیتا ہے مرے سر کا جواب

ابر کے لکے نہ الجھین میرے موج اشک سے — خشک مغزون سے ہو مشکل مصرع تر کا جواب

وہ کھنچا تھا مین بھی کھنچ رہتا تو بنتی کسطرح — سر جھکا دینا تھا قاتل تیرے خنجر کا جواب

جیتے جی ممکن نہین اوس شوخ کا خط دیکھنا — بعد میرے آئیگا میرے مقدر کا جواب

شیخ کہتا ہے برہمن کو برہمن اوسکو سخت — کعبہ و بتخانہ مین پتھر ہے پتھر کا جواب

روز دکھلاتا ہے گردون کیسی کیسی صورتین — بت تراشی مین رہی یہ کافر بھی آذر کا جواب

ہر جگہ قبر گدا تکیے مین ہر جا گور شاہ — ایک گھر اس شہر مین ہے دوسرے گھر کا جواب

جلوہ گر ہے نور حق ہونے سے یکتائی امیر
سایہ بھی ہوتا اگر ہوتا پیمبر کا جواب

پلا ساقیا ارغوانی شراب — کہ پیری مین دے نوجوانی شراب

وہ شعلہ ہے ساقی کہ رنگک کی طرح — اوڑا دیتی ہے ناتوانی شراب

کہان بادۂ عیش تقدیر مین — پیون مین تو ہو جاے پانی شراب

نہ لایا ہے شیشہ نہ جام و سبو
پلاتا ہے ساقی زبانی شراب

کہان عقل برنا کہان عقل پیر
نئے سے ہے بہتر پرانی شراب

مرے چہرۂ زرد کے عکس سے
ہوئی ساقیا زعفرانی شراب

ہوئے مست دیکھا جو پھولونکا رنگ
پیالون مین تھی ارغوانی شراب

کہان چشمۂ خضر کیسے خضر
خضر ہین مری زندگانی شراب

خضر ہون اگر مین تو جا کر پیون
سر چشمۂ زندگانی شراب

گلستان ہی پھولون سے کیا لال لال
چلے ساقیا ارغوانی شراب

عجب ساقی گندمی رنگ ہے
کہ پرتو سے بنتی ہی دھانی شراب

رہے عاق پہ پارسا کی اسیر
پلائے جو وہ یار جانی شراب

لائیگا رنگ خون دل داغدار کب
آئیگی اس چمن مین الٰہی بہار کب

رویا ہمارے حال پر ابر بہار کب
بیٹھا زمین پر اوٹھکے ہمارا غبار کب

اوٹھیگا میری خاک سے یارب غبار کب
آئیگا ہاتھ گوشۂ دامان یار کب

مقتل سے وہ پھرے تو قضا نے یہ عرض کی
حاضر ہوا حضور مین یہ جان نثار کب

داغون سے دل چمن ہی کرون ضبط آہ کیا
رکتی ہے روکنے سے نسیم بہار کب

تاریخ خوشی سے کون اوٹھاتا ہی بار عشق
کرتا ہے کوئی آپ سے جبر اختیار کب

ٹھنڈی ہوا ہی ابر ہے ساقی ہی نہر ہے
کھیلوگے میکشو بلا مے کا شکار کب

ہمکو ملاکے خاک مین بھی جب ہوئے نہ صاف
جائیگا پھر حضور کے دل سے غبار کب

کہتی ہی مرغ دل سے یہ وہ چشم فتنہ گر
بچتا ہے زد پہ آکے ہمارا شکار کب

کیا کیجیے گلہ کہ نہ آیا وہ دفن کو
مرنے کا میرے اونکو ہوا اعتبار کب

مین خاک بھی ہوا تو ہوئی خاک گردباد
گردش مٹیگی اے مرے پروردگار کب

محشر مین ایک ایک سے ہم پوچھتے پھرے
آخر تمام ہوگا غم انتظار کب

آئے ہما کو بھی نہ مرے استخوان پسند
خوش ہوگا انکو کھا کے سگ کوے یار کب

برہم نسیم کوچۂ جانان ہے کس لیے
تعظیم کو اوٹھا نہ ہمارا غبار کب

جسکا دماغ ہو ترے جوڑے کی بو سے مست
سونگھے وہ بوے نافۂ مشک تتار کب

ہم کیا سمجھ کے یار سے رکھین امید قتل
کرتا ہے عاشقون مین وہ ہمکو شمار کب

یارب نگاہ پھر کے وہ دیکھین گے کب ادھر
ہوگا یہ تیر میرے کلیجے کے پار کب

مین تو تڑپ تڑپ کے ہوا عشق مین تمام
آئیگا چین تجھکو دل بیقرار کب

کیا بیکسی کا شکوہ کرون مین فراق مین
آتا نہین ہے گریۂ بے اختیار کب

جو تجھکو جانتے ہین فلک کا شریک غم
کرتے ہین شکوۂ ستم روزگار کب

مرنے کو منع ہم نہین کرتے مگر امیر
سو مر گئے تو اونکو ہوا اعتبار کب

ردیف تاء فوقانیہ

کیون نہ کھٹکے مجھے جو خار ہو برہم زن دوست
دوست کے دوست کا دشمن ہو جو ہو دشمن دوست

دیکھکر ربط گل و خار یہ امید ہوئی
شاید آجائے مرے ہاتھ مین بھی دامن دوست

مثل یعقوب ہماری آنکھین بھی روشن ہوجائین
لا کسی روز صبا نکہت پیراہن دوست

طرف کعبہ نہ جا حج کے لیے ناداں ہے
غور کر دیکھ کہ ہر خانۂ دل مسکن دوست

ملک الموت سے کہدو کہ نہ تکلیف کرین
مرگ آسان ہو مگر کون سنے شیون دوست

شاخ صندل پہ ہوا مار سیہ کا دھوکا
دیکھکر کاکل پرپیچ پس گردن دوست

لے جون یان کوئی بیکار رہا جاتا ہے
یا گریبان ہو مرے ہاتھ مین یا دامن دوست

ہم تو نظارے سے محروم خدا کی قدرت
آئینہ اور تماشائے رخ روشن دوست

رہ گیا شوق مری لاش کو پامالی کا
گرم جولان نہ کسی روز ہوا توسن دوست

ہے وصیت کہ کفن مجکو اوسی کا دینا
ہاتھ آجائے جو اوترا ہوا پیراہن دوست

لیکے گردون نے بنایا ہی اوسی کو مہ نو
گر پڑا تھا جو کوئی نعل سم توسن دوست

عکس ہر عضو کا ہر عضو مین کیونکر نہ پڑے
کہین آئینے سے بڑھکر ہے صفائے تن دوست

کیون نہ ملبوس پہ فانوس کا دھوکا ہو اسے
شمع روشن سے زیادہ ہے فروغ تن دوست

ایک ہے میرے حضر اور سفر کی صورت
گھر مین ہون گھر سے نکلکر بھی نظر کی صورت

چشم عشاق سے پنہان ہو نظر کی صورت
وصل ہے جان چراتے ہو کمر کی صورت

ہون وہ بلبل کہ جو صیاد نے کاٹے میرے پر
گر گئے پھول ہر اک شاخ سے پر کی صورت

تیرے چہرے کی ملاحت جو فلک نے دیکھی
چھٹ گیا مہر سے دل شیر سحر کی صورت

جھانک کر روزن دیوار سے وہ تو بھاگے
رگیا کمول کے آغوش مین در کی صورت

تیغ گردن پہ کہے سنگ پہ آہن ہم فرج
خون کے قطرے نکلتے ہین شرر کی صورت

لون کتنا ہی ملے خاک مین آنسو میرے
چھپ رہے گرد یتیمی مین گہر کی صورت

نہین آتا ہے نظر المدد اے خضر اجل
جادۂ راہ عدم موے کمر کی صورت

پڑ گئین کچھ جو مرے گرم لہو کی چھینٹین
اوڑ گئی جوہر شمشیر شرر کی صورت

قبر ہی وادی غربت مین بنے گی اکدن
اور کوئی نظر آتی نہین گھر کی صورت

خشک سیرون تن شاعر کا لہو ہوتا ہے
تب نظر آتی ہے اک مصرع تر کی صورت

آفت آغاز جوانی ہی مین آئی مجھپر
بجھ گیا شام سے دل شمع سحر کی صورت

جلوہ گر بام پہ وہ مہر لقا ہے شاید
آج خورشید سے ملتی ہے قمر کی صورت

دہن یار کی توصیف کڑی منزل ہے
چست مضمون کی بندش ہو کمر کی صورت

نوبہار چمن نظم ہے عجب روز افزون
بڑھتی جاتی ہے گرہ دل کی ثمر کی صورت

ہون بگولے کی طرح سے مین سراپا گردش
رات دن پانون بھی چکر مین ہین سر کی صورت

بارش سنگ حوادث ہو نہ کس طرح امیر
آہ ہے شکل شجر اشک ثمر کی صورت

رنگ فق صبح کو کیون ہو نہ سحر کی صورت
پھرتے ہین شام سے شب بھر وہ قمر کی صورت

دل شکستہ ہین وہ ہون خط جو کبوتر کو دیا
گر پڑا اُڑتے ہی ٹوٹے ہوئے پر کی صورت

ہوش اُڑے تھے تو اُڑے تھے خبر وصلت سے
نیند کیون اُڑ گئی آنکھون سے خبر کی صورت

چمن دہر سے کیون قطع نہو نخل مُراد
بے نہایت نظر آتا ہے تبر کی صورت

جھک گیا بار محبّت کے اوٹھانے کے لیے
ابھی کھنچ بھی نہ چُکی تھی مرے سر کی صورت

دیکھتے ہی مجھے چہرہ رنگ کیا قاتل نے
تیغ ابرو بھی چلی تیر نظر کی صورت

سایہ آسا ترے کوچے مین ہے سب سے مجھے رسم
راہ دیوار بھی دیگی مجھے در کی صورت

باندھ رکھی کس کے گرہ مین کہ بہت تھوڑی ہے
آبرو ہے جو خدا داد گُہر کی صورت

رات دن کعبۂ دل مین ہے بتون کا مجمع
کیا سے کیا ہو گئی اللہ کے گھر کی صورت

شکوہ کس کس کا الٰہی مین شب ہجر کرون
منھ چھپایا ہے اجل نے بھی سحر کی صورت

اس نزاکت پہ مین سو جان سے صدقے قاتل
ہاتھ مین تیغ لچکتی ہے کمر کی صورت

وہ تہیدست ہون مذکور تمتع کا ہے کیا
صورت گُل بھی نہ دیکھی کبھی زر کی صورت

طرفہ آنکھون کو دکھاتی ہے تماشا تری بزم
پتلیان دوڑتی پھرتی رہین نظر کی صورت

عمر گذرتی ہے مری وادی غُربت مین مگر
اب تلک یاد ہے کچھ کچھ مجھے گھر کی صورت

شہپر شوق ہی کافی ہے کبوتر کیسا
اُڑ کے نامہ مرا پہونچے گا خبر کی صورت

سیچ اے دیدۂ تر مزرع دل کو ایسا
نخل ماتم بھی پھلے پھولے شجر کی صورت

قبر مین چین سے یارون کی گذرتی ہے امیر
پانؤن پھیلائے ہوئے سوتے رہین گھر کی صورت

بات کرنے مین تو جاتی ہے ملاقات کی رات
کیا بُری بات ہے رہ جاؤ یہین رات کی رات

قرۂ افشان کے نہین کریک شب تاب سے کم
ہے وہ زلف عرق آلود کہ برسات کی رات

زاہد اوس زلف مین پھنس جائے تو اپنا پوچھون
کیسے کس طرح کٹی قبلۂ حاجات کی رات

شام سے صبح تلک چلتے ہین جام مے عیش
خوب ہوتی ہے بسر اہل خرابات کی رات

وصل چاہا شب معراج تو یہ عذر کیا
ہے یہ اللہ و پیمبر کی ملاقات کی رات

ہم مسافر ہین یہ دنیا ہے حقیقت مین سرا
ہے توقف ہمین اس جا تو فقط رات کی رات

چل کے اب سو رہو باتین نہ بناؤ صاحب
وصل کی شب ہے نہین حرف و حکایات کی رات

لیلۃ القدر ہے وصلت کی دعا مانگ امیر
اس سے بہتر ہے کہان کوئی مناجات کی رات

بڑھ کے کچھ کعبے سے بھی ہے عز و شان کوی دوست
ہین غزالان حرم صید سگان کوی دوست

کیا زمین پکڑی ہے ظالم نے میان کوی دوست
پھٹ پڑے دشمن پہ یارب آسمان کوی دوست

دور سے آئے ہین ہم اے ساکنان کوی دوست
دو جگہ ہمکو بھی تھوڑی سی میان کوی دوست

کی مشقت جسنے پہونچا وہ میان کوی دوست
معتکف چلہ نشین ہین ساکنان کوی دوست

باغ جنت پر بھی دیتا ہون اسے ترجیح مین
کون ہے مجھسے زیادہ در بیان کوی دوست

رہتے ہین تسبیح مین تقدیس مین تہلیل مین
قدسیون سے کم نہین ہین ساکنان کوی دوست

اے فلک اشک نرگس دیر سے ہے چشم شوق
جلد دکھلا دے بہار بے خزان کوی دوست

جھک گئی گردن گریبان کیطرف جب وقت فکر
نخل قرب سے ملا ہمکو نشان کوی دوست

ہے یقین ہو رجعت خورشید سے جلدی سحر
حکم حیدر ہو جو صدا دے پاسبان کوی دوست

گلشن جنت کی کیا پروا ہے اے رضوان ہمین
ہین جو مشتاق بہشت جاودان کوی دوست

بلبلون کے چہچہے جب باغ مین جا کر سنے
یاد آئے ہمکو کیا کیا پاسبان کوی دوست

اے ہما بیفائدہ تونے قدم رنجہ کیا
مستحق ان ہڈیون کے ہین سگان کوی دوست

دیکھون اے واعظ کسے سنتے ہین ویسے سامعین
وصف تو فردوس کا کر مین بیان کوی دوست

جب کھلا تفسیر سے مضمون جنات نعیم — مین یہ سمجھا ہی یہ قرآن مین بیان کوی دوست

میری اشکون سے جو دریا موج زن ہی رات دن — ہر دم آبی بنے رہین رہروان کوی دوست

ہی نیا عالم ہی اس عالم سے وہ عالم جدا — اور ہی کچھ ہین زمین و آسمان کوی دوست

جب قدم رکھا زمین پر آسمان پر جا پڑا — بارہا ہمنے کیا ہے امتحان کوی دوست

نامہ بر مین جانتا ہون پر بتا سکتا نہین — دل مین ہی لب تک نہین آتا نشان کوی دوست

چاہتے ہو داب لو اسکو بغل مین ای امیر
بوستان سعدی کی ٹھہرا بوستان کوی دوست

ردیف ثای مثلثہ

گریہ بے سود ہی نالے دل ناشاد عبث — دادرس کوئی نہین شکوہ بیداد عبث

کھنچ گئی روح بدن سے تری شمشیر کے ساتھ — حوصلہ وار لگانے کا ہے جلاد عبث

ایک رنگ آتا ہی یہان ضعف سے اک جاتا ہی — رنگ بھرتا ہے نقشے مین ہی بہزاد عبث

بندہ ہون تیری محبت کا مین جاؤنگا کہان — بند کرتا ہی قفس مین مجھے صیاد عبث

ایک مشتاق شہادت بھی تو جوہر نہ ہوا — تجھ مین جوہر ہین یہ ای خنجر فولاد عبث

وہ گل آیا ہے نہ آئیگا کبھی گلشن مین — سرو قد اوٹھتے رہین تعظیم کو شمشاد عبث

داد بھی دیگا وہی جسنے یہ کی ہی بیداد — دوڑتی پھرتی ہی ہر سو مری فریاد عبث

لاکھون گھر اور رہین لین مری کیا رکھا ہی — کرتی ہی خانہ خرابی اسے برباد عبث

عمر رفتہ پہ تاسف سے نہین کچھ حاصل — وہ ہمین بھول گئے کرتے ہین ہم یاد عبث

سنکے درد دل عشاق یہ کہتا ہی وہ بت — بندے اللہ کے ہو مجھسے ہی فریاد عبث

بال بال اوسکا گرفتار بلا ہوتا ہے — بندۂ عشق کو سب کہتے ہین آزاد عبث

جان دی کام مین ہی شوق کر سب کچھ پایا — کون کہتا ہے کہ تھی محنت فرہاد عبث

انبیا تک رہے پابند شریعت کے امیر

ظاہری قید سے گھبراتے ہین آزاد عبث

ردیف جیم

آنے سے تیرے پاس ہوئی مجکو بار آج
کل تک ترا تھا موت کا ہی انتظار آج

مجنون کی قبر سے جو اوٹھا پھر غبار آج
گذرا ادھر سے کیا کوئی محمل سوار آج

تم بھی بناؤ کرکے چلو سیر باغ کو
نکھرا ہوا ہے رنگ عروس بہار آج

قاتل جو یون ہین روز ترقی ہے حسن کی
کل تو ہوے تھے قتل ہوینگے ہزار آج

ہان سچ ہی قید بوسۂ گیسو کی ہی سزا
کل کا نکالتے ہین وہ مجھسے غبار آج

کل تک تو میرے سایہ سے تم بھاگتے تھے دور
بیٹھے ہو پاس آکے کہو کیا ہے یار آج

حسرت سے بعد مرگ بھی آنکھین کھلی رہین
سمجھے تھے ہم تمام ہوا انتظار آج

مدنظر بتون کو مرا امتحان ہے اب
رہجاے آبرو مری پروردگار آج

قاضی برہنہ سر ہے تو زخمی ہے محتسب
شاید کہ پی گئے ہین بہت بادہ خوار آج

مشتاق قتل کون ہوا رات کو شہا
کھدتا ہے تیرے کوچے مین کسکا مزار آج

ہمدم ورانہ ہو شب فرقت تو غم نہین
شب بھر سنے ہے فسانۂ گیسوے یار آج

کھینچے ہوے ہین تیغ وہ بڑہ بڑہکے رکھ قدم
ہو دل یہی تو وقت ہی ہمت نہ ہار آج

روتا ہے باغبان در گلشن پہ زار زار
شاید چمن سے ہوتی ہی رخصت بہار آج

کانٹون مین لیچلا ہے جنون مجکو کھینچتا
باقی رہیگا ایک نہ دامن مین تار آج

کل تک اونھین بھی صاف مٹادیگا آسمان
باقی کہین کہین ہے جو نقش و نگار آج

قاتل نے ہاتھ روک لیا کیا غضب کیا
مایوس ہو گیا دل امیدوار آج

رہ رہکے ہچکیان مجھے آتی ہین کیون امیر
کرتے ہین یاد کیا وہ مجھے بار بار آج

گلگشت کر رہا ہے جو وہ گلعذار آج
پھرتی ہے باغ باغ نسیم بہار آج

پھولیگا خون سے دشت مین پھر لالہ زار آج
چھالون سے چھیڑ کرتی ہے پھر نوک خار آج

بولے وہ عکس دیکھ کے چشم سیاہ کا
آئینہ کھیلتا ہے ہرن کا شکار آج

تڑپا رہی ہی ہجر مین لذت وصال کی
کل پی تھی جو شراب ہی اوسکا خمار آج

جاگا ہون عمر بھر کا ذرا اب تو سو رہون
کہدو رہے خموش چراغ مزار آج

میری تڑپ کو دیکھ کے ایسی ہی بیقرار
مشتاق صبح خود ہے شب انتظار آج

جھنجھلا کے بوسۂ لب جانبخش پر کہا
کچھ موت تو نہین ترے سر پر سوار آج

حورین جنان مین بیٹھی ہین دامن سمیٹ کر
اوٹھا ہی کسکی خاک سے یارب غبار آج

گرم خرام رات کو ہوگا لحد پہ یار
ہر نقش پا بنے گا چراغ مزار آج

بسمل نظر سے راہ مین لاکھون ہین مرغ دل
گھر بیٹھے آپ کھیل رہے ہین شکار آج

منظور کسکا قتل ہے تیغ نگاہ سے
پھر پھر کے دیکھتے ہو کیے بار بار آج

میکش ہین زیر سایۂ انگور ناز کش
ساقی چمن مین تیری پڑی ہی پکار آج

وہ کیا شب فراق مین کوئی دوا آئیگا
بیفائدہ ہے موت کا بھی انتظار آج

پہلو مین مجھکے ہی متر رود جان جان
دل کو کسی طرح نہین آتا قرار آج

کل تک سواری آئے یقین ہے بہار کی
نکلا ہے پیش خیمۂ ابر بہار آج

سر پہ ہے ابر ساقی و مطرب ہین سامنے
اللہ رے جوش رحمت پروردگار آج

قدمون پر اوسکے ہمکو تڑپ کر گرا دیا
کیا کام آگیا ہے دل بے قرار آج

کل تک جو کچھ دکھایا ہو دیکھا ہے دیکھیے
دکھلائے کیا مشیت پروردگار آج

رستے ہین پھوٹ پھوٹ کے کیون آبلے امیر
دیکھو تو ٹوٹی ہے کوئی کیا نوک خار آج

جلے تمھارے رخ آتشین سے دامن موج
یہ شعلہ وہ ہے جو نجائے برق خرمن موج

یہ انتظار ہے ساحل پہ کسکے آنے کا
سر حباب ہے اونچا بلند گردن موج

خیال زلف مین کرتے ہین ہم تری کا سغر

لپٹ نہ جائے کہین اوڑکے مار رہزن موج

یہ خوف ہے تری ابرو کی تیغ کا قاتل

کہ آجتک نہین جاتا ہے رعشہ تن موج

یہ حبث ہی تجکو قریبون سے چشم دادرسی

سنے نہ بحر مین گوش حباب شیون موج

ہمارے رونے پہ آتی نہین کسے رقت

حباب روتے ہین آنکھو نپہ رکھکے دامن موج

یہ خوف ہے تری تیغ نگہ کا دریا مین

کہ چشم مردم آبی ہے زیر جوشن موج

فقط نہ دیدۂ تر سے نگون ہی چشم حباب

خمیدہ شرم فرہ سے ہوئی ہی گردن موج

ڈبو رہا ہے مجھے بحر کس خطا پہ امیر

حباب کا نہ مخالف ہون مین نہ دشمن موج

دینار کی نہ ہمکو درم کی ہے احتیاج

بس تیری اک نگاہ کرم کی ہی احتیاج

خط عذار یار رقم سے بے رقم ہوا

اس خط کو کیا دوات و قلم کی ہی احتیاج

دل انکے کیف حق مین ہین جام جہان نما

کب میکشون کو ساغر جم کی ہی احتیاج

اشکون کے ساتھ عشق مین لازم ہی آہ بھی

جو ہے سپاہ اوسکو علم کی ہے احتیاج

ہم سینچتے ہین آنسوؤن سے اپنی کشت کو

اے ابر کسکو تیرے کرم کی ہی احتیاج

سب بے احتیاج کوئی نہین اس جہان مین

ناوک کو پر کی تیغ کو دم کی ہی احتیاج

ہر سنگ سجدہ گاہ ہے شوق سجود مین

ساجد کو دیر کی نہ حرم کی ہی احتیاج

کب بھیک مین ہون طالب نان تجسے ای فلک

ہان ہے اگر تو سنگ شکم کی ہی احتیاج

وعدہ کیا ہے اوسنے تو آئیگا وہ امیر

کچھ اوس سے قول کی نہ قسم کی ہے احتیاج

ردیف حاے حطی

ازواؤ دل کو صاحب آزمانے کی طرح

گردشین تم تو بدلتے ہو زمانے کی طرح

دیدہ جو دلمین سے رکھا ہی کیا ای تخم اشک

رنگ پیدا اگر زمین ہی ملے دانے کی طرح

صورت آئینہ اے دل تا کجا دیدار رخ
خاک چھان آ کے جہ گیسو مین شانے کی طرح

درد دل اول تو وہ عاشق کا سنتے ہی نہین
اور جو سنتے ہین تو سنتے ہین فسانے کی طرح

تاوک انداز نگہ اچھی نہین یہ تاک جھانک
او نہ جائے دیکھنا کوئی نشانے کی طرح

بادہ خوارو تمکو کیا خورشید محشر کا ہے خوف
چھا رہا ہے ابر رحمت شامیانے کی طرح

جب کبھی آتا ہے دل مین تیری چوٹی کا خیال
چوٹ پڑتی ہے جگر پر تازیانے کی طرح

چشم فتان اوسے کہتی ہے اگر ارشاد ہو
ہم بھی کچھ نیرنگ دکھائین زمانے کی طرح

ایکبار اے برق تکلیف اور کر جھگڑا مٹے
پھونک دے مجکو بھی میرے آشیانے کی طرح

تم تو آتے ہی قیامت کرتے ہو صاحب بلا
دل مین آتے ہو تو آو گھر مین آنے کی طرح

اے جنون اب ویرہی دکھلا کوئی عالم وسیع
تنگ ہے مجھپر یہ [illegible] قید خانے کی طرح

در سے کعبے کے نہین اوٹھتا سر اپنا اس لیے
اسمین بھی کچھ ہے تیرے آستانے کی طرح

چار دن کو کیسی طرح آشیان اے عندلیب
ڈالیون پر کاٹ دین دن آشیانے کی طرح

او کمان ابرو اوھر بھی سرسری کوئی نگاہ
تیر کے مشتاق ہم بھی ہین نشانے کی طرح

دلکو آجاتا ہے یاد سوزن مژگان سے چین
زخم مین اچھی ہے یہ ٹانکے لگانے کی طرح

کتنے بیدرد اس زمانے کے اطبا ہین امیر
حال بیمارون کا سنتے ہین فسانے کی طرح

جلد لی وہ رشک مہر جب تجھے منہ دکھلائے صبح
تا روز حشر شام نہو لے خدا اسے صبح

پیر مغان کی بزم مین بخت سیہ کہان
جنت مین جیسے شام نہین ہے ہوائے صبح

ہنگامہ میکشی کا مناسب ہے گرم ہو
کیا سرو سر چلتی ہے باقی ہوا اسے صبح

ایسا کیا ہے چرخ نے کوتاہ روز وصل
کیا دور ہے جو شام ہو پیدا بجائے صبح

اہل جہان بخیل ہین مسکے ہین خسر [illegible]
اللہ رے زشت نہ آنکھ دکھائے صبح

ایسا شب فراق کیا ہے انتظار
آنکھین سفید ہو گئین اپنی برائے صبح

پوچھو نہ کچھ جوانی و پیری کی سرگذشت
یہ ماجرائے شام ہے وہ ماجرائے صبح

صبح شب وصال یہ روتا ہون مین لہو
مثل شفق ہے سرخ سراپا ردائے صبح

شادی کی رکھ اُمید جو غم کا ہو سامنا
بعد سواد شب ہے ظہور ضیائے صبح

مشکل سے ہوتی ہے شب فرقت اگر تمام
ڈرتا ہون کوئی اور نہ فتنہ جگائے صبح

صورت شب وصال کی آتی ہے کب نظر
تاثیر ایک دن نہین کرتی دعائے صبح

ہوتے ہی صبح گھر سے سدھارا وہ مہروش
کیون آتش شفق سے نہ مجکو جلائے صبح

میرے جنون کا پنجہ خورشید مین ہے رنگ
کرتا ہے چاک چاک ہمیشہ قبائے صبح

بیجا ہے دخل غیر شب وصل اے امیر
دروازہ بند کیجیے آنے نہ پائے صبح

ردیف خائے معجمہ

کیا کیا جلا ہے دیکھ کے رنگ شراب سرخ
غصے سے ہو گیا ہے رخ آفتاب سرخ

ہم رنگ اصل فرع نہ ہوگی کسی طرح
گل ہو ہزار سرخ نہوگا گلاب سرخ

کشتہ جو تھا مین ایک بت سرخ پوش کا
ہاتھ آئی حشر مین مجھے فرد حساب سرخ

ہم دل جلو نکا سینہ ہے میخانے کا جواب
وان ہے شراب سرخ یہان ہے کباب سرخ

رہتا ہے دل مین بادۂ گلرنگ کا خیال
ساقی کے نہ کیون مری چشم پرآب سرخ

غازہ جو اوسنے رات کو منہ پر لگا لیا
مانند آفتاب ہوا ماہتاب سرخ

فرقت مین یاد وہ رخ گلگون جو آگیا
[illegible] روئے اسقدر کہ ہوا فرش خواب سرخ

قاصد سمجھ گیا مین یہ ایما ہے قتل کا
تحریر [illegible] سے لکھا مجھے اسنے جواب سرخ

چھلا جو اپنے دست نگارین سے وہ نگار
یاقوت کیطرح سے ہو در خوش آب سرخ

چھنتا ہے نور عارض گلگون سے اسقدر
ہو جاتی ہے سفید بھی اوسکی نقاب سرخ

اوبھرا جو اوس نگار کا جوبن شباب مین
دوڑائے حسن مین نظر آئے حباب سرخ

پرتو سے تیرے شان جمال و جلال کی
ہے روئے مہ سفید رخ آفتاب سرخ

مخمور آنکھیں یہ نہین ساقی کی میکشو
ساغر کی پیالیون مین ہے شراب سرخ

خونریزیان ٹپکتی ہین قاتل کی وضع سے
جوڑا گلے مین سرخ کمر مین ہے داب سرخ

سِندھی لگاکے ہاتھ جو دھوئے وہ گلبدن
پانی ہو کیون نہ طشت مین مثل شہاب سرخ

مطلب نہین امیر کو حور و قصور سے
ساقی ہو سبزہ رنگ الٰہی شراب سرخ

ردیف دال مہملہ

کون اُوٹھائیگا تمھاری یہ جفا میرے بعد
یاد آئیگی بہت میری وفا میرے بعد

ہون وہ نالان کہ ہے اتنے لیے مرنے کی خوشی
چین سے سوئیگی سب خلق خدا میرے بعد

جتنا جی چاہے بلاؤن مین پھنسا لو مجھکو
کوئی پاؤگے نہ مشتاق بلا میرے بعد

ہے وصیت مری مرقد پہ یہ لکھدین احباب
کہ کرے کوئی کسی سے نہ وفا میرے بعد

شکر ہے کچھ تو محبت مین ہوا رنگ اثر
تین دن اونسے لگائی نہ حنا میرے بعد

کون ماتم مین ہے یون دل کا جلانیوالا
گل ہوئی شمعِ مزارِ شہدا میرے بعد

ضعف مین ہے تنِ مجنون بھی مہِ نو لیکن
ہے وہ عالم مین تو انگشت نما میرے بعد

مرگیا ہون مین صنم تیری فراموشی پر
یاد کرنا نہ مجھے بہر خدا میرے بعد

تھا وہ بلبل کہ جگر مین مرے کانٹا کھٹکا
چمنِ حسن مین جو پھول کھلا میرے بعد

خون مرا کرکے بہت ہاتھ ملے قاتل نے
نہ جما پر نہ جما رنگِ حنا میرے بعد

تھی مرے دم سے فقط اوسکی ستم کی تیزی
نہ ہے جوہرِ شمشیر جفا میرے بعد

میرے مرتے ہی ملا خاک مین یہ اوجِ جنون
دشت مین کوئی بگولا نہ اوٹھا میرے بعد

نگہِ ناز سے مارا نہ کسی کو اوس نے
یار سے کھنچ نہ سکی تیغِ ادا میرے بعد

خوش خطون نے نہ کسیکو بھی کیا زیر و زبر
یک قلم چھوٹ گئی مشقِ جفا میرے بعد

زینتِ محفل ارباب سخن تھا مین امیر
نہ رہی رونق بزم شعرا میرے بعد

سوت پھر جاتی ہے آنکھون مین اگر آتی ہے نیند
رات بھر دی ہی ترسے مجکو دکھلاتی ہے نیند

ہجر مین مجھ تک جو آتی ہے تو گھبراتی ہے نیند
تنگ کر پلکون پہ آنکھون سے اوڑ جاتی ہے نیند

دیکھتا ہون اونکی پلکونکو جو آ جاتی ہے نیند
جانکر دیوانہ مجھ سے تنکے چھُواتی ہے نیند

ہجر کی شب ایک تو یون ہی نہین آتی ہے نیند
اور یک بیک سے تیر ناصح اوڑ سجاتی ہے نیند

ورد دل کستا ہو نہین جب رات کو کہتے ہین وہ
ختم کیجے یہ کہانی اب نہین آتی ہے نیند

تیری جگنو کا اگر آنکھونکو بند ہوتا ہے خیال
کر یک شتاب جگر صاف اوڑ جاتی ہے نیند

ایک دم کو تو کرم فرما اگر ہو ہجر مین
اے اجل دیکھون تو پھر کیونکر نہین آتی ہے نیند

جاگتے مین جو فرشتون کو نہین آتا نظر
وہ تماشا خواب مین انسان کو دکھلاتی ہے نیند

جانتے ہو بند کیون ہوتی ہین آنکھین وقت خواب
اہل بینش چشم پوشی تمکو سکھلاتی ہے نیند

لیٹتا ہون وزیر کنکر مین مشتاق جمال
آج دیکھون سیر کیا کیا مجکو دکھلاتی ہے نیند

غفلت پیری ہے اب تھی نوجوانی تک تمک
رات کی جاگے ہوئے کو جیسے آ جاتی ہے نیند

غافلون کو اور غافل میری صحبت نے کیا
آ گئی غفلت کو غفلت نیند کی آتی ہے نیند

ورتی ہے میرے سیہ خانے مین جو آتے ہوئے
موت کو ہمراہ لے لیتی ہے تب آتی ہے نیند

خواب مین ہر شب نظر آتے ہین کیا کیا ماہرو
اختر طالع کو میرے روز چمکاتی ہے نیند

چشم وا ہے شام سے ہر چند دروازے کی طرح
کیا ہجوم رنج سے آنے نہین پاتی ہے نیند

ہین غفلت مین ہین خوش اس طرح یہ اہل جہان
جیسے ہنس پڑتے ہین لڑکونکو جو آ جاتی ہے نیند

سخت جان ہون ہجر مین پڑتی ہے گر تیغ اجل
یون اوچٹ جاتی ہے وہ جیسے اچٹ جاتی ہے نیند

ہین تو کیا محفل مین اوسکی جا کے سو جاتے ہین پاؤن
نرم بستر پاکے کیسے پاؤن پھیلاتی ہے نیند

ہجر مین آرام کیسا ہم بھی شب بیدار ہین
کام کیا راحت کا کیون تکلیف فرماتی ہے نیند

ہجر جانان مین جو سو غمزدون سے آتی ہے امیر
خفتگان خاک کی صورت سُلا جاتی ہے نیند

چشم موسیٰ کو رہے برق سرِ طور پسند
ہمکو اوس چہرۂ پُرنور کا ہی نور پسند

جتنے میوے ہین چمن بھر مین ہین اون سب مین
تیرے مجروح کو ہے زخم کا انگور پسند

شکل ملتی ہے تری زلف سیہ سے کچھ کچھ
کیون نہو ہمکو سوادِ شبِ دیجور پسند

اور نغمون سے نہین بزم جہان مین کچھ کام
اپنے کانون کو تو ہی نغمۂ منصور پسند

کاش جراح چھڑک دے کہین تھوڑا سا نمک
میرے زخمون کو نہین مرہم کافور پسند

تیری تعریف کے ہین کان ہمارے مشتاق
ذکر لیلیٰ کا نہ شیرین کا ہے مذکور پسند

تیرہ دل چاہین نہ کیون سارے جہان مین اندھیر
شپرہ کو ہے سوادِ شبِ دیجور پسند

ہون مین شاعر ہے مجھے شعر سے رغبت ایسی
جس طرح مست کو ہو بادۂ انگور پسند

کیون کہی بات جو کہنے کی سزاوار نہ تھی
خود ہوا دار پہ رہنا تجھے منصور پسند

اک نظر میرے دل صاف کو دیکھے جو کبھی
آئینے کو نہ کرے وہ بتِ مغرور پسند

کاٹ کر راہ مرے گھر کی چلے اور طرف
یہ طریقہ نہین مجھکو کسی دستور پسند

تنگ آیا ہون بہت اہل وطن سے مین امیر
کیون نہو دل کو وطن سے سفرِ دور پسند

آفت ہے یون جہان مین اہل ہوس کے گرد
ہو عنکبوت گھات مین جیسے مگس کے گرد

پھولون کا ڈھیر روز لگاتے ہین گلفروش
رہتا ہے پھول والون کا میلا قفس کے گرد

گھیرے ہین جو رنج و غم دل نالان کو عشق مین
یہ قافلے کا قافلہ ہے اس جرس کے گرد

ساقی وہ بادہ خوار ملامت پسند ہون
ساغر بکف پھرا ہون مین سوکن عسس کے گرد

گھیرے ہین تیغ یار کو ایذا کشان عشق
مظلومون کا ہجوم ہے فریاد رس کے گرد

دوران سر مین الفت لب کا یہ حکم ہے
بیمار بنکے پھرئیے مسیحا نفس کے گرد

سبزہ پھر گیا کسیکی پلک یاد آگئی
دیکھا کبھی بھنور کو جو چکر مین خس کے گرد
عالم تمام بحث عقول عشر مین ہے
کیا سیر ہے کہ ایک زمانہ ہے دس کے گرد
سودا زلف مین ہین عزیز جہان ہُوا
ایسا مزہ ملا کہ پھرا سانپ ڈس کے گرد

حسرت ہے دید گنبد مولا کی اے امیر
آنکھون کی پتلیان ہون تصدق کلس کے گرد

پہونچا نہین کو بت دلخواہ مین قاصد
کیا جانے کہان بیٹھ رہا راہ مین قاصد
اک چاند کے ٹکڑے کو لکھا مین نے خط شوق
لیجا مرے نالے کو شب ماہ مین قاصد
مکتوب مین اوس چاہ زنخدان کی ہے تعریف
ڈرتا ہے نہ کہین ڈوب مرے چاہ مین قاصد
اوس بت نے نکالا تھا اگر مجھ تلک آتا
کیون بیٹھ رہا خانۂ اللہ مین قاصد
کیسا چمن کوچۂ جانان مین گیا جلد
ٹھہرا نہ کہین مثل صبا راہ مین قاصد
لیکر خبر یار پھرے جلد الٰہی
بھیجا ہے بڑے صدمۂ جانکاہ مین قاصد
خط لیکے گیا ہے کئی گذرے ہین مہینے
آتا ہے ادھر دیکھیے کس ماہ مین قاصد
خط اوسنے لکھا سچ ہے یہ کہتا تو قسم کو
چل حضرت عباس کی درگاہ مین قاصد
ڈھیلی ہے کمر کس کے ذرا باندھ دوبارہ
گر جاے نہ تھک تھک کے کہین راہ مین قاصد
خط پڑھتے ہی ہوتے وہ ادھر آپ روانہ
ہوتا ہے اثر کچھ بھی مری آہ مین قاصد

بھیجا تھا امیر اوسکو تو اک بت کی گلی مین
سیدھا گیا اللہ کی درگاہ مین قاصد

ردیف دال مہملہ

خنجر قاتل نکرا اتنا روانی پر گھمنڈ
سخت کم ظرفی ہے اک دو بوند پانی پر گھمنڈ
شمع کے مانند کیا آتش زبانی پر گھمنڈ
صورت پروانہ کر سوز نہانی پر گھمنڈ
ہے اگر شمشیر قاتل کو روانی پر گھمنڈ
بسملون کو بھی ہے اپنی سخت جانی پر گھمنڈ

تاز اوٹھاتیکا ہی اوسکے حوصلا ای جان زار
اب تلک تجکو ہے زور ناتوانی پر گھمنڈ

نوبت شاہی سے آتی ہی صدا شام و سحر
اور کرلے چار دن اس دار فانی پر گھمنڈ

دیکھ او ناداں کہ پیری کا زمانہ ہی قریب
کیا لڑکپن ہے کہ کرتا ہے جوانی پر گھمنڈ

چار ہی نالے ہمارے تنکے چٹکی لگ گئی
تھا بہت بلبل کو اپنی خوش بیانی پر گھمنڈ

عفو کے قابل مرے اعمال کب ہین ای کریم
تیری رحمت پر ہے تیری مہربانی پر گھمنڈ

شمع محفل شامت آئی ہی تری خاموش ہو
دل جلون کے سامنے آتش زبانی پر گھمنڈ

طبع شاعر آگے زورون پر کرے کیونکر نہ ناز
سبکو ہوتا ہے جوانی مین جوانی پر گھمنڈ

چار ہو جون مین ہماری چشم تر کے رہگیا
ابر نیسان کو بہی تھا درفشانی پر گھمنڈ

دیکھنے والون کی آنکھین آپنے دیکھی نہین
حق بجانب ہے اگر ہی لن ترانی پر گھمنڈ

عاشق و معشوق اپنے اپنے عالم مین ہین مست
وان نزاکت پر تو یان ہی ناتوانی پر گھمنڈ

تو سہی کلمہ ترا پڑہوا کے چھوڑون ای صنم
زاہدون کو ہی بہت تسبیح خوانی پر گھمنڈ

سبزۂ خط جلد یارب رخ پر اوسکے ہو نمود
خضر کو ہے اپنی عمر جاودانی پر گھمنڈ

گور مین کہتی ہی عبرت قیصر و فغفور سے
کیون نہین کرتے ہوا جبا جبرانی پر گھمنڈ

ہے یہی تاثیر آب خنجر جلاد مین
چشمۂ حیوان نہ کر تو اپنے پانی پر گھمنڈ

حال پر اجداد و آبا کے تفاخر کیا امیر
ہین وہ ناداں جنکو ہے قصے کہانی پر گھمنڈ

ردیف ذال معجمہ

کیا رکے قضا کے وار تعویذ
قلعہ ہے نہ کچھ حصار تعویذ

چوٹی مین ہے مشکبار تعویذ
یا فتنۂ روزگار تعویذ

دونون سے نہ درد دل ہٹایا
گنڈے کا ہے رشتہ دار تعویذ

کیا نادِ علی مین بھی اثر ہے
چارون ٹکڑے ہین چار تعویذ

ڈرتا ہون نہ صبح ہو شب وصل — ہے مہر وہ زرنگار تعویذ
ہمکو بھی ہو کچھ امید تسکین — لکھوئے جو تپ خیار تعویذ
پتّال کو خبر ہماری پہونچی — گاڑا تہ پاسے یار تعویذ
حاجت نہین اونکو نورتن کی — بازو پہ ہین پانچ چار تعویذ
کھٹکے وہ نہ آئے فاتحے کو — دیکھا جو سر مزار تعویذ
پی جائینگے گھول کر کسے آپ — ہے نقش نہ خاکسار تعویذ
اے ترک ٹلین بلائین سر سے — اک تیغ کا خط ہزار تعویذ
ڈر ہے تمھین کنکنون سے لازم — لایا تو ہے سادہ کار تعویذ
اکسیر کا نسخہ اوسکو سمجھون — لکھوئے جو ترا غبار تعویذ

مجمع ہے امیر کی لحد پر
میلے کا ہے اشتہار تعویذ

چوٹی مین اگر ہے بار تعویذ — لا میرے ہی سر سے بار تعویذ
یان جب کے تو پانچ چار تعویذ — وہان نقض کے ہین ہزار تعویذ
ہے مار سیاہ اوسکی چوٹی — ہین سانپ کا زرنگار تعویذ
گھر اونکے گئے تو ہینے گاڑے — چارون کونون مین چار تعویذ
لکھے مرے خون سے جو عامل — دکھلائے نئی بہار تعویذ
جاتی نہین ہجر کی تپ جار — ناحق ہے گلے کا ہار تعویذ
قاتل نے لکھا جو کوئی پرزہ — سمجھا مین جگر فگار تعویذ
چاندی ہوئی اوسکی جب دیا حکم — سونے مین منڈھے سنار تعویذ
ہو ایک سپر نہ تیغ غم کی — ہیکل مین جو ہون ہزار تعویذ
لو تار نظر مری اگر ہے — ڈورے کا امیدوار تعویذ

کیون نہ رشک سے دل جلے نہ میرا | ہو اوس سے جو ہمکنار تعویذ
چوٹی نے ترے جو سر چڑھایا | ہے صاحب افتخار تعویذ
بازوے صنم کہان کہان تو | اللہ رے ترا وقار تعویذ

اللہ رے امیر سوز فرقت
جل جاتا ہے برق وار تعویذ

ردیف رائے مہملہ

دل پرداغ کا مسکن نہین ہے اوسکے گیسو پر | اوگا ہے پھول لالے کا یہ گویا شاخ شبّو پر
ہجوم ایسا ہوا گلشن مین اوسکے قد دلجو پر | گرے سرو لب جو ٹوٹ کر سرو لب جو پر
الٰہی شکر رتبہ میرے خط شوق نے پایا | عوض تعویذ کے باندھا ہے اوسنے اپنے بازو پر
کہان جاتا ہے اپنی مکر سے اوس چشم کا افسون | یقین ہے صید ہو ڈالا ہے گھوڑا اپنے آہو پر
سنبھل سکتا نہین ہے سر وفور ناتوانی سے | اگر تکیے سے اٹھتا ہے تو آرہتا ہے زانو پر
امید قتل ترک چشم سے کچھ کچھ تو پڑتی ہے | بڑھا کر دست مژگان رکھدیا ہے تیغ ابرو پر
یہ شوق قتل تھا مجکو کہ مقتل مین گلا رگڑا | کبھی شمشیر کے نیچے کبھی شمشیر کے اوپر
پرستش سے بت پندار کی انکو ہے کب فرصت | مسلمان کیا سمجھکر طعنہ زن ہوتے ہین ہندو پر
ہے رونے نے فرقت مین رلایا ایک عالم کو | بہائے ابر نے دریا ہے ایک ایک آنسو پر
چمک جاتا ہے درد دل زیادہ ہجر ساقی مین | اگر برسات مین مجھکو نظر پڑتی ہے جگنو پر
اگر رخصت ہی ہے تم نظر آتا ٹھہر جاؤ | کہ اپنے داغ دل کی اشرفی باندھون مین بازو پر
در جانان پہ مطلب تھا یہ میرا لغزش پا سے | گرا ہون جبکہ سر رکھدون ہاتھ دربان کے بازو پر
خبر تجکو نہین ہے ای سگ جانان تعجب ہے | سگ اصحاب کہف آیا ہماری لاش کے اوپر
پڑا رہتا تھی میرے تن پہ میری سخت جانی سے | تفاخر تھا بہت قاتل کو اپنے زور بازو پر

امیر انجام کا کب دھیان رہتا ہے محبت مین

مسلمان ہوکے ہم عاشق ہوے اک طفل ہندو پر

فقط کہتا نہین مین شعر اوس مصراع گیسو پر
رباعی اک نئی ہوتی ہے موزون چار ابرو پر

نہین خال سیہ جو ہے نمایان اوسکے ابرو پر
نشیمن زاغ نے آکر بنایا شاخ آہو پر

وہ شاہ حسن تل بیٹھے تو یہ اوج شرف بخشے
کہ صدقے ہو ہما پھر پھر کے شاہین ترازو پر

مرض مین اوسکے گھر جا کر عیادت کا مزہ اٹھا
دعا ہمنے پڑھی جب ہاتھ رکھکر اوسکے بازو پر

معطر مغز جان تک ہو جو میرے داغ دل سونگھین
چمن مین مست ہین کیا بلبلین پھولونکی خوشبو پر

سلام اوس ترک کا لینا ہوا ہے قتل کا شاید
کہ رکھتا ہے وہ پیشانی کے بدلے ہاتھ ابرو پر

ہوا مین سینہ زن فرقت مین سینہ کی کری یاد اوسکا
خیال آیا جو زانو کا تو مارا ہاتھ زانو پر

نئی وحشت ہے مجکو وحشیون سے انس ہے ایسا
کہ آنکھین دشت مین ملتا ہون نقش پاے آہو پر

خیال ناوک مژگان نے یہ سوراخ ڈالے ہین
کہ تودے کا گمان ہوتا ہے مجکو اپنے پہلو پر

گرے تھے نہر گلشن مین کبھی وہ اشک گرم اپنے
حباب انکو نہ سمجھو ہین یہ تبخالے لب جو پر

نہایت تنگ ہے قاتل ہماری سخت جانی سے
کہ تن پر خط نہین پڑتا کوئی اس سست بازو پر

کیا دلکو جلا کر خاک اپنی بنی وسمہ
بڑی مشکل سے پایا قبضہ اوسکی تیغ ابرو پر

ملے بازو اگر اوس ترک نے دست حنائی سے
جمایا طلایہ رنگ حنا نے رنگ بازو پر

بہت کرتا تھا رم جب سامنے آیا وہ صید افگن
نہ سوجھا کچھ پڑی حیرت کے پردے چشم بازو پر

صدف کی کیا حقیقت ہے اگر اوسمین نہو گوہر
نہ کیونکر آبرو ہو آنکھ کی موقوف آنسو پر

پس مردن یہ بخشی ہمکو رفعت بیقراری نے
چھپے ہم خاک کے نیچے گئے افلاک کے اوپر

بڑھا جاتا ہے تجسے دیکھکر سو ناقہ لیلیٰ
سوار اے قیس تو بھی کیون نہین ہوتا ہے آہو پر

سہی قد یاد آتے ہین جو گلشن مین خرامان کبھی
بھر آتی ہین امیر آنکھین مری قمری کی کوکو پر

کیا قصد جب کچھ کہون اون کو جلکر
دبی بات ہونٹون مین منہ سے نکلکر

گرامین ضعیف اوسکے کوچے کو چل کر
زمین رحم کر تو ہی پہونچا دے ٹل کر

نئی سیر دیکھو ہو سوے قاف چل کر
سر راہ بیٹھی ہین پریان نکل کر

ادھر کی تہو جاسے دنیا اودھر کو
زمانے کو بدلو نہ آنکھین بدل کر

وہ کرتے ہین باتین عجب چکنی چکنی
یہ مطلب کہ چوپٹ ہو کوئی پھسل کر

وہ مضطر ہو نہین کیا مرے ساتھ گھڑیون
تڑپتا ہے سایہ بھی کروٹ بدل کر

یہ کہتی ہے وہ زلف عمر خضر سے
کہ مجھ سے کہان جائیگی تو نکل کر

گلستان نہین ہے یہ بزم سخن ہے
کہو شاعرون سے کہ بولین نہ پھل کر

غضب اوج پر ہے مری بیقراری
زمین آسمان بن گئی ہے اوچھل کر

پڑا تیر دل پر جو منھ تو نے پھیرا
نشانہ اوڑایا ہے کیا رخ بدل کر

نہ آئین گے وہ آج کی شب بھی شاید
کہ تارے چھپے پھر فلک پر نکل کر

چلو دیکھو بزم گلزار مہکے
گل آئے ہین پوشاک مین عطر مل کر

چھپا کب بہت خاک ظالم نے ڈالی
شفق بن گیا خون میرا اوچھل کر

کمر بال سی ہے نہ لچکے یہ ڈر ہے
جوانی پہ اے ترک اتنا نہ بل کر

حضور اوسکے باتین جو کین ڈرتے ڈرتے
کھڑا ہو رہا دور مطلب نکل کر

چھپے حرف گیری سے سب عیب میرے
ہوئی پردہ ہر بات مین تہ نکل کر

وہ ہون لالہ سان سوختہ بخت میکش
کہ مے ہو گئی داغ ساغر مین جل کر

کہے شعر امیر اوس کمر کے ہزارون
مگر رہ گئے کتنے پہلو نکل کر

یہی سوز دل ہے تو محشر مین جل کر
جہنم اوگل دیگا مجکو نگل کر

پڑی مجپہ اوچھی وہ تلوار چل کر
گئی کس طرف موت کمبخت ٹل کر

نہ وحدت سے مطلب نہ کثرت سے مطلب
نہ گھٹ کر ہون قطرہ نہ دریا اوبل کر

تری بات بھی تیر ہے ناوک افگن
گری میرے دل مین زبان سے نکل کر

جو شام شب ہجر دیکھی تو سمجھے
قضا سر پہ آئی ہے صورت بدل کر

جہان مین نہ کی قدر غم جب کسی نے
پشیمان ہوا میرے دل سے نکل کر

رخ اوس بت کا شاید نکلتا ہے تچھر
کہ قدمون پہ گرتی ہین نظرین پھسل کر

جلا تھا مرا دل جو پروانہ آسا
کہا مین نے بھی شمع وا اون کو جل کر

جلانے کو دل داغ سینہ ہے حاضر
مگر تو ہی اے داغ پہلو بدل کر

جو کھینچے گا بھی تیر سینے سے ظالم
تو پیکان سے لیجائیگا دل بدل کر

اونھین آتے دیکھا تو دوڑین نگاہین
گئی آنکھین اونسے بھی آگے نکل کر

یہ میری طرف پانوٗن محفل مین کیسے
ذرا آدمیت سے بیٹھو سنبھل کر

عزیز اسقدر نقد جان کیون ہو اے دل
خدا دے جو ہمت تو نذر اجل کر

بشر کیون نہو بیوطن ہوکے مضطر
تڑپتی ہے دریا سے مچھلی نکل کر

وہ بسمل ہون جب ہاتھ قاتل نے کھینچا
گلے پہ مرے گر پڑی تیغ اوگل کر

مرا دل بھی آئینۂ انجمن ہے
دکھاتا ہے سو رنگ صورت بدل کر

قدم جب خوشی نے در دل پہ رکھا
صدا غم نے دی دیکھ ظالم سنبھل کر

امیر اہل مسجد سے اظہار تقوی
ابھی آئے ہو میکدے سے نکل کر

دکھائی ادا طرفہ ظالم نے چلکر
دوپٹہ گرا سر پہ شانے سے ڈھل کر

ارادہ ہے خود اونسے پوچھون مین چلکر
یہ خط تمنے پھاڑا کہ قاصد نے جل کر

جو برسات مین تا در یار پہونچے
بہانہ کیا خود گرے ہم پھسل کر

توقع ہے دہوکے مین آکر وہ پڑھ لین
کہ لکھا ہے نامہ اونھین خط بدل کر

کہین محتسب چونک اوٹھے نہ غش سے
نہ جا بوے مے میکدے سے نکل کر

یہ مہر و مہ و لالہ و گل نہ سمجھو
دکھاتے ہین جلوے وہ شکلین بدل کر

زمین پر نہیں پاؤن رکھتا ہے قاتل
کسو خون دامن پکڑے اوچھل کر

وہ نیرنگ پرداز ہے عمر انسان
دکھاتی ہے یہ تین شکلین بدل کر

نکالا جو پیر مغان نے تو غم کیا
بلائے گی پھر دختر رز مچل کر

کھنچے دل نہ کیونکر حسینون کی جانب
جو پارہ بھی دوڑے کنوئین سے نکل کر

دم فکر ہے دھیان کس خوبرو کا
کہ سانچے مین آتے ہین مضمون ڈھل کر

پڑا ہے جو بے آب چاہ زنخدان
ہوا کیا عرق تیرے رخ سے نکل کر

نفس وار کی ایک جا آمد و شد
کہ مقصود اپنا ٹھکانا تھا چل کر

حسین کیون نہ جوش جوانی کو روئین
کہ جوبن شا اشک کی طرح ڈھل کر

وہ مقتل ہے تیرا کہ آتے ہین قاتل
جوان دوڑ کر گھٹنیون طفل چل کر

نہ جائے کبھی وار قاتل کا خالی
جگر دب گیا ہے روک لے دل اوچھل کر

یہ خواہان ہے شل نگین بے نشانی
نہ جائے کہین نام ہمسے نکل کر

مرے قتل سے وہ مکر کب ہے منکر
خطر کیا ہے بیٹھی ہے کیون ناف تل کر

یہی سوز غم ہے تو اشکون کی صورت
کسی روز بہ جائیگا دل پگھل کر

امیر اپنے تن کی بڑھی یہ حرارت
کہ جن ہو گئی خاک ساقی سے جل کر

نہ جاتا تھا اوس تک کبوتر دہل کر
روانہ کیا روغن قاز مل کر

تھکے مدتون راہ مین جنگلے چل کر
وہ دور تک بھی آئے نہ گھر سے نکل کر

شب تار ہو جائیگا روز روشن
زمانے کو بدلو نہ آنکھین بدل کر

کرے وہ جو بندے کی اپنے حفاظت
تو یوسفؑ جوان بھیڑیون مین ہو پل کر

ضعیفون کو ہے باعث زیست بستر
کہ ملتا ہے عکس آئینے سے نکل کر

ذرا گرم نظروں سے دیکھے جو ساقی
ابھی مے سے پتلا ہو شیشہ پگھل کر

لگا رہنے دو ورسے بیتاب دل کو
کہان جاے بازو سے مچھلی نکل کر

گرین گرم آنسو جو دریا مین میرے
صدف مین گہر پھر ہو قطرہ پگھل کر

عجب خاک تیرہ بھی ناگن ہے موذی
کہ بے غم ہے بچون کو اپنے نگل کر

مے گرم نے کر دیا گرم سا سی
صراحی پلا کوئی شورے سے جل کر

یقین ہو کہ پھر جان رہی لین یہ موذی
جو بیٹھین کبھی مثل چیچک نکل کر

جو وہ اُٹھ چلے اہل محفل تو کیسے
پکڑ لے سپند اسکا دامن اوچھل کر

رقیبون سے کیا راہ ہے ڈاکیون کو
کہ دیتے ہین مجکو خط اوسکا بدل کر

وہ مجنون ہون جسکو جو صحرا مین بھٹکون
چراغ سر راہ ہو گھانس جل کر

ابھی جان دیدون جو دے مجکو ہستی
غبار اوس ستمگر کے دل سے نکل کر

اوٹھا ای دل آنکھون سے آتا نہ طوفان
کنوئین بیٹھ جاتے ہین اکثر اُبل کر

نظر چشم دل کو وہ بے پردہ آئے
جلایا جو پردون کو آنکھون نے جل کر

جھکائی لحد گل رخون کو فلک نے
پڑی کس شکنجے مین نازون سے پل کر

مرے آنسوون نے مجھے بخشوایا
بڑے کام آئے یہ لڑکے مچل کر

کبھو میرا مرنا نہ اوس گلبدن سے
شاداب نہ رنگ حنا ہاتھ مل کر

وہ لاغر تھا مین ہفت قلزم مین ڈوبا
گرا آنکھ سے ایک آنسو جو ڈھل کر

امیر آسمان بھی کھلاڑی ہے شاطر
دکھاتا ہے کیا کیا یہ نقشے بدل کر

آستین سے جو ہوا دست ستمگر باہر
مین یہ سمجھا کہ ہوا میان سے خنجر باہر

ذرے آسکتے نہین میرے سیہ خانے مین
ماہ و خورشید چلے جاتے ہین باہر باہر

داغ الفت ہے مرے دل مین کوئی چھپ سکتا ہے
شمع فانوس کا نور ایک ہے اندر باہر

غیر قاتل سے جدا ہو نہین آتا ہے یقین — ہو گا سگ کوچۂ قصاب سے کیونکر باہر
کیا ہوا خط کا جو اوس چاہ ذقن پر ہی ہجوم — مور روزن سے نکلتے ہین برابر باہر
شوق ہوتا جو نہ اوس چاہ ذقن کا رہبر — کبھی ظلمات سے ہوتا نہ سکندر باہر
ایک گھر مین نہین رہ سکتے ہین یاں دو انسان — حشر کو ہونگے ہر اک قبر سے ششدر باہر
ہو وہ دیوانہ جو رکھتا ہو نہین زندان مین قدم — غل یہ زنجیر مچاتی ہے کہ باہر باہر
بحر چشم سے کیونکر نہ اشک آئے نہ تند — کر سپند آگ سے آتا ہے چٹک کر باہر
ہون وہ جانباز مین آیا تو پئے استقبال — تیر ترکش سے چلا میان سے خنجر باہر
چاہتا ہی کہ وہ بے پردہ ہو آنکھونکی حضور — آتا جامے سے نہو اے دل مضطر باہر
قاصدی کیا جو خط اوس تیر فگن کو مین لکھون — چاہ سے ڈر کے نہو کوئی کبوتر باہر
شیخ صاحب نے جو رندون کی تستی ہی آمد — کیسے گھبرائے پڑے پھرتے ہین اندر باہر
ہون چڑھاتا ہی عبث جان بھی ہی سر بھی یا — کب ہوا تجھسے مین ای ترک ستمگر باہر
بادہ خوارون کا زمانے سے جدا ہی عالم — بھٹیان ہوتی ہین آبادی سے اکثر باہر

روح سے قدر ہی اس پیکر خالی کی امیر
کیا حقیقت ہی صدف کی جو ہو گوہر باہر

ہوج وحشت نے ہزارون کو پنہائی زنجیر — رنگ لائی تری گردن کی طلائی زنجیر
ہی ہمارے دل صد چاک کا حلقۂ زلف — شانہ ہی کون جو چھوتا ہے پرائی زنجیر
آج منت ہوئی پوری ترے دیوانے کی — ملک الموت نے پانؤن کی بڑھائی زنجیر
لے جنون ہان خدا کو نہ کڑی کر مجھپر — عرش ہل جائیگا مین نے جو ہلائی زنجیر
ہی خوشی مجکو جو زندان سے رہائی کی تو یہ — تنگ ہے قید سے پائیگی رہائی زنجیر
تنگ آیا ہو ہے پیرو نہین نالان ہین فقط — کھینچتی ہی مرے پانؤن کی دہائی زنجیر
قیدیون کی طرح وادی وحشت مین ہون قید — ہو گئی مجھکو مری آبلہ پائی زنجیر

یادِ گیسو نے دکھایا ہے تماشا کیسا
شیشۂ دل مین ہمارے اوتر آئی زنجیر

کس پری کے گل عارض کا مین دیوانہ تھا
کہ مرے پاؤن مین پھولی ہی سمائی زنجیر

قید خانہ نظر آیا مجھے وحشت مین چمن
ہیچ گل آئی تو سمجھا کہ مین آئی زنجیر

ای پری دست حنائی کا مین دیوانہ ہون
چاہیے ہو مری گردن مین طلائی زنجیر

پاؤن پر اونکے گری ہو کے پریشان کاکل
مری وحشت نے پری کو بھی پنھائی زنجیر

اپنے ابرو کا وہ دیوانہ جو سمجھا مجکو
یار نے توڑ کے شمشیر بنائی زنجیر

لیچلے یون ترے وحشی کو قیامت مین ملک
ہتکڑی ہاتھون مین پاؤن مین پنھائی زنجیر

اک حسین کا ہو نہین دیوانہ تکلّف ہی ضرور
نُقرئی طوق سے زیبا تو طلائی زنجیر

تیرا وحشی جو کبھی جانب صحرا گذرا
طوق گرداب نے موجون نے پنھائی زنجیر

ہر گھڑی نعل در آتش ہون جو ای آہنگر
آہنِ برق سے کیا تو نے بنائی زنجیر

ای جنون پاؤن ہین مجروح تو گردنمین خراش
طوق گلرنگ لہو سے ہے حنائی زنجیر

اپنے دیوانے کے مدفن پہ جو آیا وہ امیر
جاے گل سایۂ گیسو سے چڑھائی زنجیر

تیغ قاتل بھی نہین چلتی کبھی مجھ زار پر
واے بیرحمی کہ پانی بند ہے بیمار پر

جابجا سبزہ نہین ای دل یہ قصر یار پر
بال کھولے پریان پھرتی ہین سر دیوار پر

ہون وہ وحشی جب قدم رکھا در دلدار پر
چڑھ گیا سایہ پری بنکر سر دیوار پر

جو ہفت افلاک ہین انسان کے جسم زار پر
بوجھ ان ساتون چھتون کا ہی اسی دیوار پر

یہ کے بیت الحزن پر چھائی ہی بوسیدگی
ڈرتے ڈرتے سایہ رکھتا ہی قدم دیوار پر

کہہ گئی گل کر کے میری شمع بالین کو صبا
کوئی او نادان روتا ہے سر بیمار پر

بے نقاب آؤ چمن مین تم تو ہر برگ حنا
ہاتھ رکھدے بڑھ کے چشم نرگس بیمار پر

ہون وہ بلبل یہ کیا گلشن کو دو نعمتو نہین مست
دست گلچین پڑ گیا اکثر بہک کر خار پر

وار کرنے کی نہ قاتل کو ملی گلشن مین بار
دوڑ کر خود رکھدیا مین نے گلا تلوار پر

باغ سی پہونچا مین وحشی بے تکلف سوے دشت
پاؤن بھی رکھا نہ شل بوے گل دیوار پر

مے سے کپڑے زاہدان خشک کے کیا تر کیے
چلکے مینے آگ رکھدی جبہ و دستار پر

وہ حسین ہی تو ہوا زندان مین جسدم جلوہ گر
کھنچ گئی تصویر یوسف ہر طرف دیوار پر

بیٹھتے ہی بیٹھتے ہر پر ہوا بال ہما
جو کبوتر اوڑ کے آبیٹھا تری دیوار پر

گرد گل کانٹے نہین ہوتے یہ گلشن مین نمود
اونگلیان اوٹھنے لگی ہین عندلیب زار پر

کی نظر قاتل نے جب میری طرف کی مین نے آہ
وار روکے سیکڑون تلوار کے تلوار پر

زیر و بالا یہ کیا مرغان گلشن نے ہجوم
اور اک دیوار اوٹھی باغ کی دیوار پر

آنکھ اگر آئینۂ وحدت نما سے ہو دو چار
ہے پر طوطی کا عالم سبزۂ زنگار پر

باغ سے باہر تو کیا جاؤنگا مین بے بال و پر
اڑ کے پہونچون بھی تو پہونچون باغ کی دیوار پر

شمع سان گریان ہی قاتل میرے بالین پر امیر
موت کو روتے ہوئے دیکھا اسی بیمار پر

لڑتے ہین عشاق کیا کیا ابر شب خمار پر
روز یارون کے گلے کٹتے ہین اس تلوار پر

جلوہ گر ہے خود وہ اپنے طالب دیدار پر
دھوکے کی ٹٹی ہی پردہ یار کے رخسار پر

دیکھکر چھالے سراپا میرے جسم زار پر
کیسے جھنجھلائے وہ اپنے موتیون کے ہار پر

شان اوسکی ہی کوئی فارغ ہو کوئی زیر بار
چھت جو تنتی ہی تو کڑیان پڑتی ہین دیوار پر

سمجھے ہم پہونچی جو ابرو تک پلک اس آنکھ کی
بارہ دیکھی رکھکے اونگلی ترک نے تلوار پر

بند آنکھون کی دکانین ہوگئین ہنگام مرگ
آخر شب کیا اوداسی چھا گئی بازار پر

اوج دولت مین بھی کتنے شاد ہین کتنے حزین
لالہ داغی کبک دیکھے خندہ زن کہسار پر

ہو نہین محروم راحت گر نہ پاؤن فرش خواب
گر پڑے دیوار پھٹ کر سایۂ دیوار پر

ہے بلند و پست کی کب تیغ قاتل کو تمیز
سیل کی ہے چال یکسان راہ ناہموار پر

ہون وہ طائر لذت غم کب ہوئی پوری نصیب
نوچنے مین رہ گئے صیاد سے دو چار پر

اسلیئے تا دور ہی دیکھنے والے ہون مست
بوتلون کے ٹکڑے ہین میخانے کی دیوار پر

کرکے گلگشت چمن گھر کو چلا جسدم وہ گل
ابر کے بدلے اداسی چھا گئی گلزار پر

ہے یہی باعث جو ہے رنگ بدن طوطی کا سبز
زہر کھایا ہے تمہارے سبزۂ رخسار پر

نیزۂ قاتل سر بسمل پہ خندان زخم تن
کیا اوگا ہے نخل ماتم قہقہہ دیوار پر

اے پری آتے سلیمان بھی عیادت کو اگر
سورۂ جن پڑھ کے دم کرتے ترے بیمار پر

تیز پڑتی ہے نظر اوس ترک کی مجھپہ امیر
تل رہا ہے باز کیا گنجشک کے آزار پر

ہو اگر ناز سے وہ بزم مین رقصان جھک کر
چوم لے پانون سر گوشۂ دامان جھک کر

مرتبہ پیش خدا ہوتا ہے اتنا ہی بلند
جسقدر چلتا ہے انسان ہے انسان جھک کر

خاکساران زمین کا ہے یہ شوق پابوس
رہ گئی ہے کمر گنبد گردان جھک کر

رفعت قصر تواضع سے اگر واقف ہون
آئین پھر خانۂ درویش مین سلطان جھک کر

مین وہ عاشق ہون صفا کیش پریرویون کا
ہوتے ہین مجھ سے بغلگیر سلیمان جھک کر

دیکھ پائے جو اسی ٹھاٹھ سے تجکو اے ترک
لے قدم دوڑ کے رستم سر میدان جھک کر

تم وہ لیلے ہو جو آئے تو برائے تسلیم
بید مجنون ہوے شمشاد گلستان جھک کر

بیڑیان بھی جو کٹین ہون وہ اسیر لاغر
پانون مین بیڑی بنے طوق گریبان جھک کر

سرکشی اہل تواضع سے کوئی چلتی ہے
پست دروازے سے آتا ہے خود انسان جھک کر

تو وہ گل رو ہے اگر باغ مین رکھتا ہے قدم
چوم لیتی ہے قدم شاخ گلستان جھک کر

قد خم گشتہ پہ کس طرح نہ روئین انسان
سب سمجھتی ہین کہ گر جاتے ہین ایوان جھک کر

آئی پیری تو ملی خاک مین تعمیر حیات
چار دیوار عناصر ہوے ویران جھک کر

ہے یہ ایمان کہ چلا چاہتے ہین زیر زمین
چلتے ہین موسم پیری مین جو انسان جھک کر

کہہ دو صیاد سے کیا ہاتھ بڑھانے سے ہے کام
خود نہ یاد آئیگی مجھے شاخِ گلستان جھک کر

یاد رکھ مصرعِ استاد یہ ہر وقت امیرؔ
دوست دشمن سے ملے چاہیے انسان جھک کر

دل کو رہتی ہے جو یادِ روئے جانان رات بھر
ہم بھی حافظ کیطرح پڑھتے ہین قرآن رات بھر

یادِ زلفِ یار ہین جمعیتِ خاطر کہان
خواب آتے ہین نظر ہمکو پریشان رات بھر

ان دنون گزرتی ہین یون اپنی بسر لیل و نہار
یادِ رخ دن بھر خیالِ زلفِ پیچان رات بھر

کچھ شبِ فرقت نہ پوچھو حال اشک و آہ کا
برق چمکی صبح تک برسا ہے باران رات بھر

بند ہو گیا ہے شام سے کس زلف کی افشان کا دھیان
جگنوؤن سے ہے مرے گھر مین چراغان رات بھر

باغبان ہوتا ہے مجھ کر یان سے کیون چین بجبین
مثلِ شبنم ہو نہین اس گلشن مین مہمان رات بھر

نیتِ بد ہے تو کارِ نیک سے حاصل ہے کیا
جاگتے ہین دزد بھی مثلِ نگہبان رات بھر

عالمِ افلاس مین کیا روغنی کی احتیاج
ہے چراغِ خانہ اپنا ماہِ تابان رات بھر

اور بیماری مین ہوتا ہے شریکِ درد کون
شمع رہتی ہے مرے بالین پہ گریان رات بھر

تیرے وحشی کی سواری کا ملا کچھ تو پتا
پھونکتے ہین مشعلین غولِ بیابان رات بھر

آتشِ شوق اور بھی قصہ خوان نے تیز کی
کیون سنایا ذکرِ بلقیس و سلیمان رات بھر

کی عبادت صبح تک بھیجا کیے ہم بھی سلام
حکمِ حیدر تھی جو آوازِ نگہبان رات بھر

پوچھتے ہو کیا شبِ فرقت کی تاریکی کا حال
اپنی آنکھون سے رہے ہم آپ پنہان رات بھر

ذرہ و پروانہ آسا گردشِ ایام سے
ہین پریشان حال دن بھر ہم تو سوزان رات بھر

کشورِ دل مین لکھ کے خط احباب کو بھیجے امیرؔ
کیسے کیسے طے کیے خامے نے میدان رات بھر

غنچہ سان بیٹھو ہو لا سر بگریبان ہوکر
رخِ یار آئیگا آنکھون مین گلستان ہوکر

رو مین کشتون کی گلے ملتی ہین شادان ہوکر
عید سے عید ہوئی یار پہ قربان ہوکر

پتلیاں کب تک ہی آنکھو نہین ہین ای غیرت حور
دیکھنے آئی ہین پریان تجھے انسان ہوکر

عشق عارض مین ترے تار نظر جاتے ہین
رہین قرآن مین شیرازۂ قرآن ہوکر

ناتوانی نے مری مجھکو بنایا کانٹا
چشم مردم مین کھٹکتا ہون مین انسان ہوکر

ہے کے محمود مین ہون بندۂ فرمان ایاز
ناز پریون کے اوٹھاتا ہون سلیمان ہوکر

ابھی آتا ہی حجاب ونکو جو کچھ کہتا ہون
نیچی کرلیتے ہین آنکھین وہ پشیمان ہوکر

جلگیا آگتے ہی دانا جو مری قسمت کا
آسیا رہ گئی انگشت بدندان ہوکر

ہو جدا تجسے تو کیا خاک رہی عاشق مین
جسم پیوند زمین ہوتا ہے بیجان ہوکر

ہون وہ وحشی مجھے نظرون سے گرائے جو جہان
چشم عالم مین پھرون خواب پریشان ہوکر

دل ملا خاک مین ایسا کہ ملا پھر نہ پتا
سیکڑون دانے اگے خاک مین پنہان ہوکر

گل ہوا غنچہ تو آواز یہ اوس سے آئی
جمع پھر دل نہین ہوتا ہی پریشان ہوکر

کچھ اوٹھایا نہ تڑپنے کا مزہ تڑپا کر
چل وہ یار زخمون پہ قاتل نمک افشان ہوکر

خون دل کو جو گیسو سے سیہ مین جو بہے
جلوہ گر ہو شفق شام غریبان ہوکر

ہو تماشا جو مرے داغ چمن مین چمکین
جل اوٹھین شہپر طاؤس چراغان ہوکر

چاٹتے ہین تری تلوار کے جوہر اوترک
وہ ہین زخم مین جم بیٹھتے دندان ہوکر

باغ سے ہمکو نکالا تو ہماری آنکھین
رہ گئین رخنۂ دیوار گلستان ہوکر

موسم گل مین تقاضا ہے جنون کا یہ امیر
چاک ہو پیرہن زیست گریبان ہوکر

زار ایسا مین ہوا بادیہ پیما ہوکر
ذرہ چاہے تو تھکا دے مجھے صحرا ہوکر

اسقدر تھک گئے ہم بادیہ پیما ہوکر
کف پا اوٹھ نہ سکے نقش کف پا ہوکر

ہم مریضون سے یہ اغماض مسیحا ہوکر
کیسے نادان بنے جاتے ہو دانا ہوکر

لذت درد سے جینے کا مزہ ملتا ہے
چھیڑتا کیون ہی مجھے زخم دل اچھا ہوکر

بعد مرنے کے بھی ہو مرے نالون کی ہوا
گنبد قبر اوڑے کیون نہ بگولا ہوکر

سرو وگل سے تمہین تشبیہ مین کب دیتا ہون
لال آنکھین نہ کرو آگ بگولا ہوکر

یاد کس ترک کی آئی کہ مرا زخم جگر
رہگیا دیدۂ بسمل کی طرح وا ہوکر

ہالۂ ماہ کا دل شوق سے ایسا پھسلا
آرہا کان مین اوس مہر کے بالا ہوکر

اونچے اوڑتے ہین کبوتر تری ٹکڑی کے غضب
جا لگے چرخ سے کیا عقد ثریا ہوکر

حسرت دست حنائی مین ہم ایسا روئے
بہگیا آنکھ سے دل خون تمنا ہوکر

دل حسینون کی محبت مین لگا ہی رہنے
غرق کردے نہ یہ قطرہ مجھے دریا ہوکر

دیکھ لے وہ جو کڑی آنکھ سے گلشن کیطرف
چور ہر دانۂ انگور رہو مینا ہوکر

بیچلے مال امیرو سے فقیرون کے لیے
لوٹیے دولت دین طالب دنیا ہوکر

آکے وحشت مین جو کہتا ہو نہین سہ جاتا ہے
ناز مجنون کے اوٹھاتا ہے وہ لیلی ہوکر

بید ہین بنتے ہو تا تم سے جلانا نہ پڑے
خوب دم دیتے ہو مردون کو مسیحا ہوکر

نہ محبت نہ تلطف نہ عنایت نہ وفا
تم ہی کہدو کہ رہے پھر کوئی کسکا ہوکر

لیکے وہ تیر وکمان جاتے ہین جب بہر شکار
قاف سے آتے ہین جن آہوے صحرا ہوکر

خرمن جان وجگر مزرع امید امیر
دل نے پھونکا شرر آتش سودا ہوکر

کبھی تو بھول کے رکھدی قدم مرے سر پہ
پڑا ہون صورت نقش قدم ترے در پہ

جو ذبح بھی ہو تو احسان نرکھ ستمگر پہ
یہ ذکر خیر رہے گا زبان خنجر پہ

وہ مست ہون کہ رگڑتا ہون سینہ خنجر پہ
وہ شیشہ ہون کہ پٹکتا ہون سر کو پتھر پہ

وہ مست جب کبھی گذرا ہے میکدے کیطرف
بہک کے دست سبو جا پڑا ہے ساغر پہ

دل شکستہ نے اوس بت کے دلکو نرم کیا
کیا ہے ٹوٹ کے شیشے نے زور پتھر پہ

برنگ سایہ رہا پایمال ساری عمر
مین جسکے پانون پڑا پانون رکھدیا سر پہ

لکھا جو خط مین سگ یار کو سلام نیاز
اُٹھانے سایہ پرون سے کیا کبوتر پر

ہوئے بوسۂ لب ہی یہی تو مرگ کے بعد
حباب بنکے رہونگا مین آب کوثر پر

ازل سے طبع ملاحت پسند رکھتا ہون
چھڑک لیا تھا نمک مین نے شیرِ مادر پر

پھڑک رہا ہی مرا مرغ روح اے قاتل
کہ جوہرون نے بچھایا ہے جال خنجر پر

وہ زار ہون کہ جو لیٹون تو شک یہ ہوتا ہی
پڑا ہوا ہے فقط رخت خواب بستر پر

نگہ کو دیتی ہین گردش جو آئینے مین یہ ترک
چھری کو کرتے ہین ورنہ وہ تیز پتھر پر

جو آبرو کا ہے خواہان تو خاکساری کر
یہ قول گرد یتیمی سے ہے رُخِ گوہر پر

صفِ مژہ کو بھی ہے تاک چشم ساقی کی
گرے ہین سیکڑون میخوار ایک ساغر پر

چلا ہے نامہ مرا لیکے نامہ بر یا رب
ترے حبیبؐ کا سایہ مرے پیمبر پر

سوال سے ہی یہ نفرت نہ ہاتھ اوٹھاؤن امیر
پڑھون جو فاتحہ مین تربت تونگر پر

وہ ناتوان ہون جو لیٹا کبھی مین بستر پر
گمان ہوا کہ شکن پڑ گئی ہی چادر پر

پھرینگے حشر مین کھولے ہوئے وہ زلف دراز
بڑی بلا تو پڑے گی یہ اہل محشر پر

لکھا ہمین شان نکلتی ہی تیری مژگان کی
نثار سو رگ جان ایک نوک نشتر پر

کیا عدو نے جو گیسوے یار مین شانہ
ہوا یہ رشک کہ آرے چلے یہان سر پر

کیا تھا جوش جنون مین کبھی لہو میرا
وہی مزہ ہی ابھی تک زبان خنجر پر

ہوا تلوّن اہل دول سے یہ ثابت
قدم ٹھہر نہین سکتے ہین آب گوہر پر

مین سخت جان ہون وہ کرتا ہی سنگسار مجھے
خطر ہی ضرب نہ آجاے اوسکی پتھر پر

ملے جو خدمت آئینہ داری خوبان
تو لات مار دو نمین دولت سکندر پر

لیے ہین دفتر عصیان کو کاتب اعمال
کہ گناہون کی گٹھری ہی مزدور کے سر پر

یہ مجکو حسرت دیدار یار تھی دم قتل
پس قفا نہ چڑھا خون بھی مرا سر پر

ہوا یکدم کو بھی غرفے مین آ آپ بیٹھے
ہجوم خلق سے دیوار اوٹھ گئی در پر

وہ ناتوان ہون ہلائے جو گھر سر یا رہے مجھے
چلو نہ وہ چال کہ پہونچون شہ حشر تک در پر

ہجوم اشک سے دانتون کے عشق مین یہ کھلا
بندھا ہے موتیون کا پل یہ آب گوہر پر

وہ ناتوان ہون کہ آئے جو نیند کا جھوکا
تو اوڑ کے مثل پر کاہ جاؤن بستر پر

امیر ظلمت عصیان سے رہگیا پردہ
عجب نقاب پڑی روئے اہل محشر پر

سنا کسی سے جو نام دوائے درد جگر
تڑپ کے دل نے صدا دی کہ ہائے درد جگر

رضا جو عشق کی ہو ہر طرح ہو نہین راضی
گھٹائے درد جگر یا بڑھائے درد جگر

نہ کوئی دوڑنے والا نہ مہربان ہے طبیب
کہان سے آئے الٰہی دوائے درد جگر

زبان رک نہین سکتی ہے رنگ چہرہ ہے زرد
کہان تلک کوئی یارب چھپائے درد جگر

تڑپنے دل کے یہ ہوتا ہے اب مجھے ثابت
کہ جان جائے یہ ہے انتہائے درد جگر

دیا ہے قسمت بد نے عجب مرض مین مرض
کہ درد سینے مین بھی ہے سوائے درد جگر

ہوئی دوا بھی نہ کچھ عالمون نے بھی تعویذ
ٹلی نہ سر سے ہمارے بلائے درد جگر

اٹھا کے آنکھ بھی دیکھا نہین کسیکی طرف
ہوا کہان سے یہ بیٹھے بٹھائے درد جگر

ہمارے دل کا یہی درد امیر کچھ سمجھے
ہوا ہو عشق مین جو مبتلائے درد جگر

جلتا ہے دل فراق مین کیونکر خوش آئے ابر
پرکالے آگ کے ہین مجھے لکہ ہائے ابر

بیکس وہ ہون کہ میری لحد پر جو آئے ابر
سبزہ کے چادر آب روان کی چڑھائے ابر

ہین کسکے غم مین نالۂ درد آشنائے رعد
ہے کسکے غم مین گریۂ بے انتہائے ابر

دریا بہاتی ہین مری آنکھون کی پتلیان
آئی ہے ٹھیک انکے بدن پر قبائے ابر

ساقی ہین بادہ خوار ترے بادشاہ وقت
سر پہ ہے انکے سایۂ بال ہمائے ابر

نہ کور باطن ہوئے ہین فرا تو چشم تمیز وا کر
جو اوٹھکے پہلو سے انجمن مین وہ دور بیٹھے ہین جز جا کر
سنے کہنہ کر پست فطرت پھنسا ہے کیون تجلیون مین آ کر
قدم کو لغزش زبانکو لکنت ہے رعشہ ہاتھونکو سر کو جنبش
جو آنکھ کھولی تو کچھ نہ دیکھا سحر کو سنسان سب سرا تھی
یہ بھول زندگی پہ غافل نہین ہے کچھ اعتبار اسکا
بپا ہے طوفان بے ثباتی رواروی مین ہین گرم پوئین
چمن ہے کشتون کا تیرے مدفن یہ لالہ و گل نہین شگفتہ
نہین ہے کوئی جہان مین باقی چلیگی اب تیغ ناز کسپر
اوسی کا ہے رنگ یاسمین مین اوسی کی بو یاسمن مین
بلا ہے چرخ و ہوائے دنیا کہ جس کے چکر مین ہین سب انسان
جو آئینہ ہو تو ٹوٹ جائے جو آنکھ ہو وہ تو پھوٹ جائے
سخنورون سے معاملے مین سوائے ذلت حصول کیا ہے
یہ کسکی تیغ جفا کا یارب ہے ایک پیر جو رعب غالب
شبیہ منظر ہے کسکی کہ کوئی پوری نہین ادا ترقی
زبانہ ہے دل جلونکی محفل سپند سی کم نہین ہے تو ای دل
ہو بزم جانان مین جشن برپا تڑپ کا دکھلا یہ تھا تقاضا
ہوا یہ کیتی نہین ہے یارا بنا فسونگری ہے تمھاری آنکھیں
ذرا سے کھٹکے سے نیند اوڑائی کہ چوٹ تھی یہ جب لگائی

خدا کا بندہ بتون کو سجدہ خدا خدا کر خدا خدا کر
تڑپنے درد جگر کے دلکو ٹپک دیا ہے اوٹھا اوٹھا کر
یہ کیا سمجھ پر پڑے ہین پتھر ارادہ منزل فنا کر
کدھر گئی ہے نوجوانی ان آفتون مین ہمین پھنسا کر
ہوا نہ ہمراہ ہیون ہے آشنا کہ ساتھ لیتے مجھے جگا کر
کرا لیگی یہ اپنی اکدن عدم کا رستہ مجھے بتا کر
ہوا مین ناحق بھرا ہوا ہے حباب دریا مین گھر بنا کر
صبا نے گویا کہ تربتون پر چراغ روشن کیے ہین لا کر
مگر ترے حق مین لائین مسیح مرثیے جلا جلا کر
جو کھٹکے تنہا بھی اس چمن مین خیال آواز آشنا کر
کیا پریشان ان آندھیون نے تمام رندونکو خاک اوڑا کر
خدا نہ منھ غیر کا دکھائے فروغ عارض ترا دکھا کر
چمن مین بجلی جو شمع ہے تو ہنس پڑے پھول کھلکھلا کر
ہلال کی ہے خمیدہ گردن سپہر چلتا ہے سر جھکا کر
مٹا دیے صانع ازل نے ہزارون نقشے بنا بنا کر
کوئی تو ہنگامہ تو بھی غافل اس انجمن مین کبھی جا کر
مگر ہیں شکلون سے روکا ادب نے زانو دبا دبا کر
فریب دیتی ہین اک جہانکو ہنسی شعبدے دکھا کر
صدا یہ گوش شہ مین آئی کہ خواب سنگین سے چشم وا کر

امیر میری رگ گلو کو یہ تیغ قاتل کی آرزو تھی
ملے وہ آکر جو بعد مدت تو خوب روئے گلے لگا کر

ہوا سوا ہمکو جوش وحشت چمن مین سیر بہار جاکر
گلون نے زنبق ہند کے ماتھے الاڑلایا غنچون نے مسکراکر

وہ مست ہین ہم کہ پانؤن اپنے ٹکے رہین عرش پر بھی پاکر
کبھی جو چوکھٹ پہ میکدے کی گرے ہین نشہ مین لڑکھڑاکر

عبث ہے مغرور تجکو نخوت نہین غرور نکو تیری پڑا
خدا ہے ہر مور ناتوان کا جو تو سلیمان ہے تو ہوا کر

یہ ظلم سارے ہین چند روزہ ہے ایکدن انتقام کا بھی
امیر حکام گرم کرلین فقیر کا جھوپڑا جلاکر

خیال گیسو مین دل ہمارا جو آجکی شب الجھ رہا ہے
کہان سے لایا ہے یا الٰہی یہ گھر مین کالی بلا لگاکر

شب جدائی ہوئی یہ حالت ہے تپ رنج و غم کی شدت
جو ہوش آیا تو ہمنے پٹکا زمین پہ تکیہ سے سر اٹھاکر

خدا ہی ہمدم ہوا کچھ ایسے دل ہے اوس گرم خو کا پانی
کیا ہے لوگون نے آگ اوسکو ہوا لگاکر بجھا بجھاکر

عیان جو سرخی شفق کی دیکھی ہمارے دلکو ہوا یہ دھوکا
ترے شہیدون مین کسی کے گرون ہوا ہے شامل لہو لگاکر

نکیر و منکر جو آئینگے اب تو راہ بھولین گے بے تامل
ہماری تربت پہ آکے تمنے کیا ہے اندھیر خاک اوڑاکر

نبی نے چھوڑا جہان مین قرآن نہ سمجھے کوئی تو خود ہے جاہل
قصور ہے ہمچو جو اندھا گئے خضر راستہ بتاکر

طبیب سے کوئی جا کے کہدے دوا کی ہے فکر تجکو بیجا
یہ درد دل ہے علاج کیسا خبر ہے کچھ ہوش کی دوا کر

بجا ہے چاہ ذقن کو تیری کہے اگر خلق چاہ زمزم
مریض اچھے ہوئے ہین آکر اسی کنوئین مین نہا نہاکر

جدا ہے پہلو سے کسکا پہلو کہ سارے اعضا ہوئے ہین دشمن
فشار دیتے ہین زندگی مین ہمارے پہلو ہمین دباکر

رقیب نے تیرے گھر سے ہمکو صنم نکالا اگر نکالا
رہین ہین آئے جہان آدم فریب شیطان سے داغ اوٹھاکر

بہار آئی چمن مین ساقی ہمین بھی کردو جام سے خوش
نسیم گلشن نثار ہے گلون کو کیا کیا ہنسا ہنسا کر

امیر قسمت مین جو لکھا ہے اوسی کا ہر روز سامنا ہے
خدا ہے مالک خدا ہے رازق کسی سے ہرگز نہ التجا کر

ردیف رائے ثقلہ

منہ پھیر نہ کر وطن کیطرف یون وطن کو چھوڑ
چھوٹے جو بوئے گل کیطرح سے چمن کو چھوڑ

اے روح کیا بدن مین پڑی ہے بدن کو چھوڑ
میلا بہت ہوا ہے ابس پیرہن کو چھوڑ

کیا لطف اگر کجی پہ فلک ہم بھی آگئے
سیدھی طرح سے راہ پہ آ اس چلن کو چھوڑ

سرسبز کیا ہو کشت وہ برگشتہ بخت ہون / بجلی گرے تڑپ کے جو مانگون دعاے ابر
مین ہجر یار مین جو کرون نالے اے فلک / بلبل تو ہاے گل کے طاؤس ہاے ابر
آئی خزان بہار گئی رنگ و بو کہان / چھائی ہے کیا چمن مین وہ اب سجاے ابر
اک برق وش کی یاد مین رو رو کے مرگیا / کیونکر چڑھے نہ قبر پہ میری رداے ابر
دل مین ہمارے آگ لگا کر فراق مین / پانی کو دوڑتے ہین عبث لکہ ہاے ابر
ہر دم اس خرہ مین سمندر بہرے ہون جب / پھر کس طرح نظر مین ہماری سماے ابر
خط اس طرح سے روے کتابی یار پہ / کاغذ پہ کاغذی کوئی جیسے اوٹھاے ابر
بیجا ہے میرے دیدۂ گریان سے سامنا / کہدو کہ آبرو کو نہ اپنی مٹاے ابر
مجھ مست سے پھری ہوئی ہے یہ ہواے باغ / شیشہ بہرون جو مے سے تو پتھر گراے ابر
برسات مین یہی ہے اگر میکشی کا لطف / دامن مین زاہدون کے نہ دھبا لگاے ابر

ہم بیکسون کا کون عزادار ہے امیرؔ
ہان نیلگون ہے دوش ہوا پر رداے ابر

اے بتو لازم ہے چشم لطف دولتخواہ پر / بوسہ یا دشنام کچھ تو دو خدا کی راہ پر
جانور بھی ہوتے ہین اقبالمندون کے مطیع / سایہ کرتا ہے ہما شہپر سے فرق شاہ پر
پھنس گیا ہون دام مین صیاد کا ہے اختیار / اب گلا یا دبائے خواہ اوڑا کے خواہ پر
بیٹھنے دو پاس لینگے بوسۂ عارض نہ اب / شک اگر ہے مہر ہم کر دین کلام اللہ پر
چہرۂ روشن سے تیرے کسطرح تشبیہ دین / جھائیان ہمکو نظر آتی ہین سطح ماہ پر
کاسۂ دریوزہ آنکھونکو بناتا ہے عبث / چاہیے ہر وقت انسان کی نظر اللہ پر
کی مشقت مٹ گئے ہم خاک جسکی راہ مین / اے فلک وہ آجتک آتا نہین ہے راہ پر
اوٹھ سکیگا کس طرح مجھ ناتوان سے کوہ ہجر / ڈالتے ہو کوہ کا تم بوجھ برگ کاہ پر
شکر ہے اتنا تو الفت نے کیا پیدا اثر / آہ کر اوٹھتا ہے وہ بیدرد میری آہ پر

ہے وہ شاہِ حسن ہین افلاک بھی زیرِ نگین
سکۂ شملۂ زرِ خورشید و سیمِ ماہ پر

دیکھئے کیا ہو دلِ نالان کو دیکھو رعد کو
کیا بری آواز ہے اس قامتِ کوتاہ پر

ہون وہ بیمارِ محبت مین جو چارہ ہوگا علاج
چرخ سے اوترینگے عیسیٰ سقفِ بیت اللہ پر

ہے تفاوت بوریا و تخت مین تا زندگی
موت کا قابو برابر ہے گدا و شاہ پر

شکر ہے آئے بھی پھر گھر مین مہمان بھی ہوئے
یہ عنایت ہے عنایت بندۂ درگاہ پر

دم مین ہٹ جائینگے یہ مثلِ حباب اے امیر
ہین عبث مغرور منعم خیمہ و خرگاہ پر

کون وحشت کا ہوا سلسلہ جنبان چلکر
آرہا جو مرے دامن مین گریبان چلکر

تھا وہ دیوانہ کہ زندان کی محبت نہ گئی
رہگیا چار قدم سوے بیابان چلکر

جمع عشاق ہین نکلو کہ گرے لاش پہ لاش
تیغ کی چال دکھاؤ سرِ میدان چلکر

ابر آیا ہے بہت بیٹھ سے چکے مسجد مین
کیجیے بادہ کشی آج گلستان چلکر

قصد اوس بزم کا کیجے کہ ملے بوسۂ لب
لیجیے مول کوئی لعلِ بدخشان چلکر

جانتا ہون کہ مجھے یاد دلاتا ہے وہ چال
چال مجھ سے نکرے اے کبکِ خرامان چلکر

باغ باغ اوسکی گلی مین ہے مرا غنچۂ دل
کیا کرون مین طرفِ روضۂ رضوان چلکر

سخت جان ایسے ہین عاشق کہ نکلتا نہین دم
پانی پانی ہے ترا خنجرِ بران چلکر

تو خرامان ہو جو گلشن مین تو تیرے آگے
کبک و طاؤس نہ کیونکر ہون پشیمان چلکر

دل بھر آتا ہے احباب کی فرقت مین امیر
روئیے خوب سرِ گورِ غریبان چلکر

طرفہ دولت کا نشان زلفِ رسا ہی سر پہ
توشۂ حسن ہے یہ ظلِ ہما سے سر پہ

سارے عالم مین پھرے ہم نہ ملی امن کی جا
پہونچے جس شہر مین دیکھا کہ قضا ہے سر پہ

واقعی کتنی ہے معشوقۂ دنیا بے شرم
رخ پہ آنچل ہے نہ برقع نہ ردا ہے سر پہ

شمع ساں آتش غم سے نہیں دنیا کو نجات | کیا تکلف ہے اگر تاج طلا ہے سر پر
دھوپ میں چلنے دکھایا جو ملا تجنے فروغ | آفتابی سے کہ داماں قبا ہے سر پر
روبرو اوسکے جھپکتی ہے مہ و مہر کی آنکھ | چاند سورج کی وہ چوٹی میں ضیا ہے سر پر
کہکشاں چرخ پہ دیکھی تو یہ سمجھے شب ہجر | ترک کھینچے ہوے شمشیر جفا ہے سر پر
سلطنت کو ترے درویش سمجھتے ہیں وبال | سایۂ بال ہما ابر بلا ہے سر پر
سرخ ٹوپی نہیں پہنی ہے مرے قاتل نے | خون ناحق کسی کشتے کا چڑھا ہے سر پر
حسب ارشاد نبی فقر حقیقت میں ہے فخر | ابر رحمت کی گلیم فقرا ہے سر پر
دشت میں گرمی رفتار و بخار دل سے | بجلیاں پاؤں کے نیچے ہیں گھٹا ہے سر پر
حامل کوہ غم ہجر ہوں کیا راہ چلوں | پاؤں اوٹھ سکتے نہیں بوجھ بڑا ہے سر پر
کوے جاناں میں گرایا مجھے اے لغزش پا | بارک اللہ یہ احسان ترا ہے سر پر
میکشو پاؤں اوٹھائے ہوے گلشن کو چلو | ساتھ چلتی ہے ہوا سرد گھٹا ہے سر پر
محتسب لے ہے شیشے کی پری کا دشمن | سخت دیوانہ ہے جن اسکے چڑھا ہے سر پر
واعظ شہر بھی رکھتا ہے کنہیا کا مکٹ | واہ عمامہ عجب جلوہ نما ہے سر پر

اہل دنیا ہیں غرض کے لیے دیندار امیر
وقت سوگند کے قرآن کی جا ہے سر پر

اور بھی تیر لگا دل پہ مری جان دو چار | ساتھ پیکاں کے نکلجاتے ہیں ارمان دو چار
ذکر او مصحف عارض کا بھی ہوتا ہے ضرور | جمع ہوتے ہیں جہاں حافظ قرآن دو چار
ساکنان حرم و دیر کو ہم دیکھ آئے | رخ کے حیران ہیں تو گیسو کے پریشان دو چار
جب نکلتے ہیں مکان سے وہ بدلکر کپڑے | چاک ہوجاتے ہیں رستے میں گریبان دو چار
مجلس گور غریباں نہیں رہتی خالی | روز آرہتے ہیں اسمیں نئے مہمان دو چار
جھانک کر روزن دیوار سے دیکھو تو ذرا | در پہ ہیں خاک نشیں بے سر و سامان دو چار

عاشقِ عارض و لب قید سے چھوٹے جس دم
گئے دس میں حلب کو تو بدخشان دو چار

ہون وہ وحشی کہ ٹھہرتا نہیں دل دو زمرا
جبتلک طے نہیں کرتا ہون بیابان دو چار

رخ کے عشاق سے وابستہ گیسو ہین سوا
لاکھون ہندو نظر آتے ہین مسلمان دو چار

ہون وہ بسمل مرے زخمون کو مزہ درد کا ہے
نہ پھرے جی جو نہ خالی ہون نمکدان دو چار

امتحان مردم دنیا کا کیا ہمنے امیر
دیو خصلت جو ہزارون ہین تو انسان دو چار

تمھین کو چاہا تمھین کو سمجھے تمام عالم سے تنگ ہوکر
دوئی کا وقفہ مین دخل کیا رہے ہمیشہ اک رنگ ہوکر

ادا تو دیکھو کہ وقت نیت ہر ایک رویان نکلا اوسکی
چبھا رگ جان مین مثل نشتر جگر پہ بیٹھا خدنگ ہوکر

ٹھہر گیا ہے ہمارے دلمین ہزار منت سے درد الفت
مگر نہ رہیگا وہ تہ نہ جائے مکان کی تنگی سے تنگ ہوکر

قدم جو اوسکے مکان مین رکھون نہیں ہے ممکن کہ ہون نہ زخمی
لگائے دروان کے مجکو چھرے ہر ایک روزن تفنگ ہوکر

جو بخت دلگیر ہوون سے چھوٹے تو پہونچا اور نکو دس ایذا
بدنکو زخمی کیے مقرر جدا فلاخن سے سنگ ہوکر

عبث دریا مین ساتھ کیا ہے یہ میری تقدیر کی برائی
بجا ہے کشتی دبا نہ پانے جو اور پشت نہنگ ہوکر

نشان تھا آنا کہ ہو ظاہر عیان تھا جانا کہ سب نہان ہے
وہ دلمین آئے امنگ ہوکر گئے تو چہرے کا رنگ ہوکر

بہت فرنگی بچونکی صحبت کا شوق اے حاجیو ہے ہمکو
حرم کو تم سیدھی اجاؤ ہم آ رہین گے فرنگ ہوکر

نشان حقیقت جنون ہین بسا ہے کوئی آنا جگاہ آفت
چبھا جو تلوو مین اپنے کانٹا وہ لپٹا بیٹھا خدنگ ہوکر

غضب ہے انسان ہم مصیبت کسے جو انسان سے بیوفائی
گردکیو چلی کی پاش کیسے بہم ہی گردش مین سنگ ہوکر

ہوئے تھی رہنے بچون کے عاشق شہید ہونے کی کیا خبر تھی
نہ جانتے تھے کہ خون ہمارا اوڑیگا ہولی کا رنگ ہوکر

اثر نجائے کسی طرح سے مرے مقدر کی کوتہی کا
فلک جو قصر وسیع بھی دے وہ قبر بنجائے تنگ ہوکر

کیا ہے موسم کشادگی کا کہ غنچہ ہوتا تھا ہاتھ مین گل
وہ فصل ہے اب اگر ہین گلہون تو پھول غنچے ہین تنگ ہوکر

جواب خط وعدہ سے آیا کہ دل کیا اے امیر زخمی
ہوا کی صورت گیا کبوتر پھر وہان سے خدنگ ہوکر

ہر روح کو ہوس کہ نہ چھوٹے بدن کا ساتھ
غربت پکارتی ہے کہ غافل وطن کو چھوڑ

کہتی ہی بوسے گل سے صبا آکے صبحدم
اب کچھ ادھر اودھر کی ہوا کھا چمن کو چھوڑ

تلوار چل رہی ہو کہ یہ تیری چال ہے
ای بت خدا کیواسطے اس بانکپن کو چھوڑ

نقاش فکر یار کا رخ کھینچ زلف کھینچ
کھینچا نہ جائیگا کبھی اوسکے دہن کو چھوڑ

بندہ ترا ہوا ہے خدا کو وہ چھوڑ کر
اے بت امید خیر نہ رکھ برہمن کو چھوڑ

عریان محض مجکو نہ کر کچھ خدا سے ڈر
چادر تو لے فلک کوئی میرے کفن کو چھوڑ

نادان سوائے حق ہی کسیکا کہان وجود
باتین خودی کی خوب نہین ما و من کو چھوڑ

بیباک میرے سامنے بھرتا ہی چوکڑی
ای وحشت اب بھگاکے غزال ختن کو چھوڑ

بسمل کو تیری تیغ سے کرتی ہی کیا جدا
دولھا سے کہہ رہی ہی قضا اس دلھن کو چھوڑ

راحت سے بیٹھ کوچۂ محنت سی ہاتھ اوٹھا
ای دل بلا ہے زلف شکن در شکن کو چھوڑ

شاعر کو فکر شعر مین راحت کہان **امیر**
آرام چاہتا ہے تو مشق سخن کو چھوڑ

ردیف زائے معجمہ

کیا ہوش ربا ہین تری تلوار کے انداز
سیکھی ہی یہ شاید تری رفتار کے انداز

اک جلوہ ہین غش کر گئے ای حضرت موسیٰ
ہوتے ہین یہی طالب دیدار کے انداز

ہنگام غضب تجھ مین زبان کرتی ہی لغزش
ہین محتسب شہر مین میخوار کے انداز

طوبیٰ کے تلے برسون ہی فردوس مین بیٹھے
پائے نہ ترے سایۂ دیوار کے انداز

کیا نازنین صاحب تمکین یکتائے جہان ہو
دیکھو تو ذرا اور بھی دو چار کے انداز

بوسہ کوئی مانگے تو نہین کہتے ہین ہنسکر
انکار مین بھی صاف ہین اقرار کے انداز

کس شوق سے ملتا ہے گلے خنجر قاتل
ظالم کی کھنچاوٹ مین بھی ہین پیار کے انداز

جب چوکڑیان بھرتے ہوئے جاتے ہین آہو
یاد آتے ہین مجکو تری رفتار کے انداز

انصاف تو فرمایئے کیونکر مین اوٹھاؤن
آنکھین تہ خنجر بھی ہین دیدار کی طالب
ہر موج سے اک لغزش مستانہ ہے پیدا
کن آنکھون سے دیکھون مین اکٹرنا گل کی
عیسےٰ مین تری چال ترے ناز کہان ہین
گھبرا کے مسیحا جو چلا ہے سوئے گلشن

ہر بار کے یہ ناز یہ ہر بار کے انداز
دیکھو تو ذرا طالب دیدار کے انداز
ہین آب رواں مین تری رفتار کے انداز
پھرتے ہین نظر مین کمر یار کے انداز
ہان باتون مین البتہ ہین گفتار کے انداز
اچھے نہین کچھ نرگس بیمار کے انداز

کہتی ہے امیر اوس سے اجل میرے سرہانے
اچھے نہین عیسےٰ ترے بیمار کے انداز

ہے یہ تیری کاکل پیچان دراز
ہر مصیبت مین رہی میرے شریک
سینہ خالی رہ گیا دل لے گئے
کیون نہ دعوےٰ تیرے قامت سے کرے

عمر خضر ایسی کہان جانان و راز
یا خدا عمر شب ہجران و راز
کرکے دست مسلم وہ مژگان راز
قد صنوبر کا ہے اے جانان راز

اہل دنیا کی ہوس ہے اے امیر
مثل موئے قید ہی زندان دراز

ردیف سین مہملہ

جاتا ہون اس لیے صنم بیوفا کے پاس
یون دل مرا ہوا اوس صنم بیوفا کے پاس
پہلو مین دل کے چاہیے تصویر یار کی
بولا وہ بت سرہانے مرے آکے وقت نزع
ثابت ہوا یہ گرم نگاہی سے یار کے
تلوار کے تو دور سے کتنے لگائے وار

پہونچا جو اوسکے پاس وہ پہونچا خدا کے پاس
جس طرح آشنا کسی نا آشنا کے پاس
تبخانہ بھی ہے جرم کبریا کے پاس
فریاد کو ہمارے چلے ہو خدا کے پاس
نکلی نہین ہے ہوکے وہ چتون حیا کے پاس
جلاد کوئی ہاتھ چھری کا بھی آکے پاس

سنبل کو چھیڑ کر جو پریشان کر دیا / کیا بوئے زلف یار بھی تھی کچھ صبا کے پاس

توفیق اتنی دے مجھے افلاس مین خدا / حاجت نہ لیکے جاؤن کبھی اغنیا کے پاس

انصاف کر کہ ہجر مین کیونکر مین جان دون / قاتل کہان ہین تیری دوائین قضا کے پاس

مجروح لاکھون جنبش مژگان سے ہو گئے / کیا کیا کٹاریان ہین تمھاری ادا کے پاس

مرنے کی آس بھی نہ رہی عاشقون کو اب / جب پوچھیے قضا کو ہے اونکی ادا کے پاس

رہتے ہین ہاتھ باندھے ہوے گلرخان دہر / یارب ہے کس غضب کا فسون اوس حنا کے پاس

نظارہ چاہتے ہین ہم حسن و عشق کا / آئینہ دیکھتے ہین وہ مجکو بٹھا کے پاس

آئی قضا جو حسرت پابوس مین تو خیر / بنتا مزار کاش ترے نقش پا کے پاس

لٹکا کے مار رکھتی ہے عشاق کو ترے / لٹکا عجیب یہ ہے تری زلف رسا کے پاس

پیچھے پڑا ہے اونھی گیسو کے دل **امیر** / جاتا ہے دوڑ دوڑ کے یہ خود قضا کے پاس

آئین پہن پہن کے نئے گلبدن لباس / یارب ہزار رنگ کے بدلے چمن لباس

کرتے ہو کیا لباس سے آرائش بدن / اک روز فرش خاک ہے مسند کفن لباس

کیا کیا بتون کو دہر مین آراستہ کرے / اوترا ہوا جو پائے ترا برہمن لباس

پھاڑون مین اپنا جامۂ ہستی تو دے کفن / پہنائے یون حیا مجھے چرخ کہن لباس

کہدو قریب آئی سواری بہار کی / پہنے نیا اوتارے پرانا چمن لباس

وزر و کفن کا گور کی منزل مین خوف ہے / اس راہ مین بھی لوٹتے ہین راہزن لباس

نافے بسائین قیمت مشک ختن بڑھے / پائین ترا جو تاجر ملک ختن لباس

یاد آئے مجھ غریب کی عریان تنی اگر / پہنین کبھی نہ بھول کے اہل وطن لباس

زیبا ہو خاک عشق کا جامہ رقیب کو / کیونکر خوش آئے مرد کا پہنے جو زن لباس

ہر عید گاہ مین ہین تماشائے بوستان / کیا لال لال پہنے ہین گل پیرہن لباس

عریان تنون پہ تیرے سے اللہ کا کرم — گذرین ہین مدتین نہین ہوتا کہن لباس

ہے ٹکڑے ٹکڑے یار وطن مین دل امیر
کیونکر کرے نہ چاک غریب الوطن لباس

بیتاب ہجر یار مین اپنا جگر ہے دل کے پاس — بسمل تڑپتا ہو کوئی جیسے کسی بسمل کے پاس
تعبیر ظاہر ہے کہ وہ جائینگے بزم غیر مین — دیکھا زحل کو خواب مین ہم نے مہ کامل کے پاس
لیلی حسین تم نازنین وقت سفر اے مہ جبین — ناقہ ہو ناقے کے قرین محمل رہے محمل کے پاس
ہون وہ گدا ہے مجتمع گھر مین مرے خلق خدا — گویا کہ نقش بوریا ہے نقش جب عامل کے پاس
کیونکر نہ ہو وس رخ پہ خط چاہ ذقن سے خوشنما — سرسبز رہتا ہے سدا جو کھیت ہو ساحل کے پاس
پیری مین باقی ہین کہان ہوش و خرد تاب و توان — لوٹا گیا کاروان پہونچے جو ہم منزل کے پاس
تا ہو جو تنہائی مین تھا کچھ تجھکو باتون کا مزہ — لازم تھا کنج انزوا میخوارون کی منزل کے پاس
نزدیک وصل دلربا دل کو تسلی ہے بجا — لنگر سفینے کو ہوا پہونچا اگر ساحل کے پاس
یہ فوج غم آکر گری اکدم مین ساری لٹ گئی — جتنی متاع صبر تھی مجھ خستہ جانکے دل کے پاس
جسمین سما جائین گھر اس چشم تر کے سربسر — دامن مرا زاہے چشم تر ایسا کہان ساحل کے پاس
بیمار ہجر یار ہون عیسیٰ سے مین بیزار ہون — دیوانہ ہشیار ہون جاتا ہون کب عاقل کے پاس
ناوک فگن شکر خدا سینہ ہدف تو نے کیا — پیکان تیر بیخطا شق جگر ہے دل کے پاس
جبتک کہ ہے سر دوش پر جائیگا کیونکر درد سر — صحت کہان عیسیٰ کے گھر چلیے کسی قاتل کے پاس
آنکھین تری سفاک ہین خنجر مژہ ہین چالاک ہین — دو ساحر بیباک ہین بیٹھے ہین دونون مل کے پاس
کیا ذکر اہل سیم و زر سلطان گدا ہون بیشتر — وہ بھیک دینے کو اگر آئین کبھی سائل کے پاس
دنیا سے راحت دور ہے سرکش عبث مغرور ہے — تاج سر فغفور ہے کاسہ نہین سائل کے پاس
محفل مین وہ زہرہ جبین گرد اوسکے سارے نازنین — گویا کہ ہین محفل نشین انجم مہ کامل کے پاس
کیا حسن فرخ خال ہے جادو کی وہ تمثال ہے — چاہ ذقن پر خال ہے زہرہ چہ بابل کے پاس

مرتا ہون مجھے اب جلد پہ بوش مین ہون قتل اگر
پہونچے متر لوٹ کر بسر زانوے قاتل کے پاس

سن جو امیر اہل کے تا پھر نہ تو صدمے سے
ناقص نہ پھر ناقص سے بیٹھے اگر کامل کے پاس

ردیف شین معجمہ

رہی جو یو ہین مرے پیک آہ کی گردش
تو لائی دیگی رسالت پناہ کی گردش

ازل مین کسنے دکھائی نگاہ کی گردش
کہ سارے خلق کو ہر ایک راہ کی گردش

کسیکا ساتھ زمانے مین کون دیتا ہر
پھرا جو سر تو نہ دیکھی کلاہ کی گردش

جو گردباد کو دیکھا یقین ہوا دل کو
اسی طریق سے ہر چتر شاہ کی گردش

بجا ہے تیغ نگہ ہے جو آبدار اے ترک
کہ سان ہر تری چشم سیاہ کی گردش

ہزار بار ادہر کی اودہر کرے دنیا
فلک نپائیگا تیری نگاہ کی گردش

گلی گلی اسے چکر ہے اسکو شہر بشہر
کہین فقیر سے افزون ہر شاہ کی گردش

پھنسین گے حشر مین فریاد رس جو غافل ہین
بنے گی طوق گلو دادخواہ کی گردش

صف مژہ کو وہ دیتا ہے جنبش ہر دم
پسند شاہ کو ہے خود سپاہ کی گردش

تمھاری گرمی رفتار سے یہ بھڑکی آگ
بنی ہے شعلۂ جوالہ راہ کی گردش

اوٹھاؤ پردۂ رخ کب سے دوڑتے ہین غریب
کہین تھکانے لگے مہر و ماہ کی گردش

دھوئین اوڑائے زحل سے مقابلہ کرکے
بڑھی رہی مرے بخت سیاہ کی گردش

فلک نے جب کوئی چکر بڑا دیا مجکو
نظر مین پھر گئی تیری نگاہ کی گردش

بنین گے نہ ورق چرخ پر دوائر داغ
رہی جو یو ہین مرے کلک آہ کی گردش

وہ لالہ رو در گلشن سے جا کے پھر آیا
امیر طالع مردم گیاہ کی گردش

پھنسائیگی طلب عز و جاہ کی گردش
بنے گی حلقۂ زنجیر راہ کی گردش

نہین ہے چرخ پہ بیوجہ ماہ کی گردش
پھرا رہی ہے کسیکی نگاہ کی گردش

جو آئی حشر مین یاد اوس نگاہ کی گردش
زبان بھول گئی دادخواہ کی گردش

مکان یار مین تب وصل مہر نے پایا
جب اوسکے کوچے مین و چار ماہ کی گردش

کسی کے ساتھ نہ سیدھا چلا یہ کجرفتار
زمانہ ہے کہ تمھاری نگاہ کی گردش

لگاکے شرمہ نظر اوسنے پھیر لی ہے سے
اثر دکھا گئی سجنت سیاہ کی گردش

کسی کے کوچۂ گیسو مین دل ہے سرگردان
گدا کے پانون مین اور کوہ شاہ کی گردش

جو کچھ نصیب مین ہوئے ہوس وہ ملتا ہے
پھرا ہے سر جو اوٹھاؤن مین راہ کی گردش

خدا کی شان کی نیرنگیان دکھاتی ہے
بتون کی چشم سفید و سیاہ کی گردش

یونہین زمانہ ہے اندھیر میری آنکھون مین
فلک بناتی ہے کیون دود آہ کی گردش

تمھاری سیدھی نظر نے تو یہ دیئے چکر
خدا دکھائے نہ ترچھی نگاہ کی گردش

برنگ جادۂ صحرا ازل سے لے وحشت
مرے نصیب مین لکھی ہے راہ کی گردش

جنون مین ضعف سے یہ تنگ ہے امیر
لپٹ کے پانون سے روتی ہے راہ کی گردش

حیوان کو بھی ہے ہوس کی اوقات کی تلاش
طاؤس کو ہمیشہ ہے برسات کی تلاش

یہ ایک حسن لاکھ شرافت سے بڑھکے ہے
نادان ہے دیکے دل جو کرے ذات کی تلاش

بوسے کی آرزو ہے ہمین مفلسی مین یون
جیسے گدا کو ہوتی ہے خیرات کی تلاش

پیری مین چاہیے نہ جوانی کی آرزو
بےعقل ہے جو دن کو کرے رات کی تلاش

جز ذات بے نیاز کوئی یان غنی نہین
عالم کو ہے کسی نہ کسی بات کی تلاش

کب بھولتی ہے یاد خط و زلف یار انھین
دن رات عاشقونکو ہے آفات کی تلاش

حضرت کو گر نہین مری پروا تو غم نہین
بندے کو کب ہے قبلۂ حاجات کی تلاش

ہے کشمکش میان عبادت کے وقت مین
مسجد مین شیخ کو ہے خرابات کی تلاش

شہرے سے حسن کے ہوئے مشتاق یار ہم   اُنکی صفات ہمکو ہوئی ذات کی تلاش

ہم اور بوسۂ لب محبوب سبزہ رنگ   کرتا ہے کون پردۂ ظلمات کی تلاش

اے شیخ ہے امیر تو دیدار کا فقیر
اسکو نہ کشف کی نہ کرامات کی تلاش

ردیف صاد مہملہ

دل کو ہے زلف سیہ فام کی حرص   ورنہ کس مرغ کو ہے دام کی حرص

میری آنکھوں کو مرے کانوں کو   ہے ترے نامہ و پیغام کی حرص

ذوق دل مست عجب رکھتا ہے   جم نہیں ہوں جو کروں جام کی حرص

نامِ عالم میں ہے عنقا کی طرح   بے نشانی میں مجھے نام کی حرص

ہے عجب درد محبت میں مزہ   اس مرض میں نہیں آرام کی حرص

نام محبوب رہے وردِ زبان   کام کی ہے تو یہ ہے کام کی حرص

نظر آجائے جو وہ مصحفِ رخ   ہندوؤں کو بھی ہو اسلام کی حرص

عاشق خانہ خرابی میں ہم   کسکو ہے زیب در و بام کی حرص

خط کے لایا ہے وہاں سے پرزے   ایسے قاصد کو ہے پیغام کی حرص

ابھی تخپتہ نہیں وہ سیب ذقن   کیجیے کیا طمع خام کی حرص

لب شیرین پہ ترے خط نکلا   اب نہ بوسے کی نہ دشنام کی حرص

عشق نے سب سے کیا بے پروا   ننگ کی ہے نہ مجھے نام کی حرص

رہبر جانان میں نہانا کیسا   خاک تروسے کو ہو حمام کی حرص

خوش رہیں ہم جامۂ عریانی میں   کسکو ہے جامۂ احرام کی حرص

پھول دیکھے ہیں جو چوٹی میں ترے   عندلیبوں کو ہے گلدام کی حرص

رہو میکش ہے لب واعظ پہ   دل میں پوشیدہ مے و جام کی حرص

لے گئی ہند سے تا شام امیر
ہمکو اوس زلفِ سیہ فام کی حرص

سیدھی نگاہ مین ہین ترے تیر کے خواص
ترچھی ذرا ہوئی تو ہین شمشیر کے خواص

مشہور ہین جہان مین جو اکسیر کے خواص
وہ سب ہین خاکِ روضۂ شبیر کے خواص

حیرت مجھے ملی ہے جو تمکو ملا ہے حسن
دونون طرف ہین ایک سی تصویر کے خواص

دنیا سے بے نیاز ترے خاکسار ہین
ہین تیری خاکپا مین بھی اکسیر کے خواص

کرتی ہے یہ بھی اوسکی طرح سے مخالفت
تدبیر مین بھی ہین مری تقدیر کے خواص

ابرو دکھا کے دل کو وہ کر لیتے ہین شکار
یہ طرفہ ہین کمان مین بھی تیر کے خواص

ترکش مین تیر میان مین شمشیر مضطرب
دیکھو تو بے قراری نخچیر کے خواص

اوٹھے نہ مرکے بھی ترے عاشق کے پانوں سے
زنجیر مین ہین زلف گرہ گیر کے خواص

آتی ہے خاک گور غریبان سے یہ صدا
غافل ہین مجھ مین سرمۂ تسخیر کے خواص

بھیجا جو نامہ تو نے مسیحا مین جی اوٹھا
تحریر مین بھی ہین تری تقریر کے خواص

مشکل پڑی حضور کو گھر رات کاٹنی
دیکھے ہمارے نالۂ شبگیر کے خواص

کہتا ہے شعر سنکے کوئی واہ کوئی آہ
کچھ میر کے مجھ مین ہین کچھ میر کے خواص

برزخ سے بڑھ کے شغل نہین ہے کوئی امیر
آجاتے ہین مرید مین بھی پیر کے خواص

ردیف ضاد معجمہ

مکان سے ہے نہ کچھ ہمکو لامکان سے غرض
جہان حضور طلین ہمکو ہے وہان سے غرض

تمہارے جلوہ کے مشتاق ہین جہان ہو نصیب
زمین سے کام نہ کچھ ہمکو آسمان سے غرض

تمہاری ذات سے مطلب ہے دین و دنیا مین
نہ کچھ یہان سے غرض ہے نہ کچھ وہان سے غرض

ہر ایک فصل مین یکتند سرو ایک ہے رنگ
بہار سے ہے نہ مطلب نہ کچھ خزان سے غرض

خیال ہو کہ جو برق آئے منفعل نہ پھرے
نہیں کچھ اوس خس و خار آشیان سے غرض

پتا مکان کا پوچھا تو اوسنے ہنس کے کہا
کہ آپ کون ہین کیا ہے مرے مکان سے غرض

جو تو ہو پاس تو ناصح کی کون سنتا ہے
شب وصال مین ہے کسکو قصہ خوان سے غرض

تمیز عشق و ہوس مین کہان وہ کم سن ہین
نہ جھوٹ سچ پہ نظر ہے نہ امتحان سے غرض

نہ پھولنے کی توقع یہان نہ پھلنے کی
نہال خشک ہون کیا مجکو باغبان سے غرض

زمین کوچہ جانان مین دفن ہو جاؤن
اگر غرض ہو تو آتی ہے آسمان سے غرض

رہے ہم اشک سے جان عزیز کہتی ہے
وہ یوسف اور تھے جنکو تھی کاروان سے غرض

حرم سے کام نہ مطلب ہے دیر سے ہمکو
ہے نیاز کو ہے تیرے آستان سے غرض

کسے ہے فکر مضامین تازہ کی فرصت
امیر ہے مجھے شیرینی زبان سے غرض

جلائے دل عاشقون نے کیونکر نہ وقت نظارہ تاب عارض
وہ نور روشن ہے مہر محشر تو صبح محشر نقاب عارض

ہے جو ہم سے بیان کی تاب پوچھو کہان ہے انکا جواب عارض
اگر وہ عارض ہے مصحف رخ غلاف مصحف نقاب عارض

عیان ہے اعجاز حسن سب پر ہنوز مانہ مطیع کیونکر
جمال اوسکا ہے وحی پیمبر ہے جسپہ نازل کتاب عارض

بیان تو سیف خال و خط مین جو کوئی لکھے تو بس یہ لکھیے
یہ خط گلزار صفحہ رخ وہ نقطہ انتخاب عارض

خدا نے نور و ضیا کیسے کیے ہین پر نور دونون عالم
فلک پہ ہے آفتاب خاور زمین پہ ہے آفتاب عارض

حسین کوئی کہان ہے ایسا کہ ہون تناسب تمام اعضا
اوسیکا گیسو جواب گیسو اوسیکا عارض جواب عارض

ہزار خواہش کوئی جتائے وہ چہرہ بے پردہ کیا دکھائے
جو خواب عاشق کو بھی تو آئے کبھی لٹ کے نقاب عارض

کہان بہشت ارے ہین گلبین تو تماشا سب نہیں یہ کہنا
ہزار و منقبا و یک علاوہ دہن کیا ہے مین نے حساب عارض

شراب پی کر وہ مہر طلعت کز رکی امستی ہین جو خاب
کباب ہائی کی تجلیون کو کرے وہین التہاب عارض

عرق جو رخ سے ٹپک رہا ہے یہ شیشہ رشحہ ہے آب باران
غلط نہیں اخط سیہ پہ جو ہو گمان سحاب عارض

نخوے ہین ہم کو حسن ایسے کہ علم ہے اور طاق نسیان
بیاض اپنی ہے باضر گردون کتاب اپنی کتاب عارض

نہین ہے ممکن نہان فانوس ہو جو پوشیدہ شمع روشن
اگر پڑینگے ہزار پردے نہوگی وہ حجاب عارض

برنگ قبلہ یسان شبنم ہزار دیدار کے ہین طالب
دکھائیے آفتاب عارض دکھائیے آفتاب عارض

نمود خط سیہ اگر ہے تو بوسہ عاشق کو ہو عنایت
ضرور ہے تمکو صدقہ دینا گہن مین ہے آفتاب عارض

کہین سہ چارہ اگر ہم تو ہے یہ تشبیہ محض بیجا
کہ مہر نصف النہار سب ہے سنا ہے ہمنے خطاب عارض

امیر کی احتیاط ہے نے وگرنہ ممکن تھا ہم بھی کہتے
شراب عارض کباب عارض ثواب عارض عذاب عارض

ردیف طائے حطی

آیا ہے بندھکے تیر مین مجکو اودھر سے خط
لکھنا پڑا جواب مین خون جگر سے خط

کرتا ہون مین تو روز روانہ ادھر سے خط
لکھا نصیب کا نہین آتا اودھر سے خط

مضمون اسمین ہین کمر یار کے رقم
آتنا نہ باندھ کھینچ کے قاصد کمر سے خط

غربت مین کسطرح نہ پریشان ہون غریب
اک عمر ہوگئی نہین آیا ہے گھر سے خط

مضمون شوق کچھ ہین قلم سے نکل گئے
ڈر ہے نکل نہ جائے کبوتر کے پر سے خط

چڑھیے نہ ماہتابی پہ اوٹھئے نہ نقاب
لکھوائیے غلامی کا پہلے قمر سے خط

غربت نے نام اہل وطن کے بھلا دیے
بھیجون کسے مین لکھ کے الٰہی سفر سے خط

مین تھام لون جگر کو بہت ہے یہ بیقرار
قاصد ٹھہر نہ کھول ابھی تو کمر سے خط

بہتے ہین اشک آنکھ سے فرط سرور مین
اے دل نہ شاد ہو کے لگا چشم تر سے خط

اونکو غرور حسن ہے مجکو غرور عشق
آئے کبھی اودھر سے نجائے ادھر سے خط

آیا جو تیر روح نے قالب سے یہ کہا
میری طلب مین دیکھ یہ آیا اودھر سے خط

آنسو روان نہین دم تحریر خط شوق
تحریر کر رہا ہون مین آب گہر سے خط

پڑھنے دیا نہ دل کی تڑپ نے مجھے امیر
ایسے ہجوم شوق مین آیا اودھر سے خط

لکھتا ہون فرط شوق مین مین بار بار خط
لکھتا نہین ہے ایک مجھے وہ نگار خط

جھنجھلا کے ایک بھی نہ پڑھیگا یقین ہے وہ
لکھے ہر ایک وزن مین مین نے ہزار خط

کیا شوق ہے بنا کے کبوتر کو نامہ بر
ایک ایک پر مین باندھ دیے چار چار خط

لکھون ذرا کدورت دل کا اگر مین حال
خط غبار کیا ہو سراپا غبار خط

ممکن نہین کسیکو کرے نامہ وہ رقم
جبتک نکالتا نہین اوسکا غدار خط

بھیجا جو یار تک نہین پہونچا یہ کیا ہوا
ڈوبا کہ جل گیا مرے پروردگار خط

لکھا ہے اپنے ہاتھ سے اوسنے یہ نامہ پر
آنکھون سے کیون لگاؤن نہ مین بار بار خط

یٰسین کے بدلے اوسکو پڑھو میرے سامنے
آجائے یار کا جو دم احتضار خط

وہ سخت جان ہون پڑتی ہین تیغین ہزارہا
پڑتا نہین ہے تن پہ مرے زینہار خط

نقلین مری رقیبون نے کین سیکڑون امیر
لکھا جو اوسنے مجکو ہوا اشتہار خط

ردیف خاے معجمہ

جان بزم مے و معشوق غنیمت واعظ
خلد مین ہاتھ نہ آئیگی یہ صحبت واعظ

توبہ سو بار مین کرلونگا کچھ انکار نہین
مے کشی سے تو ذرا ہو مجھے فرصت واعظ

کانپتا خوف سے مستون کا ہر رویان یان
کچھ زبان سے نہین توبہ کی ضرورت واعظ

دل جلون سے نہ جہنم کا کیا کر مذکور
کہین انکو بھی نہ آجائے حرارت واعظ

حق بجانب ہے جو زہاد کی تعریف کرے
تو نے رندون کی اوٹھائی نہین صحبت واعظ

درد دل کون سنے ذکر جو مین کرتا ہون
اور اولٹی مجھے کرتا ہے نصیحت واعظ

فیض ساقی سے یہان پیر جوان بنتے ہین
در میخانہ نہین ہے در جنت واعظ

ہے دیوانون کے آگے یہ قیامت کا بیان
کہین آجائے تجھی پر نہ قیامت واعظ

تو جو رندون کی حقیقت نہین سمجھا نہ سمجھ
رند سمجھے ہین تری خوب حقیقت واعظ

جام مو دیکھ کے جامے سے ہوا تو باہر
پی لے دو گھونٹ تو کیا ہو تری صورت واعظ

بات کیا سیدھی نظر سے نہین لیتا ہو سلام
گھر مین اللہ کے رہکر یہ مشیخت واعظ

دیکھ میخانے پہ گھنگھور گھٹا چھائی ہے
سر پہ ستون کے ہو اللہ کی رحمت واعظ

ایسے پڑھنے سے تو اچھا تھا کہ جاہل رہتا
نہ حیا تجھ مین ہے باقی نہ مروت واعظ

مست ہم دختر رز کے ہین وہ حورون کا امیر
کبھی سمجھے گا نہ رندون کی حقیقت واعظ

صبح کے وقت صبوحی کی مذمت واعظ
کیا ہوا ہی تجھے کیون آئی ہی شامت واعظ

فصل گل مین بھی ہی محروم مے گلگون سے
دن تو اچھے ہین بری ہی تری قسمت واعظ

اپنی کچھ کہہ مری کچھ سن تو مزہ بھی اوٹھے
تا کجا تذکرۂ دوزخ و جنت واعظ

دو گھڑی بادۂ گلرنگ کا بھی چرچا ہو
ختم کر ختم کر اب وعظ کی صحبت واعظ

بے سبب آٹھ پہر ذکر مے و جام نہین
کچھ تو ملتی ہی زبان کو ترے لذت واعظ

نشۂ بادۂ وحدت کے اوٹھائے جو مزے
تو کرے پیر خرابات کی خدمت واعظ

ذوق پر اپنے ہی موقوف عذاب و ثواب
ہے یہی میکدہ دوزخ یہی جنت واعظ

ذکر تو دختر رز کا ہو کسی رنگ سے ہو
وعظ مین تیرے بھی کچھ ملتی ہی لذت واعظ

قبر پر سنگ کی جا چاہیے خشت سر خم
کر او ٹھا آج بہک کر یہ نصیحت واعظ

ایکدم ذکر سے اوسکی نہین تھمتی ہی زبان
دختر رز سے ہے تجکو بھی محبت واعظ

مسجد و خانۂ کعبہ تو بہت دیکھ چکا
میکدے کی بھی مناسب ہے زیارت واعظ

دیکھتا ہی نہ سمجھتا ہے کہ حق ہے کیا چیز
نہ بصیرت ہی تجھے ہے نہ بصارت واعظ

میکدہ چھوڑ کے جنت کی طرف جاے امیر
چڑھ کے منبر پہ یہ کی خوب عدالت واعظ

چپ بھی ہو بک رہا ہے کیا واعظ
مغز رندون کا کھا گیا واعظ

تیرے کہنے سے رند جائیں گے
یہ تو ہے خبط نہ خدا واعظ

اللہ اللہ یہ کبر اور یہ غرور
کیسا خدا کا ہے دوسرا واعظ

بے خطا میکشوں پہ چشم غضب
حشر ہونے دے دیکھنا واعظ

ہم ہیں قحطِ شراب سے بیمار
کس مرض کی ہے تو دوا واعظ

رہ چکا میکدے میں ساری عمر
کبھی میخانے میں بھی آ واعظ

ہجو مے کر رہا تھا منبر پہ
ہم جو پہونچے تو پی گیا واعظ

دختِ رز کو برا مرے آگے
پھر نہ کہنا کبھی سنا واعظ

آج کرتا ہوں وصف مے میں امیر
دیکھوں کتنا ہے اسمیں گیا واعظ

ردیف عین مہملہ

پیش رخ پر نور ہے ہر دم سفری شمع
کیوں شام ہی سے ہو نہ چراغ سحری شمع

دن رات یہ روشن ہے وہ روشن ہے تو شب بھر
پائے ترے گالوں کی کہاں جلوہ گری شمع

کس مہر درخشاں کی طرف دیکھ رہی ہے
بیوجہ نہیں ہے تری آنکھوں کی تری شمع

پروانوں سے ہونا ہے جو رخصت تجھے جلدی
آتی ہے کوئی دم میں نسیم سحری شمع

ظاہر میں ہے معشوق تو باطن میں ہے عاشق
شیریں ہے دیوانہ تو صورت میں پری شمع

وہ جل کے ہوا خاک خبر تک نہیں تجھکو
پروانے سے اچھی نہیں یہ بیخبری شمع

بیچارے پتنگوں کے پر و بال جو پھونکے
یہ بھی ہے کوئی شیوۂ بیدادگری شمع

سبزہ ترے کانوں کا اگر عکس فگن ہو
شمشاد کی صورت ابھی ہو جائے ہری شمع

کیا میری طرح تو بھی کسی مہ کی ہے عاشق
زردی ترے چہرے پہ ہے آنکھوں میں تری شمع

بلبل سے کہو آئے وہ پروانے کے بدلے
گل کر گئی محفل میں نسیم سحری شمع

پروانے کریں کس سے بیاں حالِ دل اپنا
سنتی ہے نہیں شکوۂ بے بال و پری شمع

معشوق کہین کیا ہوے آپ ہی عاشق　　پروانہ جلے خود تو خطا سے بری شمع
محفل مین کھلے بالون حسین کیا کوئی آیا　　بیوجہ نہین تیری پریشان نظری شمع

بہتے ہین امیر اشک جو اسکے تو اثر کیا
ہے سوز و گداز غم الفت سے بری شمع

میرے دل مین نہین ہین ارمان جمع　　گھر مین اللہ کے ہین مہمان جمع
سیکڑون عیش کے ہین سامان جمع　　پر نہین خاطر پریشان جمع
جوش سودا خیال خط و غم زلف　　ہین پریشانیون کے سامان جمع
آرزو و داغ بیکسی حسرت　　کیسے کیسے ہین دل مین مہمان جمع
ہم کوئی روکنے سے رکتے ہین　　در جانان پہ کیون ہین مہمان جمع
ایک دل کے ہزار دل ہو جائین　　اس لیے کر رہا ہون پیکان جمع
ہنس پڑو تم ہمارے رونے پر　　لطف دین ہون جو برق و باران جمع
آرزوئین تری ہین دل مین بھری　　یا پری خانے مین ہین پریان جمع
اے جنون کب سے دونون ہین مشتاق　　آج ہو جائین جیب و دامان جمع
آج اوٹھین گے زخمیون کو مزے　　ہو رہے ہین وہان نمکدان جمع
گر یہی طبع کی روانی ہے　　چار دن مین ہے اپنا دیوان جمع

اب ملیگی سخن کی داد امیر
آج محفل مین ہین سخندان جمع

ردیف غین معجمہ

دیکھنا ہمدم یہ بجلی ہے جو چمکاتی ہے تیغ　　یا پری کہسار سے کھینچے ہوے آتی ہے تیغ
جب گنہگارون پہ تیرے رحم فرماتی ہے تیغ　　ابر رحمت بنکے مقتل مین برس جاتی ہے تیغ
وا رے شوق شہادت ایک پر گرتا ہے ایک　　عمر گذری ہے کہ دم لینے نہین پاتی ہے تیغ

چین پیشانی پر ابرو پر شکن اچھی نہین
دیکھیے بیکار ہو جائیگی بل کھاتی ہے تیغ

روحین قالب سے نکل آتی ہین ہماری شوق کے
میان سے اوسکے نکلنے بھی نہین پاتی ہے تیغ

یہ لگاوٹ یہ کھنچاوٹ یہ چلبلن یہ بانکپن
تہر کی چالین تجھے اے ترک سکھلاتی ہے تیغ

سخت جانی نے خجل کس کسکو مقتل مین کیا
اوس سے شرماتا ہو نمین اور مجھسے شرماتی ہے تیغ

بسملون کا جذبۂ شوق شہادت دیکھنا
میان سے بیتاب ہوکر خود نکل آتی ہے تیغ

آبروے الفت دندان قاتل مین ملی
اپنا مالا اب گلے مین میرے پہناتی ہے تیغ

چاہتی ہے بے مشقت سرخرو ہو جائیے
قتل ہو جائیگا بیڑا اچھلے وٹھواتی ہے تیغ

ہے یہ بازار جزا لے تیغ زن اپنی خبر
دیکھ وہ تیری قضا کھینچے ہوئے آتی ہے تیغ

سخت عاجز ہے ہماری سخت جانی دیکھکر
پیستی ہے دانت سر پھر سے ٹکراتی ہے تیغ

حال سارا آبداری کا ابھی کھلجائے گا
منہ سے زخمونکا کیون رک رک کے کھلواتی ہے تیغ

کیا عروس مرگ کا دولھا بنائیگی اسے
سرخ جوڑا تیرے کشتے کو جو پہناتی سہا تیغ

ہے پری آئینے مین بجلی سے سوا جانے مین ہے
ناز سے آتی ہے اور انداز سے جاتی ہے تیغ

خضر رہ بھی ہے فقط رہزن نہ اسکو جانیے
جان لیتی ہے تو منزل پر بھی پہونچاتی ہے تیغ

اور میری تشنہ کامی پر کسے آتا ہے رحم
حلق مین دو بوند پانی آکے ٹپکاتی ہے تیغ

تشنۂ دیدار ہون پیاسا نہ مجکو ذبح کر
دیکھ قاتل شرم سے پانی ہوئی جاتی ہے تیغ

مجرمان عشق کو ئی دم مین بیڑا پار ہے
آج کل دریاے رحمت بنکے لہراتی ہے تیغ

بسملون کے خون سے قاتل اسے سیراب کر
دیکھ تو کب سے زبان خشک کھلاتی ہے تیغ

رعب ایسا چھا گیا ہے سخت جانی کا امیر
موت میری دور ہی سے مجکو دکھلاتی ہے تیغ

تیرے آگے کیا حسینون کا چلے مہ رو چراغ
انجم و مہتاب پروانے ہین تیرے تو چراغ

ہاتھ سے اپنے جلائے تو جواے گلرو چراغ
گل بھی ہو جائے تو پھر ہوگی دہی خوشبو چراغ

وقت گریہ یاد گیسو لخت دل ہمراہ ...
رات کو برسات مین ہون جسطرح جگنو چراغ

نور عرفان کے لیے آنکھو نہین آنسو ہین ہر ور
نور دیتا ہی جب روغن سے مملو ہو چراغ

قصر سلطان خانۂ درویش پہ ہی طعنہ زن
اے مہ تابان ہو گردون پہ نکلکر تو چراغ

فرقت محبوب مین کیسی بہار بزم عیش
تیرہ آتا ہے نظر شمع گل شبو چراغ

جوش وحشت مین بیابان مرگ قسمت نے کیا
قبر پہ راتون کو ہوگا دیدۂ آہو چراغ

من کے مسند ہی پاتو نہین جب وہ ہو گرم خرام
نقش پا سے شب کو روشن ہو گئے ہر سو چراغ

نور کا پتلا بنایا کیا تجھے اللہ نے
ساق سیمین شمع روشن کاسۂ زانو چراغ

پھڑکی افشان زلف مین شبکو چراغان ہو گیا
ہو گئے روشن میان کوچۂ گیسو چراغ

صبح تک شبکو تصور کسکے عارض کا رہا
گاہ اس پہلو تھا روشن گاہ اوس پہلو چراغ

ایک سے ہے ایک کو اس محفل عالم مین فیض
شبکو ہے آنکھون کے حق مین قوت بازو چراغ

کسکی زلف مشک سا کی لائی ہے خوشبو صبا
مشکبو شمعین سر محفل ہین عنبر بو چراغ

طاق محراب حرم سے ابروئے خمدار یار
کیون نہ کہیے خال روشن کو تہ ابرو چراغ

روشنی اوسکی ہے شب بھر رہے یہ روشن تا بدن
کیا چراغ داغ دل کا ہوگا ہم پہلو چراغ

شمع کافوری مبارک منعمون کی بزم کو
ہین ہمارے خانۂ تاریک مین جگنو چراغ

سینہ ہے پر داغ اشکون مین ہین لخت دل امیر
باغ مین گویا کہ روشن ہین کنار جو چراغ

ترائے شب کو میسر اگر نہ آئے چراغ
کہ داغ سینے کے روشن ہین یان بجائے چراغ

گلہ نہین ہے اگر اقربا نہ لائے چراغ
کہ جگنوؤن نے مری قبر پہ جلائے چراغ

نقاب ڈال کے آئے ہین وہ تو کیا پروا
چھپے نہ پردۂ فانوس مین ضیائے چراغ

لنڈھے شراب کے ساغر عجب آیا
ہوا غضب کی چلی یک قلم بجھائے چراغ

سمجھے جو ہم تو مرادین بر آئین عالم کی
بتون نے خانۂ اللہ مین جلائے چراغ

یہ اپنی عمر کا عالم ہے عہد پیری مین
نسیم صبح سے جس طرح جھلملائے چراغ

تمیز ہو کہ نہ ہو شرط دل کا آنا ہے
خدا کی شان کہ پروانہ آشنائے چراغ

جہان کو فیض ہے مجسے مین قید کلفت مین
مکان مین نور اندھیرا ہے زیر پائے چراغ

وہ صاف دل تھا جلے بے فتیلہ روشن
جو کاسہ گر نے مری خاک سے بنائے چراغ

عبث ہے سامنے جاہل کے شعر کا پڑھنا
وہ بے تمیز ہے اندھے کو جو دکھائے چراغ

جنون رہا یہی تا صبح یاد عارض مین
کبھی جلائے کبھی رات کو بجھائے چراغ

خدائے دل جو بچے حادثون سے جو کون سے
کہان تلک تہ دامن کوئی چھپائے چراغ

رہے نہ داغ جوانی امیر پیری مین
جلائے شب کو سحر ہو گئی بجھائے چراغ

ردیف فا

زلفین آئی ہین لٹک کر رخ جانان کیطرف
پانون پھیلا کے ہین اس کافر نے قرآن کیطرف

گھر سے آئے تھے کہ جائینگے گلستان کیطرف
وحشت دل لیچلی ہمکو بیابان کیطرف

پھول مرجھا جائین شاخون پہ ثمر ہو جائین خشک
مین جگر تفتہ جو جا نکلون گلستان کیطرف

دل کے اک اک گوشے سے ہم دیر تک رویا کیے
لے گئی عبرت جو کل گور غریبان کیطرف

رہگیا ہے آسرا تیری عنایت کا مجھے
تو ہی اب اے یاس ہو جا تیر ارمان کیطرف

ہون وہ زخمی دل کو میرے درد کا ہے یہ مزہ
دیکھتے ہین زخم حسرت سے نمکدان کیطرف

ہو چکین وہ دست وحشت کی بہت چالاکیان
ہاتھ اپنے سون نہین اٹھتا گریبان کیطرف

حشر ہے شہر خموشان مین جو برپا دیکھنا
کسکی میت آئی ہے گور غریبان کیطرف

کچھ تو تمکو چاہیے اپنے اسیرن کا خیال
روز آ نکلا کرو دم بھر کو زندان کیطرف

زاہد تسبیح مین زنار کا ڈورا نہ ڈال
یا برہمن کی طرف ہو یا مسلمان کیطرف

آپ سے جاتا نہین ہر بار مین مجبور ہون
دل کھنچا جاتا ہے میرا کوئے جانان کیطرف

چاہتا ہون وصل اوس سے جو و عالم مین نہین
اب کہین یاران رفتہ کا نشان ملتا نہین

مجکو دیکھو اور میرے دل کے ارمان کیطرف
شوق دل لیچل مجھے گور غریبان کیطرف

جا کے اب یار وکلی تنہائی مین دیکھون گا امیر
لے چلی ہے بیکسی گور غریبان کیطرف

شوخیان کرتی ہین ہم ہین اوسکی چتون کیطرف — چتونین کرتی ہین ہم ہین چشم پرفن کیطرف
پیر ہکیو دل بھی ہے اوس شوخ پرفن کیطرف — دوست ہو کر ہوتا ہی میری دشمن کیطرف
دیکھ قاتل جذب شوق قتل کا منکر نہو — وہ چلے تلوار تیری میری گردن کیطرف
اوس رخ رنگین پہ زلفین دیکھکر کہتی ہے خلق — جھوم کر کالی گھٹا آئی ہے گلشن کیطرف
ہاتھ جیب و سپر اوٹھاتا ہے مرا دست جنون — ہٹ کے کہتا ہے گریبان مین تو دامن کیطرف
عارض گلگون سے اولٹی ہے جو اوس گل نے نقاب — بلبلین اب منہ نہین کرتی ہین گلشن کیطرف
گر پڑا کیا کوئی لخت دل کا لعل اے چشم تر — ڈھونڈھنے کو اشک آتے ہین جو دامن کیطرف
کھینچ لیتا ہے جو قاتل ہاتھ میرے قتل سے — دیکھتی ہے تیغ کس حسرت سے گردن کیطرف
کوئی گل توڑا کہ گلچین نے کیا بلبل کو ذبح — اے صبا ہنگامہ کیسا ہے یہ گلشن کیطرف
دونون آنکھون سے رہی میری آبرو برسات کی — ایک بھادون کیطرف ہے ایک ساون کیطرف
نا قبول خلق مجھسا کوئی عالم مین نہین — برق بھی آتی نہین ہے میرے خرمن کیطرف
میان سے کھینچا جو خنجر یار نے اللہ رے شوق — روح سارے جسم کی کھنچ آئی گردن کیطرف
میرے گھر آتے نہین اچھا نہ آؤ خوش رہو — خاک اوڑاتے آؤ گے اک روز مدفن کیطرف
پھول مرجھا جائین تو مجھ سے نکرنا کچھ گلہ — اے صبا چلنے کو مین چلتا ہون گلشن کیطرف
آجتک خورشید کا منہ اس طرف ہوتا نہین — دیکھنا آسان نہین اوس روئے روشن کیطرف
جب مین کہتا ہون تم آخر کوئی اپنا نہین — تیغ کہتی ہے کہ مین ہون تیری گردن کیطرف
جب بہت تعریف سنتا ہون مین چشم حور کی — دیکھ لیتا ہون ترے گھر سے کے روزن کیطرف

تیغ ابرو تیر مژگان دونون حامی ہین مرے — ایک سینے کیطرف ہی ایک گردن کیطرف
لاابالی جب نکل چلتے ہین پھر رکتے نہین — بوے گل کب دیکھتی ہی پھر کے گلشن کیطرف

لاکھ او بھارے وحشت دل کوے جانان سے امیر
مین نہ صحرا کی طرف جاؤن نہ گلشن کیطرف

کیونکر نہ مرغ دل ہو ہمارا شکار زلف — رشتہ جو دام کا ہو وہ ایک ایک تار زلف
افسون پڑھو ہزار اوترتا نہین یہ زہر — ہو اوسکی موت ہی جسے ڈس جاے مار زلف
چوٹی مین اپنے پھول جو رکھے ہین یار نے — دکھلا رہی ہے طرفہ تماشا بہار زلف
کرتا ہی بیٹھ کے گیسوؤن مین دل خدا کی یاد — مصروف ذکر مین ہی یہ شب زندہ دار زلف
حاضر ہی میری آنکھون سے لو دامن مژہ — منظور جھاڑنا ہو جو تمکو غبار زلف
جاؤگے تم جو کھولے ہوے بال سوے دشت — آہو کرینگے مشک سے نافے نثار زلف
سودا اگر اپنا دل ہے ٹھکانے ہین اسکے دو — یا سبزہ زار خط ہے وطن یا تتار زلف
گلزار رخ یار کی کیا بڑھ گئی ہی زیب — آیا ہے گھر کے اوسپہ جو ابر بہار زلف
چھٹ جائین دل غریب ہین ای شانہ کر کمک — گھبرا رہے ہین قیدی زندان تار زلف
جاتا نہین ہے رہرو دل اب کسی طرف — آیا پسند جیسے سواد دیار زلف
بڑھ جاتی اور چشم بصیرت کی روشنی — دیتا ذرا جو کحل جواہر غبار زلف
اے دل سمجھ کے کوچۂ الفت مین رکھ قدم — ڈر ہے نہ کاٹ کھاے کہین اژدر کے مار زلف

بہتر کہین یہ قید رہائی سے ہی امیر
ہون پاے بند سلسلۂ تابدار زلف

ردیف قاف

ہین تری زلف رسا کے عاشق — ہم بھی ہین یار بلا کے عاشق
تیرے معشوق خدا کے معشوق — تیرے عاشق ہین خدا کے عاشق

غمزے حورون کے اوٹھاتے ہین کوئی
آپ کے ناز و ادا کے عاشق

منہ دکھاؤ نہ سناؤ آواز
کان اپنے ہین صدا کے عاشق

پانوئن رکھتے نہین بالاے زمین
تیرے نقش کف پا کے عاشق

ان جفاؤن پہ وہی ذوق وفا
ہم تو ہین اپنی وفا کے عاشق

تجھ سے روٹھے نہین ہلے تیغ جفا
ناز کرتے ہین ادا کے عاشق

شوخ چشمی نہ کر اتنی ظالم
گڑے جاتے ہین حیا کے عاشق

مہندی ملواؤ نہ تم غیرون سے
رنگ لائین گے حنا کے عاشق

دیکھیے حشر مین کیا ہوتا ہے
ہم ہین محبوب خدا کے عاشق

رغبت اب دل کو ہے یون جانب غم
جیسے معشوق کو تاکے عاشق

رات دن ہوتے ہین اس بت پہ امیر
سیکڑون بندے خدا کے عاشق

ہین نہ زندون مین نہ مردون مین کمر کے عاشق
نہ ادھر کے ہین الٰہی نہ اودھر کے عاشق

ہے وہی آنکھ جو مشتاق ترے دید کی ہو
کان وہ ہین جو رہین تیری خبر کے عاشق

جتنے ناوک ہین کماندار ترے ترکش مین
کچھ مرے دل کے ہین کچھ میرے جگر کے عاشق

برہمن میرے کعبے سے پھر آئے حاجی
تیرے در سے نہ سرکنا تھا نہ سر کے عاشق

آنکھ دکھلاؤ نہین تم سے ہون جو آنکھون پر
ہم تو ہین یار محبت کی نظر کے عاشق

چھپ کے بیٹھے ہونگے نظر سے کہین عنقا کی طرح
تو بہ کیجیے کہین مرتے ہین کمر کے عاشق

بے جگر معرکۂ عشق مین کیا ٹھہرینگے
کھاتے ہین خنجر معشوق کے چر کے عاشق

تمکو کعبہ ہو مبارک دل ویران ہمکو
ہم ہین زاہد اسی ٹوٹے ہوئے گھر کے عاشق

کیا ہمیں لیتی ہین پریان جو بلائین تیری
کہ پریزاد بھی ہوتے ہین بشر کے عاشق

بیکسی درد الم داغ تمنا حسرت
چھوڑے جاتے ہین پس مرگ یہ گھر کے عاشق

بے سبب سیر شب ماہ نہیں ہے یہ امیرؔ
ہو گئے تم بھی کسی رشک قمر کے عاشق

جادۂ راہ عدم ہے رہ کاشانۂ عشق
ملک الموت ہیں دربان در خانۂ عشق

مرکز خاک ہے دُرد تہ پیمانۂ عشق
آسمان ظرف ہوا اور دُرد پیمانۂ عشق

کم بلندی میں نہیں عرش سے کاشانۂ عشق
دونوں عالم ہیں دو مصراع در خانۂ عشق

ہے جو والیل سیہ پردہ کاشانۂ عشق
سورۂ شمس ہے قندیل در خانۂ عشق

دل مرا شیشہ ہوا آنکھیں ہوئی پیمانۂ عشق
جسم یا جوش محبت سے ہوئی میخانۂ عشق

ہم تھے اور پیش نظر جلوۂ مستانۂ عشق
جس زمانے میں نہ محرم تھا نہ بیگانۂ عشق

غرق ابھی بحر فنا میں یہ دو عالم ہو جائیں
ایک اشارہ جو کرے نرگس مستانۂ عشق

ہم وہ فرہاد تھے کاٹا نہیں صورت سے پہاڑ
حسن کا گنج لیا کھود کے ویرانۂ عشق

کچھ گرہ میں نہیں گرمی کے سوا اشک سپید
برگ و بر ہوویں شرر ہوں جو اوگے دانۂ عشق

عین مستی میں ملے ہیں مجھے گوش شنوا
سن رہا ہوں میں صدائے لب پیمانۂ عشق

آ رہے باغ جنان سے جو زمین پہ آدم
فی الحقیقت تھی وہ اک لغزش مستانۂ عشق

معتقد کون نہیں کون نہیں اسکا مرید
پیر ہفتاد و دو ملت کا ہے دیوانۂ عشق

دل نے تسبیح بنا کر وہ کیے زیب گلو
ہاتھ آئے جو کوئی گوہر یک دانۂ عشق

زلف معشوق نہ کھٹکا ادب ہے مقام
ہمرہ چلیں ہاتھ نہ مو سے ہیں دیوانۂ عشق

سننے والو کچھ یہ ذرہ ہی نہ چلیں پردۂ گوش
کیا سناؤں کہ بہت گرم ہے افسانۂ عشق

خاک در کار ہے وہ لوث خطا سے جو ہو پاک
ورنہ ہر خاک سے اُگتا ہے کوئی دانۂ عشق

کہتے ہیں مرگ جوانی جسے سب اہل جہان
اپنے نزدیک ہے وہ بازی طفلانۂ عشق

وہ عاشق سے ہوئی غفلت معشوق کم
خواب تھا حسن فسون ساز کو افسانۂ عشق

بخت برگشتہ ہوں تب بھی نہیں جاتا یہ مزہ
ہو کے بادہ جو وارون بھی ہو پیمانۂ عشق

نور پر کستی ہے یہ شمع تجلی کی زبان
شہرۂ حسن ہے خاکستر پروانۂ عشق

طالب بوسہ ہوا اس درجہ مرا طائر دل
لوٹ پڑتا ہے یہ جب دام مین ہو دانۂ عشق

ہون وہ دیوانہ کہ قد ہوتے لگا ہے مر حسن
ہو بہ ہے پانون مین زنجیر پریخانۂ عشق

سہکے دے روح کو میری یہ الٰہی قدرت
ہنس ہنس کے مرے چھلکے کو ہر یک دانۂ عشق

کیا فلاطون کو ہو نسبت ترے دیوانے سے
آشنا ہے یہ محبت کا وہ بیگانۂ عشق

ہم تھے اور چہرۂ محبوب کا نظارہ امیر
شعلۂ حسن تھا جس روز نہ پروانۂ عشق

جلد آجاؤ کہ ہین گور کنارے مشتاق
دم مین آجائین نہ ورو کے تمہارے مشتاق

دل صد چاک بھی چلمن ہے کسی کمرے کی
جھانکتے ہین تو کرتے ہین نظارے مشتاق

مست ہونیکا نہین حکم ہمارے نرگس یار
خوب پہچانتے ہین تیرے اشارے مشتاق

تہ و بالا ترے دیدار کا طالب نہین کون
کل زمین پر ہین تو گردون پہ ستارے مشتاق

استخوان کیون جلدی ہو بدن سے باہر
ہین ہما و سگ محبوب تمہارے مشتاق

بیخودی تا کجا آپ مین آؤ بھی امیر
دیر سے بیٹھے ہین احباب تمہارے مشتاق

ردیف کاف تازی

آئی جو کھل کے زلف رسا سر سے پانون تک
لینے لگی بلائین ادا سر سے پانون تک

لاغر ہون اسقدر مجھے پہچانتی نہین
رہ رہ کے دیکھتی ہے قضا سر سے پانون تک

رخ نور جبہہ نور شکم نور ساق نور
تو اے صنم ہے نور خدا سر سے پانون تک

لٹکائے ہین ہنے گل ترے چھلون نے اس قدر
خالی نہین ہے جسم مین جا سر سے پانون تک

گندہ انظر گذر کا پھنسائیگی آپ کو
قد ناپتی ہے زلف رسا سر سے پانون تک

دلکش ہے مجھ ضعیف کا ہر عضو جسم وار
مین کاہ ہون وہ کاہ ربا سر سے پانون تک

ویران بکر ساتھ ہی چکر بھی پانون مین
ہون مبتلائے رنج و بلا سر سے پانون تک

موقوف شمع پر نہین کچھ سوزش درون
جسپر گرے یہ برق جلا سر سے پانون تک

اونی یہ خار وادی وحشت کی ہے خلش
ایک آبلہ ہے جسم مرا سر سے پانون تک

ہے نگاہ شوق کی اللہ رے گرمیان
وہ گل عرق مین ڈوب گیا سر سے پانون تک

کچھ تمکو میری طوق و سلاسل کی ہے خبر
زیور مین غرق کرتے ہو کیا سر سے پانون تک

اچھی کسی کی آنکھ کسی کی نگاہ ہے
یکتا ہین آپ نام خدا سر سے پانون تک

گرمی ہے حسن کے وہ ہوا ہے عرق عرق
دیکھو ٹپک رہی ہے ادا سر سے پانون تک

زلف دوتا سے آپ ہے اولجھن مین انکا دل
گھیرے ہے دو طرف سے بلا سر سے پانون تک

گریان اگر مین شہر لین سے گذر گیا
فوارہ آب آب ہوا سر سے پانون تک

لپٹے پہ شب وصال نہ کیونکر نگاہ شوق
گھیرے ہوئے ہے اونکو ادا سر سے پانون تک

جب مین نے فکر کی ترے انتون کے وصف مین
آب گہر مین ڈوب گیا سر سے پانون تک

پہونچائے کربلا مین جو بخت رسا امیر
ملیے بدن مین خاک شفا سر سے پانون تک

کرون ضبط نفس ہمدم کہان تک
لگی ہے آگ اک دل سے زبان تک

دھوان دل سے مرے اوٹھا ہے ایسا
اندھیرا ہے زمین سے آسمان تک

کرون کس شوق سے ہر بار سجدہ
جو پہونچے سر تمہارے آستان تک

تجھے ملتا نہین گھر اونکا قاصد
گئے کیونکر ہمیں لامکان تک

غش آیا ہے مجھے مسجد مین سب سے
چلو لیکر مجھے پیر مغان تک

جو موت آئے تو پہچانے نہ مجھکو
ہوا ہون ہجر مین لاغر یہان تک

امیر اب مہربان ہے مجھپہ صیاد
خبر پہونچے نہ اوسکی باغبان تک

ردیف کاف فارسی

ہے ہر عضو کو مجھ اوس بت خونخوار سے لاگ
دلکو ہی تیر سے گردن کو ہی تلوار سے لاگ

اوس دلارام کو ہی میرے دل زار سے لاگ
مژدہ ای مرگ مسیحا کو ہی بیمار سے لاگ

رو بھی لیتے کھول کے دل تو بھی کچھ آنسو کچھ جائز
ضبط غم مجکو ہی کیون دیدۂ خونبار سے لاگ

کرتے تلوار سے کرتا ہے جو عاشق کو حلال
دل ہی کہتا ہی وہ جلاد گنہگار سے لاگ

جھانک کر دیکھ لیا کرتے ہین چلمن سے کبھی
ہی جو در پردہ اونھین طالب دیدار سے لاگ

پھوٹنے پھلنے کی نوبت نہین آنے پائی
کیا خزان کو ہی الٰہی مرے گلزار سے لاگ

شانے کی طرح سے صد چاک رہا کرتا ہے
جیسے ہی دلکو ترے گیسوی خمدار سے لاگ

دو قدم یار چلا اور قیامت آئی
فتنۂ حشر کو ہے یار کی رفتار سے لاگ

ہم نہ ہین دوست کسی کے نہ کسی کے دشمن
یار سے ہمکو لگاوٹ ہی نہ اغیار سے لاگ

مددے پیر مغان المدد اے پیر مغان
بڑھ گئی ہی بہت اب چرخ ستمگار سے لاگ

تارے گن گن کے شب ہجر بسر کرتا ہون
کیا کرون خواب کو ہی دیدۂ بیدار سے لاگ

کیون حیا اونکو نکلنے نہین دیتی باہر
حسن یوسف کو ہی کیون گرمی بازار سے لاگ

بندۂ عشق ہون مین ایک سے دونون ہین مجھے
کچھ نہ کافر سے محبت ہی نہ اغیار سے لاگ

کسطرح حال تمھارا جو مین پاتا ہون امیر
ہو گئی کیا کسی معشوق طرحدار سے لاگ

ردیف لام

سنتا نہین جو دل سے کبھی داستان دل
کس سے بیان کرے کوئی درد نہان دل

کرتا ہے آب آب جگر کو بیان دل
افسانے کی طرح نہ سنو داستان دل

اے شاہ کشور دل و جان جان دل
قربان ہر ادا پہ دل جان و جان دل

کس بے نشان کی یاد نے ایسا مٹا دیا
سینے مین نام کو نہین باقی نشان دل

ہمراہ دوڑتا ہون میں وش شہسوار کے
ہو دست اختیار سے باہر عنان دل

جیسے کہ تیر یار کے سینے مین ہے جگہ
خالی نہین ہما سے مرا آشیان دل

حوا کا عشق قسمت آدم مین جو لکھا
پہلا تھا نقطۂ قلم امتحان دل

بے شبہ اس مین سے جدا ہو زمین عشق
ابر آسمان سے ہو الگ آسمان دل

پھونک جائے صور حشر جو ہونا ہو جلد ہو
کبتک کرون مین ہجر مین ضبط فغان دل

پھولے ہین کیسے لالہ و گل فیض عشق سے
قابل ہے تیری سیر کے یہ بوستان دل

جیسے کہ دھیان ہو رخ تابان یار کا
ہے آفتاب حشر چراغ مکان دل

جائیگا کیا تصور خال سیاہ یار
آنکھون مین مردمک ہے سویدا میان دل

حسرت وہی فروغ وہی ہے جلا وہی
کچھ کچھ تو آئینے سے ہے آئینہ شان دل

تو ہے وہ ماہ مصر کہ جاتا ہے جس طرف
رہتا ہے ساتھ ساتھ تیرے کاروان دل

غصے مین آپکے ہاتھ سے پھینکا پٹک دیا
آئینے پر ہوا وہ نہین شاید گمان دل

ممنون ضعف عالم پیری ہون اے امیر
جھکتا چلا ہے سر طرف آستان دل

واعظ ہے گر غرور کے وہ بالا ہے شان دل
بے ماہ و آفتاب نہین آسمان دل

عنقا ہے ہو بلند کہین آشیان دل
سنتے ہین نام پر نہین ملتا نشان دل

فیض قدم سے تیرے ثریٰ ہے خیان دل
ہین ساتون آسمان نہ آسمان دل

دوزخ شرار نالۂ آتش فشان دل
فردوس برگ ریز گل بوستان دل

کعبہ ادب سے آتا ہے میرے طواف کو
جیسے ہوا مین گوشہ نشین مکان دل

غنچے کے توڑنے کو سمجھتا ہون معصیت
سونگھی ہے جسنے بوئے گل بے خزان دل

اپنے لیے پسند ہے مجھکو چمن کی سیر
گل شکل داغ دل ہے صنوبر لبان دل

رتبے مین وقت فکر سکندر سے کم نہین
کرتا ہے جب جھکا کے مین سیر جہان دل

آئے نظر نہ عالم غم ہو اگر مکین — خالق نے کیا وسیع بنایا مکان دل
سختی نہین ہے اہل صفا کے خمیر مین — دیکھا کہان کسی نے کبھی استخوان دل
کیا آنسوؤن نے پردۂ الفت کیا ہی فاش — آنکھون سے آشکار ہے راز نہان دل
کر لین گے یاد بوسہ دُرِ دندان یار کو — اسطرح موتیون سے بھرینگے دہان دل
ممکن نہین کہ وہم کسیکا پہونچ سکے — کوسون ہی لامکان سے بلند آستان دل
مانند شمع نطق کی طاقت نہین مگر — روشن مری زبان سے ہی میرا بیان دل

دو ٹکڑے ہوا ابھی جگر بوالہوس امیر
کھینچون جو معرکے مین مین تیغ زبان دل

گل وہ رخ نازک ہے پسینا عرق گل — شبنم سے ہے لبریز گہر یا طبق گل
بلبل کا قفس چھائے کبھی پھولون سے صیاد — اس رخ پہ بھی چاہیے پھولے شفق گل
تا زیست تھا مجھ زار کو عشق رخ رنگین — ہو غسل و کفن کو عرق گل ورق گل
اوس رو کتابی کا ہی ذکر اور دہن اپنا — بلبل کو فراموش نہوگا سبق گل
ہی فصل خزان مین بھی وہی رنگ بہاران — گل سینۂ بلبل مین ہی داغ قلق گل
سنکے رخ رنگین کا سنتا ہے فسانہ — گل کان ہیں جتنے کان کے پردے ورق گل
کب خار الجھ سکتے ہین دامان صبا سے — گلشن کی قلمرو مین ہی نظم و نسق گل
آہو نے کیے لخت جگر بسکہ و درہم — کیا تند ہوا مین ہین پریشان ورق گل
آمد ہے یہ گلزار مین کسکی کہ صبا نے — تندی کے لیے زر سے بھری ہین طبق گل
وہ رنگ کہان اب کہ خزان باغ مین آئی — بیکار ہے اب تذکرۂ ماسبق گل
تحریر کرے وصف رخ اوسکا تو ہی لازم — کاتب خط گلزار مین لکھے ورق گل
زیبا ہی کہون مین جو فلک خاک چمن کو — پھولی ہی عجب موسم گل مین شفق گل

پاسکا امیر اوس رخ گلرنگ کا بوسہ

بلبل کے سوا کوئی نہین مستحق گل

بجا ہین بلبل و گلچین خراب خندۂ گل
دوآتشہ ہے چمن مین شراب خندۂ گل

گرائے برق اگر التہاب خندۂ گل
تو کیون دل بلبل خراب خندۂ گل

ہنسی ہے اوس گل تر کی جواب خندۂ گل
تبسم نمکین انتخاب خندۂ گل

کریگی بلبل نالان جو حشر مین فریاد
صبا سے ہوگا حساب کتاب خندۂ گل

محال ہے کہ چڑھے عشق حسن کے منھ پر
کہان ہے نالۂ بلبل جواب خندۂ گل

چمن مین نالہ کشی ہے قبول اے صیاد
پر اس چمن مین نہین مجکو تاب خندۂ گل

ابھی تو صورت شبنم ہون اشک بلبل خشک
چمک دکھائے اگر آفتاب خندۂ گل

جو کاسۂ سر بلبل ملے وہ منصف ہون
بھرون مین اوسمین لبالب شراب خندۂ گل

شراب نغمۂ بلبل کو پی کے کیون تھو مست
ابھی تو نام خدا ہے شباب خندۂ گل

سمند ہوش ہے بلبل کا کیون نہ برق خرام
جو تازیانہ ہو موج شراب خندۂ گل

دیا ہے وہ مجھے اللہ نے دل نازک
کہ آب آب کرے جسکو تاب خندۂ گل

نہ جانتی تھی صبا یہ کہ ہوگی غش بلبل
کھلائے غنچہ اوٹھائے نقاب خندۂ گل

ذرا نہین کسی بلبل کو ہوش صورت مست
غضب کی تند کھنچی ہے شراب خندۂ گل

غش آگیا مجھے غنچون کے مسکرانے سے
کسے ہے حوصلۂ انتخاب خندۂ گل

یہی سے شام سے مضمون گریۂ بلبل
سحر کو دیکھیے گا اضطراب خندۂ گل

نظیر گریۂ بلبل ہے گریۂ مینا
ہنسی ہے جام کی ساقی شراب خندۂ گل

امیر خیر ہو گلشن مین جان بلبل کی
کھنچی ہے صبح سے تیغ خوشاب خندۂ گل

پرتو رخ سے ترے ہے جو منور محفل
ہے تجلی کدۂ طور سے بڑھکر محفل

جذب دل کھینچ کے گل پیرہنو کو لے آ
عطر مجموعہ سے ہوجائے معطر محفل

رشک پروانہ ہین ہم تم ہو اگر غیرت شمع
امتحان کے لیے ہو جائے مقرر محفل

بت فراہم ہوئے اس درجہ ہجوم مین میرے
بن گئی غیرت بتخانۂ آذر محفل

ہجر مین چار اُدھر چار اِدھر روتے ہین
جس طرح ماہ محرم مین ہو گھر گھر محفل

صاف فانوس خیالی کا گمان ہوتا ہے
کھا رہی ہے جو یہ تیرے رقص سے چکر محفل

باغ کس کام کا جس مین گل و شمشاد نہون
لطف دیتی نہین بے شیشہ و ساغر محفل

رقص کے وقت قیامت ہے تمھاری ٹھوکر
کیون اُلٹ جائے نہ مثل صف محشر محفل

لیکے نالون کے علم ہم بھی ضرور آئینگے
ہو گی جس روز محرم مین ترے گھر محفل

جا چکا عہد جوانی کا چلین سوئے عدم
شمع سان دیکھ چکے دہر مین شب بھر محفل

شمع فانوس مین ہو لی نہ سمائی اے گل
تیرے آتے ہی ہوئی جامے سے باہر محفل

بل گیا یار کا ابرو جو ذرا رقص کے وقت
ایک ہم کیا کہ ہوئی کشتۂ خنجر محفل

گذرا دس ماہ و دو ہفتہ کا بھی شاید ہو امیر
کیجیے چودھوین تاریخ مقرر محفل

فرقت یار مین ماتمکدہ ہے ہر محفل
بلکہ ہنگامۂ محشر کے برابر محفل

ہے عجب شمع کی صورت دل قاتل شعلے
بسملون کے ہو تہ سایۂ خنجر محفل

چاہیے آئینہ رویون کا بھی مجمع ہو جاوے
کیجیے چل کے سر قبر سکندر محفل

ہم بغل مجھسے ہو غیرون کو لگائے رکھو
گھر مین خلوت ہی سہی جمع ہو باہر محفل

کس پری رو کا تصور نہین دل مین اپنے
جمع رہتی ہے اس آئینے کے اندر محفل

میکدون سے جدا پیر مغان کا ہے مکان
میکشون کی ہے الگ شہر سے باہر محفل

اے پری حسن سے تیرے ہے جہان کی رونق
جس طرح شمع سے ہوتی ہے منور محفل

تمکو پرچا ہے نہ افشا کی نہ اخفا کا خیال
گھر کے باہر کبھی خلوت کبھی اندر محفل

بھر دل سوختگان روز الم ہے شب عیش
چشم پروانہ مین آتشکدہ ہے ہر محفل

ضعف کا پاس کرے دست جنون کے صدقے
یہ بہت دور گریبان سے ہم دیکھتے ہین

ہے اگر طالب مقصود تو ست جا اے دل
نفع تیرا تمہے نقصان سے ہم دیکھتے ہین

حشر مین ہاتھ سے رضوان کے اوسے بھی نصیب
ذلتین جو تمہے دربان سے ہم دیکھتے ہین

مظہر خاص تجھے حق نے بنایا ہے صنم
شان اوسکی تری ہر شان سے ہم دیکھتے ہین

گرد ابرو پہ ہے منھ لال ہے چتون ہے پھری
آج اونھین اور ہی سامان سے ہم دیکھتے ہین

جب نظر بندہ نوازی پہ تری جاتی ہے
مور کو بڑھکے سلیمان سے ہم دیکھتے ہین

دل یہ کہتا ہے بدخشان مین شفق پھولی ہے
سرخ جب منھ ترے پان سے ہم دیکھتے ہین

خاک پر پاتے ہین غلطان اوسے مسرت کے سبب
جو گہر دور ترے کان سے ہم دیکھتے ہین

بار بار آتی ہے زلف اوس رخ روشن کیطرف
ربط کافر کو مسلمان سے ہم دیکھتے ہین

ہو کہین لالہ و گل اور کہین شمس و قمر
ہر جگہ تمکو نئی شان سے ہم دیکھتے ہین

کنہ باری کو پہونچ جاے ولا فکر سے تو
یہ تو باہر ترے امکان سے ہم دیکھتے ہین

ہر طرف اپنی ہی صورت ہمین آتی ہے نظر
آئینہ خانہ مین حیران سے ہم دیکھتے ہین

کیا سواری کسی قاتل کی پھری مقتل سے
لاشے آتے ہوئے میدان سے ہم دیکھتے ہین

کچھ تمھین سے نہین کاوش ہے حسینو نکو امیر
چھیڑ پریون کو ہر انسان سے ہم دیکھتے ہین

تیغ جلاد کو ارمان سے ہم دیکھتے ہین
اب بھی قاتل تجھے ارمان سے ہم دیکھتے ہین

موت کو اپنی عجب شان سے ہم دیکھتے ہین
زیر خنجر بھی اوسی آن سے ہم دیکھتے ہین

دیکھتے تھے مرغ امید کو جب حسرت سے
یاس کو بھی اوسی ارمان سے ہم دیکھتے ہین

سنکے حال دل عشاق کو اس کان سے وہ
صاف اوڑاتے ہین اوس کان سے ہم دیکھتے ہین

آنکھ آئینے سے کیون اونکی پھری رہتی ہے
کیا یہ سمجھے ہین کہ حیران سے ہم دیکھتے ہین

مدح کرتا ہے جو تو غیر کی دانائی کی
پھرون منھ کو ترے نادان سے ہم دیکھتے ہین

شکل آئینہ بنایا ہے ہمین حیرت نے
دیکھتے ہین جسے حیران سے ہم دیکھتے ہین

شک یہ ہوتا ہے کہ حلقے مین ہے ناگن کے یہ من
زلف لپٹی جو ترے کان سے ہم دیکھتے ہین

جان باقی نہین گو دل مین ہماری لیکن
تجھپہ قربان اسے سو جان سے ہم دیکھتے ہین

خط نمایان کبھی کرتا ہے کبھی خال وہ رخ
روز اک معجزہ قرآن سے ہم دیکھتے ہین

بھر گیا جی غم دلدار سے شاید سلے دل
کچھ کشیدہ تجھے مہمان سے ہم دیکھتے ہین

رشک ہوتا ہے کہ شاید ہے تمھارا عاشق
تنگ ہے جان جسے جان سے ہم دیکھتے ہین

ساغر بادہ بھی ہے جام جہان مین ساقی
سیر عالم ترے احسان سے ہم دیکھتے ہین

جی مین آتا ہے کرین ہاتھ کلائی سے قلم
جب لگا سکو گریبان سے ہم دیکھتے ہین

ہو گیا میل کچھ ایسا ہمین کہ اب غیرون کو
جھک کے ملتے ترے دربان سے ہم دیکھتے ہین

لحن داؤد سے آہن جو ہوا موم تو کیا
دلکو پانی تری ہر تان سے ہم دیکھتے ہین

عرش کا حال دل چاک سے آتا ہے نظر
رفعت بام کو دالان سے ہم دیکھتے ہین

دور بینی کہین کیا چشم بصیرت کی اسیر
صاف سیر قدم امکان سے ہم دیکھتے ہین

بخت سیہ سے گو کہ گلیم گدا ہون مین
شاہون کے سر پہ سایۂ بال ہما ہون مین

صحرا مین مثل موج ہوا گم نما ہون مین
دریا مین نقش آب کی صورت فنا ہون مین

وا کردہ چشم دل صفت نقش پا ہون مین
ہر رہگذر مین راہ تری دیکھتا ہون مین

مطلب جو اپنے اپنے کیے عاشقون نے سب
وہ بت بگڑ کے بولا وہ تھا کیا خدا ہون مین

اے انقلاب دہر مٹاتا ہے کیون مجھے
نقشے ہزارون مٹ گئے تب بنا ہون مین

وحشت مین گو کہ قیس سے بڑھ کر نہین مگر
آئینا کہونگا ایک وہ تھا دوسرا ہون مین

افتادگی مین اوس سے نہ سمجھو جدا مجھے
سایہ صفت قدم بقدم زیر پا ہون مین

ہمت یہ کی کہ فکر کا ناخن بھی گھس گیا
عقدہ یہ آج تک نہ کھلا مجھپہ کیا ہون مین

اوس دل کا مبتلا ہون جو رکھتا ہے داغ عشق
پروانہ چراغ حریم خدا ہون مین

کشتہ کیا ہے مجکو محبت کے جوش نے
مذبوح خنجر نگہ آشنا ہون مین

اعضاے تن کو بسکہ ہے زخمون کا اشتیاق
آہن ہے تیغ یار تو آہن ربا ہون مین

کہتی ہے ہر پلک تری زلف دراز سے
چھوٹے سے قد پہ میرے نجانا بلا ہون مین

رسوا ہوے جو آپ تو میرا قصور کیا
جو کچھ کیا وہ دل نے کیا بخطا ہون مین

زندہ کیے ہین مین نے دل مردہ سیکڑون
فیض سخن سے عیسیٰ معجز نما ہون مین

مقتل ہے میری جان کو وہ جلوہ گاہ ناز
دل سے ادا یہ کہتی ہے تیری قضا ہون مین

لذت ہے آب تیغ مین آب حیات کی
زندہ بسان خضر ہون گو مرچکا ہون مین

مانند سبزہ اس چمن دہر مین امیر
بیگانہ وار ایک کنارے پڑا ہون مین

دامن سے لوگ اوسکے اکثر لگے ہوے ہین
کوچے مین سیکڑون کے بستر لگے ہوے ہین

کیونکر نہون نگاہین قاتل کی تیز ایسی
تیلے کی سان پر یہ خنجر لگے ہوے ہین

نکلین گے حشر کے دن ہم ناتوان کیونکر
قبرون کے منہ پہ بھاری پتھر لگے ہوے ہین

کیا دیکھیے عاشقون کے وہ داغدار سینے
پھولون کی کشتیون مین لور لگے ہوے ہین

یارب ہے کسکی آمد جو شہر مین ہے شادی
صندل کے آج چھاپے گھر گھر لگے ہوے ہین

چاہی جو مین نے عجلت بولا بگڑ کے قاصد
اُڑ جاؤن کسطرح مین کیا پر لگے ہوے ہین

کیا حال دل چھپاؤن جاسوس اوس پری کے
اندر لگے ہوے ہین باہر لگے ہوے ہین

نامے وہ بار ہی بار ہی عشاق کے پڑہین گے
عجلت سے کچھ نہوگا نمبر لگے ہوے ہین

مین جانتا ہون بلبل مجھسے تری حقیقت
ایک مشت استخوان مین دو پر لگے ہوے ہین

کیا کیا اذیتین ہین مژگان کی یاد مین بھی
ایک ایک رگ مین سو سو نشتر لگے ہوے ہین

بڑھتا ہے آبرو مین کیا آنسوؤن سے میرے
کون ایسے لعل تجھ مین گوہر لگے ہوے ہین

ہے حکم یار کوئی میری طرف نہ دیکھے
یہ اشتہار اتو گھر گھر لگے ہوئے ہین

مجھ بینوا گدا کو پوچھے امیر وہ کیا
شاہوں کے اوس گلی مین بستر لگے ہوئے ہین

جب خوبرو چھپاتے ہین عارض نقاب مین
کہتا ہے حسن مین نہ رہونگا حجاب مین

بے قصد لکھدیا ہے گلہ اضطراب مین
دیکھون کہ کیا وہ لکھتے ہین خط کے جواب مین

بجلی چمک رہی ہے فلک پر سحاب مین
اب خط زرکو چین کہان ہے حجاب مین

اللہ رے میرے دل کی تڑپ اضطراب مین
گھبرا کے کروٹین لگے لینے وہ خواب مین

مہمان کے ساتھ کھائیگا ہوتا نہین حساب
ہم تم کباب کھائین ڈبو کر شراب مین

اے برق تو ذرا کبھی تڑپی ٹھہر گئی
یان عمر کٹ گئی ہے اسی اضطراب مین

ملنے کا وعدہ منھ سے تو اونکے نکل گیا
پوچھی جگہ جو مین نے کہا ہنسکے خواب مین

دو کی جگہ دیے مجھے بوسے ہباکے چار
تھے نیند مین پڑا اونھین دھوکا حساب مین

قاصد ہر قول و فعل کا کیا اونکے اعتبار
پیغام کچھ کہا ہے لکھا کچھ جواب مین

ترغیب میرے قتل کی دو اونکو ہمدمو
ہے کار خیر تم بھی ہو داخل ثواب مین

کیا آہ کی ہوا سے ہوا ال گئے جو دو
اوٹھتا مزہ جو بند نہوتے نقاب مین

سمجھے ہین دل مین کیا جو یہ گلرو ہوا مین ہین
مہمان چار دن کا ہی جوبن حباب مین

سمجھا ہے تو جو غیبت پیر مغان حلال
واعظ بتا یہ مسئلہ ہے کس کتاب مین

خونخوار ہے وہ مست ملے گا بڑا مزہ
قیمہ کرے جگر کا ملا دو کباب مین

کام آئی کیسی ظلمت عصیان بروز حشر
سایہ ہمارے سر پہ رہا آفتاب مین

دیکھا کیا جو دفتر آفاق بعد جمع
ہم پہلے ہو گئے نظری انتخاب مین

منظور قید و قتل جو ہو حکم دیجیے
ہے یہ گنہگار بھی حاضر جواب مین

دامن مین اونکے خون کی چھینٹین پڑین امیر

بسمل سے پاس ہو نہ سکا اضطراب مین

قاضی بھی تبو آئے ہین بزم شراب مین
ساقی ہزار شکر خدا کی جناب مین

جاپائی خطّ نے اوسکے رخ بے نقاب مین
سورج گہن پڑا شرف آفتاب مین

دامن بھرا ہوا تھا جو اپنا شراب مین
محشر کے دن چھپائے گئے آفتاب مین

رکھا ہے تونے پاے حنائی رکاب مین
یا پھول بھر دیے طبق آفتاب مین

تیر دعا نشانے پہ کیونکر نہ بیٹھتا
کچھ زور تھا کمان سے سوا اضطراب مین

وہ ناتوان ہون قلعۂ آہن ہو وہ مجھے
گر ٹوٹے جو کوئی بند مکان حباب مین

حاجت نہین تو دولت دنیا سے کام کیا
پھنستا ہے تشنہ دام فریب سراب مین

مثل نفس نہ آمد و شد سے ملا فراغ
جبتک ہی حیات رہے اضطراب مین

سرکش کا ہے جہان مین ویران سر مآل
کیونکر نہ گردباد رہے پیچ و تاب مین

چاہیے جو حفظ جان تو نہ کر اقربا سے قطع
کب ہم سمجھتے ہین برگ شجر آفتاب مین

دل کو جلا تصور رخسار ملیح سے
ہوتی ہے بے نمک کوئی لذت کباب مین

والی ہین نفس شوم نے کیا کیا خرابیان
موذی کو پال کر مین پڑا کس عذاب مین

اللہ رے تیز دستی مژگان رخنہ گر
بیکار بند ہو گئے اونکی نقاب مین

چلتا نہین ہے ظلم تو عادل کے سامنے
شیطان ہے پردہ در کہ ہین مہدی حجاب مین

کچھ ربط حسن و عشق سے جاے عجب نہین
بلبل بنے جو بلبلہ اوٹھے گلاب مین

چھپے جو اسکا صحف رخ زلف مین چھپے
مار عذاب بھی ہے طریق ثواب مین

ساقی کچھ آجکل سے نہین یہ وہ کش ہین ہند
اب خاک کا خمیر ہوا ہے شراب مین

فرقت مین میرے دل کے ڈرانے کیواسطے
مشعل ہے برق کی کف دیو سحاب مین

جب نامہ بر کیا ہے کبوتر کو اے امیر
اوسنے کباب بھیجے ہین خط کے جواب مین

راحت کہان ہے اوسکو جو ہے پیچ و تاب مین
دیکھا نہ پاے موج کو کفش حباب مین

ساقی مسیح وقت ہے بزم شراب مین
دیتا ہے بھر کے مے قدحِ آفتاب مین

دریا سے حل یہ مسئلہ ہے فہم چاہیے
دیکھو ملا صدف مین خلا ہے حباب مین

دل صاف ہو تو کشمکشِ دہر کیا کرے
شعلہ ہے کب ڈبوئین کسطرح پیچ و تاب مین

دنیا بھی دین ہے جو ہو لذت بشر سے ترک
کیون ہو حرام نشہ نہو جس شراب مین

مُردہ جو اہل دل ہون تو زندہ اونھین سمجھ
عارف کی آنکھ رہتی ہے بیدار خواب مین

دریا مین ہو گیا ہے نہانے سے اونکو عشق
شاید ہے نقش حسن کا اثر نقش آب مین

خط اوسکے رخ سے صاف پہ نکلا غضب ہوا
مانند ماہ داغ لگا آفتاب مین

رکھ دیکھ بعد مرگ بھی میرے گلے پہ تیغ
طاقت ہے جذب آب کی مُردہ سحاب مین

دکھلاتے ہین وہ وقت گزک معجز مسیح
ہونٹون سے جان پڑتی ہے مرغ کباب مین

پروا نہین ہے ہمکو اگر ہین قفس مین بند
صیاد سیر باغ کی کرتے ہین خواب مین

پیری مین یہ جھکی ہوئی پلکون کا حال ہے
دیوارین جیسے خم ہون مکان خراب مین

لکھا ہے مین نے دیدہ گریان کا اپنے حال
جذاب چاہیے کوئی کاغذ کتاب مین

میخانے مین جو آئے تو ناصح رہے خموش
دم مارنیکی جا نہین انسان کو آب مین

پیاسون کو خاک سیر کریگا یہ آسمان
چشمہ تو ہے پہ آب نہین آفتاب مین

زاہد کو فیض صحبت رندان سے کیا **امیر**
عالم کبھی نہ رنگ کے ہو کیڑا کتاب مین

خنجر بکف جو اپنے قاتل کو دیکھتے ہین
۴ دل ہمکو دیکھتا ہے ہم دل کو دیکھتے ہین

واماندہ دور سے یون منزل کو دیکھتے ہین
کشتی شکستہ جیسے ساحل کو دیکھتے ہین

ہرچند ماندگی نے ہمکو بٹھا دیا ہے
صد شکر دور سے تو منزل کو دیکھتے ہین

آنکھون کو بند کر لین خالق سے لو لگا لین
۴ کیون غرق ہونیوالے ساحل کو دیکھتے ہین

شوق نظارہ دیکھو شی ہوئی ہر عینک
آنکھیں ہیں بند لیکن قاتل کو دیکھتے ہیں

پروانہیں جو آنے پاتے نہیں ہیں شب بھر
ہم خواب میں تمھاری محفل کو دیکھتے ہیں

کیوں منہ بنا ہے ہو بوسے کے مانگنے پر
خوش ہوتے ہیں سخی جب سائل کو دیکھتے ہیں

لیلےٰ کو دیکھکر جو بیخود نہیں ہوئے ہیں
ناقے کو دیکھتے ہیں محمل کو دیکھتے ہیں

دُنیا **امیر** ساری ہے محفل مشایخ
دیتا ہے جان او سپر جس دل کو دیکھتے ہیں

شمشیر ہی سنان ہر کسے دون کسے ندون
اک جان ناتوان ہر کسے دون کسے ندون

مہمان ادھر ہما ہی اودھر ہی سگ حبیب
اک مشت استخوان ہر کسے دون کسے ندون

دربان ہزار اوسکے یہان ایک نقد جان
مال اسقدر کہان ہر کسے دون کسے ندون

بلبل کو بھی ہی بھولونکی گلچین کو بھی طلب
حیران باغبان ہی کسے دون کسے ندون

سب چاہتے ہین اوس سے جو وعدہ وصال کا
کہتا ہی اک بابن ہر کسے دون کسے ندون

شہزادی دخت رز کے ہزارون ہین خواستگار
چپ شد مغان ہی کسے دون کسے ندون

یارونکو بھی ہی بوسے کی غیرونکو بھی طلب
ششدر وہ جان جان ہر کسے دون کسے ندون

دل مجھسے مانگتے ہین ہزارون حسین **امیر**
کتنا یہ ارمغان ہر کسے دون کسے ندون

تصور ایک بحر حسن کا یون ہی مرے دل مین
روان رہتا ہی دریا جسطرح آغوش ساحل مین

جہاے لطف جانان نے نہ چھوڑا مرکے بھی پیچھا
قیامت مین بھی ہم جکڑے ہوئے آئے سلاسل مین

شراب سرخ شیشے مین نہین ہے یار اے ساقی
بھرا ہی خون بسمل یہ گلو ہی مرغ بسمل مین

تمنائے شہادت مین تہ مرکر بھی ہوئی راحت
تڑپ خلد سے پھر آرہا مین کوچے قاتل مین

ترا خال ذقن دیکھا تو ہمکو یہ خیال آیا
فرشتونکی جگہ ہی قید زہرہ چاہ بابل مین

کیا جوہر نے مجھے جسد مر نکھر کر روبرو آیا
بجاے تیغ آئینہ ہی لازم دست قاتل مین

رہ صحراے ہستی کو یہ آسانی سے کاٹے گا
تری ہی تلوار کا دم آگیا ہی تیرے بسمل مین

جگہ تربت ہی کی تھوڑی سی ملی بعد فنا مجکو
فلک میرا بھی حق ہی کچھ زمین کوی قاتل مین

یہ کیسے نوک مژگان کا تصور آنیوالا ہے
کھٹک جاتا ہی اک کانٹا سا جو ہر دم مرے دل مین

نکالے رنگ کیا جاہل نہین ہی قابل صحبت
طلب ہوتا ہے کب طاؤس پھر رقص محفل مین

تڑپتے ہین کہ شوق قتل مین یہ رقص کرتے ہین
تماشا بسملون کا ہو رہا ہی کوچے قاتل مین

یہ کیون گھبرا رہی ہین کچھ سبب اسکا نہین کھلتا
کبھی آجاتی ہین آنکھو مین کبھی آتی ہین وہ دل مین

پھری ہی کوچے سے ای صیاد اتنک بیقراری ہی
کوئی رگ رہ گئی ہی کیا گلوے مرغ بسمل مین

تقاضا جان نثاری کا یہ ہی اپنا انہو اسکو
تو خوشی ہی کاٹ کر سر اپنا رکھدین دست قاتل مین

ہزارون قیس بیتاب تہ پھرتے ہین بیابان مین
مرے دل مین خیال یار کیا لیلے ہے محمل مین

کبھی غمزہ اگر تیغ نگہ کو روک لیتا ہے
تو پلکون کے چبھو جاتے ہین وہ نشتر مرے دل مین

جہان ظلمت تھی میرے گھر شب فرقت سما آئی
وہ عوین کا نام اب باقی نہین ہی چاہ بابل مین

بشکل ضعف مین نچا ہون میدان شہادت تک
جمانے دو قدم ای درد پہلوے قاتل مین

عروس رگ تیری تیغ کا منہ چوم لیتی ہے
نکلتی ہی لگا کر جب یہ غوطہ خون بسمل مین

نکلجاے ترا تیر آکے پہلو سے یہ کیا ممکن
ابھی ہی تیر کا اتنی جان باقی ہی مرے دل مین

امیر اتنک نہین کھلتے جو اوسکے تیغ کے جوہر
توقف کیون ہی کیا مہندی لگی ہی دست قاتل مین

کسی مہرو شمائل کا تصور ہی مرے دل مین
نجم یا قمر کا ہے گذر خورشید منزل مین

قدم رنجہ تو فرماؤ کوئی رہنے نہ پائے گا
نکلجائینگی جتنی آرزوئین ہین مرے دل مین

ہٹیگی خوب اب قاتل غضب کا رنگ لائے گی
لگائی ہی جو مہندی پیس اسکو خون بسمل مین

نہین کرتا کبھی پرشلے حجت اہل خوبی
نہایت پائی ہے بے نیازی تیرے سائل مین

یہی حیرت کا عالم ہے تو نقارہ کہان مجنون
نکل ہو آئے محمل سے تو پھر لیلی ہے محمل مین

دوئی اوٹھ جائے تو جھگڑا کہان شیخ و برہمن کا
بت آئین سجدے کرنے شوق سے اس کعبۂ دل مین

تڑپتا ہے دل صیاد بھی اسکے تڑپنے پر
قیامت کا اثر ہے اضطراب مرغ بسمل مین

یہ بیماری محبت کی کوئی نیرنگ ہے اے دل
جہان آیا مسیحا درد دونا ہوگیا دل مین

دہان زخم نے کس مزے سے اسکو چوسا ہے
لب شیرین کی لذت ہے زبان تیغ قاتل مین

جدا ہوتی نہین گردن سے قاتل زور کرتا ہے
زبان تیغ نے لذت جو پائی خون بسمل مین

ذرا محمل سے ہٹکر خاک اوڑا اے بے ادب مجنون
خیال اتنا تو کرنا چاہیے ہے کون محمل مین

کرامت ہے کوئی ساقی کہ تیری چشم میگون سے
چھکایا ایک پیمانے سے تونے سبکو محفل مین

لگا کر وار اوچھا پھر نہ دیکھا اوسطرف ہنسنے
قضا روتی رہی ہنستی ہوئی پہلوے بسمل مین

اجازت چاہتی ہے کس سے پروانونکی آنیکی
کھڑی ہے عرض بجلی کی طرح جو شمع محفل مین

نہ آمادہ ہوا ہو کوئی غمزہ اوسکا شوخی پر
الٰہی خیر بجلی سی چمکتی ہے مرے دل مین

امیر اوسکی تجلی گاہ ہے دنیا جو آنکھین ہون
وہی گل ہے گلستان مین وہی ہے شمع محفل مین

بے حجابانہ اگر وہ لب بام آتے ہین
شوق دیدار مین آنکھون سے حباب آتے ہین

اشک آنکھون مین سے سرگرم شتاب آتے ہین
شہسواران عدم پا برکاب آتے ہین

یاد وہ ولولۂ عہد شباب آتے ہین
جوش کیا کیا ہمین ہنگام خضاب آتے ہین

پی کے مے جذب یہ مجھ رند کا بڑھ جاتا ہے
آپکے منہ تک صفت مرغ کباب آتے ہین

اسطرح مجلس زہاد مین جاتا ہون مین رند
متقی جیسے سوے بزم شراب آتے ہین

بیخبر دیکھ کے مُردون کو یہ کہتی ہے زمین
جو یہان آتے ہین مست مے خواب آتے ہین

جو تہ گنبد تسلیم و رضا بیٹھ رہے
غیب سے اونکے سوالون کے جواب آتے ہین

سم اسپ ہوا سے روندینگے وہی خاک مزار
تا در گور جو ہمراہ رکاب آتے ہین

صفت شمع سحر جو تری محفل سے ہین دور
موت کے اونکو پسینے دم خواب آتے ہین

موت آتی ہے کہ آتی ہے سواری اونکی
کئی جلاد بھی ہمراہ رکاب آتے ہین

مرگ کے بعد نہ آئینگے کبھی ہم اونھین یاد
جن حسینون کے تصور دم خواب آتے ہین

تیر منہ پر نہ چڑھے کھینچتے ہین ہم نالے
کہو ابلیس پہ جیسے تیر شہاب آتے ہین

سوزش دل سے یہ جلتی ہین ہماری آنکھین
اشک منہ پر بصفت اشک کباب آتے ہین

ہجر ساقی مین کبھی دل کبھی جلتا ہے جگر
ہر طرح سے مرے حقے مین کباب آتے ہین

راحتین وصل کی یاد آتی ہین اور جاتے ہین ہوش
غش پہ غش ہجر کی شب مین دم خواب آتے ہین

یہ قضا ہے کہ ادا آپ کی سبحان اللہ
صف اولیٰ ہے جو مسجد مین جناب آتے ہین

نہین جاتے کبھی پیری مین جوانی کے خیال
صبحکو یاد مجھے رات کے خواب آتے ہین

کرتے ہین ہجر کے پیغام مرا دل زخمی
تیر آتے ہین کہ نامون کے جواب آتے ہین

عمل بد جو ہوے ہم سے سیہ کاری مین
گور مین بنکے وہی مار عذاب آتے ہین

کیون نہو دیدۂ تر یار کو رحم آہی گیا
خوب چھینٹے تجھے اے خانہ خراب آتے ہین

دھیان بیجا ہے بط مے کی ہم آوازی کا
ایسے نغمے تجھے کب مرغ کباب آتے ہین

پانوٗن لگتے ہین کوئی بحر جہان میں اوسکے
سر اوٹھائے ہوئے جو مثل حباب آتے ہین

جوش وحشت سے مجھے ہر سال بناتا ہے جوان
جب بہار آتی ہے ایام شباب آتے ہین

ہم ترے کوچے مین آئے تو کیا کون گناہ
لوگ کعبے مین پے کسب ثواب آتے ہین

حال افلاک دل صاف مین آئینہ سے ہے
ایک قطرے مین نظر سات حباب آتے ہین

دھیان بندھتا ہے جو اوس عارض و گیسو کا امیر
متصل لخلخۂ مشک و گلاب آتے ہین

عینک چشم ہون خواہ آئینہ اے رشک ماہ ہون
جیسا ہون پیش چشم ہون پیش نگاہ ہون

باوصف بخت تیرہ مین روشن نگاہ ہون
سرمہ وہ ہون کہ سرمۂ چشم سیاہ ہون

منکر ہو میرے قتل سے قاتل جو روز حشر
بولی زبان تیغ کہ مین گواہ ہون

کر دینگے اشک گرم مے مجکو روسپید
گو روسیاہ ہون مگر ابر سیاہ ہون

حرص و ہوا کو حد جہان سے نکال دو ون
دو دن کو مین جہان مین اگر بادشاہ ہون

ہفتے مین ایک دن تو مے گھر مین آئیے
امیدوار مرحمت گاہ گاہ ہون

رہتا ہے صبح و شام گناہون کا سامنا
فارغ جو اس سے ہون تو کبھی عذرخواہ ہون

غیر از چراغ غول نہین کوئی پیش و پس
تاریک شب مین رہرو گم کردہ راہ ہون

تا ب توان نہ مجھ مین نہ عقل و حواس ہوش
شکل آدمی کی صورت مردم گیاہ ہون

کہتا ہے رخ یار یہ خط سیاہ سے
تو ہالہ ماہ کا ہے مین ہالے کا ماہ ہون

لاغر یہ عشق موے کمر نے کیا مجھے
پنہان نگاہ خلق سے مین مثل ماہ ہون

دست گشادہ ہے سبب تنگی معاش
دریا دلی سے اپنے مین محبوس چاہ ہون

اس قلزم جہان مین جو قطرہ ہو میری ذات
سارا جہان ہو غرق اگر مین تباہ ہون

رکھتا نہین ہے فرق سیہ ہو مرا سخن
گویا زبان خامۂ صنع الہٰ ہون

مد نظر ہے صاحب جوہر کا مجکو حفظ
مثل نیام تیغ کے حق مین پناہ ہون

روضہ رسول کا ہے اگر بارگاہ حق
مین بھی امیر خاک در بارگاہ ہون

خیال لب مین ابر دیدہ ہای تر برستے ہین
یہ بادل جب برستے ہین لب کوثر برستے ہین

خدا کے ہاتھ ہر چشمون مین ہر آب برو اپنی
بھری بیٹھے ہین دیکھین آج وہ کسپر برستے ہین

ڈبو دینگی یہ آنکھین بادلونکو ایک چھینٹے مین
بھلا یہ مین تو میری سامنے کیونکر برستے ہین

کبھی آ رہین کبھی رہین سختی ایام سے نالے
ہوا الٹی ہے بجلی گرتی ہے پتھر برستے ہین

جہان دن ابرؤون پر بل آیا کٹ گئے لاکھون
یہ وہ تیغین ہین جنکے ابر سے خنجر برستے ہین

لب شیرین سے ایسی سخت باتین میری تربت پر
کہ گویا کوہکن کی قبر پر پتھر برستے ہین

چھلکے رہتے ہین مے سے جوش پر ہے رحمت ساقی
ہمارے میکدے مین غیب سے ساغر برستے ہین

جو ہم برگشتہ قسمت آرزو کرتے ہین پانی کی
نہ ہے باران رحمت چرخ سے پتھر برستے ہین
غضب کا ابر خون افشان ہے ابر تیغ قاتل بھی
روان ہے خون کا سیلاب لاکھون سر برستے ہین
سمائے ابر نیسان خاک مجھ گریان کی آنکھون مین
کہ پلکون سے یہان بھی متصل گوہر برستے ہین
وہان ہین سخت باتین یان **امیر** آنسو پہ آنسو ہین
تماشا ہے ادھر موتی اودھر پتھر برستے ہین

عروس مرگ پہ جو دل نثار کرتے ہین
لپٹ کے خنجر قاتل کو پیار کرتے ہین
وہ شانہ بالون مین کیا بار بار کرتے ہین
لباس زیست مرا تار تار کرتے ہین
جو سیدھی طرح سے آنکھین وہ چار کرتے ہین
ہزار تیر کلیجے کے پار کرتے ہین
جو راہ چلتے ہین وہ ملکے پانون مین مہندی
زمین کو صفحۂ نقش و نگار کرتے ہین
موے پہ بھی لحد اپنی ہے تختۂ نرگس
ہزار آنکھ سے ہم انتظار کرتے ہین
ہزار شکر گئین بدگمانیان اونکی
وہ میری بات کا اب اعتبار کرتے ہین
مٹے بتون کے تو خود لوٹتے ہین حسرت دل
خدا سے مفت مجھے شرمسار کرتے ہین
دل و جگر کو نکالو بھی میرے سینے سے
تڑپ تڑپ کے مجھے بے قرار کرتے ہین
مین مر کے خاک ہوا خاک ہو گئی برباد
وہ موت کا بھی نہین اعتبار کرتے ہین
نہ شاخ گل ہے مرا دل نہ دامن مے خوار
بہار مین اسے کیون داغدار کرتے ہین
مین بادہ کش ہون وہ وحشی کہ سینچے ساقی
لگا کے شیشے مجھے سنگسار کرتے ہین
خدا نے آپ حسینون کو دی ہے اور ہے کیا
بس اتنی بات پہ یہ افتخار کرتے ہین
وہ صاف دل ہین رقابت کا کچھ خیال نہین
جو تمکو پیار کرے اوسکو پیار کرتے ہین
طلسم گنج بھی آتا ہے جب نظر ہمکو
وہ مردہ دل ہین گمان مزار کرتے ہین
کبھی بتون سے جو کرتا ہون وصل کی خواہش
خدا کے فضل کا امیدوار کرتے ہین
گلہ نہین جو اوڑاتے ہین تیغ سے ٹکڑے
یہ ترک ایک سے مجھکو ہزار کرتے ہین

فلک کے قہر سے ہے اور کیا ہمین حاصل
فقط نظارۂ نقش و نگار کرتے ہین

چلو امیر چلو تا کجا اقامتِ دہر
مسافرانِ عدم انتظار کرتے ہین

کیون نہ موسیٰ کو خطر ہو شوقِ برقِ طور مین
مشکلین پڑتی ہین سالک کو حجابِ نور مین

روزِ حشر ایسی جلن ہوگی دلِ محرور مین
بھاگ کر ڈوبیگا دوزخ چشمۂ کافور مین

خاکسارون کی ہے ذلت دیدۂ مغرور مین
مال کیا ظرفِ گلی ہے مجلسِ فغفور مین

ہم ہون یا موسیٰ ہون کوئی دیکھ سکتا ہے اوسے
پردے حیرت کے پڑے ہین جلوہ گاہِ طور مین

کیا تماشا ہے اوسے سمجھے ہین غافل جلترنگ
جامِ چینی رو رہے ہین ماتمِ فغفور مین

حوصلہ عالی اگر ہو ہر جگہ معراج ہے
دار بھی ہے شاخِ سدرہ دیدۂ منصور مین

گور مین چونکا کے یہ عبرت پکاری بار بار
ہوشیاری شرط ہے غافل شبِ دیجور مین

نزع کے وقت آدمی سے ہل سکین کیا ہاتھ پانون
شام کو باقی نہین رہتی سکت مزدور مین

بت تراشون پر پڑین پتھر کیا پھر جلوہ گر
چھپ رہے ہے تو بت خدا ہے ٹور کے سنگِ طور مین

گھر بنایا ہے یہ کسکا قصرِ تن ہے بے ثبات
جھونکتی ہے خاکِ عبرت دیدۂ مزدور مین

شیخ کو تھوڑا انچا تو یہ بڑا مکار ہے
ساری دنیا چھوڑ بیٹھا ہے تلاشِ حور مین

منزلِ مقصود کی مستون کو دکھلاتی ہے راہ
خضر بن بیٹھی ہے سبزی دانۂ انگور مین

اونسے کہتی ہے حیا آتا جو میرا پاس تھا
نور بنکر چھپ رہی ہوتی نگاہِ حور مین

محتسب کے لاکھ احسان کہ خوشے کی طرح
ٹانگ کر مستون کے سر لٹکا دیے انگور مین

ہے اگر گردون مخالف غم نہین مجھکو امیر
ہون مین ظلِّ دامنِ شاہ ابو المنصور مین

چپکتے ہین اعضا یہ گرمی ہے تنِ محرور مین
جلے ہین نرم استخوان جلتے ہین اس تنور مین

رنگ پریون کا جدا لطف اور ہے لوسِ حور مین
ہے زمین و آسمان کا فرق نار و نور مین

جان جاتی ہی خیالِ عارضِ پُر نور مین
ڈوبتی ہی میری کشتی چشمۂ کافور مین

چاہتا ہی ایک دم مین طی کری ہستی کی راہ
آج ایسی آگئی طاقت ترے رنجور مین

اپنی طاعت کی جزا چاہے جو خالق سے بشر
پہلے محنت سے اجرہ دے کفِ مزدور مین

حیف مال انسان تو کیا حیوان کو کرتا ہی تباہ
شہد دلواتا ہے آتش خانۂ زنبور مین

فرشِ استبرق کی کچھ حاجت نہین ای باغبان
بادہ کش ہین پڑ رہین گے سایۂ انگور مین

مین اگر پھولون خلش سے آسمان پیدا کری
خار ہر غنچے مین جیسے نیش ہے زنبور مین

سچ ہی اہلِ درد سے ہوتا نہین رونیکا ضبط
اشک بہتے ہین لبالب دیدۂ ناسور مین

کشتگانِ عشق سے کہتی ہی تیغِ حسنِ یار
شربتِ دیدار کا چشمہ ہے کوہِ طور مین

ساقیا کیون ہی مدام یہ خشک و شاداب ہی
خونِ تن ستون کا شاید بھر دیا انگور مین

سچ ہی انسان کو مصیبت مین خدا آتا ہی یاد
موت کا دھیان اکثر آتا ہی دلِ رنجور مین

میری بزمِ عیش مین رویا ہی یہ جی کھول کر
ایک قطرہ خون نہین باقی تنِ طنبور مین

داغ سے ہی سینۂ پُر سوزِ عاشق کا فروغ
گردۂ نان آئینہ ہے خانۂ تنور مین

داغِ الفت کھائیے جاتی جوانی ہی تو کیا
چاہیے شب بھر چراغ اول شبِ دیجور مین

راتدن مین لاکھ بار اوٹھ اوٹھکے رہجاتا ہی پھر
درد شاید قید ہے میرے دلِ رنجور مین

عیبِ سلطان کیا ضرورت ہے رعیت مین بھی ہو
لنگ ہی تھے کیا سب لشکرِ تیمور مین

ترک کر لذت اگر چاہے جہان مین عافیت
شہد آتش سے سوا ہے خانۂ زنبور مین

سب کو لنگر خانۂ خالق سے حصہ مل چکا
کیا مری قسمت کی روٹی جل گئی تنور مین

سینۂ پُر درد مین کیا روح کو آرام ہو
کون سویا چین سے ہمسایۂ رنجور مین

کیسی ہے یہ سی لن ترانی کی صدا کیسی امیر
حسن کے نیرنگ تھے خلوت سرای طور مین

بناؤ آئینہ امیدوار ہم بھی ہین
تمھارے دیکھنے والون مین یار ہم بھی ہین

تڑپکے صبح یہ کہتی ہے ہجر جانان مین
کہ تیرے ساتھ دل بیقرار ہم بھی رہین

رہے دماغ اگر آسمان پہ دور نہین
کہ تیرے کوچے مین مست صبا ہم بھی رہین

لکھو کہ نخل چمن ہمسے سرکشی نکرین
اونھین کی طرح سے باغ و دیار ہم بھی رہین

ہمارے آگے ذرا ہو سمجھ کے زمزمہ سنج
کہ ایک نغمہ سرا ہے ہزار ہم بھی رہین

کہان تک آئینے مین دیکھ بحال ادھر دیکھو
کہ اک نگاہ کے امیدوار ہم بھی رہین

شراب منہ سے لگاتے نہین ہین اے زاہد
فراق یار مین پرہیزگار ہم بھی رہین

ہمارا نام بھی لکھ لو جو ہے قلم جاری
قدیم آپ کے خدمتگزار ہم بھی رہین

ہما ہین گرد مری ہڈیون کے آٹھ پہر
سگ آگے کہتے ہین امیدوار ہم بھی رہین

جو لڑکھڑا کے گرے تو قدم پہ ساقی کے
امیر مست تھین ہوشیار ہم بھی رہین

چار ابرو ہین ترے حسن مین بہتر چارون
کیا رباعی ہے کہ مصرع ہین برابر چارون

کس گل تر کا مین کشتہ تھا کہ مرقد پہ مرے
بنگئے چار چمن گوشۂ چادر چارون

ایک دم حکم خدا مجکو فراموش نہین
دل پہ لکھے ہین سماوی ہین جو دفتر چارون

کیا ہوا چار عناصر جو پریشان ہوئے آج
دم مین ہو جائینگے اک جا دم محشر چارون

ہاتھون پانؤنکا بھروسا تھا سو وہ بھی تہ خاک
ہو گئے مجھسے جدا وائے مقدر چارون

ابر مژگان کی شب ہجر جو بارش ہے یہی
گھر کی دیوارین گر آئیگا مقرر چارون

زہرہ و مشتری و شمس و قمر وقت نثار
گرد پھرتے ہین ترے باندھ کے چکر چارون

تندرستی کی کہان فرقت جانان مین امید
حد اصلاح سے اخلاط ہین باہر چارون

حق تو یہ ہے کہ ہین تیرے در دولت کے گدا
خسرو و قیصر و دارا و سکندر چارون

خاک ہین لعل و زمرد ہون کہ یاقوت و عقیق
ہون غنی میری نظر مین ہین یہ گوہر چارون

بطن مادر بغل گور مکان باغ بہشت
اپنے بندون کو خدا نے یہ دیے گھر چارون

اے امیر احمد مرسل کے جو ہین چار وزیر
چار یاری ہون مجھے ہین یہ برابر چارون

سہواً کسی سے اپنی کہانی اگر کہون
طاقت جواب دے کی جو بار دگر کہون

طول شب فراق کا قصہ نہ پوچھیے
محشر تلک کہون مین اگر مختصر کہون

قاصد یہ کوئے یار سے کہتا ہوا پھرا
اپنی خبر نہین مجھے کسکی خبر کہون

اے اہل دیر و کعبہ مین غماز کچھ نہین
جو اس طرف کی سنکے کسی سے ادھر کہون

سنتے ہین آپ سارے زمانے کا درد دل
کہیے تو مین بھی قصۂ سوز جگر کہون

شب کو کہو جو روز تم اپنی زبان سے
سورج قمر کو شام کو مین بھی سحر کہون

حاصل صفائے قلب ہے آئینے کی طرح
کیون منہ چھپاؤن صاف نہ عیب و ہنر کہون

وقفہ بہت قلیل ہے حسن شباب کا
بڑھکر کہون تو جلوۂ برق شرر کہون

تشبیہ سامنے کی ہو اے فکر چاہیے
گیسو کو شام چہرے کو اوسکے سحر کہون

محروم ہون مین لذت بوس و کنار سے
کیونکر نہ اونکو بے دہن و بے کمر کہون

ہرگز نہ فرق آئے مری بات مین امیر
اکبار جو کہا ہے وہی عمر بھر کہون

محنت دل لیا ہے ناحق آہ بے تاثیر مین
کچھ نہین حاصل جو پیکان ہو ہوائی تیر مین

ہوکے میری لاش نے پامال حسرت سے کہا
آگے آگے دیکھیے کیا ہے مری تقدیر مین

پھر تو ہو لے دل کنارا مرگ کا زیر قدم
پھیرتے دو ہاتھ اگر آپ و دم شمشیر مین

بہتے بہتے ایکدن شیرین کو پہونچیگا ضرور
نامہ لکھکر ڈالیے فرہاد جوئے شیر مین

عشق ابروئے بتان مین دل نے کی ایسی طپش
زلزلہ آیا زمین کوچۂ شمشیر مین

عشق ہی کی آنکھ مجھ سے پھر گئی بولا جنون
لو مبارک اور اک حلقہ بڑھا زنجیر مین

آئے جب نخچیر گرنے پر کمی ترکون کی کیا
پر نہین سرخاب کا لائے ترک تیرے تیر مین

سوے ابروے بتان ہین تل نہین اے مرغ روح
دانہ چھپکا ہے یہ دام جوہر شمشیر مین

عشق گیسو مین ملی دنیا کی گردش سے نجات
نیند بھر کر پاؤن سوئے خانۂ زنجیر مین

رونہ رسوائی سے نادم ہوکے قاتل بعد قتل
وہ تری تقدیر مین تھا یہ مری تقدیر مین

کشتۂ خون ایسا ہی رہتا دو روز کا نہین اگر
روند عزرائیل پھرتے کوچۂ شمشیر مین

نیند تیرے وحشیون کو صبح تک آتی نہین
رتجگا رہتا ہے شب بھر خانۂ زنجیر مین

باندھتا ہی گر ہوا ے ظلم کر مجکو شکار
جب گھٹین گے پر مرے تب پر لگین گے تیر مین

عشق ابرو مین جو چلاتا ہون کہتا ہے وہ ترک
کون دیتا ہے دہائی کوچۂ شمشیر مین

منحصر ہے مجرمون پر شان رحمت کا ظہور
ہے خطاے فاش اگر تقصیر ہو تقصیر مین

تیر پر تیر اوس ستمگر نے لگائے اس قدر
رہگئی حسرت تڑپنے کی دل نخچیر مین

کج نہادون سے ضرر کیا راستبازون کو امیر
خم نہین آتا ہے صحبت سے کمان کے تیر مین

ہے یہ بیپیری کا چرچا دور چرخ پیر مین
خون مادر طفل پیتے ہین ملا کر شیر مین

قصۂ غیرون سے تمھارے عشق ابرو مین ہوا
چل گیا ہتھیار رہم سے کوچۂ شمشیر مین

ضبط غم سے آہ بنتی ہے مرے دل مین گرہ
تیر ہو جاتا ہے پیکان سینۂ نخچیر مین

سرنوشت اپنی جو کج ہے واژگون طالع کی ہے
شاید اوس خط لگا تھا خامۂ تقدیر مین

صبح پیری کا بھی اے مانی نشان باقی رہے
چھوڑ دینا کچھ سفیدی بھی مری تصویر مین

کھیجیے دنیا کی ساری لذتون کو انتخاب
لیجیے شیراز سے مے پیجیے کشمیر مین

زیر ابرو شوخیان کرتی نہین چشمان یار
چوکڑی بھرتے ہین آہو سایۂ شمشیر مین

آئے ہین کس بادشاہ ملک وحشت کے قدم
ہو رہی ہے نالون کی شلک خانۂ زنجیر مین

دیر سے سوے حرم پیری مین جا کر کیا کرون
تھا جو طاعت کا زمانہ کھو چکا تقصیر مین

اے جنون تو جذب کو کچھ کام فرمائے اگر
چشم لیلی ہے ہون حلقے قیس کی زنجیر مین

وہ حق رحمت کھینچتا ہو سوے رحمت ہاے کریم
جانتا ہی تو کہ مین مجبور ہون تقصیر مین

ملکے آنکھین ابرو جانان سے جب رو ہین ہم
بھر دیے ہین ہنسنے موتی دامن شمشیر مین

انجمن مین مست ہو جائین نہ کیونکر سامعین
قلقل مینا کا عالم ہے تری تقریر مین

نقش سے کوئی نکلتا ہی جہان مین کار اصل
پائین کب غواص موتی قلزم تصویر مین

بیقراری ہی مجھے الفت مین حاصل ہی سکون
پاے دل ہے پیچ پریشانی سے ہی زنجیر مین

دور گردون مین کہان ہی جاے آسایش امیر
سیر کو آتی ہے ویرانی ہر اک تعمیر مین

عاشقون سے ہی ترقی حسن کی تنویر مین
جنکے رخ سے رنگ اڑا یا تری تصویر مین

قتل مجکو یاد ابرو مین اون آنکھون نے کیا
ان ٹھگون نے ملکے مارا کوچہ شمشیر مین

غیر ممکن ہی دل حیران مین سیر دخل غیر
عکس پڑتا ہے کہان آئینۂ تصویر مین

قتل عاشق قاتلون کیواسطے ہی موت روح
جب لہو چاٹا مرا دم آگیا شمشیر مین

بیخبر ہیرے آل برگ سے ہے وہ حسین
ہوگئے یوسف ہی پریشان خواب کی تعبیر مین

عشق ابرو مین جو ان پیر سب ہوتے ہین قتل
رات دن چلتا ہی رستہ کوچہ شمشیر مین

اپنی وحشت سے ہی روشن خانۂ زندان غم
مردمک ہی پانون اپنا دیدۂ زنجیر مین

گرم ہو خورشید محشر سے اونھین کیا کام ہی
رہتے ہین کشتون کی روحین سایۂ شمشیر مین

کام آتی ہی جوانون کے بہت تدبیر پیر
طاقت پرواز ہے زور کمان سے تیر مین

دھیان اوس ابرو کا آیا عارض روشن کے بعد
دھوپ سے ہم اوٹھکے بیٹھے سایۂ شمشیر مین

مع زر ممسک جو کرتا ہی ہوا ثابت ہمین
اسکی قسمت مین نہین ہی غیر کی تقدیر مین

زخمیون کا کام نکلے کچھ تو اے ناوک فگن
ہی مناسب ہے پر طاؤس ترے تیر مین

کیا عجب ہی اوس رخ پر نور پر نکلا جو خط
جمع ہوتے ہین پتنگے شمع کی تنویر مین

کب خزانہ غیب کا ملتا ہے بے قسمت امیر

چھانتا ہے خاک ناحق خواہش اسیر مین

وطن کی یاد ہے لیل و نہار غربت مین
یہی ہے ایک بڑی غمگسار غربت مین

شگفتگی کے ہون سامان ہزار غربت مین
پر ایک سی ہے خزان و بہار غربت مین

گلِ وطن کی جو بو لیچلی اوڑا کے مجھے
لپٹ گئے مرے دامن سے خار غربت مین

عجب نہین ہے جو ہو موجزن نسیم کرم
دکھائین خار گلون کی بہار غربت مین

اُمید و بیم و غم بے کسی و دردِ فراق
یہی رفیق ہین دو تین چار غربت مین

مین بوے نافۂ آہو کہ نکہتِ گل ہون
وطن مین صبر نہ مجھکو قرار غربت مین

بچھا کے مین نے مصلا پڑھا دوگانۂ شکر
اگر ملا شجرِ سایہ دار غربت مین

وہ زار ہون کہ مین زندہ ہوا زمین مین دفن
پڑا جو اُڑ کے بدن پر غبار غربت مین

چراغِ شام غریبی نے گل کھلائے نئے
دکھائی صبح وطن کی بہار غربت مین

قرار گھر مین بیابان مین اضطراب ہے کیون
وہی وطن مین وہی کردگار غربت مین

کبھی کبھی تو لکھو نامہ کوئی اہلِ وطن
کہ بڑھ کے موت سے ہے انتظار غربت مین

تڑپ گیا صفتِ ابر یہ دلِ مضطر
برس پڑا اگر ابر بہار غربت مین

کبھی نہ بھولے کے اہلِ وطن نے یاد کیا
نہ ہچکی آئی مجھے زینہار غربت مین

جو دوستانِ وطن نے دیے ہین داغ **امیر**
مین جانتا ہون اوسے لالہ زار غربت مین

تڑپا مین جو آنکھون کو پسند آگئین آنکھین
دل لوٹ گیا چوٹ غضب کھا گئین آنکھین

کیا مست نگاہین مجھے دکھلا گئین آنکھین
دو جام تھے لبریز کہ چھلکا گئین آنکھین

مجروح ہوا ایک نظارے مین مرا دل
دو پھل کی کٹاری تھی کہ چپکا گئین آنکھین

آفت کی سفیدی تھی قیامت کی سیاہی
نیرنگِ دو عالم مجھے دکھلا گئین آنکھین

اورون سے تو بیباک سرِ بزم لڑا کین
عاشق سے ہوئین چار تو شرما گئین آنکھین

موسیٰ کی طرح تاب تجلّی کی نہ آئی
ہم طور پہ پہونچے تھے کہ پتھرا گئین آنکھین

ہون لاکھ زبانین ہے پر شیوۂ خموشی
پلکون سے اشارے مین یہ سمجھا گئین آنکھین

... شوق کا جلوہ مجھے دل مین نظر آیا
صد شکر جسے ڈھونڈھتی تھین پا گئین آنکھین

تیغین تھین کہ یارب کے قاتل کی نگاہین
بسمل کی طرح سے مجھے تڑپا گئین آنکھین

اوس فتنۂ دوران نے جو دی آنکھ کو گردش
چکر کبھی آیا کبھی تیورا گئین آنکھین

اس ناز سے دیکھا کہ سہم کٹ گئے عاشق
ایک ایک کو ایک ایک سے لڑوا گئین آنکھین

ہے سوز غم عشق سے یہ سوز حرارت
رونے پہ دل امڈا تو مری آ گئین آنکھین

تا چند امیر اس چمنستان کا نظارہ
دل سیر سے اوکتا گیا پتھرا گئین آنکھین

گمگشتہ دل کی تا بکجا جستجو کرین
جان اور دل ملے تو تری آرزو کرین

فرقت مین سیر باغ کی کیا آرزو کرین
دل خون ہوا اگر کسی غنچے کو بو کرین

یارب وہ ذوق دے کہ رہے مست معرفت
مستی بغیر بادہ و جام و سبو کرین

دنیا سے ہاتھ دھو کے چلین کوئے یار مین
جائز نہین کہ طوف حرم بے وضو کرین

مغرب سے اوٹھکے تم سوئے مشرق جو آرہو
مردون کو دفن پھر نہ کبھی قبلہ رو کرین

بوسہ جو چار ابروے محبوب کا ملے
کعبے مین سجدہ آٹھ پہر چار سو کرین

قدرت خدا کی اشک مسلسل بہائین ہم
مالے کو موتیون کے وہ زیب گلو کرین

ملتے ہین ہاتھ دیکھکے صبح شب وصال
یہ چاک وہ نہین ہے کہ جسکو رفو کرین

گلزار کو جو آپ سے اذن ثنا ملے
پتے بنین زبان شجر گفتگو کرین

دامن سے چاک چاک گریبان ہے تار تار
کس کس جگہ لباس ہم اپنا رفو کرین

مین بھی تو خاک راہ کسی گلبدن کا ہون
سونگھین نہ گل حسین مری مٹی کو بو کرین

ہے جو بت خفا ہین تو نا مہربان خدا
کعبے کا قصد دیر کی کیا آرزو کرین

ہیں دست روزگار مین تیغ اصیل ہون
جوہر شناس ہون تو مری آبرو کرین

نیچی نظر حیا سے کرین کیا وہ جنگجو
جو اک نظر مین خون ہزار آرزو کرین

پلکون سے وہ **امیر** کیا کرتے ہین سلام
جس طرح گنگ انگلیون سے گفتگو کرین

مجروحون پر جو چشم کرم جنگجو کرین
سوزخم ایک تار نظر سے رفو کرین

منھ پر جو گرد آہ پڑے شست و شو کرین
آئی تو میرے اشک مری آبرو کرین

جو لوٹتے ہین ایک نظر مین وہ اور ہین
بہکین نہ ہم جو نوش سبو کے سبو کرین

دیوانگی کا سلسلہ طاعت مین بھی نہ جائے ۲
پہلے پڑھین نماز تو پیچھے وضو کرین

تا زنگاہ دیدۂ یعقوبؑ اگر ملے
ہم چلکے چاک دامن یوسفؑ رفو کرین

ہون مست معرفت مجھے کب ہوش دماغ ہے
غمزے نہ میرے سامنے جام و سبو کرین

انسان ہو کے ہم رہین محروم اے فلک
سبزے کی سیر سرو لب آب جو کرین

ہم میکشون کو کام شراب گزک سے ہے
قرآن پڑھے ہین تو ورد کلوا واشربوا کرین

ملنے نہ ملنے سے ہمین کیا کام ہے ہر کام
جبتک کہ دم مین دم ہے تری جستجو کرین

زاہد ترے فرشتون کو یہ دن نہین نصیب
جنت سے حور آئے جو ہم آرزو کرین

ثانی نہ میرے یار کا پائین یہ مہر و ماہ
برسون چراغ لیکے اگر جستجو کرین

مرنے کے بعد بحث کو آئے ملک تو کیا
کچھ حوصلہ اگر ہو تو اب گفتگو کرین

جبتک کہ دل ہے چاہیے ہمکو تری تلاش
جبتک چلے زبان تری گفتگو کرین

کب زاہدون کو مسئلۂ عشق کا ہے فہم ۳
نامحرمون سے راز کی کیا گفتگو کرین

آیا وہ مست باغ مین لگے سحاب سے
کہدو کہ جام لالہ و گل شست و شو کرین

چوری ہے کب ثبوت سے نقد ہوش کی
مفتی شہر قطع نہ دست سبو کرین

شوق سجود ہے تہ محراب تیغ اگر
آب بقا سے خضر و سکندر وضو کرین

ہے غنچہ سان بہار خموشی مین اے امیر
بلبل کی طرح باغ مین کیا نالہ و ہو کرین

جیتے جی جان سے گذرے رہین
مرنے والون پہ ہم تو مرتے رہین

کچھ تو پوچھو کہ ہاتھ خالی ہے
ہم تو دن زندگی کے بھرتے رہین

دل ٹھہر جاے یہ امید نہین
ایسے بگڑے کہین سنورتے رہین

کس سے چوری اگر خدا سے نہین
سچ ہے زاہد بتون پہ مرتے رہین

لکھتے ہین خط جو وہ رقیبون کو
روز پرچے ہمین گذرتے رہین

مل گیا گھاٹ تیغ قاتل کا
اب کوئی دم مین پار اُترتے رہین

چاہتے ہین تو اک نظر مین امیر
مہر ذرے کو بھی وہ کرتے رہین

یہ چرچے یہ صحبت یہ عالم کہان
خدا جانے کل تم کہان ہم کہان

جو خورشید ہو تم تو شبنم ہین ہم
ہوے جلوہ گر تم تو پھر ہم کہان

حسین قاف مین گو کہ پریان بھی ہین
مگر ان حسینون کا عالم کہان

الٰہی ہے دل جاے آرام غم
نہ ہوگا جو یہ جائیگا غم کہان

کمون اوسکے گیسو کو سنبل مین کیا
کہ سنبل مین یہ پیچ یہ خم کہان

وہ زخمی ہون مین زخم ہین بے نشان
الٰہی لگاؤن مین مرہم کہان

زمانہ ہوا غرق طوفان امیر
ابھی روئی یہ چشم پرنم کہان

شہرے جو دور دور ہماری فغان کے ہین
دہشت سے ہوش اوڑ گئے آسمان کے ہین

ظاہر مین ہم فریفتہ حسن بتان کے ہین
پر کیا کہین نگاہ مین جلوے کہان کے ہین

۴

یاران رفتہ سے کبھی جا ہی ملین گے ہم
آخر تو پیچھے پیچھے اسی کاروان کے ہین

گھبرا کے جب فراق مین مانگی دعائے وصل
آئی صدا یہی تو مقام امتحان کے ہین

سات آسمان کو توڑ کے تا عرش جاچکا
اے تیر آہ بس اب ارادے کہان کے ہین

ٹھکرا کے میرے سر کو وہ کہتے ہین ناز سے
لو ایسے مفت سجدے مرے آستان کے ہین

مرکر بھی میرے ہمکو تعلق وہی رہا
تختے لحد مین پیر مغان کی دکان کے ہین

ڈوبے ہوے لہو مین نظر آئین کیون نہ گل
سینچے ہوے مرے مژۂ خونفشان کے ہین

شکوہ شب وصال مین تا چند چپ بھی ہو
اے دل نکالے تو نے یہ جھگڑے کہان کے ہین

ناوک فگن چمک بیٹھے تار خون کی ہر
دو آئینے لگے ہوے گھر مین کمان کے ہین

طاقت ہماری گھٹ گئی ہمت نہین گھٹی
پیچھا کرین تو آگے ہی عمر روان کے ہین

دنیا مین بھی سفر ہین عقبےٰ مین بھی سفر
ہم لوگ بسنے والے الٰہی کہان کے ہین

روشن چراغ برق سے رہتا ہے رات بھر
چمکے ہوے نصیب مرے آشیان کے ہین

خنجر کو چوس چوس کے کہتے ہین میرے زخم
ظالم ترے بھرے ہوے تجھ مین کہان کے ہین

اے ہمت بلند ابھی تو کمی نہ کر
ملتے جو خاص ہین وہ اودھر لامکان کے ہین

یان جان پر بنی ہے سمجھے ہین تم کاوشین
اے تیغ یار چل بھی یہ غمزے کہان کے ہین

وہ اور وعدہ وصل کا قاصد نہین نہین
سچ سچ بتا یہ لفظ اوسی کی زبان کے ہین

اوس مہروش کو کیا مین لکھون شرح اشتیاق
اے کلک کل یہ سات ورق آسمان کے ہین

بلبل کو شوق گل تھا نہ قمری کو عشق سرو
سارے یہ گل کھلائے ہوے باغبان کے ہین

ان ابروؤن سے حضرت دل روز سامنا
کہیے تو ایسے آپ بہادر کہان کے ہین

سمجھے یہ ہم جو خلد مین حور آگئی نظر
شاید ابھی مقام مین ہم امتحان کے ہین

اوس طفل تند خو سے جو ملتا ہون اے امیر
کہتے ہین لوگ ڈھنگ برے اس جوان کے ہین

دل او جگر دونون جلگئے ہین ذرا نگاہین حیا بن ملی ہین
تمھارے سر مین ابرو تو کیا پیشی کی بجلیان ملی ہین

مجال میری نہین ایدل کہ مانگون بوسہ لب و دہن کا
ہزار حرفون مین ہین دعا مین ہین تب انسے کچھ گالیان ملی ہین

ہمین تو نغمہ پسند آیا ہو نغمہ سنجان بوستان کا
تسنے نہ دیکھے حلیق نالو صدائین ای باغبان ملی ہین

زمین مین گڑ کر جو لطف اٹھایا ادا ہو کسطرح شکر اوسکا
کبھی نہ پائین زندگی مین جو تہہ آتین یہان ملی ہین

خدا نے وہ سلطنت عطا کی کہ جسکی شہرت مین ہے جسکا شہرہ
وسیع ملک سخن ذرا پہنا مدین کہانسے کہان ملی ہین

اسیر گیسو ہوے ہین جیسے بچے ہین آزاد قید غم سے
نہ کیون ہو ان زنجیرون کے صدقے کہ ہمکو یہ بیڑیان ملی ہین

اسیر رہتا تھا جس جگہ پر وہ مکان کل اک ڈھیر راکھ کا تھا
وہ خاک چھانی تو ریزہ ریزہ جلی سی کچھ ہڈیان ملی ہین

نہان رہتا ہے آئینے سے وہ بیگانہ خو برسون
حیا دیکھو نہین آتا ہے اپنے روبرو برسون

رہی ای گل سکبرو خون کو تیری جستجو برسون
پھرا کی کو بکو پیراہن یوسف کی بو برسون

فلک دیتا ہے مشق زخم کسکو فرصت راحت
جو کچھ ہنستا ہے ہنس لے پھر تو رویگا لہو برسون

دل شفاف مین دیکھا ہے جلوہ روے حیران کا
رہے ہین ای سکندر یون ہم اپنے روبرو برسون

کہان ہمسا ہے کوئی مرد میدان وحشت وحدت مین
کیا ہے تو نے خوشی کی زبان سے ذکر ہو برسون

سراپا جرم ہون لیکن وہ رند پاک طینت ہون
کیا زاہد نے میری آب خجالت سے وضو برسون

خدا کے گھر سے اونا شاد کوئی جا کے پھرتا ہے
عجب کیا گر نکلتی ہے دل سے آرزو برسون

فراق یار مین سب دوستون نے مجھ سے منہ موڑا
شریک رنج تنہائی رہا اک درد تو برسون

مری حالت پہ ہجر یار مین مر گئی حسرت
دل مایوس سے روئی لپٹ کر آرزو برسون

جھکاتے ہم کہانتک سر تہ پائے خم ہر ای ساقی
حمائل اپنی گردن مین رہا دست سبو برسون

جنون مین یہ ہی بخیہ گری دست وحشت نے
کیا ہے پھاڑ کر دامن گریبان کو رفو برسون

تمھاری اک نگاہ ناز نے توڑا اشارے مین
بنایا چشم و دل نے جو طلسم آرزو برسون

ہلائے جسنے لب کہ ہاتھ اٹھا اوڑ گئی گردن
زبان تیغ سے او ستمگر نے کی گفتگو برسون

ہوا ہون آتش رنگ حنا سے خاک مین جل کر
مری مٹی سے آئیگی گل عشرت کی بو برسون

۴

کہان

کہان ہونگی امیر ایسی ادائین حور و غلمان مین
رہیگا خلد مین بھی یاد ہمکو لکھنؤ برسون

کریگا یاد اے غم ہمکو بعد مرگ تو برسون ۔ کھلایا ہے جگر برسون پلایا ہے لہو برسون ۴
تڑپ کر دل نے میرے مدتون رسوا کیا مجھکو ۔ بہا کر اشک آنکھون سے ڈبوئی آبرو برسون
گداز عشق مثل شمع ہر موسے ہوا ظاہر ۔ پسینا بنکے ٹپکا جسم سے میرے لہو برسون
مزہ یہ ذبح مین پایا کہ کرتا ہے دعا بسمل ۔ رہے یون ہی الٰہی ربط شمشیر و گلو برسون
کوئی میرے برابر کیا کریگا ضبط الفت کو ۔ نہین آتا زبان تک دل سے حرف آرزو برسون
فنا کے بعد ایسے بیکسون کو کون پوچھے گا ۔ مگر اے بیکسی رویا کریگی مجھکو تو برسون ۴
چھپائے منہ اگر وہ یوسف گل پیرہن دو دن ۔ چمن کا منہ تو دیکھے کاروان رنگ و بو برسون
نہین اے بیکسی بعد فنا کچھ خوف تنہائی ۔ رہیگا میری تربت پر ہجوم آرزو برسون
رہائی حلقۂ گیسو سے جیتے جی تو کیا ممکن ۔ موئے پر بھی نہ اوتریگا مرا طوق گلو برسون
نچھوڑا پاس ایمان حق پرستی اسکو کہتے ہین ۔ رہ شوق بتان مین بھی چلا ہم قبلہ رو برسون
مزا ملنے کے رگڑا ہے گلا شمشیر قاتل سے ۔ برنگ زخم ہم ہنس ہنس کے روئے ہین لہو برسون
نہ آیا ساقی پیمان شکن ہم سرو کی صورت ۔ قدم کو گاڑ کر بیٹھے کنار آب جو برسون
وہ بلبل ہون کہ یون صیاد نے بھی پر ابھلایا ۔ لگایا ڈھیر پھولون کا قفس کے روبرو برسون
نہ کر اے یاس یون برباد میرے خانۂ دل کو ۔ اسی گھر مین جلایا ہے چراغ آرزو برسون ۴
کبھی ہمکو بھی آیا درد دعوی ضبط الفت کا ۔ لپٹ جاتی تھے نالے دل سے آکر تا گلو برسون

امیر اُس بے نشان تک بس سے کوئی جو جا سکتا
تو کیسے پاؤن ہم آنکھون سے کرتے جستجو برسون

رہے تصویر حیرانی ہم اونکے روبرو برسون ۔ لب خاموش سے کی درد دل کی گفتگو برسون
نہین ملتی ہے دل سے مرکے اُنکی آرزو برسون ۔ یہ وہ گل ہے کہ مرجھا کے بھی دیتا ہے بو برسون

کوئی گاہک نہ ٹھہرا دل کا بازارِ محبت مین
پھرے ہم بیچتے یوسف کو اپنے چار سو برسون

نہو گا یا وفا میخوار اے پیرِ مغان ہمسا
گھٹا کر خون بڑھائی دخترِ رز کی آبرو برسون

رہینگے مر کر بھی یارب میکدے مین دوستون کا
بنائے جائین انکی خاک سے جام و سبو برسون

یہ کس تیغِ نگاہِ ناز سے زخمی کیا مجکو
کہ آئی میرے زخمون سے بھی بوے ناز بو برسون

چلے تھے ایک دن ٹکرا کے ساغر کو سبو مستون نے
کیے سر زاہدون کے کاٹ کر نذرِ سبو برسون

رہین کیونکر نہ توصیفِ دہن مین وہم محوِ شاعر
جگہ کچھ بھی اگر پاتے تو کرتے گفتگو برسون

پسیجا دل نہ اوسکا بھی کبھی تیری طرح قاتل
کیا خنجر سے ہمنے شکوۂ دردِ گلو برسون

صدف سے بھی نہ نکلے شرم آئی تیری دانتون سے
گرہ مین باندھ رکھی موتیون نے آبرو برسون

ہماری آنکھ نے کیا جانے کس حسرت سے دیکھا تھا
کہ تیغِ یار روئی چشمِ جوہر سے لہو برسون

زبان اظہارِ حق سے کافر نہین کوئی رکتی ہے
خدا کی حمد کی ہمنے بتون کے روبرو برسون

لگایا دخترِ رز کو نہ منھ ہمنے ہجرِ ساقی مین
سبب طاقون پہ سر ٹکا کیے جام و سبو برسون

ہوا یہ ضبط آبِ آتشین ساقی کی فرقت مین
رہا ہر دم دعا سے توبہ ہمکو بے وضو برسون

تصور کب گیا دل سے مری مژگانِ جانان کا
کھٹکتا ہی رہا آنکھون مین ہر ذرا ایک مو برسون

۴
امیر اک مصرعِ تربت کہین صورت دکھاتا ہے
بدن مین خشک جب ہوتا ہے شاعر کا لہو برسون

بے حجابانہ مرے گھر جو وہ آجاتے ہین
ایک تصویر درِ دل پہ لگا جاتے ہین

طرفہ شوخی ہے اگر طور پہ آجاتے ہین
ہوش وہ برقِ تجلی کے اڑا جاتے ہین

دم کے دم کو مرے پہلو مین جو آجاتے ہین
دل لگانے کی جگہ تیر لگا جاتے ہین

پتلیان تک بھی تو پھر جاتی ہین دیکھو دمِ نزع
وقت پڑتا ہے تو سب آنکھ چرا جاتے ہین

یہ بھی ایا ہے کہ عقدہ نہین اوترا اب تک
جا کے گل قبر پہ تیوری جو چڑھا جاتے ہین

کرتی ہے تیغِ قضا ڈھونڈھ کے انکو جو رنگ
جوش شمشیرِ ادا کی جو چھپا جاتے ہین

یاد آتا ہے جو ہنس ہنس کے رلانا میرا
چار آنسو مری تربت پہ بہا جاتے ہین

ساغر زہر ہلاہل بھی جو دیتا ہے فلک
یاد ساقی مین بلانوش چڑھا جاتے ہین

کیا سخی ہین عدم آباد کے جانے والے
نقد جان پہلی ہی منزل مین لٹا جاتے ہین

جب پلٹ جاتے ہین وہ ہاتھ کمر پہ رکھکر
جادۂ ملک عدم مجکو بتا جاتے ہین

اور بیچارے کرین کیا ادھر آنے والے
مارے غیرت کے زمین مین توسما جاتے ہین

کسکے کوچے سے یہ آتے ہین ہوا کے جھونکے
کہ مری شمع لحد روز بجھا جاتے ہین

جو ترے دل مین ہے وہ دیکھنے والے تیرے
نگہ ناز کے انداز سے پا جاتے ہین

کیسے چالاک ہین یہ ترک کہ کرتے ہی نگاہ
سر پہ تلوار سے آنکھون مین لگا جاتے ہین

گل سے مطلب ہے گلشن مین نہ بلبل سے غرض
سیر کرنے کو کبھی باغ مین آجاتے ہین

گو نکل جاتے ہین آآکے گھٹا کے لکے
ساقیا دل تو یہ مستون کے بڑھا جاتے ہین

سادہ آئینہ رخون کو نہ سمجھنا اے دل
کیئے مطلب کی تو یہ صاف اڑا جاتے ہین

ہیزم خشک سمجھتے ہین مجھے کیا رہرو
راہ چلتے ہوئے جو آگ لگا جاتے ہین

سچ ہے آندھی ہین شانے کو حسین دل کیلئے
جو گھروندا یہ بناتا ہے مٹا جاتے ہین

مین خریدار اگر ہون تو نگہ کا اونکی
تیغ کیون میرے گلے سے وہ لگا جاتے ہین

حسن کی شان کو ہے بوقلمونی لازم
کیا کہون کیسے وہ نیرنگ دکھا جاتے ہین

ملک الموت کبھی بنکے سلا دیتے ہین
فتنۂ حشر کبھی بن کے جگا جاتے ہین

کیا بلا ہوکے وہ گیسو مجھے لپٹے ہین امیر
آنکھ ہو بند تو دل پر مرے چھا جاتے ہین

مین الفت کے وہ حسن کے جوش مین
نہ مین ہوش مین ہون نہ وہ ہوش مین

لٹک کر وہ زلف آئی ہے تاکمر
کہ لیلی ہے مجنون کے آغوش مین

نہ اٹھوا ابھی بزم سے مے کشو
ہمین بھی تو آلینے دو ہوش مین

نکل آنکھ سے اشک ٹھہرا ہے کیا
کہین لعل ہم کیا لب یار کو
قدم پر جو گرنے لگا غش مین مین
بہت دختر رز سے گرمی نہ کر
نہ کر ساقیا اب تو تھوڑا شراب

گہر ہو کبھی زیب اُس گوش مین
کہ ہے فرق گویا و خاموش مین
کہا ہٹ کے آؤ ذرا ہوش مین
کہین آئے واعظ نہ وہ جوش مین
نہین جان رند قدح نوش مین

پلا وصل مین مے نہ اونکو امیر
مزہ کیا رہے جب نہ وہ ہوش مین

بیکس کے دل کے راز کسی پر عیان نہین
عالم مین اوسکے حسن کا جلوہ کہان نہین
سوجہ وحشت غم ہے اگر نہ دہان نہین
کرتے ہو انکسار کی باتین ہے آج کیا
مرد و جو مجھ غریب کا بے گور رہ گیا
اک حور وش کی خانۂ زندان مین ہو بہار
کیا کیا کرینگے قتل نکھرنے تو وہ انھین
کیا باغبان کا ڈر کہ مین ہون طائر اثر
چشم سیاہ یار کے اتنے کئے ہین وصف
طوطی ہے آجکل سگ جانان کا بولنا
مرقد مین بھی نصیب کی گردش وہی رہی
بالیدہ اوسکے آنے سے ایسا ہوا ہمین
زندان مین ہے وحشی نازک مزاج ہون
آنکھون پہ ہم تو ساعد جانان کے گرد ہین

شیشے کو دیکھ لو کہ دہن ہے زبان نہین
فانوس کا بھی شمع سے خالی مکان نہین
اتنی تو میز وش کی اونچی دکان نہین
میرا بیان ہے یہ تمہارا بیان نہین
وہ گر بھی کیا زمین تہ آسمان نہین
سو جین نسیم خار کی ہین بیڑیان نہین
پنہان ہے تیغ زنگ مین جوہر عیان نہین
جز شاخ نالہ اور کہین آشیان نہین
ہے میل سرمہ منہ مین ہمارے زبان نہین
لذت مین شکر ہین مرے استخوان نہین
سمجھے تھے ہم زمین کے تلے آسمان نہین
ساقی وہ کون شیشہ ہے جو آسمان نہین
پہولونکی یہ عیان ہین مری بیڑیان نہین
حلقے ہماری آنکھون کے ہین چوڑیان نہین

ہون اس چمن مین طائرِ کم پر تو کیا ہوا
صیاد ابھی ہے دور بلند آشیان نہین

لذت جو آبلے نے اُٹھائی ہے خار کی
کیونکر بیان کرے کہ دہن مین زبان نہین

پیری مین اور بھی مجھے زینت ہوئی نصیب
اُنکو قبائے تن پہ ہے یہ جھریان نہین

دونی یہ فیض ہے سخن آبدار کا
موتی صدف مین ہے مری منھ مین زبان نہین

ایذا کا خوف صاحبِ تمکین کو کب امیر
نشتر سے آشنا رگِ سنگ گران نہین

مرتبہ تیغ ادا کا وہی بسمل سمجھین
زیست کو مرگ مسیحا کو جو قاتل سمجھین

قاتلون سے کہو سر کاٹ کے معذور نہون
اپنے سر کو بھی تہِ خنجرِ قاتل سمجھین

اے پری اونکے لیئے فکر سلاسل ہے عبث
جو تری زلف مسلسل کو سلاسل سمجھین

اک تجلی مین جو موسیٰ سے ہٹے طالب کا یہ رنگ
اور پھر کسکو وہ دیدار کے قابل سمجھین

جان جان جسکو کہے جان اُسے ہم جانِ جان
دلربا جسکو کہے دل اوسے ہم دل سمجھین

لاکھ دو لاکھ مین شاید کہ اوٹھے ایک کا پانون
عاشق اتنی جو کڑی عشق کی منزل سمجھین

زندگی یار کی اور موت ہے اللہ کے ہاتھ
اُسکو آسان کہین ہم کسے مشکل سمجھین

آشنا درد سے کچھ ہون جو بتان بیدرد
میری ہر آہ کو اک مصرعِ بیدل سمجھین

کیا کسی دل کے تڑپنے پہ اونھین رحم آئے
رقصِ بسمل کو جو آرایشِ محفل سمجھین

بت مین بھی دیکھتے ہین نور خدا کا جلوہ
واعظو حق کسے جانین کسے باطل سمجھین

اپنے ہاتھ اپنا گلا کاٹ کے خود بسمل ہون
کچھ بھی لذت جو تڑپنے کی یہ قاتل سمجھین

زخم کا ذکر تو کیا ضد ہے بیان تک مجھسے
زہر دین بوسۂ خط کا جو وہ سائل سمجھین

آپ پیری و جوانی پہ نہ جائین صاحب
دلِ عاشق کو بدستور وہی دل سمجھین

گھر کرین دل مین وہ شرماتے ہین کیون آنکھون سے
اُسکو محمل تو اونھین پردۂ محمل سمجھین

یون تو ہر غنچۂ گل شکل صنوبر ہے امیر

جسمین کچھ درد کی بو آئے اُسے دل سمجھین

کسطرح موت کو آسان نہ وہ بسمل سمجھین
تیغ کو تیغ جو قاتل کو نہ قاتل سمجھین

آبلے دیکھین کرین میرے تحیر پہ نظر
ہمہ تن چشم وہ مجھکو ہمہ تن دل سمجھین

پیچ قسمت نے دیے ہین یہ اسیرونکو ترے
موج گل بھی اگر آجاے سلاسل سمجھین

کھینچ کر تیغ ہی آئین وہ کہین آئین تو
نہ جلائین نہ سہی قتل کے قابل سمجھین

جل لے لین کہین اسکو بھی فراغت ہوجاے
وہ مری جان کو بھی کاش مرا دل سمجھین

حورین بن بن گئے ہین رہ مین شہدا کی نکلین
خلد سمجھین کہ اسے کوچۂ قاتل سمجھین

ہر مزہ عفو گنہ کا وہ نہین کچھ وہ نہین
بکتا ہون کو جو تعزیر کے قابل سمجھین

دور ساقی مین ہے یہ ربط شکستہ دل مین
ٹوٹ کر چور ہو شیشے کو اگر دل سمجھین

دل جو انگارون پہ ٹوٹی تو وہ کیون شاد نہون
شمع و پروانے سے جو گرمی محفل سمجھین

پانی ٹپکائین دم نزع جو منہ مین احباب
تشنۂ آب دم خنجر قاتل سمجھین

بسمل ناز و ادا ہم سے کہان ہوتے ہین
رک کے گر تیغ چلے غمزۂ قاتل سمجھین

اتنے خود بین نہون یارب کہین توڑین اسکو
آئینے کو یہ حسین کاش مرا دل سمجھین

ہمہ تن داغ مین ہون لالہ کا تختہ ہے بدن
لالہ رو کاش مجھے سیر کے قابل سمجھین

ذبح کے دم جو پڑے تیغ کے سایے پہ نظر
ہم وہ بسمل ہین کہ گردن مین حمائل سمجھین

مُردے کچھ کم نہین زندون سے زمین کے نیچے
قافلون سے کہو محفل تہ محفل سمجھین

لے اُڑے گر طرف باغ فنا ہمکو امیر
نالۂ دل کو پر طائر بسمل سمجھین

دامن رحمت اگر آیا ہمارے ہاتھ مین
پھول ہو جائینگے دوزخ کی شرارے ہاتھ مین

گل ترے چھلو کے ہین اک گل جو ساری ہاتھ مین
باغ الفت کا ہی گلدستہ ہمارے ہاتھ مین

پوچھتے ہو کس سے جو چاہو کرو مختار ہو
دل تمھاری ہاتھ مین ہے یا ہمارے ہاتھ مین

ای پری افشان چھڑکنے کا جو تجکو شوق ہو
زہرہ دوڑے آسمان سے لیکے تاری ہاتھ مین

لطف اوٹھے سیر ساحل کا شب مہتاب مین
ہاتھ اوسکا ہو جو دریا کے کناری ہاتھ مین

ہم وہ مجرم ہین کہ دوزخ ہمکو خس خانہ ہوا
حورین دوڑین لیکے جنت سے ہزاری ہاتھ مین

ہم بہت لاغر ہین پہناؤ نہ ہمکو ہتھکڑی
ڈال دو چھلا کوئی اپنا ہمارے ہاتھ مین

اونگلیان شوخی سے جھکتا نہین وہ رقص مین
یہ سمند ناز پھرتا ہے ترارے ہاتھ مین

جام کیسا جام ملو کو بنا سکتے نہین
ہے تہیدستی سی رعشہ بھی ہمارے ہاتھ مین

ناز سے کہتے ہین رکھکر اپنی آنکھو پر وہ ہاتھ
دیکھو یون نخچیر ہوتے ہین شکاری ہاتھ مین

آتش رنگ حنا بھی ہے عجب معجز نما
ہے ضیا مثل کف موسیٰ تمھاری ہاتھ مین

کیا نزاکت ہے جو توڑا شاخ گل سے کوئی پھول
آتش گل سے پڑے چھالے تمھاری ہاتھ مین

حلقۂ گیسوے جانان وہ بلا ہے اے امیر
چھپ رہی ہین مچھلیان دہشت کے ماری ہاتھ مین

۴

کھائی شکست گل نے اوس گل سے یہ چمن مین
اب تک ہے ٹکڑے ٹکڑے جو عضو ہے بدن مین

ہین چشم و دل ٹھکانے جبتک ہے روح تن مین
کیا صحبت آرسی ہے دولھا مین اور دولھن مین

ہے چین رخ پر یہ ابرو ہے ماہ نو کا
کچھ کچھ خمیدگی بھی لازم ہے بانکپن مین

غنچے سے یاد اوسنے مجکو کیا ہے شاید
جو ساتھ ہچکیون کے رعشہ بھی ہے بدن مین

بڑھتی ہے عمر جتنی ہوتی ہے عقل افزون
ہر دم نیا مزہ ہے اس بادۂ کہن مین

یمن قدم سے تیرے بالیدگی ہے ایسی
جو شمع ہے لگن مین شمشاد ہے چمن مین

ہے جمع مال آفت دیکھ اے بخیل غافل
کیسے کا باندھتے ہین کسکر گلا رسن مین

کیا جانے کہ چھوڑا پھولون نے کیا شگوفہ
بلبل پکارتی ہے صیاد کو چمن مین

شیخ حرم اگر تو جلوہ بتون کا دیکھے
کعبے سے اوٹھ کے بیٹھے پہلوے برہمن مین

دیوانگی بھی غافل گدڑی فقیر کی ہے
ہشیار بھی ہین اکثر مستونکے پیرہن مین

دیبا حریر قاقم تھا رخت خواب جنکا
زیر لحد پڑے ہین لپٹے ہوئے کفن مین

داغ جگر کا پھاہا چلکر وہین چھڑائین
یہ بھی کنول ہو روشن اوس گل کی انجمن مین

سن لے جو بتکدے مین اوس گل کی آمد آمد
چھپتا پھرے ہر اک بت دامان برہمن مین

کیا تکمۂ گریبان انگور کا ہے دانہ
رنگ شراب گلگون ہو اوسکے پیرہن مین

مین نقش کیے ہون در پے ہے نقش میری در پے
رہزن کو فکر میری مین فکر راہزن مین

کنعان کے چاہ مین تھا یوسف کو سہل گرنا
جب جانتے کہ گرتے تیرے چہ ذقن مین

یاران رفتہ کا ہے غم اے امیر ناحق
چھوٹے ہوئے سفر کے ملجائین گے وطن مین

سمجھا یہ مین جو نکلے شاخون سے گل چمن مین
صوفی نکل کے بیٹھے خلوت سے انجمن مین

ہو باغ باغ بلبل جسطرح تو چمن مین
پھرتے تھے یون ہی ہم بھی خوش خوش کبھی وطن مین

اوس بت نے منہ چھپایا گیسوے پُر شکن مین
ای دل خدا خدا کر خورشید ہے گہن مین

آزادہ رو کے ہمنے ایام عمر کاٹے
دو چار دن سفر مین دو چار دن وطن مین

ظاہر یہ جانا اسکے ہے پیرزال دنیا
غافل ہے یہ زلیخا یوسف کے پیرہن مین

آواز کُن جو آئی کانون مین ہم یہ سمجھے
غربت پکارتی ہے بس رہ چکے وطن مین

حال بدن کہون کیا دل ہی بجھا ہوا ہے
اک شمع ہے سو وہ بھی خاموش انجمن مین

کیا جانین جز خموشی تیرے گرفتہ خاطر
کہنے کو سو زبانین ہین غنچے کے دہن مین

یارون سے اُنس کیسا غربت مین عمر گذری
ٹھہرے مسافرانہ دو چار دن وطن مین

راتون کو مثل شبنم چھپ چھپ کے باغبان سے
ہر پھول سے لپٹ کر روتا ہون مین چمن مین

غربت مین ہے جو صورت خط مین لکھون کہانتک
تصویر اپنی بھیجون احباب کو وطن مین

فرقت مین جلش کیسا شیشے کی طرح ساقی
رو رو کے دل مین خالی کرتا ہون انجمن مین

گھل گھل کے بہ گئے ہین فرقت مین سارے اعضا
مثل حباب باقی ہے سانس پیرہن مین

موے سفید سر پر تیاری عدم ہے — غربت سے خاک اوڑاتی جاتی ہین ہم وطن مین
سنبل نے روز فرقت پھانسی گلے مین ڈالی — سولی پہ ہمکو کھینچا شمشاد نے چمن مین
عشق دہن مین تیرے منھ سے یہ خون ڈالا — اب تک لہو بھرا ہے ہر غنچے کے دہن مین
چھیڑے صبا نہ اتنا کمدو مین بوے گل ہون — جا کر چمن سے ہمکو آنا نہین چمن مین
کسوقت ہون پشیمان کب ہونٹ چاٹتا ہون — جب دانت تک نہین ہین باقی مرے دہن مین

وحشت امیر اپنی کچھ آج سے نہین ہے
مانند گل ازل سے ہے چاک پیرہن مین

ہم جو مست شراب ہوتے ہین — ذرّے سے آفتاب ہوتے ہین
ہے خرابات صحبت واعظ — لوگ ناحق خراب ہوتے ہین
کیا کہین کیسے روز و شب ہم سے — عمل ناصواب ہوتے ہین
بادشہ ہین گدا گدا سلطان — کچھ نئے انقلاب ہوتے ہین
ہم جو کرتے ہین میکدے مین دعا — اہل مسجد کو خواب ہوتے ہین
وہی رہجاتے ہین زبانون پر — شعر جو انتخاب ہوتے ہین
کہتے ہین مست رند سودائی — خوب ہمکو خطاب ہوتے ہین

آنسوؤن سے امیر ہین رسوا
ایسے لڑکے عذاب ہوتے ہین

کچھ خار ہی نہین مرے دامن کے یار ہین — گردن مین طوق بھی تو لڑکپن کے یار ہین
سینہ ہو کشتگان محبت کا یا گلا — دونون یہ تیرے خنجر آہن کے یار ہین
خاطر ہماری کرتا ہے دیر و حرم مین کون — ہم تو نہ شیخ کے نہ برہمن کے یار ہین
کیا پوچھتا ہے مجھسے نشان سیل و برق کا — دونون قدیم سے مرے خرمن کے یار ہین
کیا گرم ہین کہ کہتے ہین خوبان لکھنؤ — لندن کو جائین وہ جو فرنگن کے یار ہین

وہ دشمنی کرین تو کرین اختیار ہے
ہم تو عدو کے دوست ہین دشمن کے یار ہین

کچھ اس چمن مین سبزۂ بیگانہ ہم نہین
نرگس کے دوست لالۂ و سوسن کے یار ہین

کانٹے ہین غنچے وادیِ غربت کے اے جنون
سب آستین کے جیب کے دامن کے یار ہین

گمگشتگی مین راہ بتاتا ہے ہمکو کون
ہے خضر جنکا نام وہ رہزن کے یار ہین

چلتے ہین شوق برق تجلی مین کیا ہے خوف
چیتے تمام وادیِ ایمن کے یار ہین

پیری مجھے چھڑاتی ہے احباب سے امیر
دندان نہین یہ میرے لڑکپن کے یار ہین

بے نشانی تو گذر خلد کے گلشن مین نہین
داغ ہے ایک بھی زاہد تری دامن مین نہین

زار ای مرگ ہون مین کچھ بھی مری تن مین نہین
کس سے الجھین گے فرشتے کوئی مدفن مین نہین

سرو بے سایہ جو تجھ سا کوئی گلشن مین نہین
طوق قمری کیطرح میری بھی گردن مین نہین

کہد و آئینگے فرشتے مجھے خجلت ہوگی
ہے جگہ تنگ سمائی مرے مدفن مین نہین

کیون نہ خوش ہون کہ بھرا ہی یہ مری کینے سے
کہ مری دوست کی جا اب دل دشمن مین نہین

مرگ کے بعد بھی ہے تیرگی بخت ایسی
کہ کفن کی بھی سفیدی مرے مدفن مین نہین

کیا مری طرح سے ہوگا ترا عاشق ای بت
تلی پھرائی ہوئی چشم برہمن مین نہین

آب تو آرہ صفت خاک لہو اوچھلے گا
رگ جنبندہ کوئی قاتل مری گردن مین نہین

غم دوری کی نکالی دل عشاق سے پھانس
نوک ایسی مژۂ یار کی سوزن مین نہین

مین وہ رہرو ہون کہ ہے دست تہی نان سفر
کچھ ندامت کی سوا قسمت رہزن مین نہین

ہین زمانی کی جو لذت سے بری عالی قدر
گذر برق کبھی ماہ کے خرمن مین نہین

حور و غلمان مین جو ہے حسن بشر مین بھی وہ ہے
کم یہ تصویر گلی رنگ مین روغن مین نہین

دوڑتے ہین دل عاشق کو سمجھکر گنجشک
ابھی کمسن ہین وہ نہین ہوش لڑکپن مین نہین

بخت سے مجکو وہ معشوق ملا سادہ مزاج
چین جو کلی مین شکن تک کہین دامن مین نہین

دونوں خواہاں تھے تری پہلے جبھی پر دو تیغ
لاگ اور اوسکے سوا کچھ سر و گردن میں نہیں

دولتِ حسن کو کیا دولتِ دنیا سے نچے
جو چمک رنگ طلائی میں ہے کندن میں نہیں

ہوں وہ لاغر جو ملک آئے پس مرگ امیر
پھر گئے دل میں یہ سمجھے کوئی مدفن میں نہیں

چھوٹ کی بھی قید ہوں قوت جو مرے تن میں نہیں
کر نشاں طوق کا ہی طوق جو گردن میں نہیں

خوف آفات جہاں کا دلِ روشن میں نہیں
دخل سیلاب کبھی ماہ کے خرمن میں نہیں

چشم نمناک نے اشکوں کا یہ مینھ برسایا
کہ کہیں گرد کدورت دل دشمن میں نہیں

پردہ بیجا ہے غم عشق کوئی چھپتا ہے
چشم خونبار نہاں گوشۂ دامن میں نہیں

دل جو صد چاک ہے اوسمیں ہے خیال رخ دوست
شاہد پردہ نشیں کون سی چلمن میں نہیں

اپنے چہرے کی سیاہی سب اوسی کو دیتا
کیا کرے بخت مرا قابوے دشمن میں نہیں

باغبان باغ کو کیا آکے خزاں نے لوٹا
کوئی گل میخ بھی دروازۂ گلشن میں نہیں

فاتحہ پڑھنے مری قبر آئے کوئی کیا
طائروں کا بھی گذر گنبدِ مدفن میں نہیں

گرے آنسو ترے میخوار کے ہیں اے ساقی
رات کو کرمکِ شب تاب یہ ساون میں نہیں

بزم میخانہ ہے کیا انجمن ناز و نیاز
ہاتھ کس مست کا یاں شیشے کی گردن میں نہیں

دل کھنچے جاتے ہیں سب کے تری بازو کی طرف
نقش حب کا کوئی تعویذ تو جوشن میں نہیں

کوچۂ عشق میں جا دیکھ فروغ رخ حسن
طور کس جا ہے اگر وادی ایمن میں نہیں

خندہ زن کیا ہے کہ طوق ایک ہے آہن ہو کہ زر
تیری گردن میں نہیں یا مری گردن میں نہیں

غور سے دیکھ لیا عاشق و معشوق ہیں ایک
خال عارض ہے سویدا دل روشن میں نہیں

کیا زمانہ ہے نہیں صاف کسی سے کوئی
دوست کی دل میں جو ہے وہ دل دشمن میں نہیں

اب یہ سنجیدگی طبع سے خالی ہے جہاں
مصرع سرو بھی موزوں کسی گلشن میں نہیں

میکشو شیشۂ مے کی ہے حفاظت لازم
دیکھو پتھر تو کوئی ابر کے دامن میں نہیں

واہ کیا تازہ مضامین ترے رنگین ہین امیر
رنگ ایسا کبھی فردوس کے گلشن مین نہین

غم دنیا کا گذارا مرے مسکن مین نہین
اشک ماتم کی جگہ دیدۂ روزن مین نہین

کونسا بل ہے جو زلف بت پرفن مین نہین
زور ایسا کسی اوڑتی ہوئی ناگن مین نہین

ای جنون خوب ہوا دور ہوئی قید لباس
شکر ہی طوق گریبان مری گردن مین نہین

کسکی آمد ہوئی گھبرا کے جو کہتا ہی یہ رنگ
رخصت ای گل کہ گذارا ترا گلشن مین نہین

ای جنون دست درازی کا تری قایل ہون
چاک ہے کون گریبان کا کہ دامن مین نہین

چاہیے کیا مجھے محشر مین کوئی اور گواہ
کیا مری خون کا دھبا تری دامن مین نہین

کہتے ہین وہ خط رخ جلد بنا اے حجام
کام اس سبزہ قدم کا مری گلشن مین نہین

ڈھونڈھ لو گرمی دل جا کی گر اسجا تو نہین
یہ شرر سنگ مین ہوگا اگر آہن مین نہین

ہمہ تن ہو کی زبان کہتی ہی مقتل مین وہ تیغ
کون سر ہی جو مرے سایۂ دامن مین نہین

آتش مے سے جو اوٹھتا ہی دھوان کافی ہے
کسکو پروا ہی ہوا ابر جو گلشن مین نہین

جانتا ہے مری خاطر کی کدورت وہ مہر
ذرہ خورشید سے پنہان کسی روزن مین نہین

کبھی زندان کی طرف بھی وہ پری آنکلے
اثر اتنا کسی زنجیر کے شیون مین نہین

تیغ قاتل کا لب خشک ہو تر ذبح کے وقت
خون اتنا بھی ہماری رگ گردن مین نہین

دور کر پیچ طبیعت سے کہ ہو سب کو عزیز
عقدۂ تار کی جا دیدۂ سوزن مین نہین

تیرے بیتاب کو کیا سیر ہو گلشن کی پسند
آشیان طائر سیماب کا گلشن مین نہین

کشتۂ تیغ تحیر ہون مین اس محفل مین
جان تصویر کے مانند مرے تن مین نہین

کیون لگاتی ہین سر گور غریبان لوحین
دفن لاشے ہین دفینہ کسی مدفن مین نہین

بزم مین جسکے رہا کرتی تھین شمعین روشن
سوجھتا کچھ اوسمین تاریکی مدفن مین نہین

تھی کبھی سایۂ دیوار مکان ظل ہما
آشیان جغد کا اب کون سے روزن مین نہین

قتل کرتی ہے دوبارہ ہمین شرم اونکی امیر
خم شمشیر ہے خم یار کی گردن مین نہین

عالم پیری مین وہ یوسف لقا ملتا نہین
صبح ہے خورشید روشن کا پتا ملتا نہین

وصل بت ہوتا نہین ہے یا خدا ملتا نہین ۴
ڈھونڈھنے پر آدمی آئے تو کیا ملتا نہین

حسن بے پردہ ہے عاشق کا پتا ملتا نہین
فیض بخشی پر کریم آیا گدا ملتا نہین

اے امیر اودل تو وہ نا آشنا ملتا نہین ۴
دل گیا جسکو کہین اوسکا پتا ملتا نہین

دل لگاتے ہین تو دنیا کے مزے کیوں لیجئے ۴
اے بتو تم سے کوئی بہر خدا ملتا نہین

ذبح کرتا ہے تو میرے دست و بازو کھول دے ۴
رحم کر قاتل کہ بے تڑپے مزا ملتا نہین

حسرتین گھیرے ہین بس کثرت سی بسمل کو ترے
روح نکلے تن سے اتنا راستہ ملتا نہین

اک ہمین سے رہگیا سارے زمانہ کا حجاب
کون ہے جس سے وہ عالم آشنا ملتا نہین

ٹھوکرین کھانا مقدم ہے جو منزل کا ہے قصد
راہرو بہکے نہ جب تک راستہ ملتا نہین

ہوشیاری شرط ہے غافل جہان جھپکی پلک
خواب مین بھی ساتھ والون کا پتا ملتا نہین

دیر مین بھی ہے اوسی کا فیض اے اہل حرم
برہمن کو بت بھی بے اذن خدا ملتا نہین

شکر یکرنگی معشوق و عاشق مین جو لوگ
دیکھ لین کیا رنگ کاہ و کہربا ملتا نہین

اتنی تیزی کر نہ قاتل ذبح کرنے مین مرے
دم تو لینے دے تڑپنے کا مزا ملتا نہین

تازہ وارد ہون عدم مین حال دل کس سے کہون
ملک بیگانہ ہے کوئی آشنا ملتا نہین

ہجر کے حرفون مین بھی ایسا اثر ہے ہجر کا
لب سے لب وقت تلفظ اک ذرا ملتا نہین

رزق کی وسعت جو ہے منظور اے دل کر دعا
بھیک کا ٹکڑا گدا کو بے صدا ملتا نہین

راہرو کا ذکر کیا ہے سر زمین عشق مین
سیکڑون منزل نشان نقش پا ملتا نہین

جس لحد مین دیکھیے تشریف مین مردہ اے امیر
خاک کے نیچے بھی کنج انزوا ملتا نہین

موے مژگان سے ترے سیکڑون مرجاتے ہین
یہی نشتر تو رگِ جان مین اُتر جاتے ہین

حرم و دیر ہین عشاق کے مشتاق مگر
تیرے کوچے سے ادھر نہ ادھر جاتے ہین

کوچۂ یار مین اول تو گذر مشکل ہے
جو گذرتے ہین زمانے سے گذر جاتے ہین

شمع سان جلتے ہین جو بزم محبت مین ترے
نام روشن وہی آفاق مین کر جاتے ہین

اثرِ آبِ بقا خاکِ رہِ عشق مین ہے
وہی زندہ ہین یہان آکے جو مرجاتے ہین

تم جو چڑھتے ہو نظر پر تو تمھارے ہوتے
سب حسینانِ جہان دل سے اوتر جاتے ہین

زاہد و تمکو جنان ہمکو درِ یار پسند
خیر جاؤ تم اودھر کو ہم ادھر جاتے ہین

زندے کیا اہلِ عدم کو بھی پھنسا لاتے ہین
زلف کے بال اگر تا بہ کمر جاتے ہین

کیا اثر نام علیؑ مین ہے کہ لیتے ہی امیر
کام بگڑے ہوئے جتنے ہین سنور جاتے ہین

مے نہین کیا کہ کچھ فضا ہی نہین
ساقیا باغ مین گھٹا ہی نہین

خضر کیا جانین مرگ کی لذت
اس مزے سے وہ آشنا ہی نہین

شعر وصفِ دہن مین جنکے کہا
ایسا مضمون کبھی سنا ہی نہین

کسطرح جائین اونکی محفل مین
جنکے دل مین ہماری جا ہی نہین

کیا سنین گے وہ خلق کی فریاد
کہتے ہین جو کوئی خدا ہی نہین

لذتِ عیش وصل کیا جانین
اسمین حصہ ہمین ملا ہی نہین

کل تلک تھا وہ ربط وہ اخلاص
آج وہ شوخ آشنا ہی نہین

ہم ہین اب تو تری اُلفت مین
صدمہ وہ جسکی انتہا ہی نہین

مرنے والون سے کہتے ہین وہ امیر
کیا تمھاری کبھی قضا ہی نہین

مری مرقد کو ٹھکرانے قیامت بنکے آتے ہین
پڑا ہون مین یہان آکر تو یون مجکو ستاتے ہین

دیا ہے غسل یارون نے کفن رنگین پنہاتے ہین
تماشا ہے کہ کشتے کو ترے دولھا بناتے ہین

ہماری بیخودی تمہید ہے تیری نمایش کی
مٹا کر نقش اپنا ہم ترا نقشہ جماتے ہین

محبت کا برا ہو دل کو روؤن یا جگر تھامون
مری قابو سے یہ دونون کبھی دونون نکل جاتے ہین

گذرگاہ جہان خالی نہین رہتی ہے کثرت سے
تماشا گاہ ہے دیکھو ہزارون آتے جاتے ہین

شعاع مہر کس کس شوق سے آکر لپٹتی ہے
کبھی کوٹھے پہ چڑھ کر وہ جو بال اپنے سکھاتے ہین

طلب شانہ کی ہے زلف دوتا کی خیر ہو یارب
خدا حافظ ہے یکتائی کا آئینہ منگاتے ہین

بہانہ ہے حنابندی کا یہ بھی ایک شوخی ہے
ہمارا ہی تو دل مٹھی مین ہے ہم سے چھپاتے ہین

نظر اسپر نہین کرتے خود آئے ہین پری بنکر
ہمین کو اور الٹے اپنا دیوانہ بناتے ہین

نظر آتا نہین کچھ دیکھنے والونکی آنکھون مین
لگاتے ہین وہ سرمہ یا کوئی جادو جگاتے ہین

عزیز ایسی ہے اے قاتل کہ بسمل جان دے دیکر
تری تلوار کا دم اپنے سینے مین چراتے ہین

حسینان جہان رکھتے ہین تنہا مہرو کا شیوہ
جگہ دیتا ہے جو دل مین اوسی کا دل دکھاتے ہین

نہین خالی ہماری وحشت دل ہوشیاری سے
گریبان پھاڑ کر پیوند دامن مین لگاتے ہین

جنازے پر جو آنے کو کہو اونسے تو کہتے ہین
کہین تابوت کا بوجھ ایسے نازک بھی اٹھاتے ہین

گلوری وہ نہین کھاتے ہین مسی مل کے ہونٹھون پر
نگین یاقوت کا نیلم کی پٹری پر جماتے ہین

وہ میکش مین کہ رکھ لیتے ہین سینہ چیر کر دلمین
کوئی شیشے کا گر ٹکڑا راستے مین بھی جو پاتے ہین

ہماری لغزشونکی تجکو اے زاہد خبر کیا ہے
فرشتے تھامتے ہین ہاتھ جب ہم لڑکھڑاتے ہین

وہ اوٹھی ہے گھٹا وہ برق چمکی وہ بہار آئی
اٹھو رندو چلو واعظ تو یونہین سر پھراتے ہین

دیا جاتا ہے شمشیر قضا پر باڑہ کا دورا
مبارک مرگ تو اے دل وہ پھر سرمہ لگاتے ہین

نہین ہے یار بھی در پر وہ اونکا چھپر سی خالی
رلا دیتی ہین اتنا وصل کی شب گدگداتے ہین

امیر افسردہ ہو کر غنچۂ دل سوکھ جاتا ہے
وہ میلے ہمکو قیصر باغ کے جب یاد آتے ہین

کباب سیخ ہین ہم کروٹین ہر سو بدلتے ہین
جل اُٹھتا ہی جو یہ پہلو تو وہ پہلو بدلتے ہین

سیہ پوشاک بنکر خانہ کعبہ مین جا پہونچے
بلا کا بھیس اوکا فر ترے گیسو بدلتے ہین

بہار آئی ہے صبح عید کا عالم ہی گلشن مین
نئی پوشاک شمشاد کنار جو بدلتے ہین

نزاع کفر و دین ہی دور دور زلف عارض مین
مسلمانون سے ٹوپی آجکل ہندو بدلتے ہین

تری نیچی نگاہین سایۂ مژگان مین پھرتی ہین
پری مین جیسے بانکے پتر ہے ہر سو بدلتے ہین

بہا مین کچھ تو پایا ہے انھین ای چشم تر ہیتر
جو اپنے موتیون سے جوہری آنسو بدلتے ہین

مے گلگون ہے یہ آب وضو تیرا انھین زاہد
جو شیشے نور کے ہین کب وہ رنگ و بو بدلتے ہین

تری محفل مین یہ دیوار کی کستی ہین تصویرین
ادب سے بیٹھنے والے کہین زانو بدلتے ہین

امیر اس باغ مین رہکر کرین کیا دم اولجھتا ہے
نہ نخوت چھوڑتے ہین گل نہ کانٹے خو بدلتے ہین

گو کہ دیکھے خواب اچھے سب بے تعبیرین کہین
وصل کی بنتی ہین ان باتون سے تدبیرین کہین

پہونچے ہم جس شہر مین پوچھا یہ اہل شہر سے
خوبرویون کی یہان بکتی ہین تصویرین کہین

نیچی نظرون سے بھی آخر لگے وہ دیکھنے
اوپر اوپر جاتی ہین آہون کی تاثیرین کہین

قیدیون کا اونسے اوس ظالم کو ہی ایسا خیال
چونک اُٹھتا ہی جو غل کرتی ہین زنجیرین کہین

ابروؤن سے ہر کس و ناکس کو تم کرتے ہو قتل
خوف ہی یہ کہ کی نہ کھا جائین یہ شمشیرین کہین

وہ بت آئیگا تو بت بن جائینگے واعظ ابھی
حاکمون کے سامنے چلتی ہین تقریرین کہین

لاغری سے اپنی زندان مین یہ مجکو خوف ہے
پانؤن سے میرے اوتر جائین نہ زنجیرین کہین

اوسکے کوچے مین ٹھہرنے کو جگہ چاہے اگر
بولے دربان جاؤ کیا بٹتی ہین جاگیرین کہین

لاکھ محنت کی نہ نکلی وصل کی صورت امیر
سامنے تقدیر کے چلتی ہین تدبیرین کہین

تمام تن مین ہین چھالے اگرچہ زار ہون مین
گرد جو خوب نظر آنسوؤن کا تار ہون مین

بجا ہی سر سے قدم تک جو داغدار ہون مین
کہ ہجر مین ہمہ تن چشم انتظار ہون مین

کرم کرے جو وہ شمشیر کیسی تنہائی
جدا ہون عضو بدن ایک سے ہزار ہون مین

الٰہی آے کوئی حور باغ جنت سے
الجھ رہا ہون کہ تنہا تہ مزار ہون مین

جو اپنے ہاتھ سے دیتے ہو دو مجھے تعزیر
گناہگار نہین تو گناہگار ہون مین

ہزار مردون مین زندہ رہا جو ایک تو کیا
زمانہ مست ہی کیا خاک ہوشیار ہون مین

بغیر جرم ہون پامال شرم ہمجنسی
کوئی گناہ کسی سے ہو شرمسار ہون مین

شریک ویرہ نباتات ہون بشر کیسے
پڑین درخت پہ پتھر تو سنگسار ہون مین

کہو فلک سے ملائے نہ خاک مین مجکو
کہ انتخاب جہان فخر روزگار ہون مین

صفا بنی ہے جہان مین مری کدورت سے
کرے جو آئینون کو صاف وہ غبار ہون مین

فسردگی ہے مری باعث خزان چمن
شگفتگی مین تماشاے نو بہار ہون مین

اوٹھا کے پردۂ امکان قدم کو کیا دیکھون
کہ اپنی شکل سے آئینے مین دوچار ہون مین

وہ تیغ مہر ہے جس تیغ کا مین ہون کشتہ
نگاہ لطف ہے جس تیر کا شکار ہون مین

بہائے اپنے ہی خرمن کو جو وہ ہون سیلاب
جلائے اپنے ہی دامن کو وہ شرار ہون مین

سکون دل ہو جو حاصل تو سامنے ساحل
دکھاؤن جوش تو دریاے بیکنار ہون مین

امیر فوج ظفر موج جرأت و ہمت
وزیر اعظم سلطان تاجدار ہون مین

حریم لطف [illegible]طا مین شمیم خلق نبی
دم دعا کف حیدر مین ذو الفقار ہون مین

خمیر خاک سے مردم مین نور کا پتلا
شریک عام نہین خاص کردگار ہون مین

امیر دل مین جو کچھ آگیا کیا موزون
زبان بند نہین صاحب اختیار ہون مین

کرم کہ تیرے کرم کا اُمیدوار ہون مین
گناہگار ہون یارب گناہگار ہون مین

ہمیشہ گوشہ نشین ہون وہ خاکسار ہون مین
ہوا اوڑا نہ سکے جسکو وہ غبار ہون مین

نگاہِ ذائقہ میں آنسوؤں کا تار ہوں میں
گلوے باصرہ میں موتیوں کا ہار ہوں میں

کسی کی تیغ کھنچے قتل کو فگار ہوں میں
کسی کا تیر چلے صید پر شکار ہوں میں

لگا ہے غنچہ مجھے وہ نقشہ دو دست کب دیکھوں
بہ رنگ غنچہ ہمہ تن چشم انتظار ہوں میں

کھو گئے جو مجھے میں بھی وہی کہونگا تمہیں
اگرچہ لنگر تمکین سے کوہسار ہوں میں

ہوائیں باندھتے ہو کیا یہ جھوٹ کہہ کہہ کر
اڑا رہے ہو کسے کیا کوئی غبار ہوں میں

گمان دزد کریں ہو اگر نسیم آئے
قفس میں بند کہ مردہ تہِ مزار ہوں میں

مرے گناہوں سے ہے اونکی مغفرت کی نمود
گناہ اگر نہ کروں تو گناہگار ہوں میں

بتوں کی زلف پریشان عذار پر غازہ
رہونگا گرد حسینوں کے وہ غبار ہوں میں

ہوا جو قصر فریدون میں کل گذر اپنا
صدا یہ آئی کہ اوجڑا ہوا مزار ہوں میں

رقیب پھولوں کی بدھی اوسے پنہاتا ہے
ملے مجھے تو اجل کے گلے کا ہار ہوں میں

امیر جاتی جوانی یہ مجھ سے کہتی ہے
خزان نہ سمجھو مجھے آخری بہار ہوں میں

ٹھوکریں کھاتا ہی سر ہر گام پر رفتار میں
چال میری کوئی دیکھے کوچۂ دلدار میں

لیگیا لخت جگر اپنے جو میں گلزار میں
برگِ گل بلبل سمجھکر لیگئی منقار میں

دیکھ سکتا ہوں کوئی باہر سے میں اندر کا حال
در میں رخنہ ہے نہ روزن یار کی دیوار میں

بزم کثرت نور وحدت سے کبھی خالی نہیں
چشم بینا ہو تو یوسف سیکڑوں بازار میں

حال آئینہ ہے میری جبہہ سائی کا **امیر**
منہ نظر آنے لگا سنگ درِ دلدار میں

ردیف واو

صورت غنچہ کہاں تابِ تکلم مجھکو
منہ کے سو ٹکڑے ہوں آئے جو تبسم مجھکو

اور ہوتا کون شب ہجر مصیبت کا شریک
دیکھ لیتا تھا میں انجم کو تو انجم مجھکو

مرکے راحت تو ملی پر ہے یہ کھٹکا باقی
آکے عیسیٰ سر بالین نہ کہین قم مجکو

وقت فرصت تھا نہین جبر تکدۂ ہستی مین
کف افسوس ملی جسنے کیا گم مجکو

ایک کو ایک سے بڑھکر تری جلوی کا ہے شوق
آنکھ کہتی ہے نگہ پر ہو تقدم مجکو

اشک سان خاک مین ملنا بھی مجھے طاعت ہے
لاکھ سجدے کے برابر ہے تیمم مجکو

آبرو ہے یہ مری پیر مغان کے آگے
منہ سے ساغر جو نکل جائے تو دو خم مجکو

وحشت دل سے زمانہ مین پھرون گا منزل
سات پردون مین کرین قید جو مردم مجکو

روز دکھلاتی ہے دنیا کا سپید اور سیاہ
اوسکی شام سیہ و صبح تبسم مجکو

ہون وہ مضمون کہ زمانی کو اگر ہاتھ آؤن
صورت گوہر نایاب کرے گم مجکو

اثر طالع واژون سے عجب کیا ہے اگر
تیغ بنجائے مرا دست تظلم مجکو

ہون مین مشتاق شہادت کہین حسرت تو ٹے
خاطر غیر ہی سے قتل کرو تم مجکو

حشر مین وجد کنان قبر سے یارب نکلون
نفخۂ صور ہو آواز ترنم مجکو

مجلس وعظ مین مین سست اگر جا بیٹھون
مغبچے کھینچ کے لیجائین سر خم مجکو

شمع کی طرح مین وہ سوختہ قسمت ہون امیر
مول لے لے کے جلا دیتے ہین مردم مجکو

لیگئی کل ہوس مے جو سر خم مجکو
ہوش کی طرح سے مستی نے کیا گم مجکو

کعبۂ رخ کیطرف پڑھتے ہی آنکھون سے نماز
چاہیئے گرد نظر بہر تیمم مجکو

واہ اے بیخودی شوق کیا خوب سلوک
اوسکو جب ڈھونڈھ نکالا تو کیا گم مجکو

ہون مین وہ قطرہ جو عمان کی بغل سے چھوٹون
کھینچ لے شوق سے آغوش مین قلزم مجکو

نہین معلوم وہ مہمان ہوئے ہین کسکے
آج گھر گھر لیے پھرتا ہے توہم مجکو

غنچہ سان زینت خاطر سے عدم کو پہونچا
بال و پر ہو گئے لب وقت تبسم مجکو

خلوت وصل مین کچھ کام نہین ساقی کا
جام مے بھر کے پلاؤن مین تمہین تم مجکو

بے ثباتی میں نہیں کون سی جا میری نمود
ذرے چننے میں وہ سب گنتے ہیں انجم مجھکو

خم سے تھا کبھی اک قطرہ سے کم ای ساقی
اب وہی میں ہوں کہ ہی قطرۂ مے خم مجھکو

میں تو کیا عکس سے وہ آئینہ رو کہتا ہے
پیار کی آنکھ سے دیکھا نہ کرو تم مجھکو

دھوکھا کھائے ہوئے آدم کو زمانہ گذرا
ہنستے ہیں دیکھ کے ابتک لب گندم مجھکو

مردمک ہوں کہ سویدا ہوں الٰہی کیا ہوں
دیدۂ و دل میں جگہ دیتے ہیں مردم مجھکو

میں ترا عکس تھا اس آئینۂ ہستی میں
تو نے کیا پھیر لیا منہ کہ کیا گم مجھکو

دیکھتا ہوں کبھی آئینہ تو روتا ہوں امیر
اپنی صورت پہ خود آتا ہے ترحم مجھکو

قطرۂ مے نے کیا ہوش صفت گم مجھکو
ہر حباب مے پُر زور ہوا خم مجھکو

ہوں میں نقش قدم اس رہگذر ہستی میں
ایک ظاہر جو کرے پیار کریں گم مجھکو

میں جو مر جاؤں تو اے پیر مغان کہدینا
نیچے کھینچ کے ڈال آئیں پس خم مجھکو

ہو مرے قتل کی یا رب یہ خوشی قاتل کو
بڑھ کے دے چار قدم تیغ تبسم مجھکو

زندہ اعجاز مسیحا سے تو ہو سکتا ہوں
ضعف سے اٹھ نہ سکوں گا نہ کہیں قم مجھکو

وہی صدا دل کو جو اس نیم میں تنہا چھوڑا
ساتھ لائے تھے اسی دن کیلئے تم مجھکو

ہو سر عجز سے تا مثل گہر سجدہ قبول
چاہیے گرد یتیمی سے تیمم مجھکو

لالۂ و گل ہوں خس خار ہوں یا رب کیا ہوں
ڈوبتا ہوں تو ڈبوتا نہیں قلزم مجھکو

لیچلی ہے تو سنبھالے ہوئے لیچل اے یار
بھیڑ کی راہ میں کرنا نہ کہیں گم مجھکو

ہوں وہ میکش جو کروں رخ در توبہ کی طرف
بہکے جاتے ہو پکارے وہیں خم مجھکو

نگہ مہر کہاں یار جفا پیشہ کہاں
ملک الموت سے ہے چشم ترحم مجھکو

سوز دل وجد کا باعث ہے یہاں مثل سپند
میری فریاد سے ہے آواز ترنم مجھکو

نظر بد نہ لگے یار کی سفاکی کو
قتل ہوتے نہیں دیتا یہ توہم مجھکو

بحث کو آئے جو واعظ مجھے آجاے یہ جوش — لب بلین سا غزئے کے دہن خم مجکو

جانتے ہین جو حقیقت سے ہین آگاہ امیر
گون کے گلے سے ہی ہاتھ آیا تقدم مجکو

اشک سان جنبش مژگان نے کیا گم مجکو — لغزش پا ہوئی دریا کا تلاطم مجکو

تجکو قاتل ہی کے لعل لب خندان کی قسم — نیمجان چھوڑ نہ اے تیغ تبسم مجکو

برسون جھیلی ہے مصیبت شب تنہائی کی — مدتین گذری ہین گنتے ہوئے انجم مجکو

دیکھ لون اونکو ذرا نزع مین آلینے دے — رحم اے بیخبری کر نہ ابھی گم مجکو

خط نکلنے سے ترے سوگ نشین ہین آنکھین — کھل گئی وجہ سیہ پوشی مردم مجکو

شوق طوف حرم عشق مین باندھی ہے کمر — گرد غربت سے مناسب ہے تیمم مجکو

شب کو نکلون جو مین لاغر تو وہین شکل کمند — کھینچ لیجاے شعاع مہ و انجم مجکو

ہون مین وہ رند کہ مسجد مین لگاؤن تو ابھی — ہاتھ آجاے اگر خشت سر خم مجکو

شمع سان محفل عالم مین وہ ہون سوختہ بخت — دل بھر آتا ہے جو آتا ہے تبسم مجکو

صاف کہدو نہین دیدار دکھانا ہے اگر — کعبہ و دیر مین دوڑاتے ہو کیون تم مجکو

اسنے جنت سے جہنم مین مجھے پھینک دیا — نہر کی کا نشہ ہوا دانہ گندم مجکو

اسقدر طول خموشی کو ہوا عزلت مین — بزم مین بھول گئی طرز تکلم مجکو

واے قسمت کہ یہان قتل کی حسرت ہی امیر
اور وہ سمجھے ہین سزاوار ترحم مجکو

پہلے تم اپنی مہتون اپنی نظر کو دیکھو — پھر جسنے دل دیا ہے اوسکے جگر کو دیکھو

کیا حال پوچھتے ہو گم گشتگی کا مجھ سے — اپنے دہن کو دیکھو اپنی کمر کو دیکھو

اس رخ کی گرمیون سے ہی برق طور ٹھنڈی — بجھتے ہین کسکے منہ پر شمس و قمر کو دیکھو

پتھرا گئی ہین آنکھین جیسی جابلا گہ کی — جا کر وہان لڑی ہے میری نظر کو دیکھو

ملتا نہیں ہے نالے مدت سے ڈھونڈتے ہین
بیٹھا ہے منہ چھپا کر کیسا اثر کو دیکھو

لیٹا ہو قبر مین مین منہ سے کفن ہٹا کر
بولی یہ مجھسے غربت لو اپنے گھر کو دیکھو

غیرون کی منہ تو دیکھین مین شکل آئینہ ہون
آنکھ پھیرو تم سطرف سے صاحب ادھر کو دیکھو

حالت مریض غم کی کچھ تم بھی جانتے ہو
ایک ایک غش کو دیکھو دو دوپہر کو دیکھو

کس مرتبہ کو پہونچا آخر یہ رفتہ رفتہ
اس آستان کو دیکھو اور میرے گھر کو دیکھو

آخر ہو وصل کی شب افسردہ کیون نہون ہم
رنگت اوڑی ہوئی ہے شمع سحر کو دیکھو

رکھتے ہی خط کمر مین پر لگ گئے ہین گویا
جاتا ہے کس خوشی سے وان نامہ بر کو دیکھو

کیا وصل ہو وہ کافر تم اے امیر مومن
کتنے جدا جدا ہین شام و سحر کو دیکھو

گلے کٹین گے نہ یون ہی تیرے بدل کے چلو
چلیگی تیغ سر رہ ذرا سنبھل کے چلو

جنون بہار مین دیتا ہے ہمکو یہ ترغیب
چمن کو خانۂ زنجیر سے نکل کے چلو

برنگ صفحۂ نقاش ہو زمین رنگین
حنا جو پانون مین میرے لہو کی مل کے چلو

خرام یار کا طاؤس و کبک سے ہی یہ قول
نہ آئے گرمی رفتار لاکھ چل کے چلو

سر مزار غریبان ہین جا بجا پتھر
لگے نہ پانون کو ٹھوکر ذرا سنبھل کے چلو

کفن پہن کے چلین گور کی طرف عاشق
جو عید گاہ کو تم پیرہن بدل کے چلو

بدل نہ جائین کہین میرے راہ مین تیور
چلو جو ساتھ نہ تیوری بدل بدل کے چلو

سنا ہے محتسب آتا ہے دو گھڑی کے لیے
قدح کشو کہین اب میکدے سے ٹل کے چلو

ملے ہو ہمکو جو میلے مین تم تو عجلت کیا
ذرا تو ٹھہرو کہین شہر سے نکل کے چلو

بہار آئی ہوا مین ہین پھول خوشبو پر
خجل ہون عطر جو تم پیرہن مین مل کے چلو

رجوع کفر مین اسلام مجھسے کہتا ہے
کہ ہے یہ بتکدہ کعبے مین پہلے چل کے چلو

اگر تمھین نہین فرصت تو کہہ دو تینون سے
کہ خلق جمع ہے تم میان سے نکل کے چلو

نصیب دشت میں لائے ہیں وحشیوں کو
اچھالتے ہوئے سونا اچھل اچھل کے چلو

مری غزل کوئی رنگین سی چھانٹ کر لو
مشاعرے میں جو آئے ہو تم تو پھل کے چلو

قضا کا گرم ہے ہنگامہ کوئے قاتل میں
امیر خیر ہے منہ میں نہ تم اجل کے چلو

آہ میں کھینچوں تو کھینچیں آپ بھی شمشیر کو
بانکپن کی نوک رکھیے کاٹیے اس تیر کو

ای خوشا وحدت کشا کثرت کشا نیرنگ عشق
دیکھتا ہوں ہر مرقع میں تری تصویر کو

اپنے بسمل کا ذرا شوق شہادت دیکھیے
دوڑتا ہے کیا گلے مل مل کے دم شمشیر کو

جانتے ہو لوٹتا ہے خاک پر نخچیر کو
ڈھونڈھتا پھرتا ہے مقتل میں تمھارے تیر کو

ڈال دے عشاق کی آنکھوں پہ حیرت کی نقاب
واہ کس پردے میں رکھا حسن کی تصویر کو

گردن و پہلو سے نخچیروں کی آتی ہے صدا
آفریں اس تیغ کو صد آفریں اس تیر کو

کھینچنے بیٹھا جو نقاش ازل حیرت کی شکل
رکھ لیا پیش نظر پہلے مری تصویر کو

سینۂ عاشق پہ جڑ دے یا رب جوہر کھلیں
جو کشاد درکار ہے آئینۂ شمشیر کو

دست و بازو کو ترے تکلیف کیوں ہو دیجیے
آپ رکھ لوں چیر کر پہلو میں تیرے تیر کو

صاف کھنچ جاتا ہے شکل حیرانی اگر
آئنے پر کھینچ اسے مانی مری تصویر کو

پیاس لاکھوں کی بجھائی واہ ری دریا دلی
پانی پی پی کر دعائیں دوں تری شمشیر کو

پوچھتے کیا ہو تجھے بے بال و پر کس نے کیا
یہ پری پرواز پر کسنے دیے ہیں تیر کو

خود میں کھنچ جاتا ہوں زور ناتوانی دیکھنا
کھینچتا ہے جب کبھی مانی مری تصویر کو

زلف میں حلقے بنائے ہیں شرارت دیکھنا
طوق پہنائے ہیں کیا اس شوخ نے زنجیر کو

چلتے چلتے تھک گئی ہے منہ نہ موڑی خوف ہے
بسملو [illegible] دم لینے تو دو شمشیر کو

لب پر آئی آہ ادھر سے جب اٹھی اس کی نظر
دیکھنا کیا تیر پر روکا ہے ہم نے تیر کو

تا یہ شاہد ہوں وہ دعوی خونفشانی کا کر کر
لب دیئے سوفار کو بخشی زبان شمشیر کو

لوٹتا ہی خاک پر اے ترک مروت سے امیر
ذبح بھی کر ڈال تڑپاتا ہے کیا نخچیر کو

او کمان ابرو سمجھکر صید کر نخچیر کو
سخت جانی سے کمین صدمہ نہ پہونچے تیر کو

ہو چکا مین قتل تو اس سے قضا نے یہ کہا
لو مبارک آج سے فرصت ملی شمشیر کو

جب نظر اس ترک کی میرے پڑی تیوری چڑہی
بل پڑے شمشیر مین سمجھا کیا جب تیر کو

فصل گل مین گل کھلے تازہ ہوا نخل کہن
اگر چکا تھا ان جوانون نے سنبھالا پیر کو

رنگ وحدت دل مین کثرت کے سما جائے اگر
ایک برگ گل پہ کھینچون باغ کی تصویر کو

چیر کر پہلو کو دل نکلا ہے مشتاق نگاہ
کیا تماشا ہے ہدف لینے چلا ہے تیر کو

ہجر وندان کا ہون مجرم ہو سزا بھی حسب حال
سوتیون کا چاہیئے درہ مری تعزیر کو

نازکیونکر ہو گنا ہون پر نہ مجکو اے کریم
پیار کرتی ہے تری رحمت مری تقصیر کو

پیچ کی باتین رہین شانہ ہی سے ای زلف یار
خوب سلجھاتا ہے وہ الجھی ہوئی تقریر کو

صفحۂ رخسار جانان پر لکھا کیا خوب خط
چوم لون ہاتون جو دست کاتب تقدیر کو

کسکو کرتے ہین نشانہ کسکو کرتے ہین شکار
ترک لڑ جائینگے کیا نخچیر سے نخچیر کو

جب کمان سے چھوٹتا ہے دل مین کرتا ہے مقام
خوب سیدھی راہ دکھلائی ہے تمنے تیر کو

دل کی ہوتی ہے درستی جبی ہوتی ہے شکست
کرتی ہے آباد بربادی اسی تعمیر کو

پوچھتی ہے شمع پروانون سے تیری داستان
گل سنا کرتے ہین بلبل سے تری تقریر کو

قالب خاکی سے ہر دم ہے یہ تہدید اجل
خاک مین اکدن ملا دینگے ہم اس تعمیر کو

پانون اپنا درمیان تھا کھل گئے عقدے تمام
سخت مشکل تھین یہ کڑیان جھیلنی شمشیر کو

دل مین گھر اوسکا ہے گردن تک گذر اسکا امیر
تیغ قاتل سے جگہ اچھی ملی ہے تیر کو

گھر گھر تجلیان ہین طلبگار بھی تو ہو | ۴ | موسیٰ سا کوئی طالب دیدار بھی تو ہو

اے تیغ ناز کیا کوئی قابل ہو برق کا ۔ تیری سی اور سمین تیزی رفتار بھی تو ہو
دل دردناک چاہیئے لاکھون مین خوبرو ۔ عیسیٰ ہین سیکڑون کوئی بیمار بھی تو ہو
چھاتی سے مین لگاؤن رہون کیون نہ داغ کو ۔ اے دل کوئی انیس شب تار بھی تو ہو
گرہم نہین تو رونق بازار عشق کیا ۔ اے حسن خود فروش خریدار بھی تو ہو
پردے مین چاہتا ہے کہ ہنگامہ ہو بپا ۔ اے آفتاب حشر نمودار بھی تو ہو
اتنی او واس صحبت سے واہ میکشو ۔ دست سبو مین شیخ کی دستار بھی تو ہو
زاہد امید رحمت حق اور ہجو مے ۔ پہلے شراب پی کے گنہگار بھی تو ہو
ساقی ابھی سے جاؤن مین کیا سیر کشتی ۔ آئی بہار رونق گلزار بھی تو ہو
بیجا تری نگاہ کو تیزی پہ ہے گھمنڈ ۔ برچھی کی نوک دل سے مرے پار بھی تو ہو
سوؤن مین آکے دھوپ پاؤن امان اگر ۔ راضی تمہارا سایۂ دیوار بھی تو ہو
کیونکر ہو درد دل کی ہاری اوسے خبر ۔ پردے مین خامشی کے کچھ اظہار بھی تو ہو
اشکون کے ساتھ عشق مین نالہ ضرور ہے ۔ آراستہ ہے فوج علمدار بھی تو ہو
ساقی او واس کیون نہو بزم سے دبیلو
میخانے مین آئیں سا میخوار بھی تو ہو

وہ حسن کیا ہے حسن جو خاطر نشین نہو ۔ کس کام کا وہ نام جو نقش نگین نہو
کیونکر ہو دل شگفتہ جو عزلت نشین نہو ۔ پھولے پھلے نہ دانہ جو زیر زمین نہو
وہ یاس ہے کہ وصل مین بھی ہر نگاہ پر ۔ ڈرتا ہون مین کہین نگہ واپسین نہو
راحت کی جستجو مین ہین اہل جہان عبث ۔ ہاتھ آئے وہ کسیکو کہان جو کہین نہو
ایذائے خلق پر ہے یہ غش موذی فلک ۔ ہے سانپ چاہتا ہے کوئی آستین نہو
ساحل ہے ہون مین تشنہ دہن جو دکنارہ کش ۔ کہدو کہ بحر موج سے چین پر جبین نہ ہو
مانند بوے گل چمن دہر سے نکل ۔ اس باغ بے ثبات مین عزلت نشین نہو

نام اُس حسین کا قلب مصفا پہ نقش ہے
کیونکر اس آئینے پہ گمانِ نگین نہ ہو

ہستی جہان کی ہستیِ حق پر دلیل ہے
کیونکر جہان ہو جو جہان آفرین نہ ہو

زاہد کا صاف زہد ریائی ہے آشکار
سجدہ کرے درست تو داغی جبین نہ ہو

ساقی میں نشۂ مئے عرفان سے مست ہوں
اخلاص میں جو بادہ میسر نہیں نہ ہو

تیرا نہ ہو مکان جو مشہور ہے فلک
کہتے ہیں جسکو عرش ترا شہ نشین نہ ہو

دل سے جو چشم فیض ہے تجھکو تو پاک رکھ
کس کام کی ہے صاف اگر دوربین نہ ہو

ہم رند مشربوں کی معاصی سے ہے نمود
روشن ہو نام کیا جو سیہ رو نگین نہ ہو

ہیں تنگ اس جہان سے وہان لیجل اے جنون
جس جا پہ آسمان نہ ہو یہ زمین نہ ہو

ساجد خدا پرست بھی اس آستان پہ ہیں
کیون بے نیاز وہ صنمِ نازنین نہ ہو

آتا ہے مجھکو گریہ لبِ کشت زعفران
اتنا بھی جور چرخ سے کوئی حزین نہ ہو

سر آستانِ دل پہ نہ پہونچے کبھی امیر
جب تک کہ عرش پر قدمِ اوّلین نہ ہو

یاد زلف آئی دمِ نزع ستانے ہمکو
کس بُرے وقت میں گھیرا ہے بلا نے ہمکو

منہ لگایا ہے جنون نے نہ خدا نے ہمکو
نہ ادا نے کبھی پوچھا نہ قضا نے ہمکو

آس کسکو تھی شبِ غم کی سحر ہونے کی
اے جنون دن یہ دکھایا ہے خدا نے ہمکو

ہجرِ جانان مین کسی روز جو ہچکی آئی
جی اٹھے ہم کہ کیا یاد قضا نے ہمکو

رخصت اے ہوش و خرد اب نہین ٹھہرا جاتا
بیخودی دور سے آئی ہے بلانے ہمکو

کشمکش مین ہین بیتابیِ دل رکھتی ہے
آنے دیتی ہے نہ ظالم کہین جانے ہمکو

قہر کرتی ہین شبِ وصل تمھاری آنکھین
اسی پردے مین تو مارا ہے حیا نے ہمکو

ساقیا دیر سے مستی نے نکالا ہوتا
خوب ہی روک لیا لغزشِ پا نے ہمکو

شمع آسا کبھی جلتے کبھی رو رو گذری
آگ پانی سے بنایا ہے خدا نے ہمکو

دیر مین شیخ حرم سے یہ صنم کہتے ہین
تو نے اللہ کو جانا ہو تو جانے ہمکو

خنجر ناز سے بچ کر جو چلے چار قدم
رکھ لیا برچھیون پر تیر ادا نے ہمکو

حوصلہ کون تماشے سے تجلی کا کرے
غش تو دیتا ہی نہین ہوش مین آنے ہمکو

کیا بگاڑا ہے ترا اے شب فرقت ہمنے
روز آتی ہے بلا بنکے ڈرانے ہمکو

آئینہ دیکھ کے ہر بار وہ بت کہتا ہے
خود نمائی کو بنایا ہے خدا نے ہمکو

لامکان مین نہ پتا ہے نہ مکان مین اوسکا
بے ٹھکانے کے بتائے ہین ٹھکانے ہمکو

وہ بلا دوست ہین جب کوئی کرطی آئی ہے
نام لے لے کے پکارا ہے بلا نے ہمکو

خار کیا کھائے ہین گل دیکھ کے فرقت مین امیر
ایسے کتنے ہین ابھی داغ اوٹھانے ہمکو

آج محفل سے تم آئے ہو اوٹھانے ہمکو
ہاے وہ دن کہ جو اوٹھتے تھے بٹھانے ہمکو

منھ شب ہجر دکھایا نہ قضا نے ہمکو
کون پوچھے گا نہ پوچھا جو خدا نے ہمکو

حوصلہ دل سے تڑپنے کا نکلت کیونکر
دم ہی لینے نہ دیا تیغ ادا نے ہمکو

تیغ جلاد نے جوہر کو کیا ہے عزیز
آنکھ اوٹھا کر بھی تو دیکھا نہ قضا نے ہمکو

اتنی نسبت بھی کفایت ہے یہان بخشش کو
کاش وہ اپنا گنہگار ہی جانے ہمکو

حلقۂ زلف مین پھنسکر کوئی نکلا ہے کبھی
موت کے منھ سے چھڑالیا ہے قضا نے ہمکو

مسجدون مین کبھی بھیجا کبھی بتخانون مین
ٹھیک ٹھیک اونسے بتائے نہ ٹھکانے ہمکو

آتے جاتے ہو وہان غیر کے گھر تم ہر شب
رشک آتا ہے یہان دوزخ ستانے ہمکو

یاد آئین تری آنکھین تو یہ سمجھے دم نزع
حورین فردوس سے آئی ہین بلانے ہمکو

اوس ستمگر نے جو پہلو سے اوٹھایا اپنے
درد دل تو بھی تو اوٹھا نہ بٹھانے ہمکو

لیچلے داغ ہزارون چمن ہستی سے
زندگی لائی تھی کیا سیر دکھانے ہمکو

مدد اے مرگ کہ آفت مین پھنسا رکھا ہے
آگ نے خاک نے پانی نے ہوا نے ہمکو

سن کے آواز موذن کی شب وصل کی صبح
صاف سمجھے کہ بلایا ہے خدانے ہمکو

ہین وہ میکش جو گرے ہین کبھی لغزش کھاکر
بدلیان دوڑکے آئی ہین اوٹھانے ہمکو

امتحان تھا جو ہمارا وہ سے منظور نظر
ذبح رک رک کے کیا تیغ ادا نے ہمکو

وہ پرکاہ تھے اس گلشن ہستی مین امیر
دوش سے پھینک دیا باد صبا نے ہمکو

پیچ پر پیچ دیے زلف دوتا نے ہمکو
کن بلاؤن مین پھنسایا ہے خدانے ہمکو

پر لگائے یہ ترے تیر ادا نے ہمکو
تھک گئی دوڑکے پایا نہ قضا نے ہمکو

تو وہ تیر دن کا کیا تیر ادا نے ہمکو
شکر صد شکر لگایا تو ٹھکانے ہمکو

تیرے بیمار سے یہ بخبری کہتی ہے
کہ خبر کو ترے بھیجا ہے قضا نے ہمکو

کہتے ہین حشر وہ رفتار سے برپا کرلیے
ایسے کتنے ابھی فتنے ہین جگانے ہمکو

کی ہے جب شوق سے منعم کی عمارت پہ نظر
عبرت آئی ہے وہین گور جھکانے ہمکو

سارے عالم مین یہ شہرت ہے قضائے یار
واہ کس پردے مین مارا ہے ادا نے ہمکو

وہ کہین گئے نہ اوٹھا صدمۂ فرقت دو دن
موت کیون آئی ہے یہ داغ لگانے ہمکو

دفن بھی اپنی گلی مین نہ کیا وای نصیب
مرگیے پر بھی لگایا نہ ٹھکانے ہمکو

ڈھیر ون انگور پڑے کٹتے ہین ساقی لیکن
ہاتھ آتے نہین دو چار بھی دانے ہمکو

عیش کرنے کو تو تمکو کیا ہے پیدا
رنج اوٹھانے کو بنایا ہے خدانے ہمکو

عشق ابرو مین خدا پار لگائے بیڑا
آب شمشیر مین غوطے ہین لگانے ہمکو

حیرت عارض جلاد سے سکتا جو ہوا
آئی تیغ اجل آئینہ دکھانے ہمکو

نقد ہوش و خرد و صبر نہ چھوڑا کچھ امیر
آج لوٹا غضب اوس دزد حنا نے ہمکو

ہون وہ بلبل گل تلک پہونچون تو گلشن خشک ہو
مثل خار آشیان شاخ نشیمن خشک ہو

چاہتا ہے سوز فرقت اس محیط حسن کا
تن مین مثل خار ماہی ہر رگ تن خشک ہو

تازگی ہے روے جانان کی زنخدان کے سبب
چاہ جس گلشن مین ہو کیونکر وہ گلشن خشک ہو

تابش خورشید محشر سن کے پڑتی ہے امید
مجھ سے تر دامن کا بھی شاید کہ دامن خشک ہو

ہون وہ پیاسا ذبح کو دم بھی نہین سیراب ہون
حلق مین پانی بسان آب آہن خشک ہو

زیست پیری مین کہان وہ ذوق جوانی کی گئی
کیا بھر روشن چراغ ایدل جو روغن خشک ہو

تیغ کھینچے میکدے کی سمت اگر آئے وہ ترک
بت کا زہرہ آب ہو خون برہمن خشک ہو

آبیاری ہو اگر بلبل کے اشکون کی یہی
ہے یقین جو فصل خزان مین بھی نہ گلشن خشک ہو

داغ دل سے گرم اپنی خاک ہے کیا ہے عجب
چادر گل پڑتی ہی بالاے مدفن خشک ہو

اور بھی گردون ستاتا ہے جو پاتا ہے ضعیف
پائمال گاو دہقان ہو جو خرمن خشک ہو

حسرت دیدار مین کھینچون اگر مین آہ سرد
ایک جھونکے مین یقین ہے نخل ایمن خشک ہو

چھین کر رخت سفر پامال ظالم نے کیا
پاؤن شل ہو جائین یارب دست رہزن خشک ہو

او مسی آلودہ لب کا وصف کیا کوئی کرے
سامنے سب کے زبان برگ سوسن خشک ہو

چھیڑتی ہے روز اسے قاتل کی تیغ آبدار
غیر ممکن ہے کہ اپنا زخم گردن خشک ہو

حسرت دیدار ہے مجکو مکان یار کی
دیدۂ تر کیا برنگ چشم روزن خشک ہو

مین اگر رونے پر آؤن صورت ابر بہار
سبز ہو دم بھر مین برسون کا جو گلشن خشک ہو

اسقدر ہو بخیہ گر کو غم جو سیے میرے زخم
جان مثل رشتہ تن مانند سوزن خشک ہو

اس گلستان مین ہے مجھ سا کون طائر بدنصیب
پاؤن رکھون مین جہان شاخ نشیمن خشک ہو

کیا حرارت ہے لگاؤن مین اگر منھ سے امیر
جام مثل چشمۂ خورشید روشن خشک ہو

چھوڑو نہین اے بت حیا کو
کیا منھ نہ دکھاؤ گے خدا کو

لگاؤ نہ گیسوے رسا کو
پیچھے نہ لگاؤ اس بلا کو

ظالم تجھے دل دیا خدا کی
بس بس مین پہونچ گیا سزا کو

کانٹون سے کہو سنبھال لینا
آتا ہے غش اک برہنہ پا کو

بلبل کو ملے جو باغبانی
روکے در باغ پر صبا کو

ای حضرت دل بتون کو سجدہ
اتنا تو نہ بھولیئے خدا کو

گل کر گئی میری شمع تربت
کیا موج یہ آگئی صبا کو

کوچے مین ترے ملا یہ آرام
نیند آگئی چشم نقش پا کو

اتنا بکیے کہ کچھ کہے وہ
یون کھولیے قفل مدعا کو

کہتا ہے یہ شوق قتل ہر دم
دم لینے نہ دیجیے قضا کو

کیا کیا تری چتونین بچائین
دھوکے دیے تیر بے خطا کو

دکھلاکے ہم اپنی سخت جانی
غصہ دلواتے ہین قضا کو

ہاتھ آئے اگر نگین حسرت
کھدوائیے نقش مدعا کو

راضی برضا ہون ای صنم مین
جو کچھ منظور ہو خدا کو

کہتی ہے امیر اوس سے شوخی
اب منہ نہ دکھائیے حیا کو

وصال پر ہے جو وصل امتحان کر دیکھو
امیر یون ہی سہی چند روز مر دیکھو

خدا کی شان کہ دیکھین ہم آپکی آنکھین
نگاہ تک نہ کرو تم ادھر ادھر دیکھو

پڑا ہون ہجر مین مردے کی طرح بستر پر
ابھی تو جان سی آئے جو اک نظر دیکھو

جنازہ غیر کا نکلا ہے تو نکلنے دو
ہمین کو بیٹھے ہو چلمن سے جھانک کر دیکھو

مری طرف سے کہے کوئی حضرت غم کو
بہت رہو مرے دل مین اب اور گھر دیکھو

کسی کا دل نہ دکھاؤ خدا کا خوف کرو
ذرا کلیجے پر اپنے تو ہاتھ دھر دیکھو

چھپا چھپا کے نظر بازیان ہون غیرون سے / ہمین سے آنکھ چرانا ذرا ادھر دیکھو

دکھا کے تیغ کو تڑپا رہے ہو دیر سے کیا / جو دیکھنا ہو تماشا تو ذبح کر دیکھو

ہے سحر عشق کہ جلتے ہین پر نہین بلبل / لگی ہے آتش گل باغ مین جدھر دیکھو

گیا تھا لیکے خط آیا ہے ہاتھ کٹوا کر / ذرا خدا کے لیے شان نامہ بر دیکھو

اوٹھاؤ آنکھ یہ کیا شرم ہے خدا سے ڈرو / کسی کی جان کا ہو جائیگا ضرر دیکھو

بغیر غم نہین ممکن حصول دولت دہر / نظر جو آئے محرم کا چاند زر دیکھو

امیر جلوۂ وحدت سے آشنا ہو جو دل / وہی ظہور وہی شان ہے جدھر دیکھو

دل ہے وابستہ کسی زلف رسا سے کچھ ہو / اب تو سر مین یہی سودا ہی بلا سے کچھ ہو

فکر بیجا ہے طبیبو مرض عشق ہے یہ / غیر ممکن ہے کہ تخفیف دوا سے کچھ ہو

دیکھیے خط اب کسے بھیجون کہ برآئے مطلب / جب نہ قاصد نہ کبوتر نہ صبا سے کچھ ہو

مل گئے وہ کسی رستے مین تو مانند غبار / ہم لپٹ جائینگے دامان قبا سے کچھ ہو

جان پر کھیل گیا مین تو کہا اس بت نے / مین نہ سمجھا تھا کہ تم فضل خدا سے کچھ ہو

نظر آجائے جو اس زلف سیہ کی ناگن / ڈال دون ہاتھ مقرر مین بلا سے کچھ ہو

تیرے بیمار محبت کی ہے صحت مشکل / فکر ہو لاکھ دوا سے نہ دعا سے کچھ ہو

سخت جان وہ ہون کہ کٹ جاؤن اگر شرم سے مین / شرماتا ہون جو پھر تیغ قضا سے کچھ ہو

ہے معما دہن تنگ کا دشوار بہت / حل مطلب ہو تو شاید شعرا سے کچھ ہو

تو بھی آخر کسی در کا ہے گدا اے سلطان / عفو لازم ہے جو تقصیر گدا سے کچھ ہو

نہ محبت کی وہ آنکھین نہ وہ الفت کی نگاہ / حال دل کس سے کہون تم تو خفا سے کچھ ہو

بادۂ سرخ ملے تم سے یہ امید کہان / منہ سے تم تو مرے خون کے پیاسے کچھ ہو

متوقع در دولت پہ کھڑے ہین کب سے / اب تو ہمکو بھی عطا خوان عطا سے کچھ ہو

کوی جاناں میں کوئی دم تو ٹھہر جائیں پاؤں
ایسی افتاد مری لغزش پا سے کچھ ہو

عالم فقر میں تکلیف گوارا ہے امیر
نہ ملیں گے نہ ملیں گے امرا سے کچھ ہو

دیر سے قتل کے مشتاق ہیں باہر آؤ
دیکھو اتنا نہ کھنچو کھینچ کے خنجر آؤ

آمد و شد نفس چند کی باقی ہے فقط
اپنے گھر مجکو بلاؤ کہ مرے گھر آؤ

نہ سہی زیست میں مرنے پہ تو لو میری خبر
اب نہ آؤ تو جنازے پہ مقرر آؤ

دیکھ لے کوئی نہ آتے مری تربت پہ تمہیں
چاندنی شب ہے ذرا اوڑھ کے چادر آؤ

دیکھکر آئینے کو عکس سے کہتا ہے وہ شوخ
کچھ اگر حسن کا دعویٰ ہے تو باہر آؤ

نذر عاشق کی ہر کچھ لوٹ نہیں ہے صاحب
دل و جان دونوں جو لینے ہیں مکرر آؤ

ساتھ اگر راہ میں ہر باتیں بھی ہوتی جائیں
آگے پیچھے نہ چلو میرے برابر آؤ

ناف کی طرح نہ پڑ جائے شکم پر کوئی آنکھ
کھول کر بند نہ دروازے کے باہر آؤ

جان بلب ہوں ملیں عیادت ہے مریضوں کی ثواب
مانو اللہ کو تم بہر پیمبر آؤ

تب مزہ جانے کا ہے ہاں ہو کے یار امیر
میری آنکھوں پہ تم آؤ مرے سر پر آؤ

حشر کے روز نہ ہو تشنہ دہانی سب کو
دے تری تیغ جو اک قطرہ بھی پانی مجکو

تیزی موج اگر بحر رواں میں دیکھی
یاد آئی تری خنجر کی روانی مجکو

آب خنجر سے تری پیاس کوئی بجھتی ہے
اور بھی آگ لگاتا ہے یہ پانی مجکو

خوبرویوں میں صنم ایک ہی تو دیکھا ہے تو
نظر آتا نہیں تیرا کوئی ثانی مجکو

اور کس سے ہوں دہان و کمر یار کے وصف
خوب معلوم ہیں یہ راز نہانی مجکو

اس سے انکا ہے یہ مطلب کہ کروں میں بھی فغان
ہدیہ بھیجا ہے تو دیوان فغانی مجکو

نوجوان کوئی جو پیری میں نظر آتا ہے
یاد آتی ہے بہت اپنی جوانی مجکو

داغ کھا کھا کے کرون اپنی مین اوقات بسر
اسلیئے دیتے ہین چھلا وہ نشانی مجکو

بات وہ کر کہ مرے خواہ ترے کام کی ہو
ایسی اے بت نہ سنا رام کہانی مجکو

جسطرح صبح کو خورشید عیان ہوتا ہے
آکے پیری نے دیا داغ جوانی مجکو

ہے خطر خاک تہ سقف فلک بیٹھون مین
نظر آتی ہے نہایت یہ پرانی مجکو

سینہ جلتا ہے پلا جلد شراب اے ساقی
آگ بھڑکی ہوئی ہے چاہیئے پانی مجکو

یہ موحد تو سمجھتے نہین اطلاق صحیح
کہین اول تو بتا دین کوئی ثانی مجکو

آرزو اسلیئے فردوس کی مجھ پیر کو ہے
ہاتھ آئیگی وہان میری جوانی مجکو

خوف ہے وصف مین اس چاہِ ذقن کے اتنا
کہ ڈبو دے نہ طبیعت کی روانی مجکو

نغمہ سنجانِ گلستان سخن ہین جو امیر
کہتے ہین بلبلِ گلزار معانی مجکو

چل دلا دیر سے کرتا ہے اشارے گیسو
نہ زبان ہے نہ دہن ہے کہ پکارے گیسو

خط شبگون پہ یہ آتے نہین پیارے گیسو
چال پر چال بچھاتے ہین تمہارے گیسو

یہ تر و تازہ چمن ہے کہ تمہارا عارض
یہ دو جوان دھار گھٹا ہے کہ تمہارے گیسو

مچھلیان دام مین پھنسکر ہین جو موجون مین نہان
کھل گئے کسکے یہ دریا کے کنارے گیسو

دن کو رخسار دکھاتا ہے فروغ خورشید
شب کو چمکاتے ہین افشان کے ستارے گیسو

بال کنگھی سے جو سلجھائے تو دل الجھایا
تیرہ بختون کو بگاڑا جو سنوارے گیسو

دل صد چاک نے شانے سی کہا جل کے یہ رات
او سیہ کار تجھے باندھ کے مارے گیسو

شہر سے بڑھ کے اگر جانب صحرا جائین
شانۂ شاخ سے سلجھائین چکارے گیسو

ہو چکے جن و بشر قید ملک باقی ہین
اب سرِ عرش سے زنجیر اوتارے گیسو

عاشقون کے دل پر داغ سے ایسے چمکے
ہو گئے شہپر طاؤس تمہارے گیسو

سانپ نے گھیر لیا گلشن جنت کو امیر

حلقہ حلقہ نہین عارض کے کنارے گیسو

ہون مین وہ میکش اوٹھا ساقی مری تعظیم کو
گردن مینا سے خم ہو گئی تسلیم کو

آتے ہی اوس مست کے گلزار مین آئی بہار
ابر اٹھا تعظیم کو شاخین جھکین تسلیم کو

ساغر جمشید سے کچھ ساغر مے کم نہین
دیکھتے ہین بادہ کش گھر بیٹھے ہفت اقلیم کو

غیر کو دشنام دو بوسہ عنایت ہو مجھے
چاہیئے مردم شناسی صاحب تقسیم کو

بیٹھے بیٹھے میرے پہلو سے جو وہ عیسیٰ اوٹھا
درد دل بھی ساتھ ہی اوسکے اٹھا تعظیم کو

لب پر ای غنچہ دہن تحریر مستی کی نہین
کاتب تقدیر نے خلعت دیا ہی میم کو

نقد آمرزش کا طالب ہے اگر ای خود فروش
تول میزان عدالت مین امید و بیم کو

ہین جو مردان خدا آفت مین راحت ہی انھین
عید تھی قربانی فرزند ابراہیم کو

جعد خالی خال ہی کنج دہن مین یار کے
ہے تعجب جیم کا نقطہ دیا ہے میم کو

خاک اڑاتے تشنگان عشق کے آتے ہین غول
کہدو رضوان سے بچائے کوثر و تسنیم کو

مٹیے منزل کا نشان ملتا ہی اے اہل فنا
ہر قدم پر خضر ہے نقش قدم تعلیم کو

مال رکھنے کو نہین کہدو غنی سے بانٹ دے
لفظ مین تقسیم کے داخل کیا ہی سیم کو

اپنے وقت مرگ سے غافل رہی اختر شناس
گو برابر جان کے رکھا کیئے تقویم کو

چشمۂ دیدار جانان کی ہین دو نہرین امیر
جانتا ہون خوب اہل کوثر و تسنیم کو

بنکے خضر آیا ہے واعظ کیا مری تعلیم کو
اک دوراہہ جانتا ہون مین امید و بیم کو

تیغ قاتل سے صفائی مین برابر ہی سہی
یہ روانی کب ملی ہے کوثر و تسنیم کو

دو قدم اس ناز سے جس سر زمین پر تم چلو
اوٹھ کھڑے ہون سیکڑون فتنے وہان تعظیم کو

دشت ہستی مین قدم بڑھکر ہٹے پیچھے نہ پھر
ساتھ ہی عمر روان غافل اسی تعلیم کو

جادۂ تیغ قضا پر سر کے بھل عاشق چلے
طے کیا کس حوصلے سے منزل تسلیم کو

نام کو ہی اک نشان باقی دہن اوسکا کہان
کاتب قدرت نے لکھکر چھیل ڈالا میم کو

فتنہ برپا ذات سے مفسد کی ہوتا ہے ضرور
کیا ہوا اٹھے اگر وہ حشر کی تعظیم کو

حشر کے دن نامۂ اعمال کا کیا اعتبار
سال بھر کے بعد باطل کہتے ہین تقویم کو

یہ غزل رنگین سناؤن مین ظہوری کو اگر
دھوئے آب شرم سے گلزار ابراہیم کو

کبر و دولت کیا ہے جو کرتا زمانہ انقلاب
دم مین کر دیتا ہے کجکول گدا دیہیم کو

بھیجتا ہون پہلے مین گورِ غریبان کیطرف
گھر مین آتے ہین کبھی مزدور اگر ترمیم کو

آہ کی شمشیر پر تکیہ ہے نامردون کا کام
مرد رکھتے ہین کمر مین خنجرِ تسلیم کو

یہ وظیفہ سب وظیفون سے ہے بہتر ای امیر
یاد احمد کو کرون یا احد بے میم کو

انسان عزیز خاطر اہلِ جہان نہو
وہ مہربان نہو تو کوئی مہربان نہو

[illegible] کا اپنے نالۂ کشتی مین نشان نہو
ہم سوز بن جو آگ جلائین دھوان نہو

مشاطہ چاہیئے رخِ زیبا کے واسطے
کس کام کا وہ باغ جہان باغبان نہو

ممکن نہین کہ زلف سے الجھے نہ اسکی زلف
قرآن کی طرح سے جو وہ رخ درمیان نہو

کیا داغ سینہ زیر گریبان چھپائیے
خورشید زیر دامن گردون نہان نہو

تارِ نظر سے بڑھ کے ہے لاغر مرا بدن
عشق مین یون بھی کوئی ناتوان نہو

کیونکر ہمارے یوسفِ دل کا پتا ملے
چاہِ ذقن پہ جب گذرِ کاروان نہو

لکھتا ہون وصف عارض و ابروی یار کے
کیون صفحہ آفتاب قلم کہکشان نہو

رہی مین بھی کیا نہ تغافل ہزار حیف
اتنا بھی کوئی مائلِ خوابِ گران نہ ہو

ہم حادثون سے بعد فنا بھی کہان نجات
ممکن نہین کہ زیر زمین آسمان نہ ہو

لازم ہے ضبط نالۂ دل بعد مرگ بھی
ہے لطف جام گوش جکی مے روان نہو

[illegible] رہرو کیجے اگر شیشہ ہاے دل
دشتِ جنون مین نام کو ریگ روان نہو

آنکھون سے فائدہ جو نہ دیدار ہو نصیب
حاصل جبین سے کیا جو ترا آستان نہو

جانے اگر کہ چاہ عدم مین گرائیگا
کوئی سوار توسن عمر روان نہو

وہ گل جو آئے تو یہ چمن کا ہو رنگ زرد
کچھ بھی امیر غیر گل زعفران نہو

عکس سے بجھو نہ آئینے مین اتنا دیکھو
جانے دو اپنی طرف ای گل رعنا دیکھو

چشم پوشی کا مین کرتا ہون جو اُن سے شکوہ
آنکھین دکھلاتے ہین وہ اور تماشا دیکھو

نہوا زندہ مین عیسیٰ نے بہت سر مارا
تم بھی اس قالب بیروح کو ٹھکرا دیکھو

پھیرنے کو لیے دل آئے ہین ہم یان ای جان
کر چلے جان بھی نذر اور تماشا دیکھو

شوق اوس کوچے کا کہتا ہی ہم سے امیر
خود چلو دوڑ کے قاصد کا نہ رستا دیکھو

میرے پہلو مین جو دیکھا خنجر جلاد کو
دل سے لاکھون حسرتین نکلین مبارکباد کو

ہون وہ دیوانہ بلاتا ہون جو مین فصاد کو
ساتھ لاتا ہے حمایت کے لیے جلاد کو

پر جو کھولے بھی تو کب کھولی خزان جب آگئی
رحم آیا بھی تو کب آیا مرے صیاد کو

قتل کرنیکا مرے اللہ ری اوس ظالم کو شوق
حکم تینون دیدیے یکبارگی جلاد کو

یاد مین اک رشک عیسیٰ کے جو مین مرنے لگا
ہچکیان آئین دم آخر مبارکباد کو

خاک ہو جانے پہ بھی ظالم نہین ہوتا عزیز
کب کوئی دیتا ہے مٹی کشتۂ فولاد کو

زیر خنجر او دل بسمل تڑپ اچھی نہین
قہر ہو جائیگا گر رحم آگیا جلاد کو

سایۂ رحمت مین تیری جا کو بخشی ای کریم
کیا ٹھکانا ہاتھ آیا ہے مری فریاد کو

مجھ سا صید خفتہ طالع کون ہوگا عندلیب
نغمہ سنجی سے مری نیند آگئی صیاد کو

دو قدم اوس فتنۂ عالم نے چلکر وقت سیر
خوب لڑوا دیا چمن مین قمری و شمشاد کو

جرم میرا کیا اگر قدمون پہ سر کٹ کر گرا
خیر جانے دیجیے کیا کیجیے افتاد کو

کیون نہین بھاتی عدو کو میری نظم طبع زاد
دوست لکھتی ہے عقیدہ غیر کی اولاد کو

ہمسری اوسکے قد موزون سے ہی جرم عظیم
گنبد دوزخ کا بنائیگا خدا شمشاد کو

شوق پڑھنے کا ہوا اوس طفل کو سنتے ہین ہم
مژدہ مکتب کو مبارک مرگ نو استاد کو

عید موسیٰ کو ہوئی برق تجلی کی مگر
پہلے نظارے مین غش آیا مبارکباد کو

شکر کرتا ہون کہ پایا قدر دان مدت کے بعد
داستان میری پسند آئی مرے صیاد کو

کیا کھلیگی فصد کیا سودا ہمارا ہوگا کم
ضعف ایسا ہے کہ رگ ملتی نہین فصاد کو

خوش ہوا ایسا وہ میری قتل کی سنکر خبر
جشن شادی کا کیا خلعت دیا جلاد کو

کس طرح سے آگیا جھونکا ہوائے مرگ کا
کیا پریشان کر دیا مجموعۂ اضداد کو

قید تھی مدت سے اب آزاد ہوتی ہے امیر
روح نکلیگی دعا دیتی ہوئی جلاد کو

پہلے تو مجھے کہا نکالو
پھر بولے غریب ہے بلا لو

بیدل رکھنے سے فائدہ کیا
تم جان سے مجکو مار ڈالو

اوسنے بھی تو دیکھی ہین یہ آنکھین
آنکھ آرسی پر سمجھ کے ڈالو

آیا ہے وہ مہ بجھا بھی دو شمع
پروانون کو بزم سے نکالو

گھبرا کے ہم آئے تھے سوے حشر
یان پیش ہے اور ماجرا لو

تکیے مین گیا تو مین پکارا
شب تیرہ ہے جاگو سونے والو

اورون پہ امیر تکیہ کب تک
تم بھی تو کچھ آپ کو سنبھالو

غربت مین وطن یاد دلاتی نہین مجکو
بھولے سے بھی ہچکی کوئی آتی نہین مجکو

کس منھ سے کرون قافلہ والون کی شکایت
آواز جرس بھی تو جگاتی نہین مجکو

ساقی کا گلہ کیا ہے جو دیتا نہین بوسہ
منھ دختر رز بھی تو لگاتی نہین مجکو

مین غنچۂ پژمردہ ہون گلزار جہان مین
کیسی ہے بہار آئی کھلاتی نہین مجھکو

مشتاق شہادت کو وہ دو ہاتھ لگاکر
کہتے ہین لگاوٹ بہت آتی نہین مجھکو

کیا بیخبری ہے کہ خبر یار کی مجھ تک
آتی بھی ہے تو آپ مین پاتی نہین مجھکو

کہتا ہے قیامت سے مرا طالع خفتہ
مردون کو جلاتی ہے جگاتی نہین مجھکو

وہ جنس ہون بازار جہان مین کہ قضا بھی
لینے کو تو کیا ذکر چکاتی نہین مجھکو

چھاتی سے لگاتا نہین تو قتل ہی کر یار
یہ روز کی تکرار تو بھاتی نہین مجھکو

سکتا ہے تجھے دیکھ کے رخسارۂ قاتل
کیون آئینۂ شمشیر دکھاتی نہین مجھکو

کچھ عار نہین تیری خوشامد سے پر اے یار
مجبور ہون مین اس سے کہ آتی نہین مجھکو

وہ مجرم بیقدر ہون مقتل مین ہین تیرے
تلوار تری ہاتھ لگاتی نہین مجھکو

جھونٹون بھی مجھے خوش نہین کرتی مری تقدیر
تصویر کی صورت بھی ہنساتی نہین مجھکو

آئینے کی صورت ہمہ تن چشم ہون لیکن
اسپر بھی وہ صورت نظر آتی نہین مجھکو

ہر خواب مین آنیکا امیر اس سے جو وعدہ
ہوت ایک طرف نیند بھی آتی نہین مجھکو

پردے مین بھی منھ موت دکھاتی نہین مجھکو
کافور سے بو کے کفن آتی نہین مجھکو

افتادہ ہے کیا موت جو آتی نہین مجھکو
ہون نازکسی کا کہ اوٹھاتی نہین مجھکو

اس تنگ قضا سے مین نکل جاؤن کہین دور
وحشت مری وہ راہ بتاتی نہین مجھکو

سر پر سے مرے ہو کے چلی جاتی ہے خلقت
کیا نقش قدم ہون کہ جگاتی نہین مجھکو

اس ڈر سے کہ برہم نہو ہنگامۂ محشر
آتی ہے قیامت تو اوٹھاتی نہین مجھکو

تھے گور ہی تک سب مرے منھ دیکھنے والے
اب ایک کی صورت نظر آتی نہین مجھکو

لاغر ہی مین ایسا ہون تمھاری نہین تقصیر
بستر پہ مری موت بھی پاتی نہین مجھکو

کرتی نہین کب دختر رز مجھ سے شرارت
کسدن یہ پری آگ لگاتی نہین مجھکو

کوچے سے ترے مین جو نکلتا ہون تو وحشت
ہے کون سا کوچہ کہ جھکاتی نہین مجکو

ای ہمت دل ہاتھ مین قاتل کے ہی تلوار
اک دو قدم اور آگے بڑھاتی نہین مجکو

ہو جاؤن مین دو ہاتھ مین اس پار سے اوس پار
تلوار تری گھاٹ دکھاتی نہین مجکو

مین مست بھی ای دختر رز نشہ مین ہون چور
کیون در کے باہر بٹھاتی نہین مجکو

میکش مین بلانوش ہون خم منہ سے لگا دے
ساقی یہ صراحی تو چھکاتی نہین مجکو

گردش مری قسمت کی پھراتی ہی وہ کوچہ
اے لغزش پا تو بھی گراتی نہین مجکو

مین گل ہی امیر آنکو اس باغ مین سمجھون
قسمت مری اتنا بھی ہنساتی نہین مجکو

اے ضبط دیکھ عشق کی اونکو خبر نہو
دل مین ہزار درد اوٹھے آنکھ تر نہو

مدت مین شام وصل ہوئی ہی مجھے نصیب
دو چار سو برس تو الٰہی سحر نہو

اک پھول ہی گلاب کا آج اونکے ہاتھ مین
دھڑکا مجھے یہ ہے کہ کسی کا جگر نہو

ڈھونڈھے سے بھی نہ معنی باریک جب ملا
دھوکا ہوا یہ مجکو کہ اوسکی کمر نہو

فرقت مین یان سیاہ زمانہ ہے مجکو کیا
گردون پہ آفتاب نہو یا قمر نہو

دیکھی جو صورت ملک الموت نزع مین
مین خوش ہوا کہ یار کا یہ نامہ بر نہو

آنکھین ملین ہمین اشک بہانے کیواسطے
بیکار رہے صدف جو صدف مین گہر نہو

اُلفت کی کیا امید وہ ایسا ہی بیوفا
صحبت ہزار سال رہے کچھ اثر نہو

طول شب وصال ہو مثل شب فراق
نکلے نہ آفتاب الٰہی سحر نہ ہو

منہ پھیر کر کہا جو کہا مینے حال دل
چپ بھی رہو امیر مجھے درد سر نہو

ردیف ہاے ہوز

آیا نہ مر کے بھی شجر قد یار ہاتھ
طوبیٰ سے بھی بلند کیون اسکو چار ہاتھ

پیری مین ضعف سے یہ نہین رعشہ دار ہاتھ
ہین دامن قضا کے لیے بیقرار ہاتھ

پہونچے کبھی نہ خواب مین بھی اُسکے پاؤن تک
پیدا کیے تھے کیون مرے پروردگار ہاتھ

دل کو مرے بچاؤ یہ بیڑی یہ ہتھکڑی
ہے پاؤن کا قصور نہ تقصیر وار ہاتھ

تکلیف سائلون کی جنون مین نہین پسند
دامن کو پھاڑ دون مین بڑھائین جو خار ہاتھ

ای گل یہ رنگ پنجۂ مرجان مین بھی نہین
دکھلا رہے ہین طرفہ حنا سے بہار ہاتھ

ہی مرگ مجکو زیست کہ کوچے مین یار کے
دو گز زمین آگئی ہے بہر مزار ہاتھ

دینے کی وجہ جنگ مین کیا ہی تھین کسو
کیا ہیں مرے دو ہین اور رقیبون کے چار ہاتھ

برہم نہو عنیبا کسے مری دل کو زلف یار
خوش قسمتو نکو آتے ہین ایسے شکار ہاتھ

باغِ جہان مین راحتِ بے غم کہان نصیب
پتون سے ملتے ہین شجر سایہ دار ہاتھ

جب جا ہے دوڑی ساتھ مری قلب تنگ مین
میدان جیت لوگا مین بڑھ کر ہزار ہاتھ

تڑپا مین زیر خون مین تو قاتل نے یہ کہا
بیڑا ہے پار اور لگا تین چار ہاتھ

وہ سخت جان تھا غیر کہ تب سر جدا ہوا
سفاک نے جو گن کے لگائے ہزار ہاتھ

ایک اسکی چوٹ مین ہی سو سو کھیت کھیت
کتنا سجا ہوا ہے دم کارزار ہاتھ

سمجھے یہ سب کہ سیکڑون منزل گیا امیر
پہونچا جہان زمین کے تلے کوئی چار ہاتھ

دل جو سینے مین زار سا ہے کچھ
غم سے بے اختیار سا ہے کچھ

رخت ہستی بدن پہ ٹھیک نہین
جامۂ مستعار سا ہے کچھ

چشم نرگس کہان وہ چشم کہان
نشہ کیسا خمار سا ہے کچھ

نخل امید مین نہ پھول نہ پھل
شجر بے بہار سا ہے کچھ

ساقیا ہجر مین یہ ابر نہیں
آسمان پر غبار سا ہے کچھ

کل تو آفت تھی دل کی بیتابی
آج بھی بیقرار سا ہے کچھ

مردہ ہے دل تو گور ہے سینہ
اسکو دنیا کی اوسکو خلد کی ہوا

داغ شمع مزار سا ہے کچھ
رند ہے کچھ نہ پارسا ہے کچھ

پہلے اس سے تھا ہوشیار اسیر
اب تو بے اختیار سا ہے کچھ

داغ غم بھی ہو دلا نالۂ شبگیر کے ساتھ
کر سپاہی کو سپر چاہیے شمشیر کے ساتھ

تیر پر تیر لگا دیکھ کے او صید افگن
لوٹ جائے نہ قضا بھی کہیں نخچیر کے ساتھ

کیا شبیہ رخ گلگون نے دکھایا عالم
کھنچ گیا رنگ مین نقاش بھی تصویر کے ساتھ

ٹانگ بالون مین ہر ابرو بھی قریب مژگان
تیغ عریان وہ سپر پہ کمان تیر کے ساتھ

حشر تک کشمکش زندگی و مرگ رہے
قمر دم ذبح کہے یار جو تکبیر کے ساتھ

عرصۂ جنگ مین بھی پیجیے مے او ساقی
کیا مزہ ہو جو چلے جام بھی شمشیر کے ساتھ

کیا ہوا تیری نگہ سے کوئی زندہ جو بچا
تھک گئے ہاے اجل دوڑ گئی اس تیر کے ساتھ

تو نے تیوری جو چڑھائی تو ہوئی سب قاتل
کھنچ گئین سیکڑون تیغین تری شمشیر کے ساتھ

بحر ہستی مین کہان چشم لقا مثل حباب
آشتی ہے موج خرابی مری تعمیر کے ساتھ

مر رہے ہوتے نہ چھری پھیر کسی پر لیکن
کاٹ ڈالون گا گلا گردن نخچیر کے ساتھ

ہون وہ دیوانہ رہا ہو کبھی زندان مین نا
کٹ گئی پانون بھی شاید مرے زنجیر کے ساتھ

دی سزا اوسنے گناہونکی مجھے ہنس ہنس کر
ورنہ نایاب ملے ذرہ تعزیر کے ساتھ

میری سنتے ہی ستمگر سے چھپا شوق شکار
کٹ گئے تیر کے پر بازوئے نخچیر کے ساتھ

بھر دیا زہر رگ رگ مین عنبر گیسو نے
ہڈی ہڈی مری عمل کرتی ہے زنجیر کے ساتھ

خط رخسار کو دس مہکے کیا یاد کیا
شرح تفسیر پڑھی حاشیہ میر کے ساتھ

ناتوانی سے ہوا تنگ ہین اسیری مین شکیب
پانون اٹھ جاتی مین اب نالۂ زنجیر کے ساتھ

اسطرح ساتھ ہی گردون کے مرا نالۂ دل
جسطرح راہ مین ہوتا ہے عصا پیر کے ساتھ

بات سیدھی مری ہو جاتی ہی الٹی جو امیر
ضد ہے شاید مری تقدیر کو تدبیر کے ساتھ

آنس رکھتا ہی بہت ناوک شبگیر کے ساتھ
دل نکل جائے نہ یارب کہین اس تیر کے ساتھ

حوصلہ وار لگانے کا عبث ہے اوترک
کھنچ گئی روح بدن سے تری شمشیر کے ساتھ

اودیکھا نذارۂ پیکی کی صفائی کا ہے لطف
دل بھی پہلو سے نکلا ہے تری تیر کے ساتھ

خوب دیکھا تو نہین کوئی کسی کا پس مرگ
طفل ہمراہ جوان ہے نہ جوان پیر کے ساتھ

قتل کرتے ہین وہ مین انکو دعا دیتا ہون
چلتی ہی میری زبان یار کی شمشیر کے ساتھ

چرخ گردان ہی وہی رستم و سہراب کہان
تھک گئے کیسے جوان دوڑکے اس پیر کے ساتھ

صید اوس ترک کا بچتا نہین کتنا بھاگے
کوسون آتی ہی قضا دوڑ کے نخچیر کے ساتھ

یار کی حسن جوانی کو مٹاتا ہے فلک
مین بھی مٹ جاؤن الٰہی اسی تصویر کے ساتھ

حسن صورت نے مصور کو کیا مستغنی
ہاتھ کھینچا ہی جہان نے تری تصویر کے ساتھ

کب پھرین گوشہ نشین لاکھ زمانہ پھر جائے
قطب گردش نہین کرتا فلک پیر کے ساتھ

مین مسیحون کا ہون بیمار مری نسخے مین
عرق شیر بھی ہو قرص طباشیر کے ساتھ

قابل نطق نہین کلک کے مانند زبان
خامشی خلق ہوئی ہی مری تقدیر کے ساتھ

ظلم یاد آتی مین اس بت کی جو پڑھتا ہون نماز
منہ سی فریاد نکل جاتی ہی تکبیر کے ساتھ

جلوے مہر مین ذرہ نظر آنے سب کو
حور کا نقشہ جو کھینچین تری تصویر کے ساتھ

ہون وہ نخچیر مجھے دیکھ کے یہ گھبرایا
دست قاتل سے کمان چھوٹ گئی تیر کی ساتھ

کیا عجب مین بھی شہیدون مین ہون محسوب امیر
آنس رکھتا ہون بہت حضرت شبیؑر کے ساتھ

پڑھ کی تصویر سے لاغر ترا حیران ہے کچھ
ہڈیان جا بدن مین ہین فقط جان ہی کچھ

وصل کی راتین ٹری ہجر کی چھوٹی ہون اگر
یہ تو کہہ ای فلک اسمین ترا نقصان ہی کچھ

میرے مرنے کی خبر کوئی کہے تو اوس سے
کیوں ہوا کیا یہ سمجھ جائیگا ناداں ہے عجب

وصل مین بولے وہ گھبرا کے مری صحبت سے
کیا کرے بات کوئی اس سے یہ افسان ہے کچھ

یاد غیرون کو تو ہر وقت کیا کرتے ہو
یہ تو فرماؤ ہمارا بھی کبھی دھیان ہے کچھ

حال پوچھے جو وہ قاصد فقط اتنا کہنا
آج کل غم ہے بہت سخت پریشان ہے کچھ

دیکے بوسہ مجھے وہ وصل مین کہتے ہین امیر
سچ بتا دل مین ترے اور بھی ارمان ہے کچھ

رند مشرب ہم ہوئے دست سبوپر دھر کے ہاتھ
دستگیری اب ہے ساقی ساقیٔ کوثر کے ہاتھ

عشق بت بتخانے سے جانے نہین دیتا مجھے
دب گیا ہے کیا کرون زاہد تلے پتھر کے ہاتھ

دخل جو رکھتا ہے فن مین قدر دان ہوتا ہے خوب
بھیجئے آئینۂ دل صیقل کے اسکندر کے ہاتھ

لاش بھی مدفون اُسی کے کوچے مین ہو یا خدا
دامن جلاد آیا ہے مجھے مرمر کے ہاتھ

اسلئے تا چاہے نامہ کوئی دے جائے قریب
خط مجھے بھیجا تو بھیجا اوسنے بازیگر کے ہاتھ

سخت جانی مجکو شرمندہ نہ قاتل سے کرے
آبرو اب ای گلو ہے تیزیٔ خنجر کے ہاتھ

فصل گل آئی ہوئے سب مست اب کیسا لحاظ
گردن قاضی مین ہین مست مے احمر کے ہاتھ

لاکھ ہون سامان دولت ایک بھی رہتا نہین
دونون خالی پائے بعد مرگ اسکندر کے ہاتھ

دست نازک سے اُٹھین گے کب گرانبار امیر
گر نہ سنے میری تو باندھون سامنے زرگر کے ہاتھ

ردیف یاے تحتانی

زیور سے بڑھ کے تجکو تری چال ہو گئی
صبح خرام پاؤن مین خلخال ہو گئی

زلف اوسکی مرغ دل کے لیے جال ہو گئی
چوٹی گندھی تو جان کا جنجال ہو گئی

اللہ رے گرمیان ترے وحشی کی اے پری
زنجیر پاؤن مین جو پڑی لال ہو گئی

کیسا سلوک مجھسے کیا اشک شرم نے
زایل سیاہی خط اعمال ہو گئی

[illegible] خوش سمند ناز کو دوڑا رہے ہیں وہ
کیا غم کسی کی لاش جو پامال ہو گئی

چھوٹا جو ہجر حسن پڑے ہم عذاب میں
فرقت میں جو گھڑی تھی وہ گھڑیال ہو گئی

دیتا ہماری لاش کو غربت میں کون غسل
روئی جو چشم تر وہی غسال ہو گئی

[illegible] وصف میں کیا شعرا نے مبالغہ
نقطہ دہان تنگ کمر بال ہو گئی

ملتے نہیں جو سکۂ داغ جنوں ہمیں
ای عشق بند کیا تری ٹکسال ہو گئی

دل مل گئے وصال کے سودا اٹھ گیا
الفت کی آنکھ بیچ میں دلال ہو گئی

دو بار تھا فراق تھا جب تک کہ یار سے
وہ مل گئے ترقی اقبال ہو گئی

راتوں کے چھپ کے آنے لگا ہے وہ مہوش
ہر شام صبح غرۂ شوال ہو گئی

پایا نہ اوس سے تو نے کبوتر جواب خط
آنکھ اس سے روتے روتے تری لال ہو گئی

آیا تھا سوے حشر میں تفریح کے لیے
یاں تو شروع پرسش اعمال ہو گئی

ساقی ہے دخت رز سا حسین کون خوش مزاج
کہیں اور گرمیاں جو کہیں سال ہو گئی

آرایش اسکی زلف نے کس کس طرح سے کی
ہنسلی گلی میں پانوں میں خلخال ہو گئی

محفل میں کہہ رہی ہے انا الحق پکار کے
منصور کی زبان تری قوال ہو گئی

کرتے ہیں فاقے فرقت زلف سیاہ میں
یہ کالکا ہمارے لیے کال ہو گئی

اچھا ہوا کہ مرگ سے ہم پہلے مر گئے
ہونی تھی جو امیر وہ فی الحال ہو گئی

چاہنا ہمکو تو اوسکا چاہیے
وہ ہمیں چاہے تو پھر کیا چاہیے

دل نے جب پوچھا مجھے کیا چاہیے
درد بول اوٹھا تڑپنا چاہیے

کل جب آواز سنتے ہیں تری
آنکھ کہتی ہے کہ دیکھا چاہیے

بوالہوس اور ادعائے سوز عشق
داغ کھانے کو کلیجا چاہیے

دل مرا کہتا ہے سنکر سوز حشر
یہ نمک زخموں پہ چھڑکا چاہیے

وعدہ آنے کا ہوا اُنسے خواب مین
خواب کب آتا ہے دیکھا چاہیے

حرص دنیا کا بہت قصہ ہے طول
آدمی کو صبر تھوڑا چاہیے

طالب بے پردگی ہو اونسے حسن
شرم کہتی ہے کہ پردا چاہیے

امتحان ہے دوست دشمن کا عبث
یہ تو اپنے دل سے پوچھا چاہیے

دوست میرا ہنس رہا ہے غیر سے
جان کو دشمن کے رویا چاہیے

خشک لب ہین صورت دریا تو ہون
وسعت دل مثل دریا چاہیے

ترک لذت بھی نہین لذت سے کم
کچھ مزہ اسکا بھی چکھا چاہیے

یون وہ بولے مینے جب اُنسے کہا
چاہنے والون کو چاہا چاہیے

تمنے چاہا مجکو مین نے غیر کو
اپنا اپنا جی اسے کیا چاہیے

ہے مزہ اوسکا بہت نازک امیر
ضبط اظہار تمنا چاہیے

مشکل آسان نہوئی تیرے گنہگارون کی
حیف منہ موڑ گئی باڑہ بھی تلوارون کی

ہچکیونکی ملک الموت نے بٹھلائی ہے ڈاک
موت کے گھر مین ہے دعوت ترے بیمارون کی

کر نہ انکار مرے خون سے اے تیر فگن
دیکھ کچھ کہتی ہے سرخی ترے بیمارون کی

چار سر پھوڑتے ہین چار گھڑی روتی ہین
مجلس وعظ نہین بزم ہے میخوارون کی

اک ذرا پاؤن اوٹھائے ہوئے اے توسن عمر
مدتون سے خبر آئی نہین کچھ یارون کی

کھول کر بال جو آتی ہین وہ زندان کیطرف
کچھ بڑھا جاتی ہین میعاد گرفتارون کی

دم نکلنے پہ بھی اون ابروؤنکا دھیان رہا
قطع کی راہ عدم چھاؤن مین تلوارون کی

دل شکستہ ہے جو توبہ تو عجب کیا زاہد
ہو نکالی ہوئی صحبت سے یہ میخوارون کی

سبکے پاس انکا ہوتا ہے یہ ہر عضو کا حکم
بیکس ہون مجھے صف آگے ہو گنہگارون کی

پیچھے پر طائرون کو دیتا ہے صیاد قضا
قینچیان پہلے عطا ہوتی ہین منقارون کی

خون گرفتہ ہون مین ایسا مری سنکر آمد
اُڑ اک ٹھلائی ہے قاتل نے خبردارون کی

آہ کیسی ہی کڑی اُف نہین کرتے عاشق
قید آواز بھی ہے اونکی گرفتارون کی

مین وہ وحشی ہون کہ جب کوچۂ جانان مین گیا
سایہ پوشیدہ ہوا آڑ مین دیوارون کی

ہو مزہ وصل کا کیا ہوش اُڑا دیتی ہے
بھینی بھینی مہک اے یار تری ہارونکی

ہمہ تن فکر ہون مین فکر غزل کیا ہو امیر
شعر گوئی نہین خاطر ہے فقط یارون کی

سیر منظور ہے اوس ماہ کو بازارون کی
اب چمک جائیگی تقدیر خریدارون کی

حد نہین کچھ مرے یوسف کی خریدارون کی
پھونک دے شہرۂ گرمی کہین بازارونکی

اسکی پلکون سے یہ قالب کیے تیرون نے تہی
شکل پیکانون مین پیدا ہوئی سوفارونکی

نامہ بر کوچۂ قاتل کا یہ کافی ہے پتا
مینہ دہان تیرون کا بوچھار ہے تلوارونکی

ہون وہ دیوانۂ گیسو کہ گریبان کی عوض
چوٹیان ہاتھ مین رکھتا ہون مین کہسارونکی

گھر سے تو کھینچ کے شمشیر نکل تو قاتل
بھیڑ چھٹ جائیگی دم بھر مین گنہگارونکی

کوکنارونکی کی ہوا سے نہین ہلتے ہین درخت
ڈولیان ہین یہ ترے خال کے بیمارونکی

دفعتہً پڑ گئی جب چاہ زنخدان پہ نگاہ
جا رہین آنکھین گڑھے مین تری بیمارون کی

مرگئے ہم تو بنا آئینہ خانے مین مزار
دل سے الفت نہ گئی آئینہ رخسارونکی

اتنی توفیق معلم کو الٰہی ہو کہ دے
ساتھ عیدی کی اوسے فرد گنہگارونکی

بوسۂ لب نہین دیتے وہ شکر رنجی کے
تلخ ہو زیست نہ کس طرح نمکخوارون کی

داور حشر سے محشر مین کہین گے میخوار
یہی ٹکڑی رہی جاتی ہے گنہگارون کی

ایسے زندان محبت مین ہین چوکی پہرے
کہ نکل سکتی نہین جان گرفتارون کی

چٹکیان لین یہ کلیجے مین کہ دل چیخ اوٹھا
دو گھڑی بیٹھے تھے کل بزم مین وہ یارونکی

گڑ گئی آپ مری لاش تہ خاک امیر

مرکے تکلیف گوارا نہ ہوئی یارون کی

مین رو کے آہ کرونگا جہان رہے نہ رہے
زمین رہے نہ رہے آسمان رہے نہ رہے

رہے وہ جان جہان یہ جہان رہے نہ رہے
مکین کی خیر ہو یارب مکان رہے نہ رہے

ابھی مزار پہ احباب فاتحہ پڑھ لین
پھر اسقدر بھی ہمارا نشان رہے نہ رہے

مئے شباب ہے کیا اعتبار جمع حواس
کہ ایک شب ہے سوا کاروان رہے نہ رہے

خدا کے واسطے کلمہ بتون کا پڑھ زاہد
پھر اختیار مین غافل زبان رہے نہ رہے

ہمارے دل سے مٹے گا نہ داغ شوق سجود
جبین رہے نہ رہے آستان رہے نہ رہے

خزان تو خیر سے گذری چمن مین بلبل کو
بہار آئی ہے اب آشیان رہے نہ رہے

چلا تو ہون پئے اظہار درد دل دیکھون
حضور یار مجال بیان رہے نہ رہے

کرونگا مرکے بھی میدان عشق مین تگ و تاز
سمند عمر روان زیر ران رہے نہ رہے

تڑپ رہی جو یہی دل کی بعد مرنے کے
زمین گور پہ آسمان رہے نہ رہے

قیام روح پہ قالب مین اعتماد نکر
کچھ اعتبار نہین میہمان رہے نہ رہے

روان ہے تیغ لگادے مرا بھی بیڑا پار
پھر اسطرح سے یہ کشتی روان رہے نہ رہے

شب وصال غنیمت ہے پھر خدا جانے
کہ صبح کو وہ قمر مہربان رہے نہ رہے

چلا ہون کوچۂ قاتل کو سر کے بھل دیکھون
یہ حال دل کا دم امتحان رہے نہ رہے

دو روزہ زیست غنیمت ہے ذکر حق کر لے
بدن مین جان دہن مین زبان رہے نہ رہے

امیر جمع ہین احباب درد دل کہہ لے
پھر التفات دل دوستان رہے نہ رہے

زمانہ ہو گیا مدہوش چشم مست دلبر سے
تماشا ہے چھکی محفل کی محفل ایک ساغر سے

پڑا ہے داغ میرے دل مین عشق تند دلبر سے
یہ سودا ہاتھ آیا ہے مجھے بازار محشر سے

گریزان کیون نہون اغیار میری آہ کو سنکر
شیاطین بھاگتے ہین نعرۂ اللہ اکبر سے

چمن مین جاکی یہ گلرونی چالین دکھادی ہین
یہ روز و شب نہین کٹتے ہین غافل زندگی کے
بٹھا کر روبرو مجکو جو دیکھا اوسنے آئینہ
جواب خط نہ لائے دونون آخر روز حشر آیا
حسین کہتے ہین میرے دلکو پاکر اپنے مجمع مین
نہایت الفت چاہ ذقن مین دل پریشان ہے
نہ مانے طالب دنیا تو دنیا رنگ پر آئی
نہین حاجت روا انجلیس سمجھو کے دنیا مین
رہا بیتاب جسم زمین پہ سیماب کی صورت
چمن مین اک کے زیر سایۂ انگور بیٹھا ہون
چڑھا جاتی ہے خم کے خم کبھی حلقی مین مستون کے
جنازہ حبل اڑا دیتا ہے منیں صحبت کامل
جزای خیر دے اللہ میرا میرے قاتل کو
یہ اچکا کیسے شہباز نظر کا تھا کہ رشتہ مین

گلون سے تن کے چلتے ہین اکڑتے ہین صنوبر سے
نکل جاتا ہے ہر روز اک دو ورقہ تیرے دفتر سے
مقدر لڑ گیا میرا سکندر کے مقدر سے
الہی اب لڑون قاصد سے یا جھگڑون کبوتر سے
نکلکر اب کہان جاتا ہے یہ نخچیر لشکر سے
کنوئین مین گر پڑا ہے جو سکے اب کیا شادر سے
گئی ہین اس دلہن نے لال کپڑے خون شوہر سے
یتیمونکی بھی ہے یا ہیں کسدن آب گوہر سے
بنا و تختہ تر مہوس اس کی چادر سے
ٹپک کر گر پڑیگا کوئی تو دانہ مقدر سے
وہی ہم ہین کہ پھر جاتا ہے سر اک دور ساغر سے
شعاع مہر تابان کم نہین سائے کو شہپر سے
کہ سارا نامۂ اعمال دھویا آب خنجر سے
لیا شاہین نے نامہ تو گویا زد کبوتر سے

امیر اک قطرہ آنسو کا گران ہے سوی مژگان پر
گرہ رشتے کی سوزن کو لیے پڑ جکر لنگر سے

ہوئین پرنور آنکھین جلوۂ رخسار دلبر سے
چھکا دی بادہ خوارونکو شراب وصل ساغر سے
تڑپ کر جب نکل جاتا ہون مین کوچۂ نگار سے
ندامت سے جبین پہ زاہدان خشک رو تر ہین
جواب خط نہین آیا ہے پیغام اجل آیا

ہمارا طالع خوابیدہ جو نکلا شور محشر سے
شادی ساقیا دوران سر کو دور ساغر سے
اشارہ کرتی ہین آپس مین تیغین چشم جوہر سے
چھپے گی رو سیاہی خاک اس پانی کی چادر سے
لکھی تقوی تو اوسنے قبر کا خون کبوتر سے

پلادے بادہ ہمکو بخل اتنا بھی نہین اچھا
کہ خم خالی نہو جائیگا ساقی ایک ساغر سے
مآل کار کی صورت نظر آتی تو رو دیتا
برنگ اشک گرتا آئینہ چشم سکندر سے
دُرِ گوش صنم کے وصف مین لازم طہارت ہے
تیمم کیجیے گر دیکھی لیکے گوہر سے
پر پرواز کی حاجت ہے کیا رنگ پریدہ کو
شکستِ خاطر اس طائر کی حق مین کم نہین پر سے
وہ منعف ہون جو خال و خط جانان کا ملا ہو
مگس کا شہد سے منہ بھر دیا موروں کا شکر سے
کیا قمری کو صیادِ ازل نے سرو کا قیدی
شکار اوڑتی ہوئی طائر کا کھیلا تیر بے پر سے
مین وہ دیوانۂ قامت ہون جاتا ہون جو گلشن مین
لپٹ جاتا ہی سایہ خوف کے مارے صنوبر سے
تری تیغ نگہ کا جب دم ایجاد دھیان آیا
سکندر نے زرہ بنائی آئینے کو جوہر سے
مقدر ہی جو دادار دون ہو تو کام آتی ہی کب دولت
ہمیشہ خاک چھنوائی فلک نے کیمیا گر سے

جواب نامہ لکھکر طرفہ شوخی کی امیر اوسنے
کہ مقراض اُسپہ کی ظالم نے منقارِ کبوتر سے

پھولون مین اگر ہے بو تمھاری
کانٹون مین بھی ہوگی خو تمھاری
اس دل پہ ہزار جان صدقے
جس دل مین ہے آرزو تمھاری
دو دن مین گلو بہار کی کی
رنگت وہ رہی نہ بو تمھاری
چٹکا جو چمن مین غنچۂ گل
بو دے گئی گفتگو تمھاری
مشتاق سے دور بھاگتی ہے
اتنی نہ ہے اجل مین خو تمھاری
گردش سے مہر و مہ کے ثابت
آنکو بھی ہے جستجو تمھاری
آنکھون سے کہو کمی نہ کرنا
اشکو نہے ہے آبرو تمھاری
بوسہ و ہوا ہین نیم بسمل
پوری ہوئی آرزو تمھاری
سب کہتے ہین جسکو لیلۃ القدر
ہے کاکل مشکبو تمھاری

تنہا نہ پھرو امیر شب کو

ہے گھات مین ہر عدد تمہاری

جو ہے بہار اُسکو خزان کا خطر بھی ہے
ای باغبان بسنت کی تجھکو خبر بھی ہے

تھاہک ہون خاک جوہریون کو نظر بھی ہے
یہ اشک خون تو لعل بھی ہی اور گہر بھی ہے

سینے سے دیکھ بھال کے ناوک کو کھینچنا
ناوک کے ساتھ یار کسی کا جگر بھی ہے

محشر مین ہونگے تیرے ستم کے یہ دو گواہ
ہمراہ زخم دل بھی ہے داغ جگر بھی ہے

کونین مین ہی جلوۂ حسن وجمال دوست
ہر ایک روشنی کہ ادھر بھی اُدھر بھی ہے

کیا یہ بھی تیری الفت عارض مین ہی مریض
تپ بھی ہی آفتاب کو دوران سر بھی ہے

کیا فائدہ کرین جو رفوگر سے التجا
صد چاک مثل جیب ہمارا جگر بھی ہے

فرقت کی شب مین کوئی پھٹکتا نہین ہے پاس
اُس مہر کی طرح سے گریزان سحر بھی ہے

صد چاک ہے جو دل تو جگر داغدار ہے
دیکھو تو اپکا یہ کتان بھی قمر بھی ہے

محبوب حق کا خاص یہ رتبہ ہی ای امیر
داخل ہو لامکان مین یہ حد بشر بھی ہے

عمر روان کو جان کوئی موج آب کی
تار نفس نگاہ ہے چشم حباب کی

نوبت نہ آئی اپنے حساب وکتاب کی
اللہ شام بھی ہوئی روز حساب کی

مین وہ سیاہ کار ہون جب ہوا ہون دفن
جلاتی ہے زمین مری مٹی خراب کی

امیدوار بارش ابر کرم ہین ہم
بجلی گرائیے نہ نگاہ عتاب کی

اللہ رے قدر میرے گناہونکی روز حشر
تعظیم کو کھڑی ہوئی میزان حساب کی

سوجاتین ہون تحتیع یہ تیری فدا کر دون
کیا جلد کٹ گئی ہے گھڑی اضطراب کی

باندہی ہے سرد مہری گردون نے کیا ہوا
نکلی ہے برق اوڑھ کے کملی سحاب کی

معروف یاد دوست ہون ای منکر و نکیر
پوچھا کرو یہان نہین فرصت جواب کی

ڈرتے نہین ہو ساقی کوثر سے واعظو
منبر پہ جھکے یہ مذمت شراب کی

بلبل کے جذب عشق سے گل اڑ کے آ چلے
کھنچنے سے اور تیز ہوئی بو گلاب کی

چلتی ہے مثل موج جو وہ تیغ آبدار
کشتی میں جان بچتی ہے ہر دم حباب کی

ایک ایک تل ہے عارض جاناں کا لاجواب
قرآن کو احتیاج نہیں انتخاب کی

یہ وجہ ہے جو عارض جاناں پہ ہے نقاب
کرتی ہے جلد خوب حفاظت کتاب کی

ان غافلوں نے غفلت دل اپنی کیا کہیں
مر دے نہ دے سکیں کبھی تعبیر خواب کی

وہ رشک ماہ منہ سے لگاتا نہیں امیر
مٹی خراب ہے قدح آفتاب کی

چمکی یہ روئے یار سے قسمت نقاب کی
جالی سے چھن رہی ہے کرن آفتاب کی

دولت لٹا رہے ہیں وہ حسن شباب کی
کیا جانے کیا سمجھ کے یہ سوجھی ثواب کی

کھوئی کدورتوں نے ہماری صفائے دل
اس آئینے کی زنگ نے مٹی خراب کی

سجدے سے کیسے یہ مٹے کہ خط جبیں مٹا
ایسی ہوئی خوشی مجھے خط کے جواب کی

کیفیت ہوائے وادی وحشت سے مست ہوں
آہو کی شاخ مجھکو قلم ہے شراب کی

سوتے تھے وہ لپٹ کے کبھی میرے رات بھر
اب کیا کریں وہ ذکر کہ باتیں ہیں خواب کی

بولے وہ چاندنی میں ہوئے جب عرق عرق
گرمی ہے ماہتاب میں بھی آفتاب کی

ساحل کی سیر کو اگر آئے وہ بحر حسن
دریا اچھالنے لگے ٹوپی حباب کی

نقشہ ہی اپنے روئے کتابی کا بھیج دو
ہے مجھکو نقل و اصل برابر کتاب کی

دریا پہ یا خدا یہ چڑھی کسکی فوج اشک
چادر بچھا رہی ہے جو ہر موج آب کی

اندازہ سے جو باقی ہے بار مرے گناہ
زور اپنا تولتی ہے ترازو حساب کی

کیا قہر ہے کہ روز قیامت ہوا تمام
دیکھی گئی نہ فرد ہمارے حساب کی

واعظ تری سمجھ کے بھی قربان جایئے
قرآن میں تو طور صفت ہے شراب کی

گلشن میں بلبلیں ہیں ہماری طرح سے مست
ساقی گلابیاں ہیں کہ قلمیں گلاب کی

شہرت اگر نہ مری کی ہو اس نام سے امیر
دنیا مین آبرو نہ رہے آفتاب کی

مانگا جو بوسہ آنکھ دکھائی عتاب کی — تھا ذرہ دہن تو بات بھی کیا لاجواب کی
کیا قہر ہے کہ چھوڑ کے بھٹی شراب کی — بھیجا بہشت مین مری مٹی خراب کی
موسیٰ کو یہ چڑھی ہے کہ برقِ جمال تھی — اک تہ اوتر گئی تھی تمھاری نقاب کی
سمجھے یہ تو طارمِ انگور کے تلے — تارونکی چھاؤن مین ہو بہار آفتاب کی
انسان کا دل تلاطمِ الفت صد آفرین — دیکھو لبا ملا گیا ہے غریب ناک حباب کی
کس شہسوارِ حسن کا ہے اسکو انتظار — ابتک کھلی ہوئی ہین جو آنکھین رکاب کی
آوازِ صورِ حسن کی مین کیون اوٹھ کھڑا ہوا — کچھ یہ تو ایسی بات نہ تھی اضطراب کی
نقاش کیا تمام مرقع نے رو دیا — تصویر دیکھکر مری چشمِ پُرآب کی
دنیا ہی مین سزا مجھے غفلت کی ہو گئی — تعبیر خواب ہی مین ملی مجکو خواب کی
اللہ رے جوشِ شرمِ معاصی کا بعد مرگ — چادر مرے مزار کی چادر ہے آب کی
تا سب پہ شان جسکو نمایان ہو روزِ حشر — چن لی ہے اوسنے فرد ہماری حساب کی
ساقی کا دل ضرور مکدر ہے کچھ نہ کچھ — تلچھٹ ہوئی ہے ہمکو عنایت شراب کی
غم مین بشر ہو کیون نہ بشر کا شریکِ حال — تڑپی ہے موج آنکھ بھر آئی حباب کی
احسان سر پہ ناخنِ شمشیرِ یار کا — کیا دل سے کھولدی ہے گرہ پیچ و تاب کی
دیکھو تو اتحاد ذرا حسن و عشق کا — بلبل کے آنسوؤن مین ہے خوشبو گلاب کی

ان غافلون سے غفلتِ دل کیا کہین امیر
مردے نہ دے سکین کبھی تعبیرِ خواب کی

وہ چاٹ دون کرے نہ مذمت شراب کی — واعظ کے منھ پہ مہر لگا دون کباب کی
پردہ چکا ہے اوسکے رخِ بے حجاب کی — حاجت ہے کیا نقاب پر اوسکو نقاب کی

ساقی مین زند دیکھ کے دوزخ کو روز حشر
سمجھا کہ گرم ہی کوئی بھٹی شراب کی

کیا بیحساب حشر مین چھوٹین گنہگار
باری جو پہلے آئی ہمارے حساب کی

گریان وہ ہون کہ جب مری تربت پہ آگیا
چادر چڑھائی ابر نے روروکے آب کی

قالب مین روح بند فرشتون نے کی عبث
بیفائدہ غریب کی مٹی خراب کی

محرم عرق مین ڈوب کے آب روان بنی
دیوار لہر کی ہے کٹوری حباب کی

خواہش بجای نشۂ مے سوز دل کی ہے
ساقی شراب دی مجھے اشک کباب کی

حیران ہین جا کی اہل عدم سے کہینگے کیا
جی بھر کے سیر کی نہ جہان خراب کی

مقتل ترا تمام زمانے سے ہے جدا
قاتل ہے ہجر تیغ ہے موج ضطراب کی

کتنا دنی ہے چرخ جو مہمان ہوئے مسیح
دی ایک نان خشک وہ بھی آفتاب کی

دکھلا رہی ہے دختر رز رنگ برق طور
چوٹی ہی طور کی مجھے بوتل شراب کی

دی جان کسنے وادی غربت مین تشنہ لب
ہر موج موج چاک گریبان سراب کی

فرقت مین ہو یقین کہ شب زندگی ہو صبح
پیدا ہے درد دل مین چمک آفتاب کی

اوس بت پہ عاقبت دل ناصح بھی آگیا
اللہ نے ہماری دعا مستجاب کی

فرقت مین دل جلاتی ہے بو ہی کباب امیر
رہ رہ کے موجین آتی ہین مجکو شراب کی

حالت لکھی ہے رو کے کسے ضطراب کی
سطرین کی پیچ و تاب ہین موجین ہین آب کی

آئے مزار پر ہوئی خفت عذاب کی
مدت کے بعد راہ چلے وہ ثواب کی

ہین نگیان مین طرفہ رخ بے نقاب کی
سرخی شفق کی ہے تو چمک آفتاب کی

تم شہسوار حسن ہو لگ جائیگی نظر
گھوڑے سے اترو آنکھ بچا کر رکاب کی

زاہد جانتے ہین جسے آفتاب حشر
تصویر ہے وہ دختر رز کے شباب کی

وہ بدنصیب ہون کبھی جاؤن جو مین ادھر
اڑ جاے میکدے سے ہر اک بط شراب کی

لختِ دل برشتہ نکلتے ہین چھید کے ساتھ / ہر تیر آہ سیخ ہے گویا کباب کی

ساقی دہ ہمکو موسم گل مین شراب دے / خوشبو ہو جسمین مشک کی رنگت شباب کی

دی جان کتنے وادی غربت مین تشنہ لب / ہر موج موج چاک گریبان سراب کی

وہ بے نشان ہین ہم کہ فرشتون کو روز حشر / ڈھونڈھے ملی نہ فرد ہماری حساب کی

وقتِ ثنا نزاکتِ جانان کو دیکھنے / موج آگئی جو لگ گئی ٹھوکر حباب کی

عاشق پسند کیون نہ کرین زہر چشم یار / مےکش کو خوشگوار ہے تلخی شراب کی

طفلی سے مجکو بادہ کشی کا ہے ذائقہ / تلخی تھی شیر دایہ مین لذت شراب کی

رکھو کمر پہ دست حنائی نہ رقص مین / اس مو کو احتیاج نہین کچھ خضاب کی

اٹھ اٹھ کے بیٹھ بیٹھ گیا راہ شوق مین / میرے غبار نے مری مٹی خراب کی

وہ مست بےخبر ہے نہ سمجھے گا واعظو / کہئے امیر سے نہ عذاب و ثواب کی

ہم غش مین اُسکا روزن دیوار بند ہے / کیا آنکھین کھولیے رہ دیدار بند ہے

غفلت کو ہی یہ اُسکے نظارے کا اشتیاق / کھڑکی ابھی کھلی نہین بازار بند ہے

رستم کا منہ ہے یہ کہ دمِ جنگ منہ چڑھے / لاکھون نے بھی نہین تری تلوار بند ہے

توبہ کا در تو وا ہے وہین جا رہینگے ہم / کچھ غم نہین اگر در خمار بند ہے

خوش چشم جتنے ہین وہ بھی دیکھکر ہین غش / گلشن مین چشم نرگس بیمار بند ہے

یوسف کو پوچھتا نہین کوئی ترے حضور / مدت ہوئی کہ مصر کا بازار بند ہے

بلبل کو وصل گل ہو مبارک کہ دیر سے / سوتا ہے باغبان درِ گلزار بند ہے

چپ لگ گئی ہی تیرے لب لعل کے حضور / مانند غنچہ لال کی منقار بند ہے

یارب جہان مین عید ہو جاوے مہ صیام / مدت سے میفروش کا دربار بند ہے

سبحہ لیے تھا ہاتھ مین ای بت جو کل تلک / وہ آج تیرے عشق مین زنار بند ہے

ارشاد جو ہوا تھا زبان سے دہن نخست — بندہ اوسی کا آج تلک کار بند ہے
اوردون کا ذکر کیا لب جان بخش کے حضور — عیسے کا ناطقہ دم گفتار بند ہے

اطفا خط ہی اوس رخ گلرنگ پر امیر
یا گل کے گرد باغ مین یہ خار بند ہے

بے وجہ ایک ماہ لقا سے بگڑ گئی — تقدیر کیا فلک کی جفا سے بگڑ گئی
سونگھی جو بوی زلف بڑھا اپنا درد دل — طبیع مریض اور دوا سے بگڑ گئی
پوچھو خرابی تن خاکی کا کچھ نہ حال — تعمیر اوس مکان کی بنا سے بگڑ گئی
جا کر مسیح اور مریضون کو دین شفا — اپنی تو سانس تم کی صدا سے بگڑ گئی
کیسا مزاج یار عناصر مین پڑ گیا — پانی سے آگ خاک ہوا سے بگڑ گئی
اپنی طرف سے فکر ہے لازم بناؤ کی — بگڑی جو خوے یار بلا سے بگڑ گئی
سامع خدا ہے قصۂ موسیٰ دلیل ہے — اچھون کی بھی برون کی دعا سے بگڑ گئی
کچھ دل کا حال گر دکدورت سے خوب تھا — اس آئینے کی شکل جلا سے بگڑ گئی
ہمکو چمن سے کیا کہ ہوا خواہ دام ہین — گلچین سے باغبان صبا سے بگڑ گئی
حاضر ہے دوسرا نہ سہی ایک نامہ بر — ہدہد سے بنگئی جو ہما سے بگڑ گئی

ہم مست بوسۂ لب ساقی ہین اے امیر
بگڑی جو دخت رز سے بلا سے بگڑ گئی

دم بھر بھی دم اب انکے گنہگار لے چلے — وہ پھر قتل میان سے تلوار لے چلے
جس طرح ہوگا نازبتون کے اوٹھائینگے — ذمے مین لینے ہم تو یہ بیگار لے چلے
دمکا رہی ہے گرمی بازار حشر کیا — ایسے مرا رہے تو ترے بیمار لے چلے
ہم بڑھ چلے جو وصل مین بولے وہ ناز سے — بس بس کہ بوسے ایک کے تم چار لے چلے
طاؤس و کبک خاک اڑائینگے اونکی چال — ٹھوکر ہزار جا دم رفتار لے چلے

دیکھیں کہ اب تغافل ساقی دکھائے کیا
ٹھہری جو کوئی بار میں دربان ذی نوں کہا
وہ حسن اب کہاں کہ ہوا آشکار خط
بس بس زبان روک لو اتنا نہ بڑھ چلو
ملتی نہیں ہے نقد دو عالم پہ جنس وصل
پروائے جسم کیا صدف بے گہر ہے آب
اہل جہاں کو بستر آرام ہو نصیب
کیا ہاتھ آئے اہل ہوس کو وہ مشک زلف
آئے کبھی نہ آپ زیارت کے واسطے

انگڑائیاں خمار میں سحر اٹھا لے چکے
آگے بڑھو کہ دم میں بس تلوار لے چکے
رخ کی بلائیں گیسوئے خمدار لے چکے
ہم چپ ہیں آپ دونوں کی سو بار لے چکے
قیمت یہ ہے تو مول خریدار لے چکے
جلا د جان سا کوہ شہوار لے چکے
کروٹ کہیں زمانۂ غدار لے چکے
سودا یہ جان دے کے خریدار لے چکے
ہم تعزیہ بھی بن کے عزادار لے چکے

کب تک کٹے امیر پریشانیوں میں عمر
بل کی کہیں وہ طرۂ طرار لے چکے

ایک پوشیدہ کمر یار نے کیا رکھی ہے
کھینچ شمشیر ادا میان میں کیا رکھی ہے
ہم بیٹھ کے مسجد میں نہ کرانے وعظ
اک ذرا وحشت دل بڑھ کے خبر تو لینا
بزم مے میں جو گئے ہم تو کہا ساقی نے
نگہ ناز سے بھی دیکھو جو کرتا ہے ملال
سامنے کرکے نگہ مجھ سے یہ قاتل نے کہا
نہ دکھاتے ہیں کمر کو نہ دہن کو یہ بت
حشر کے دن نہ شکایت میں کی گر اے دل
نمک افشان جو ہوا زخم پہ وہ ہنس ہنس کر

آنکھ بھی تنگیٔ دہن ہم سے بگار رکھی ہے
یہ بھی کیا گھات ہے قاتل جو چھپا رکھی ہے
ایسی شے ہے کہ قیامت پہ اٹھا رکھی ہے
خاک کیا نجد میں مجنون نے اڑا رکھی ہے
اک مرا می تری خاطر بھی لگا رکھی ہے
یہ ادا کس کے لیے تو نے اٹھا رکھی ہے
کہ ترے دم کو یہ تلوار لگا رکھی ہے
ابھی جو چیز تھی وہ آپ اڑا رکھی ہے
اب یہ کس دن کے لیے تو نے اٹھا رکھی ہے
میں یہ سمجھا کوئی قاتل نے دوا رکھی ہے

غیر کے ساتھ دغا کر کے وہ مجھ سے بولے
یہ وہی بات ہے جو تمنے بتا رکھی ہے

جا کے لے آؤ اُسے پھر نہ میں جھگڑوں نہ لڑوں
مختصر بات ہے ناصح نے بڑھا رکھی ہے

تیغ میں آؤ تو اوسکو بھی تصدق کر دیں
جان اک سدِ رمق ہمنے بچا رکھی ہے

یار مختار ہے جو چاہے کرے ہمنے امیر
گردن عجز تہِ تیغ رضا رکھی ہے

کیا دور ہے یہ اوسکے جمال و جلال سے
چیتے سے چھین لے کمر آنکھیں غزال سے

ڈالی سپر نجوم نے اُس رخ کی خال سے
ابرو نے بڑھ کے تیغ چھینا ہلال سے

واقف ہوں اہل زیب جو اپنے مآل سے
سرمہ بھی پھر لگائیں تو گرد ملال سے

بوسہ نہ کس حسین کا ملا باغ حسن میں
ایک ایک پھول توڑ لیا ہر نہال سے

یہ رنگ جلد جلد بدلتا ہے وہ نگار
آئینہ شہر میں ہے ہجوم مثال سے

یہ کیفیت حسن ہے کہ تصور سے ہوش اڑیں
ہوتا ہے مست کب کوئی مے کے خیال سے

سمجھا ہیں جبیں گوشۂ ابرو سے ہو کے صید
مارا فلک نے تیر کمانِ ہلال سے

بندوں کو چشم شوق بتوں کو دیا جمال
واقف ہے کون مصلحتِ ذوالجلال سے

کیا کیا چمک چمک کے نکلتے ہیں مہر و ماہ
گل تکیے بن کے چھو گئے کیا تیری گال سے

سنبل نظر پڑا نہ کوئی گل نظر پڑا
خوشبو میں بڑھ کی زلف سی نکہت میں گال سے

صیاد میں تو طائرِ رخصت پسند ہوں
لٹکا مرے قفس کو تو شاخ ہلال سے

انجام کو نہ سوچ جو دنیا کی ہو طمع
ہاتھ آئے مال پر جو گرا دیں مآل سے

غمگیں جو میں ہوا تو ہوا اونکا صاف دل
چمکا یہ آئینہ مری گرد ملال سے

دکھلا کے آنکھ دل نہیں مجھ مست کا لیا
تمنے شکار شیر یہ کھیلا غزال سے

چاہِ ذقن میں دل ہی میں غافل ہزار حیف
یعقوبؑ کو خبر نہیں یوسفؑ کی حال سے

دونوں جہان میں ہے قیامت کا سامنا
اللہ کے جلال بتوں کے جمال سے

تمردی پہ میرے آکے نکالا غبار دل مٹی وہ دے گئے مجھے گردِ ملال سے

تم چودھوین کا چاند ہو تو اپنے واسطے کیا فائدہ کسی کو کسی کے کمال سے

مین کیا ہون کٹ رہی ہی قضا ماری شرم کے چلتی ہے تیغ یار نئی چال ڈھال سے

عاشق کا جی ڈبو کے چلے آپ ڈوبنے ایسے عرق عرق وہ ہوئے انفعال سے

جو چاہیئے سو مانگیئے اللہ سے امیر اس در پہ آبرو نہین جاتی سوال سے

وہ تیغ آب گون ہے فسان پہ لگی ہوئی دل کی بجھے گی آج مقرر لگی ہوئی

فرصت حساب حشر سے ہو جلد ہی یقین فردِ حساب ہے سرِ دفتر لگی ہوئی

افتادہ کوئی مجھ سا کہان راہِ عشق مین قدمون سے میرے رہتی ہے ٹھوکر لگی ہوئی

کمرے مین اوسکو دیکھ سکین کیا نظارہ باز چلمن کے نیچے اور ہے چادر لگی ہوئی

جلتا ہی سینہ بیٹھے ہین آنکھو لیے اپنی اشک باہر ہی آب آگ ہے اندر لگی ہوئی

جاتا نہین ہے دل سے رخ آتشین کا دھیان لو آگ سی ہے مثل سمندر لگی ہوئی

اللہ ری دید چہرۂ قاتل کا اشتیاق ہے ہمکو ٹکٹکی تہِ خنجر لگی ہوئی

پوچھو ملال سوزش پروانہ شمع سے افسوس وان ہین خاک ہے منہ پر لگی ہوئی

تم سے بقاے دل ہی تو دل سے بقاے غم دونون طرف ہے شرط برابر لگی ہوئی

کیونکر ہو حسن چہرۂ صیاد آئینہ ٹٹی ہے مثلِ سدِ سکندر لگی ہوئی

ٹوٹا خمِ سپہر گرا جام آفتاب یان ہے امید شیشہ و ساغر لگی ہوئی

ہی راستی مزاج مین کتنا ہی صاف صاف رکھتا نہین وہ رشکِ صنوبر لگی ہوئی

آئینے مین جو اوسکے رخ و چشم کا ہے عکس نرگس ہے یاسمین کے برابر لگی ہوئی

اک دن تو کیجیے مرے آنسو کو زیب گوش تو ہرا سے بھی صورتِ گوہر لگی ہوئی

وہ سیر بام کرتے ہین ہمراہ غیر کے یان آنکھ تعبیت سی رہتی ہی شب بھر لگی ہوئی

عالم ہے کیا شراب کا مینا ہے صاف ہین
تصویر ہے یہ شیشے کے اندر لگی ہوئی

قاتل اک اور ہاتھ لگائے خدا کرے
ہر دم یہ آس ہے تہِ خنجر لگی ہوئی

آبِ خضر ملا نہ سکندر کو اسے امیر
ہر سعی مین ہے شرطِ مقدر لگی ہوئی

ہو سرد آگ عشق کی کیونکر لگی ہوئی
دلکی بجھا سکے نہ سمندر لگی ہوئی

دیکھین کب آئے گھر مین ہمارے وہ بار بار
آنکھین ہین شام سے طرفِ در لگی ہوئی

تو جسکا نام بھی نہین لیتا کبھی اُسے
رٹ تیری نام کی ہے برابر لگی ہوئی

خط میرا لیکے کوچۂ قاتل کو جب چلا
پیچھے چلی قضا سے کبوتر لگی ہوئی

شاید ہے صبح کو اُسے منظور قتلِ عام
اک بھیڑ ہے جو شام سے در پر لگی ہوئی

کس دوست نے کیا ہے خدا جانے مسیح کو یاد
ہچکی ہے نزع مین تو برابر لگی ہوئی

کیونکر نہ حالِ غیب ہو مستون پر آئینہ
ہے دوربین دیدۂ ساغر لگی ہوئی

ہمخانہ گوکہ یار سے ہین پر جدا ہین ہم
ہے بیچ مین قنات سراسر لگی ہوئی

دورِ فلک سے دونکو نہین ہو بانصیب
جنکے لیے تھی مسندِ پُر زر لگی ہوئی

وزنِ سخن سے معنیٔ رنگین کو کیا خطر
مہندی لگائیگا کوئی کیونکر لگی ہوئی

کونین مین بچیگا نہ اب کوئی قتل سے
ہے سان پر وہ تیغِ دو پیکر لگی ہوئی

مضمون جو قدِ یار کے لکھتا ہے یہ بلند
کیا ہے قلم مین شاخِ صنوبر لگی ہوئی

بارش مین ساتھ غیر کے پیتے ہین وہ شراب
اشکونکی یان جھڑی ہے برابر لگی ہوئی

عاشق کچھ آج کل سے نہین ہین تونکے ہم
اک عمر سے یہ چوٹ ہے دل پر لگی ہوئی

غیرون پر آبِ خنجرِ قاتل سبیل ہے
ہے ہمکو پیاس وا ہے مقدر لگی ہوئی

اے ترک کب کسی سے ہوئی تیری تیغ صاف
دل کی تو بسملون سے کمی پر لگی ہوئی

ساقی کمالِ پیاس سے جلتا ہے یان جگر
لا جلد برف مین سے اثر لگی ہوئی

جائیگا سوی زلف دل اک دن ضرور امیر
ظلمت کی دھن ہے مثل سکندر لگی ہوئی

خوشخرامی پہ جو اس بت کی طبیعت آئی
چال اڑانے کو دبے پاؤن قیامت آئی

اک بلا سر سے ٹلی دوسری آفت آئی
شب فرقت جو گئی صبح قیامت آئی

ای اجل باندھ کمر وقت ترا آپہونچا
دن ڈھلا دیکھ وہ شام شب فرقت آئی

ہم ترے کشتۂ رفتار ہین کیا ہمکو خبر
کب پھونکا صور کب ای یار قیامت آئی

دل پر سوز کا نوحہ جو مین پڑھنے بیٹھا
داد دینے کے لیے بزم مین رقت آئی

تیغ قاتل سے تھی امید بڑی وای نصیب
وہ بھی منہ موڑ گئی جب مری نوبت آئی

ہاتھ مینے جو بڑھایا کبھی گیسو کی طرف
بولے وہ دیکھیے پھر آپکی شامت آئی

حال بیمار محبت کا یہ آخر کو ہوا
ملک الموت کو بھی دیکھ کے رقت آئی

تھی تو کچھ دل مین کھٹک درد کی پہلے سے مگر
پاس سے آپ کا جانا کہ قیامت آئی

الفت ساقی کوثر کی جو یاد آگئی موج
سمجھے ہم ہاتھ کلید در جنت آئی

مہمان سے کبھی خالی نہ رہا گھر میرا
یاس رخصت جو ہوئی دل مین تو حسرت آئی

ذرے عکس رخ روشن سے بنے ریزۂ زر
خود بدولت مرے گھر آئے کہ دولت آئی

ذرۂ مہر ہوئے ہم کبھی پروانۂ شمع
جس جگہ دیکھ لیا حسن طبیعت آئی

ہون وہ مایوس کہ دنیا سے جو اٹھا مین امیر
گور تک پہنچی رونق مجھے حسرت آئی

نگہ ناز کام کرتی ہے
دم مین ترکی تمام کرتی ہے

آکے محفل مین دختر رز شب بھر
نیند سب کی حرام کرتی ہے

ٹھہری مین دل مین میرے یون غم و درد
فوج جیسے مقام کرتی ہے

[illegible] سنتا ہون وہ دہن مین مگر
خلق کچھ کچھ کلام کرتی ہے

بد بلا ہے تری سیاہی خط
صبح عارض کو شام کرتی ہے

شیخ صاحب اوٹھا کی دیکھو آنکھ
دختر رز سلام کرتی ہے

کیا وہ آئینگے میری میت پر
خلق جو اژدحام کرتی ہے

ڈر کے میری شب جدائی سے
کالکا رام رام کرتی ہے

اوسکے کوچہ میں روح خواب میں روز
سیر دار السلام کرتی ہے

چلتی ہے جس جگہ کہ تیغ اوسکی
خود قضا اہتمام کرتی ہے

شب کو ہوتا ہے وہ جو بے پردہ
چاندنی سیر بام کرتی ہے

الفت اوسکی مٹا مٹا کے مجھے
اے امیر اپنا نام کرتی ہے

بہار آئی عجب حالت ہے ان روزوں مری دلکی
جگر میں چٹکیاں لیتی ہیں منقاریں عنادل کی

سفر میں مجھ پر کھینچتی ہے کشش ہر دم مری دلکی
کہ وہ بھی پوچھتے آتے ہی ہونگے راہ منزل کی

جہاں سے اوٹھ گئی تو اوٹھ گئے ہم کچھ نہیں پروا
غنیمت ہے کہ گردن اوٹھ نہیں سکتی ہے قاتل کی

نئے بانکے نئے ہو تم نئی شمشیر باندھی ہے
نگاہ حسرت آلودہ نہیں دیکھی ہے بسمل کی

بھلا دیکھوں تو وہ کیونکر نہیں آتے ہیں گھر میرے
اگر ہے عشق کامل کھینچ لائیگی کشش دل کی

گریبان پھاڑ کر سیر چمن کو مثل گل چلئے
جنون انگیز پھر آتی ہیں آوازیں عنادل کی

غرور حسن تمکو ہے کمال عشق مجکو ہے
کہو تم پیر دلکی یا میں کہدوں آنکے دل کی

تمھارے حسن سے آیا تھا نادان ادعا کرنے
سپیدی چھا گئی صورت تو دیکھو ماہ کامل کی

خدا کیواسطے لا کشتی سے جلدی اے ساقی
ترشح ہو رہا ہے کچھ ہوا ہے سرد ساحل کی

کسی کو دہر میں پہچانتا ہے کون اے غربت
شناسائی ہے کچھ ان راستے والوں میں منزل کی

چھپایا سب سے منہ ملکر ہمارے خون کی مہندی
عروسانہ حیا کرنے لگی شمشیر قاتل کی

خوشا دیوانگان راہ الفت خوب سمجھے ہو
بیان کیسی مصیبت میں پڑی ہے جان عاقل کی

یہ تیری زلف کا عقدہ نہیں وا ہو جو شانے سے ۔ ارے ناداں بہت مشکل سے کھلتی ہے گرہ دل کی

تامل ہے جو وکیں برگہاے غنچۂ گل کو ۔ نظر میں پھر گئیں سب صحبتیں یاران یکدل کی

کلیجا منھ کو آجاتا ہے دل پھر دن تڑپتا ہے ۔ مری ہر دم جگر میں بھی چمک ہے تیغ قاتل کی

جہاں بدلا مزاج اُس ترک کا چڑھنے لگی تیوری ۔ ذرا قاتل کی کھنچا کھینچنے لگی شمشیر قاتل کی

نہ سمجھو کھیل امیر الفت کی بازی جان لیتی ہے
کہے دیتے ہیں ہم اچھی نہیں ہے دل لگی دل کی

ہے بحر فنا میں جلد یارب لاش بسمل کی ۔ لہو کی مچھلیاں ہیں جوہر شمشیر قاتل کی

تصور خال کا آیا تو رونق بڑھ گئی دل کی ۔ نگاہ قیس میں لیلیٰ سے آرائش ہے محمل کی

بسی گور غریباں جب کسی کا گھر ہوا ویراں ۔ مسافر کرکے سوئی بانگ دیتی تقدیر منزل کی

جہاں رکھی گلے پر تیغ دم لینے نہیں دیتا ۔ تڑپنے کا مزہ کھوتی ہے جلدی میرے قاتل کی

جناب عشق سے فریاد ہے برباد ہوتا ہوں ۔ گدا جاتا ہوں میں بیکس دہائی شاہ عادل کی

تری پلکوں کی فوجیں دیکھ کر ٹھہرا دل عاشق ۔ سپاہ ان صفوں کا ہے سیاہی شام منزل کی

دہان یار کے آگے سکوت غنچہ زیبا ہے ۔ خموشی چاہیے ناداں کو صحبت میں عاقل کی

نہال عشق کو در دو کو ہم سرسبز کرتے ہیں ۔ نہیں آنکھیں یہ دو نہریں ہیں اپنے گلشن دل کی

فلاطوں خم میں بیٹھا ہے شراب مرگ پینے کو ۔ نہیں حکمت سے خالی بات کوئی مرد عاقل کی

وہ لاغر ہوں جوانی میں نہیں کھنچیں ہیں گرم آہیں ۔ شب تاریک میں ٹھنڈی ہیں شمعیں خانۂ دل کی

حسینان جہاں ہیں میں یہاں عکس کی صورت ۔ بنا ہے خشت آئینہ سے شاید خانۂ دل کی

یہی دو چار دانے حاصل کشت محبت میں ۔ نہیں اشک مسلسل بالیاں ہیں خرمن دل کی

کسی کا ساتھ کب دیتا ہے کوئی بیقراری میں ۔ تڑپتا رہ گیا شعلہ شرر نے قطع منزل کی

جو نظروں میں سمایا ہو گیا عشاق کا ساماں ۔ جنھیں کہتے ہیں آنکھیں کھڑکیاں ہیں خانۂ دل کی

مری کشتی برنگ موج اس بحر حوادث میں ۔ کنارے تک اگر سوجھے تو ٹکر کھائے ساحل کی

ازل سے ہے مآلِ کار ہمزونکا ناکامی
کفِ دریا کی قسمت مین لکھی ہے موج ساحل کی

امیر آئیگا روزِ عید قربان گاہ مین قاتل
سپیدی چاہئیے دیوار و در پر چشمِ بسمل کی

لہو کیسا کہ صورت تک نہین دیکھی ہے بسمل کی
الٰہی خیر ابھی سے فق ہے رنگت میری قاتل کی

مٹا سکتی نہین مژگانِ تر کلفت مرے دل کی
نہ جھاڑی گرد دستِ موج نے دامانِ ساحل کی

تڑپ جاتا ہے دل اہلِ کرم کا جوش مین آکر
چمکتی ہے جو بجلی شعلۂ آوازِ بسمل کی

غبارِ دہر سے کیا آشنائی بحرِ عرفان کو
پڑی کب دیدۂ ماہی مین اڑکر گرد ساحل کی

کفِ ساحل نہین ہے کشتیِ دریا سے آگے
ادھر دریا کی موجین ہین ادھر لکیرین دستِ ساحل کی

خیالِ نیستی سے ہر قدم تھا دشتِ ہستی مین
مٹا جو نقشِ پا مجکو بتا دے راہ منزل کی

وہ عاشق ہین کیا ہے قصد سونیکا اندھیرے مین
مجکو روزن سے سُنی ہمنے کہانی ماہِ کامل کی

سفینے عمر کے کیونکر نہ ڈوبین ایسے طوفان مین
جھڑی ہے رات دن بارانِ برتیغِ قاتل کی

وہ پیاسا ہون تلاشِ آب مین جسدن مین جا نکلون
کرے ریگِ روان دریا کو اڑکر گرد ساحل کی

وہ مشتاقِ شہادت ہون جو اچھے زخم بھی کھاؤن
نہ چھوڑی چاندنی مجکو مہِ رخسارِ قاتل کی

خلائق نے وقتِ دفن دی ہر رنگ کی مٹی
کہ میری قبر جھولی بنگئی درویش سائل کی

تعجب کیا جو کوسون دشمنِ روبہ منش بھاگے
کہ نعرہ شیر کا جھنکار ہے شمشیرِ قاتل کی

بجا ہے گر تغیر آگیا اعضا مین پیری سے
سحر ہوتے ہی کیفیت بدل جاتی ہے محفل کی

جو ہم سا رند ہوجاتا تو کیون پڑتین یہ تسبیحین
اوٹھا مین اپنے ہاتھون شیخ نے گردان سلاسل کی

ازل سے ہے جو اوس زہرہ شمائل سے امیر الفت
خمیرِ دل مین کیا مٹی ملی تھی چاہِ بابل کی

شکوہ جو کیا درد کا تلوار نکالی
خوب اوسنے دوا ہے دلِ بیمار نکالی

جب کچھ نہ رہا مجھ مین تو کھولین مری آنکھین
قاتل نے کہان حسرتِ دیدار نکالی

رسوائی ہوئی تیری ہی ای ترک ہمین کیا
کیون لاش ہماری سر بازار نکالی

کب ہمنے کہا تم سے کہ آئینہ نہ دیکھو
غصے سے جو آنکھ آپ نے ہر بار نکالی

صیاد کا رخ دیکھ لیا چاک قفس سے
ء ہمنے قفس سے رہ گلزار نکالی

ہم رند کبھی صحبت زاہد مین جو پہونچے
ہر بات مین اک نہ دم گفتار نکالی

کہتے ہین اسے ضبط کہ دل غم سے ہوا خون
اُف ہمنے نہ منہ سے کبھی زنہار نکالی

سونگھی ملک الموت نے بوے گل وحدت
منصور کی جب روح سر دار نکالی

قاتل نے کمی کی نہ ذرا قتل مین میرے
خالی گئی بندوق تو تلوار نکالی

مین نزع مین عیسیٰ کو مری شکوۂ تعظیم
کس وقت مین کس بات کی تکرار نکالی

چبھتی ہی جو نشتر کی طرح دل مین امیر آہ
ناصح نے وہی چھیڑ کی گفتار نکالی

کیون وہ صیاد کسی صید پہ توسن ڈالے
خود بخود صید چلے آتے ہین گردن ڈالے

بل جو تیوری پہ نزاکت سے وہ پرفن ڈالے
ذبح سے پہلے لہو ہر رگ گردن ڈالے

کیا کرین طالب دیدار حیا کا شکوہ
پردے آنکھون پہ جب اسکا رخ روشن ڈالے

سارا پردہ ہی دوئی کا جو یہ پردہ اوٹھ جاے
گردن شیخ مین زنار برہمن ڈالے

قابل دید ہی وہ عارض و چشم و مژگان
حورین بیٹھی ہوئی ہین خلد مین چلمن ڈالے

جب نکلتے ہین وہ تلوار سنبھالے گھر سے
ملک الموت چلے آتے ہین گردن ڈالے

آبرو خاک ہوئے پر بھی نہ کی عاشق کی
چار آنسو بھی نہ تم نے سر مدفن ڈالے

رنگ اُس بیل مسی زیب سے ملتا ہی کہان
منہ گریبان مین تو اپنے گل سوسن ڈالے

لوٹتی برق سر طور پھرے چار طرف
تو اگر آنکھ سوے وادی ایمن ڈالے

اُڑ چلے رقص مین پرواز کو پیدا ہو
اپنے کاندھے پر اولٹ کر جو وہ دامن ڈالے

کشتۂ ناز کی کس طرح سے پامال نہون
قدم اس ناز سے جب یار کا توسن ڈالے

کہیں زخم نگہ تازہ رفو ہوتے ہیں — کسو ڈوبے ہے کسی اور پہ سوزن ڈالے

خون ناحق کہیں چھپتا ہے چھپانے سے امیر
کیوں مری لاش پہ وہ بیٹھے ہیں دامن ڈالے

نہ حور پر نہ پری پر نگاہ پڑتی ہے — تجھی پہ آنکھ بس اے رشک ماہ پڑتی ہے

وہ چشم مہر سے دیکھے مجھے امید نہیں — گدا پہ کب نظر بادشاہ پڑتی ہے

بلائے جان وہ عالم ہے جسکی برق جمال — اب اوسکے چہرے پہ اپنی نگاہ پڑتی ہے

بنائے شانہ مرے دست شوق کو کیونکر — کہ کشمکش میں وہ زلف سیاہ پڑتی ہے

وہ ناتوان ہون کہ ہوتا ہون زندہ گور مین دفن — بدن پہ آڑکے اگر گرد راہ پڑتی ہے

ستانہ خاطر مظلوم کو ذرا اے ظالم — پڑی ہے تیغ کبھی جیسے آہ پڑتی ہے

عجیب چال ہے کچھ کوچۂ محبت کی — بلا مین جان یہان بیگناہ پڑتی ہے

چمن کی سیر کو جاتی ہے روح اے صیاد — قفس مین نیند اگر گاہ گاہ پڑتی ہے

جنون مین دشت سے بھی بھاگتا ہون مین کیونکر — نظر جو صورت مردم گیاہ پڑتی ہے

پڑے ہین کشتے ترے تیغ آبدار کے گرد — کنارے نہر کے جیسے گیاہ پڑتی ہے

کسی مین خط کے وہ رخ دیکھکر ہون ششدر — گڑی تو شرم پہ بھی اے مہر و ماہ پڑتی ہے

وہ چھپ کے گھر سے نکلتے ہین یون کہ دامن پر — کہ گرد راہ نگہ رو نگاہ پڑتی ہے

بٹھاتے ہین وہ غریبون کو بیگنہ زنجیر — ہزار پانون پہ زلف سیاہ پڑتی ہے

عجب طرح کے بنائے ہین وہ وہان پیکر — کہ عقل شیشے مین بے اشتباہ پڑتی ہے

دیا ہے یار نے فرمان قتل عام امیر
ہمین بھی اب تو امید رفاہ پڑتی ہے

درد پہلو کی یہ شدت ہے کہ رنگت فق ہے — زخم وہ دل مین ہے کاری کہ کلیجا شق ہے

عشق سے عاشق و معشوق اگر مشتق ہے — اسکو کیون مشق جفا اسکا جگر کیون شق ہے

سنگدل تیری جو فریاد کریں دیر میں ہم
بول اٹھیں بت بھی گواہی میں کہ حق ہی حق ہے

غرق عصیاں ہے بہا اشک کہ ہو بیڑا پار
چشمۂ قلزم عصیاں کے لیے زورق ہے

رشتہ آسا وہ ہوں لاغر غم عریانی میں
حلقۂ دیدۂ سوزن بھی مجھے خندق ہے

ذکر گنجینہ سے ہوتا نہیں کوئی منعم
ذوق جب تک نہ ہو اے شیخ عبث ہو حق ہے

ہوں میں دل سوختہ دنیا میں جدا دنیا سے
شمع سے جامۂ فانوس کہاں ملحق ہے

کیوں نہ کانپے تری مژگاں کی چھری سے دل زار
خوف سے جوہر شمشیر کا سینہ شق ہے

لب جاں بخش سے گل مرے مرقد پہ کرو
حوض کوثر کا تو پانی شہدا کا حق ہے

زاہد و ساقی کوثر تمہیں کیوں دینگے شراب
دختر رز تو فقط بادہ کشوں کا حق ہے

خوف معتوبی آدم سے ڈرا ہو ایسا
دیکھیے آج تلک سینۂ گندم شق ہے

عشق میں پار ہو کس طرح سے بیڑا ہمیں
ہم شناور نہیں یہ قلزم بے زورق ہے

در مضمون وہم تحریر نکلتے ہیں امیر
صدف آسا مرے خامے کا کلیجا شق ہے

بیاں تک مجکو ہنگام خوشی ہے آرزو غم کی
اشعار کہتا ہوں روز عید پر مجلس محرم کی

ملیں وہ غم دوست ہوں تجویز کی غم سے دوا غم کی
جو آیا منہ چبا لی چھالیا نے نخل ماتم کی

مناہی کوچۂ محبوب میں ہے نالۂ غم کی
غضب ہے اتنے وہ جڑ کاٹتے ہیں نخل ماتم کی

قطار مور جس جا دیکھتا ہوں یہ سمجھتا ہوں
سلیماں اٹھ گئے شاید یہ صف ہے انکے ماتم کی

ترا غمزہ ہے وہ طرار جب گلشن میں آیا ہے
گلو نکلی جیب گستری ہے گرہ کاٹی ہے شبنم کی

خیال دخت رز میں آگیا ہے مجکو عشق ساقی
کھلیں آنکھیں اگر پاؤں ہوا دامان مریم کی

ستایا اسقدر ان مردم ابلیس خصلت نے
کہ ڈر کر آدمیت چھپ رہی تربت میں آدم کی

الٰہی ہے یہ لشکر کس سلیمان پری وش کا
بلائیں لیتی ہیں پریاں ہوا پر زلف پر خم کی

ہماری نالۂ دل سے ہے گرم نالہ ہر بلبل
نہیں کس گلستاں میں شاخ اب نخل ماتم کی

یقین ہی روز محشر تک رہی والا مین جھگڑا
ہماری غیر کی ہے دشمنی ابلیس و آدم کی

فراق و وصل کی شب ایک ہی پر فرق ہی اتنا
ہمارا سمین ہی جنت کی ہوا اسمین جہنم کی

نہ لائی کوئی ہم تک وحشی گیسوی پیچان کو
مچائینگی یہ غل محشر مین زنجیرین جہنم کی

خدا جانے بھری ہین دل نے گوش یار کیا کہکر
ہوا مین آگئی ایسی نہین سنتے ہین ہم کی

ڈری یہ رات کو میری سیہ بختی کی ظلمت سے
دعای نور پڑھکر اپنے اوپر شمع قدم کی

یہ شہرہ وحشت مجنون کا مشت استخوان مجنون
مثل سچ ہی کہ رستم سے سوا ہی دھاک رستم کی

نہین ہے شرم کی جا اب تو ہمکو دیکھنے آؤ
کہ پٹی باندھ لی داغون کی آنکھون پر بھی مرہم کی

تماشا جانتا ہون گردش گردون گردان کو
گل رعنا مری آنکھون مین نیرنگی ہے عالم کی

ملا غازہ تو پایا آرسی نی زنگ آزالش
جبینی افشان تو آئینہ کی قسمت اور بھی چمکی

جلانا مارنا ہی کام ان خورشید رویون کا
کبھی اوٹھتے ہین ذری موت آجاتی ہی شبنم کی

فراق یار مین ہون اسقدر محزون ای قاصد
لکھون جو سطر نامی مین وہ صف بنجای ماتم کی

امیر اوس سرور عالم کی کیا توصیف ہو مجھسے
خدا کی شان ہی سیرت ملک کی شکل آدم کی

ستال اسکو ہمیشہ کرتی ہی بالیدگی غم کی
اگی دل ہی یا کوئی کلی ہے نخل ماتم کی

نہو جسمین تجلی تجھ سے محبوب دو عالم کی
وہ جنت جل کے یارب خاک ہو جای جہنم کی

ادھر ہی عیش کی باتین کہانی ہی ادھر غم کی
کہو تم اپنے عالم کی کہین ہم اپنے عالم کی

ہوای عشق سر مین دل مین ہی بحر یاس کا طوفان
بھلا بنیاد کیا ہی ایک مشت خاک آدم کی

چمن کیا جانیے ہے کس شہید ناز کی مجلس
کہ غنچون کے چٹکنے مین صدا ہی نخل ماتم کی

غضب گرمی قیامت کی جلن ہی عشق مین یارب
پگھلا جاتا ہی تن آنچین نکلتی ہین جہنم کی

جلا اوس حور کا دل کیا ہماری سوزش دل کی
گئین جنت کو کچھ چنگاریان اوڑ کر جہنم کی

نظارہ دو جہان کا چھوڑ کر دل کا تماشا کر
شبیہین اوس ورق پر کھینچدی ہین دونون عالم کی

اڑا دی رنگ غنچہ سیکھ لے گل کی روش اے دل
کہ منھ سے کچھ نہ کہہ کانوں سے سنکر ساری عالم کی

ازل میں وصل کس معشوق و عاشق کا نظر آیا
کہ آنکھیں آجتک کھلتی نہیں یا دام توام کی

زمانے بھر کی ایذاؤں سے چھپکر کے ملتی ہے
لحد کہتے ہیں جسکو ہے وہ سرحد کشور عدم کی

پرستش حسن گندم گون کی عین آدمیت ہے
نہیں وہ ابن آدم خو نہیں ہے جسمیں آدم کی

زمیں سینہ سپر کیا کیا شعاع مہر تاباں سے
کھینچیں سو برچھیاں لیکن نہ جھپکی آنکھ شبنم کی

یہ مجھی کشتگی کی اڑ رہے ہیں ہچکیاں کیسی
نہیں یہ حلق بسمل بانسلی ہے مطرب غم کی

ہوئی کس کس کو خجلت ایک میری قتل ہونے پر
پسینا آگیا قاتل کو گردن تیغ نے خم کی

تمھاری چال ہے کیا گردش گردون گردان ہے
کہ چلکر دو قدم صورت بدل دیتے ہو عالم کی

دکھایا گرم و سرد و ہر داغ و اشک نے مجکو
کہ دن بھر دھوپ کی رہتی ہے ایذا دن کو شبنم کی

یہ شوق میکشی ہے سایۂ انگور کے نیچے
ہوا کھانے کو روح آتی ہے ابتک حضرت عمر کی

سوا خورشید رویوں کی کسی پر میں نہ مائل ہوں
ابھی دل بھی ذرے کا دیا آنکھ شبنم کی

شکستِ شیشۂ دل سے امیر آیا ہے غش مجکو
چھڑک کر دو شگفتہ دی کوئی مٹی ساغر جم کی

جو مست کو مے کی بو بہت ہے
دیوانے کو ایک ہو بہت ہے

موتی کی طرح جو ہو خداداد
تھوڑی سی بھی آبرو بہت ہے

جاتے ہیں جو صبر و ہوش جائیں
مجکو دے درد تو بہت ہے

مانند کلیم بڑھ نہ اے دل
یہ دور کی گفتگو بہت ہے

برکت ہو مے تو خم کے خم کم
اچھی ہو تو اک سبو بہت ہے

کیا وصل کی شب میں مشکلیں ہیں
فرصت کم آرزو بہت ہے

منظور ہے خون دل جو اے یاس
اتنے لیے آرزو بہت ہے

اے نشتر غم ہو لاکھ تن خشک
تیرے دم کو لہو بہت ہے

چھیڑے وہ مژہ تو کیون نہ رو دون
آنکھون مین خلش کو مو بہت ہے

غنچے کی طرح چمن مین ساقی
اپنا ہی مجھے سبو بہت ہے

کیا غم ہے امیر اگر نہین مال
اس وقت مین آبرو بہت ہے

ہمراہ غیر بادہ جو وہ تند خو پیے
غم کیون نہ جونک نکلے ہمارا لہو پیے

تسکین ہو ایک جام سے کیا اوسکو ساقیا
جو خم کے خم چڑھائے سبو کے سبو پیے

دہشت ذرا کسی کی ترے مست کو نہین
قاضی کرے جو منع تو سے روبرو پیے

قاتل نے مجھپہ کھینچ کے یہ تیغ سے کہا
اب تو کمی کرے تو ہمارا لہو پیے

آئی جو میکدے مین کری مست کیون کی
شیشے کی طرح چاہیے مے تا گلو پیے

دیکھے وہ خط سبز جو سبزہ تو رشک سے
کیون گھونٹ زہر کے نہ لب آبجو پیے

منظور حق ہے کہ امیر سیاہ مست
دل کا کباب کھائے جگر کا لہو پیے

ابروئے یار نہ بھولے کبھی دل شاد رہے
خوب مطلع ہے یہ اللہ کرے یاد رہے

زعفران زار مین بھی گر دل ناشاد رہا
یہی گریہ یہی نالہ یہی فریاد رہے

ہون جو مقتول ترے قتل کی ایسی ہو خوشی
رقص مین تیغ رہے وجد مین جلاد رہے

پھر بہار آئی چلے سوے چمن دیوانے
کہدو ہر باغ کے دروازے پہ فصاد رہے

رشک ہے بعد فنا مجکو فلک سے تو یہ ہے
مین ستم کش نہ رہون یہ ستم ایجاد رہے

ہم جو پہنچے تو لب گور سے آئی یہ صدا
آئیے آئیے حضرت بہت آزاد رہے

آنکھین مرجانے کو کہتی ہین وہ لب جینے کو
کیجئے وہ حکم رہے کہیے یہ ارشاد رہے

اوسکی تصویر مین بس رہے نزاکت کا ہو صرف
لوچ باقی نہ قلم مین ترے بہزاد رہے

آشیانے سے نہ مطلب ہے نہ گلشن سے غرض
گھر الٰہی مرے صیاد کا آباد رہے

بسمل کی نگہ یاس بڑی ہوتی ہے
اک ذرا دل کو سنبھالے ہوئے جلاد رہے

یہ کہوں گا یہ کہوں گا یہ ابھی کہتے ہو
سامنے اونکے بھی جب حضرت دل یاد رہے

ہون وہ غمخوار دوست کہ رو رو کے دعا کرتا ہون
درد کا دل نہ دکھے خاطر غم شاد رہے

حشر میں عذر گنہ کیا ہے جفا تو رکھو
کہ مبادا انھیں بھولے تو مجھے یاد رہے

بحر ہستی میں حباب لب دریا کی طرح
ہم رہے کب جو کہے کوئی کہ برباد رہے

میں اگر غیر کوئی ہون تو مجھسے وہ بھولے
وہ اگر اور کوئی ہو تو مجھے یاد رہے

زار ایسا تھا کہ میں دشت جنون میں نہ ملا
ڈھونڈھتے مجکو مرے سایہ و ہمزاد رہے

کیا عجب بھول گئے ہم جو کلام اپنا امیر
یاد رہنے کے جو قابل ہو تو کیا یاد رہے

ایک دل ہجر میں کس کس کے سبب ناشاد رہے
قیس کا داغ کہ اسمین غم فرہاد رہے

دل اون آنکھوں کے تصور سے مرا شاد رہے
قاف پریون سے جنان حور و پری آباد رہے

قتل بے خنجر و شمشیر جو ہو مد نظر
اک ذرا آپ کو کھینچے ہوئے جلاد رہے

ملول فرقت سی مزے وصل کے سب بھول گئے
نہ وہ باتیں رہیں وہ راتیں نہ وہ دن یاد رہے

جب کیا میں نے گلا اپنی پریشانی کا
زلف جانان نے کہا ہم بھی تو برباد رہے

کھنچ گئی یار کی تصویر تو اللہ ری خوشی
ہم بغل دیر تلک مانی و بہزاد رہے

ہم وہ قیدی ہیں جو لکھے وہ خط آزادی
ہے یقین حرفون میں شان خط صیاد رہے

لامکان میں نہ ٹھکانا نہ مکان میں وسعت
دل سے نکلے تو کہاں جا کے یہ فریاد رہے

کون پروانہ بیان شمع سر طور کا ہے
جلوہ افروز ترا حسن خداداد رہے

ہجر میں یار نے پوچھا نہ اجل نے ہمکو
نہ اسے یاد رہے ہم نہ اسے یاد رہے

واہ ری شوق اسیری کہ دعا کرتا ہون
تشنہ دم ذبح سوئے خانہ صیاد رہے

شادی و رنج زمانے میں ہیں توام اے دل
کچھ تو ہونٹھون پہ ہنسی بھی دم فریاد رہے

گھل گیا غم سے اگر تن تو بنا شکل حباب
سمانئے اوڑھین نہ کہین جامۂ آزادی مین

ہم ہوئے خاک سے پانی بھی تو برباد رہے
دامن اُس ذرے سے سینے ہوئے شمشاد رہے

روز جانباز لڑے شوق شہادت مین امیر
کیسے ہنگامے سر کوچۂ جلاد رہے

دل کو طرز نگہ یار جتاتے آئے
تیر بھی آئے تو لے پر کی اوڑاتے آئے

فاتحہ دینگے نہ پانی بھی وہ رونے کے بعد
تا در گور ہمین جو خاک اوڑاتے آئے

جام کوثر سے ہی کیا کام ہمین ای رضوان
آب خنجر سے وہین پیاس بجھاتے آئے

مے کشی کی ہے خوشی بحر مین کس کو ساقی
لکہ ابر تو اور آگ لگاتے آئے

سنگ اسود کے جو بوسے کو چلے سوی حرم
قدم بت پہ بھی ہم سر کو جھکاتے آئے

دشت ہستی مین ملا خاک بگولے کی طرح
خاک اڑاتے گئے ہم خاک اوڑاتے آئے

بادشاہون کا ہے دربار در پیر مغان
سیکڑون جاتے گئے سیکڑون آتے آئے

لن ترانی سے ہوا صاف یہ ہم پر روشن
کہ ہمیں بھی ترے ناز اوٹھاتے آئے

چھپ کے بھی آ ذرے گھر تو وہ دربانون کو
اپنی پازیب کی جھنکار سُناتے آئے

ہون وہ نالان کہ دم نزع مری بالین پر
ملک الموت بھی پر اپنے بچاتے آئے

بے سبب در پہ یہ جلوہ نہین غالب ہے کہ آپ
پردہ ڈولی کا سر راہ اوٹھاتے آئے

محو جب مہر سے شبنم ہوئی بولی یہ زمین
یونہین عاشق کو ہین معشوق مٹاتے آئے

روز محشر جو بلائے گئے دیوانۂ زلف
بیڑیان پہنے ہوئے شور مچاتے آئے

ذکر صحبت جو سنا مجھ سے تو ہنس کر بولے
خوب آئے کہ مرے منہ کو چڑھاتے آئے

مرغ دل نقش قدم وار کرے وقت شکار
گل کھلاتے گئے گلچھرے اڑاتے آئے

کیا کہیں گے کوئی محشر مین جو پوچھے گا امیر
کیون نہ بگڑی ہوئی باتون کو بناتے آئے

ہم اگر قتل ہوئے خیر یہ تقدیر اپنی
آپ بدنام ہوئے ہون دھوئیے شمشیر اپنی

پھر بہار آئی جنون ہوتی ہو تدبیر اپنی
طوق بنتا ہی گر کھی جاتی ہے زنجیر اپنی

بے فشانی یہ مرے دل کو پسند آئی تھی
کھینچ کر آپ مٹاتا ہون مین تصویر اپنی

قید ہو کر ترے گیسو مین یہ رتبہ پایا
نذر دی قیس نے لا کر ہمین زنجیر اپنی

جان نثار دن ہے وہ کہتے ہین چڑھا کر تیوری
آجکل چبولتی ہے عرش پہ شمشیر اپنی

یاد مژگان مین شب ہجر جو چلاتے ہین ہم
چار سو جاتی ہے آواز پر تیر اپنی

مے کشی کون کرے چور ہے یان شیشۂ دل
ساقیا پھوٹ گئی ہجر مین تقدیر اپنی

حاجت تیر و کمان کیا ہے تجھے چل تو سہی
گردنین کاٹ کے خود لائینگے نخچیر اپنی

تکو پھولون کی چھڑی کھٹ ہمین کانٹے ہین نصیب
خیر قسمت وہ تمھاری ہے یہ تقدیر اپنی

آنکھین مہری یہ بیٹھے تو چمک جائیگا حسن
شمع چہرہ ہے ترا آنکھ ہے گلگیر اپنی

حضرت قیس جو بلوائین تو وحشت پوچھین
ہے گران آپ کی زنجیر کہ زنجیر اپنی

یوسف مصر کا نقشہ جو طلب کرتا ہون
بھیج دیتا ہے وہ یوسف مجھے تصویر اپنی

ای امیر اوٹھ نہ سکے ضعف سے ہم تا دم مرگ
جس جگہ بیٹھ گئے ہو گئی جاگیر اپنی

اب تو یہ معرکۂ عشق مین مجکو جھک ہے
پرسش خنجر سفاک مرے دم تک ہے

گھورتی ہے یہ جوانان چمن کو ہر دم
نرگس باغ سے بلبل کو بجا خشک ہے

حسن یکتا کا ہے پر تو بھی جہان مین یکتا
زاہدا کیون تجھے یکتائی بت مین شک ہے

جنگ عاشق کی لیے حسن زرہ پوش ہوا
کون کہتا ہے کہ رخ صاف یہ یہ چیچک ہے

شب بھر آغوش گلستان مین ہے شبنم کی جگہ
رتبۂ دیدۂ بیدار قیامت تک ہے

فرش سے عرش تک آئینہ ہے سب فکر کو وقت
آنکھ جب بند ہوئی پیش نظر عینک ہے

رکھ قدم بڑھ کے ور دل یہ تو منزل کو پہنچ
شہر آباد محبت کا یہی پھاٹک ہے

نہیں دیوانہ اگر لائق تعزیر امیرؔ
کس لیے سنگ کف دہر مین ہر کو دک ہے

تیرے افشان کا اگر ذرہ زمین پر گر پڑے
اختر گردون جگہ پاکر جبین پر گر پڑے

رات کو ہو فکر آرائش جو اُس گل کو تو ہان
چاندنی کا پھول بنکر آستین پر گر پڑے

نامہ ہم افتادگون کا جب کبوتر لیچلا
اوڑتے ہی اوڑتے کہین بازو کہین پر گر پڑے

آشیانہ دور ہی صیّاد آپہونچا ہے پاس
کیا کرون پرواز کی طاقت نہین پر گر پڑے

سایہ افگن ہو وہ گیسو اس دل صد چاک پر
یا الٰہی یہ سیاہی اس نگین پر گر پڑے

جای گلشن مین جو وہ گلرو تو گل مہندی کی شاخ
سر جھکا کر اُسکے پای نازنین پر گر پڑے

قہر نازل ہو جو ہنس پڑنا تمھارا آئے یاد
چھت مکان کی توڑ کر بجلی زمین پر گر پڑے

وہ شکار افگن چلے لیکر اگر تیر و کمان
نسر طایر چوڑ کر گنبدے زمین پر گر پڑے

باڑھ پر آجاے تیغ قامت قاتل اگر
شاخ طوبی اکٹ کی دوش حور عین پر گر پڑے

پھنس کے چھوڑ لذت دنیا سی کیونکر بو الہوس
کسطرح اُٹھے مگس جب انگبین پر گر پڑے

آفتاب عارض ساقی اگر چمکے امیرؔ
خاک ہو کر برق آب آتشین پر گر پڑے

جب تک وہ پلک بر سر بیداد نہ آئی
تجھ مین چمک اے جوہر فولاد نہ آئی

کب گور مین خنجر کی رگڑ یاد نہ آئی
کب روح سوے کوچۂ جلاد نہ آئی

شیرین نہ ملی سنگ اگر سیکڑون کاٹے
کچھ کام سبکدستی فرہاد نہ آئی

بالون کی سفیدی کو کفن سمجھے نہ کسدن
کب آئینہ دیکھا کہ اجل یاد نہ آئی

دعوای دیت حشر مین کس سے مین کرونگا
حیرت سے نظر صورت جلاد نہ آئی

طائر مین وہ ہون پاؤن نہ گلزار مین رکھا
جب تک خبر آمد صیاد نہ آئی

سچ ہے یہ مثل جان ہے اپنی تو جہان ہے
مردے کو عزیزون کی کبھی یاد نہ آئی

غش صورت موسیٰ میں ہوا سامنے اسکے
تاب نظر حسن خداداد نہ آئی

کیا آئی نظر مردمک چشم کو وہ خال
انسان کو نظر صورت بہزاد نہ آئی

نقشہ مرے محبوب کا چلتا ہوا دیکھا
تجکو روش اے خامۂ بہزاد نہ آئی

کیا جرم ہوا تھا کہ گری اوسکی نظر سے
کچھ ذہن میں اپنے تو یہ افتاد نہ آئی

قید غم محبوب ازل ساتھ میں لایا
روح آئی عدم سے مگر آزاد نہ آئی

کیا اوس سے ملاقات کی امید ہو مجکو
عرضی بھی مری ہوکے کبھی صاد نہ آئی

معشوقۂ دنیا نے بہت مانگ سنواری
پھندے میں مرے خاطر آزاد نہ آئی

مضمون سے ہیں مرگ مرا نام ہے زندہ
کچھ کام نہیں کام جو اولاد نہ آئی

وحشت میں امیر اپنے برابر نہ ہوا قیس
شاگرد میں کیفیت اوستاد نہ آئی

ہم اور معرکۂ امتحان سے ٹل جاتے
جو اب پاؤں جو دیتے تو سر کے بل جاتے

عدم کو یاں سے تو گھبرا کے ای اجل جاتے
وہاں بھی جی جو نہ لگتا کہاں نکل جاتے

ہزار تیز نہ تھی تیغ یار اگر چلتی
تو ہم سے کتنے عزیزوں کے کام چل جاتے

جنوں کے جوش میں کھلتی نہ راہ ملک عدم
بڑی مزے میں پہونچتے جو آجکل جاتے

سیاہ کار وہ ہوں حشر میں حساب مرا
جو وقت صبح سے ہوتا چراغ جل جاتے

بچائی داغ نے زندانیان زلف کی جان
نہیں تو گھٹ کے اندھیرے میں دم نکل جاتے

بتوں کی بھی جو پرستش نہ کرتے ای زاہد
خدا کے سامنے ہم لیکے کیا عمل جاتے

شب فراق میں اچھا ہوا نہ کھینچی آہ
غریب خانے کے وہ جھونپڑے بھی جل جاتے

جھڑی نہ آنسوؤں کی اور ہی ڈبویا ہی
برس کے جلد یہ بادل کہیں نکل جاتے

دکھا کے تیغ جو مقتل سے باز رہ چلتا
اجل کے پاؤں پہ سر رکھ کے ہم نکل جاتے

پتنگ نکلے لپٹتے تو شمع رولوں سے
وہ ہم نہ تھے کہ تپ ہجر سے نکل جاتے

تلاش رزق مین گردش ہی ای ہوس بیسود
نصیب ساتھ ہی رہتے جہان نکل جاتے

قبول خاطر روشن دلان اگر ہوتے
امیر نور کے سانچے مین شعر ڈھل جاتے

مقام وجد ہی ای دل کہ بزم یار مین آئے
بڑے دربار مین پہونچے بڑی سرکار مین آئے

خداوندا نہ زنگ اُس ترک کی تلوار مین آئے
کہین دھبا نہ میرے زخم دامندار مین آئے

مرے گھر کی طرف بھی عالم مستی مین آ نکلے
ترنگ ایسی کبھی یارب مزاج یار مین آئے

دلا آنکھون سے چھپکر اوس سے ہو دیدار کا طالب
جو ہو خلوت نشین کیا مجمع اخیار مین آئے

خط شبگون سے مین ای خال روی یار ڈرتا ہون
جو تو آیا تو آیا وہ نہ اِس سرکار مین آئے

بہت مشتاق ہین مست آمد ابر بہاری کے
الٰہی کوئی گھٹا کوہ سے گلزار مین آئے

خمیدہ قد ہوا اب دیر کیا ہی خاک ہونے مین
زمین پر گر پڑے آخر جو خم دیوار مین آئے

جنون کا رنگ چمکا یا یہ تیرے عشق عارض نے
گریبان چاک گل گلزار سے بازار مین آئے

یہ وقت قتل ہے ڈر ہمکو اپنی سخت جانی سے
کمر مین بل نہ بال اُس ترک کی تلوار مین آئے

کیا دی دیکے طعنے واعظون نے تنگ آخر
کہ ہم مسجد سے اوٹھکر خانۂ خمار مین آئے

نظر آتا ہی ہر گل زر بکف بہر خریداری
چمن مین ہم کہ یوسف مصر کی بازار مین آئے

زر داغ جنون تقسیم شاہ عشق کرتا ہے
تونگر جسکو ہونا ہو وہ اس سرکار مین آئے

خدا ہو دوست جسکا اوسکو کیا اندیشۂ دشمن
براہیم آگ مین پھینکے گئے گلزار مین آئے

خلش مین کیا مزہ ہی تیری دیوانون کو کیا جانے
جب آئے پا برہنہ وادی پُرخار مین آئے

علانیہ دکھای کبھی وہ جلوہ روی روشن کا
جو بے پردہ نہ خواب طالب دیدار مین آئے

یہان مدت سے ہے میری دل صدچاک کا قبضہ
کہو شانہ سمجھکر گیسوے خمدار مین آئے

اوٹھاؤ رخ سے پردہ کور مادرزاد بینا ہو
ہلاؤ لب زبان گنگ بھی گفتار مین آئے

گرفتار قفس تھے جب تلک فصل بہاری تھی
خزان بھی ساتھ آئی ہم اگر گلزار مین آئے

کیا ہے وعدہ سر دینے کا قاتل سے سو حاضر ہون
زبان کو کاٹ ڈالون فرق اگر اقرار مین آئے

امیر اب وعدۂ کیسا کہ پہونچے ہم مدینے مین
چھٹے آفت سے ظل احمد مختار مین آئے

خیال زلف و عارض مین قضا کی
نماز صبح و شام اک جا ادا کی

ادا پر مرنے والون سے بھی غمزے
کبھو کیون موت آئی ہے قضا کی

نہ آنا تھا اجل منھ پر نہ آئی
تری تلوار آوازے کسا کی

شب غم مین جو ہمکو ہاتھ آتا
درازی ناپتے روز جزا کی

وہ بیکس تھے کہ تربت پر ہماری
چڑھائی چرخ نے چادر گھٹا کی

عدم مین کیا تماشا ہی کہ ذرات
چلی جاتی ہے سب خلقت خدا کی

برے منھ کا ہے لقمہ حقۂ غیر
مجھے قسمت ملی ہے آسیا کی

دکھے کیونکر نہ دل آوازنے سے
صدا ہے یہ کسی درد آشنا کی

نہ کھا اے دل فریب زینت دہر
ڈلی اس پان مین ہے سنکھیا کی

بہار سبزۂ ان سے ہے جامۂ یار
نہ مرجھائین کبھی کلیان قبا کی

کیے ہمنے یہ بتخانون مین سجدے
کہ بت کہنے لگے رحمت خدا کی

دلا ہم سے گلا اوس دلربا کا
شکایت آشنا سے آشنا کی

نہ مجنون ہے نہ وامق ہے نہ فرہاد
مری سب آشناؤن نے قضا کی

وہ دانا ہون جو پسنے سے بچون مین
جلا دے آگ سنگ آسیا کی

وہ غافل تھی کہ تب لی ہمنے کروٹ
ڈھلی جب دوپہر روز جزا کی

الٰہی مرچکون جھگڑا ابھی چھوٹے
کہین آسان ہو مشکل قضا کی

کہان تک وا نہوگا عقدۂ کار
گرہ ہے کیا ترے بند قبا کی

لپٹین کیونکر نہ تیری راہ مین دل
غضب شوخی ہی چشم نقش پا کی

اگر میرے سیہ خانے مین آجاے
سعادت ساری آڑ جاے ہما کی

ترے کشتے ذ خنجر ہی کی نیچے
مصیبت جھیل لی روز جزا کی

امیر سخت جان بھی ہو چکا قتل
چلو منت ہوئی پوری قضا کی

ترا کیا کام اب دل مین غم جانانہ آتا ہی
نکل اے صبر اس گھر سے کہ صاحب خانہ آتا ہے

نظر مین تیری آنکھیں سر مین سودا تیری زلفونکا
کئی پریون کی سایے مین ترا دیوانہ آتا ہے

وفور رحمت باری ہی میخوارون پہ ان روزون
جدھر سے ابر اُٹھتا ہی سوی میخانہ آتا ہے

لگی دلکی بجھاے بیکسی مین کون ہے ایسا
مگر اک گریۂ حسرت کہ بیتابانہ آتا ہے

وہ بھین بیٹے غمزے کرتی ہی جو بھیر جان دیتے ہین
اجل تجکو بھی کتنا ناز معشوقانہ آتا ہے

پریشانی مین یہ عالم تری زلفون کا دیکھا ہے
کہ اک اک بال پر قربان ہونی شانہ آتا ہے

چھلک جاتا ہی جام عمر اپنا واے ناکامی
ہماری منھ تلک ساقی اگر پیمانہ آتا ہے

وہ بت ہی مہربان سب اپنا اپنا حال کہتے ہین
لب خاموش تجکو بھی کوئی افسانہ آتا ہے

طلسم تازہ تیرا سایۂ دیوار رکھتا ہے
بدلتا ہی پری کا بھیس جو دیوانہ آتا ہے

یہ عظمت رکھی زاہدان بتون مین ہمنے پائی ہے
کہ کعبہ ہمکو لینے تا در بتخانہ آتا ہے

دو رنگی سے نہین خالی عدم بھی صورت ہستی
کوئی ہشیار آتا ہی کوئی دیوانہ آتا ہے

ہما یون استخوان سوختہ پر میرے گرتا ہے
تڑپ کر شمع پر جیسے کوئی پروانہ آتا ہے

ادھر مین حسن کی گھاتین ادھر مین عشق کی باتین
تجھے فسون تو مجکو اے پری افسانہ آتا ہے

کلیجا ہاتھ سے اہل طمع کے چاک ہوتا ہے
صدف آسا اگر مجکو تیسر دانہ آتا ہے

نمک جلاد چھڑکا چاہتا ہی میرے زخمون پہ
مزے کا وقت اب اے ہمت مردانہ آتا ہے

زبردستی کا دھڑکا وصل مین تمکو سمایا ہے
کدھر مدہوش مین آؤ کوئی آیا نہ آتا ہے

الٰہی کسکی شمع حسن سے روشن ہے گھر میرا
کہ بیتابانہ جگنو آج جو پروانہ آتا ہے

وہ عاشق خال و خط کا ہون کہ نذر سوز کرتا ہون
نیستریرے دن بھی جو مجکو دانہ آتا ہے

امیر اور آنے والا کون ہی گور غریبان پر
جو روشن شمع ہوتی ہی تو ہان پروانہ آتا ہے

جتنے کہ تیر ترکش دلبر مین رہ گئے
او تنے ہی حوصلے دل مضطر مین رہ گئے

دھویا ہزار اوس بت سفاک نے مگر
دھبے ہمارے خون کے خنجر مین رہ گئے

صحراے عشق میری طرح طے نہ ہو سکا
نو آسمان ایک ہی چکر مین رہ گئے

چھوڑے کہین نہ گیسوی پر خم نے اسکے پیچ
کچھ راہ گیے تو میرے مقدر مین رہ گیے

مجلس تمام ہو گئی ہنگامہ ہو چکا
ہم راہ دیکھتے تری محشر مین رہ گئے

اے چشم اشکبار ڈبو دے انھین بھی تو
ٹاپو ہین جابجا جو سمندر مین رہ گئے

یارب شتاب آئے سگ یار اسطرف
کچھ کچھ ہین استخوان تن لاغر مین رہ گئے

ساقی چمن مین آتے ہی رخصت ہوئی بہار
میخوار فکر شیشہ و ساغر مین رہ گئے

نامے تو نارسائی قسمت سے گر پڑے
ڈورے ہی ڈورے بال کبوتر مین رہ گئے

اشکون سے میرے بجھ گئی ساری جہان کی آگ
پوشیدہ کچھ شرر تھے سو پتھر مین رہ گئے

واماندگی سے جا نہ سکے کاروان تلک
کھائی تھین ٹھوکرین جو مقدر مین رہ گئے

اونکے مکان ہین دیدہ و دل اعتبار ہے
اس گھر مین رہ گئے کبھی اُس گھر مین رہ گئے

اونکے نشان امیر نہین ہین اگر نہ ہون
نام آورون کے نام تو دفتر مین رہ گئے

داغ اقربا کے سینۂ سوزان مین رہ گئے
محفل کہان چراغ شبستان مین رہ گئے

رخنے تمام بند کئے صبر نے مگر
سوراخ دل مین چاک گریبان مین رہ گئے

نکلے نہ گرد بھی مری کشتی کے پانگے
کیا سر ٹپک کے شورش طوفان مین رہ گئے

کانٹے کہین پڑے ہین کہین گردباد ہین
یہ یادگار ہین جو بیابان مین رہ گئے

میری طرح ضعیف ہوئی میرے اشک غم
نکلے جو دل سے دامن مژگان مین رہ گئے

وہ خوبرو رہے نہ وہ تزئین زلف و رخ
باقی فساد گبر و مسلمان مین رہ گئے

یوسف تو مصر مین ہوئے رونق فزوے حسن
یعقوب راہ دیکھتے کنعان مین رہ گئے

مقتل مین اوسکے دوڑ کے پہونچے جو تھے قوی
قیدی جو ناتوان تھے وہ زندان مین رہ گئے

وحشت مین دے سکے نہ مرا ساتھ گردباد
نقش قدم کی طرح بیابان مین رہ گئے

دوڑے تلاش دولت دنیا مین جو حریص
آخر کو تھک کے گور غریبان مین رہ گئے

لی کاروان گل نے خزان مین عدم کی راہ
بلبل پھڑک پھڑک کے گلستان مین رہ گئے

آئی بھی حرف شکوہ جو دل سے زبان تلک
بن بن کے درد وہ مری دندان مین رہ گئے

رزق سگ دہا کیے دور سپہر نے
جو استخوان کہ گنج شہیدان مین رہ گئے

آوارگان عشق کا کوسون پتا نہین
کچھ ڈھیر ہڈیون کے بیابان مین رہ گئے

لوٹا ستمگرون نے مگر پھر بھی اے امیر
مضمون ہزارہا مرے دیوان مین رہ گئے

بتون سے نرد وہ جا کر مکان پر کھیلے
کہ ہار دے دل و دین اپنی جان پر کھیلے

کمان مین تیر وہ جوڑے تو صید ہون قرین
زمین کیسی شکار آسمان پہ کھیلے

زبان تیشہ یہ دیتی تھی کوہکن کو صدا
جو سر فروش ہو وہ اپنی جان پر کھیلے

یہ اوسکے پڑھنے سے ہو چار بیت کو شادی
کہ بیت بیت سے چوتھی زبان پہ کھیلے

مین نذر رنگ مین ڈوبون وہ طفل بادہ فروش
خدا کرے کہین ہولی دکان پر کھیلے

ہمارے رنگ وہ مطرب پسر جو بیٹھک کا
جو پارسا ہو تو ہر ایک تان پر کھیلے

نہ جیتنے مین گذارہ نہ ہارنے مین رفاہ
پھر اوس سے کھیل کوئی کس گمان پر کھیلے

کہون تو درد دل اس سے مگر ہے قتل کا خوف
قضا نہ سر پہ کہین اس بیان پر کھیلے

لگا کے کیون نہ وہ واعظ نماز مین شرطین
جوا جو روز و شب اپنے مکان پر کھیلے

ہمارا دل ہی کہ اُس ترک شوخ سے شطرنج
ہزار بار کیا امتحان پر کھیلے

امیر چال کوئی اُس سے کسطرح چلجائے
تمام روز جو چوپڑ مکان پر کھیلے

نمود خط ابھی اے حسن یار باقی ہے
اس آئینے کے جگر مین غبار باقی ہے

نہ مست ہی نہ کوئی ہوشیار باقی ہے
حجاب کس سے اب ای چشم یار باقی ہے

وہ صیدگاہ سے جاتی ہین ای اجل کدھر
ادھر بھی بے پروبال اک شکار باقی ہے

یہ مکیدہ مین ہی شیشون کا قحط ای ساقی
ابھی تو شیخ کا سنگ مزار باقی ہے

زمین گور کو سیر فلک مبارک ہو
کہ میرے پاس دل بیقرار باقی ہے

وہ منتظر ہین کہ مرلون تو لاش پر آئین
اجل کو آنے مین کیا انتظار باقی ہے

پھر اوسکے دانتون کا تجکو ہی قصد نظارہ
گرہ مین کچھ گہر آبدار باقی ہے

نہ جائیگی کبھی تا زیست اپنی سوزش دل
کہ شیر زندہ ہے جب تک بخار باقی ہے

چلے برنگ نفس عمر بھر تو کیا حاصل
کہ منزلون ہی ابھی کوے یار باقی ہے

وہ ذبح کر کی لہو پر چھڑک رہی ہین جو خاک
اشارہ ہی کہ ابھی تک غبار باقی ہے

سوئے تو خاک موئے ہم مٹے تو خاک مٹے
ابھی تلک تو نشان مزار باقی ہے

نہ توڑو آئینہ جانے بھی دو کہ ایک ہی
تمھاری دیکھنے والون مین یار باقی ہے

نہ دل مین تاب نہ آنکھون مین نور ہے لیکن
وہی تڑپ ہے وہی انتظار باقی ہے

سوال کرتے ہین کیا دیکھکر ملک ہم سے
کفن مین بھی تو نہین کوئی تار باقی ہے

قضا پکارتی پھرتی ہی اونکے مقتل مین
چلے اگر کوئی امیدوار باقی ہے

بہار مین ہو نہ کیون روی یار پر جوبن
چمن عروس ہے جب تک بہار باقی ہے

امیر فاتحہ پڑھنے کوئی کہان آئے
مزار ہے نہ نشان مزار باقی ہے

بہار عمر سے دل یادگار باقی ہے
بس اک یہی ثمر داغدار باقی ہے

نگہ کہان مری آنکھون مین یار باقی ہے
یہ کچھ غبار رہ انتظار باقی ہے

رہا قفس سے کرے بلبلون کو کیا صیاد
ابھی تو باغ مین کچھ کچھ بہار باقی ہے

کلیم شیوہ رہے طور پر خیال نہین
کہ اور بھی کوئی امیدوار باقی ہے

کہان کہان نہین یاران رفتہ کو ڈھونڈھا
اب ایک ہی تو عدم کا دیار باقی ہے

مثال آئینہ وا ہین مزار مین آنکھین
ہنوز حسرت دیدار یار باقی ہے

شریک سیکڑون گلرو ہین اپنے پھولون مین
خزان کے بعد بھی جوش بہار باقی ہے

نفس کی آمد و شد ہر نفس یہ کہتی ہے
کوئی دم اور تجھے اختیار باقی ہے

کفن کے واسطے کافی ہے ہون وہ وحشی زار
کوئی کوئی جو گریبان مین تار باقی ہے

نہ تخت خسرو چین ہے نہ چتر قیصر روم
مزار پہ سایۂ نخل مزار باقی ہے

ہجوم داغ سے ہر عضو ہے پر طاؤس
موئے پہ بھی وہی نقش و نگار باقی ہے

اٹھا جو پردہ تو کیا شرم ہے ابھی شب وصل
پڑی نقاب تو یہ اے نگار باقی ہے

برنگ شمع اترتی نہین کبھی تپ غم
ہزار آکے پسینا بخار باقی ہے

ہوائے کوچۂ گیسو مین یہ لٹا سنبل
کہ ایک پیرہن تار تار باقی ہے

نکل چلے ہین بہت طفل اشک روکے ہی دل
ابھی تو جبر یہ کچھ اختیار باقی ہے

صبا چلی نہین غنچے مین منہ چھپائے ہوئے
وہی حجاب عروس بہار باقی ہے

کہین گے اہل عدم کو دکھا کے داغ امیر
یہی گل چمن روزگار باقی ہے

تیغ قاتل پہ ادا لوٹ گئی
رقص بسمل پہ قضا لوٹ گئی

ہنس پڑے آپ تو بجلی تڑپی
بال کھولے تو گھٹا لوٹ گئی

مس گیا چشم سیہ پر سرمہ
پائے رنگین پہ حنا لوٹ گئی

اونچی چوٹی کے ادا گرد پھری
نیچی نظرون سے حیا لوٹ گئی

اس روش سے وہ چلے گلشن مین
بچھ گئے پھول صبا لوٹ گئی

تیرے بسمل سے ترے خنجر نے
وہ ادا کی کہ قضا لوٹ گئی

جان محزون کی حقیقت کیا تھی
درد پہلو مین اوٹھا لوٹ گئی

سانپ کی طرح مری چھاتی پر
رات وہ زلف دوتا لوٹ گئی

یاد گیسو نے تڑپ پیدا کی
برق بنکر یہ بلا لوٹ گئی

وار خالی نہ گیا قاتل کا
بچ رہا مین تو قضا لوٹ گئی

کیا مزے کی ہے طبیعت اپنی
ایک بوسہ جو ملا لوٹ گئی

خنجرِ ناز نے کشتون سے امیر
چال وہ کی کہ قضا لوٹ گئی

عشق تبان سے ہاتھ نہ مرکر اوٹھائیے
جبتک جئے یہ داغ جگر پر اوٹھائیے

جورِ فلک کے ناز ستمگر اوٹھائیے
اک دل ہزار داغ ہین کیونکر اوٹھائیے

کہتے ہین مجھ گدا کو وہ کوچے مین دیکھکر
شر جان چھوڑیے بستر اوٹھائیے

مردے یہ میرے آئے تو بولا یہ اُنسے ناز
کسکا جنازہ ہے یہ سمجھکر اوٹھائیے

غیرت کا حکم ہے کہ گلا گھونٹ کر
مرجائیے نہ منت خنجر اوٹھائیے

مشتاق دیدِ صورتِ موسیٰ پڑی ہین عرش
کس سے حجاب گوشۂ چادر اوٹھائیے

مرقد مین آکے مجھ سے کہا شور حشر نے
تکیے سے اب تو بہرِ خدا سر اوٹھائیے

رہیے خموش قاصدِ جانان جو کچھ کہے
حکمِ خدا ہے ناز پیمبر اوٹھائیے

میرا سلام آپ کا وار ایک وقت ہو
اوٹھے مزہ جو ہاتھ برابر اوٹھائیے

آون مین پاس آپکے گھر پھاند کر ضرور
دیوار کیا جو سدِ سکندر اوٹھائیے

منظور ہو جو عشق تو اضعِ مزدور ہے
سر پر جو بوجھ اوٹھائیے جھک کر اوٹھائیے

یکتائی صنم پہ قسم رخ کی کھائیے
قرآن اوٹھائیے بھی تو حق پر اوٹھائیے

بے چشم مست یار نہین لطف میکشی
اب انجمن سے شیشہ و ساغر اوٹھائیے

قاصد سزا ے نامہ بری کو پہونچ گیا
اب اوسکی لاش بہر ہمیبر اوٹھائیے

ہے عشق کی نماز مین تکبیر کا یہ لطف
دونون جہان سے ہاتھ برابر اوٹھائیے

دل کی جلن کا ہاتھ مین اپنے ہے یہ اثر
بجلی نہین شرار جو پتھر اوٹھائیے

آسان نہین ہے عشق بت سنگدل آمیر
یہ بوجھ اوٹھائیے تو سمجھکر اوٹھائیے

بیجا نہین خزان مین یہ نالے ہزار کے
مظلوم داد خواہ ہین خون بہار کے

رکھتا ہو مجکو ساتھ دل بیقرار کے
ہوا ور اگ مزار برابر مزار کے

گستاخ صاف دلمین صفائی کی کب ہے بات
چڑھتا ہے ایک آئینہ منہ پر ہزار کے

برباد ہو کے اوسکی گلی مین ملا یہ اوج
ذرے ہین آفتاب ہمارے غبار کے

گلشن سے بلبلون کو اڑاتا ہے باغبان
صدقے اتر رہے ہین عروس بہار کے

پھولیگا اور کب جو نہ پھولے گا آجکل
اے نخل عمر دن تو یہی ہین بہار کے

صوفی خدا کے گھر میں اگر ہو حق ہے کیا ضرور
سامع اگر ہو دور تو کہیے پکار کے

یوسف کی اصل پوچھیے نقاش دہر سے
بھیجا تمہارے یار کا نقشہ اتار کے

ایام ہجر کٹ نہ سکے کوہکن سے بھی
پتھر سے سخت ہوتے ہین دن انتظار کے

یہ عشق خط یار مین ہے حال جسم زار
مفصل تمام جوڑ ہین خط غبار کے

آئے سوال کو جو نکیرین بعد مرگ
ٹھہرے رہے ادب سے کنارے مزار کے

شرمندہ میری بعد ہوئے ہین یہ خانہ جنگ
پاؤن سے رکھدیے ہین تیغے اتار کے

شکوہ مین ابر کا کہ ہوا کا گلہ کرون
دشمن ہین سیکڑون سے مشت غبار کے

لاتی شمیم گل جو کسی دن قفس تلک
کیا ٹوٹ جاتے پاؤن نسیم بہار کے

روشن تھی جنکے قصر مین سو بتیون کے جھاڑ
محتاج ہین وہ ایک چراغ مزار کے

پیری مین کس مزی کو جوانی کے روئیے
سو داغ دے گئے ہین دو دن بہار کے

بیرنگ تھی وہ ہم کہ وہ رنگی نہ کی پسند
پہنا کفن تو جامۂ ہستی اُتار کے

بنبنکر بگڑتے ہین جو گھروندے ہزار ہا
ہین کھیل اے امیر صنعت پروردگار کے

جنت مین روح جسم ہے نیچے مزار کے
کشتی ہماری ڈوب گئی پار اوتار کے

اب خاک کام آئین گے افسون ہزار کے
شبنم نے دھوئے پانون عروس بہار کے

بیغم ہین عیش کب ہمین روزگار کے
کھٹکے ہین کو پہ برگ گل مین بھی خار کے

مردون سے کر رہے ہین نکیرین کیا سوال
جکڑے ہین مجاور دان تری یہ باہر مزار کے

دوزخ مین مجکو جھونک چکے تھے مری عمل
قربان شان رحمت پروردگار کے

کیا چشم سرمگین کے اشارون سے دل بچے
آتے ہین تیر زنگی ابلق سوار کے

اس پیار سے زمین نے کھینچا بغل مین تنگ
یاد آگئے مزے مجے آغوش یار کے

پہنائو بیڑیون کے عوض مجکو بدھیان
کچھ اب کی سال رنگ نئے ہین بہار کے

کلیان جنھین گلون کی سمجھتی ہے عندلیب
وہ بند ہین نقاب عروس بہار کے

پانی تری چھری کا ہی یون ہی جو بارہ پر
دریا بہین گے دشت مین خون شکار کے

کہتے ہین گل یہ سبحۂ شبنم سنبھال کر
گنتی کے رہگئے ہین دن اپنی بہار کے

کیون عاشق کے نامۂ عصیان نہون سیاہ
پروانہ ہین سودۂ زلف یار کے

کیونکر ملے سراغ مرے جسم زار کا
پردے ہین تار پیرہن تار تار کے

غافل نہ گرم و سرد جہان سے کبھی رہے
سوئے جو ہم تو سائے مین نخل چنار کے

صالح کا ناقہ ہو کہ دلاگاؤ سامری
پالے ہوئے ہین سب یہ پروردگار کے

جلوہ دکھا کے رنگ جوانی ہوا ہوا
آڑ ہی اولٹو پانون پھیر کر دن بہار کے

دامن کشان وہ آئے سر قبر شکر ہے — آنسو تو کچھ پچھے مری شمع مزار کے

گلشن مین کی جو آہ شرر بار امیر نے
چھوٹین گے پھلجھڑی کی طرح پھول انار کے

سب جلو مین آپکے آتے ہین اونگھتے بیٹھتے — اک مجھی پر آپ جھنجھلاتے ہین اونگھتے بیٹھتے
ضعف ہے گو ٹھوکرین کھاتی ہین اونگھتے بیٹھتے — پر تری در تک پہونچ جاتے ہین اونگھتے بیٹھتے
ہے نمازان زاہد ونکی ضعف پیری پر دلیل — سامنے اللہ کی جاتی ہین اونگھتے بیٹھتے
نوجوانی مین بھی باقی ہے اونھین اقبح حجاب — کوئی بیٹھا ہو تو شرماتے ہین اونگھتے بیٹھتے
جن جوانون کی سرا خلاک پڑتی تھے قدم — اب زمین پر ٹھوکرین کھاتی ہین اونگھتے بیٹھتے
زاہدون کو کیا حرم کی راہ مین سنجِ سجود — منزل آسان ہے چلے جاتے ہین اونگھتے بیٹھتے
خودنمائی کی یہ دولت کہتے او چھے ہین حسین — مہندی ملتی ہین تو اتراتے ہین اونگھتے بیٹھتے
بوجھ ہے موباف کا انکو نزاکت ہے وبال — گیسوؤنکی طرح بل کھاتے ہین اونگھتے بیٹھتے
تھا جوانی تک مزہ سیر و تماشا کا تمام — ضعف ہے اب پاؤن تھراتی ہین اونگھتے بیٹھتے
کیا ہوا مین ناتوان ہون گور کی منزل کڑی — آگے پیچھے سب چلے جاتی ہین اونگھتے بیٹھتے
رسم قربانی کی کھوئی عید کی ساری خوشی — آمین دن تک پاؤن رہجاتی ہین اونگھتے بیٹھتے

آگے سو سو شعر اک جلسے مین کہتے تھے امیر
چار مصرع اب کہے جاتے ہین اونگھتے بیٹھتے

تیغ قاتل کی چمک آنکھون مین پھر جاتی ہے — اور بھی برق تڑپ کر مجھے تڑپاتی ہے
درد الفت مجھے معشوق سے بڑھکر ہے عزیز — جب یہ اٹھتا ہے مری روح نکلجاتی ہے
صورت نقش قدم اٹھ نہین سکتے ہین قدم — ناتوانی مجھے ہر گام پہ ٹھہراتی ہے
طرز رفتار سے مارا ہے تو پامال بھی کر — دیکھ قاتل یہ بڑی چال رہی جاتی ہے
سرنگون بحر حوادث مین ہون مانند حباب — آنکھ کھل جاتی ہے جبدم کوئی لہر آتی ہے

شوخی حسن نے لاکھ اونکو کیا طاق مگر
کچھ نہ اغیار کی تقصیر نہ تیرا الزام
لاش پر بھی وہ چھڑکتا ہی نمک ہنس ہنس کر
ٹیمنک چکیے مور کہین جلد لحد سے نکلون
گل نسیم سحری شمع سحر کو نہ کرے
دلکو تسکین مین اے قافلے والو کیا دون
سب کہا مین نے کہ اب قتل مین تاخیر ہی کیون
آخری وقت تو آواز سنا جاؤ مجھے
آرسی ہی تری قسمت کی زبردست ائی ترک

پھر لڑکپن ہے ابھی آنکھ جھپک جاتی ہے
بیزبانی مری باتین مجھے سنواتی ہے
چھیڑ ابتک ہے مرے زخمون سے چلی جاتی ہے
اب طبیعت بہت اس قید مین گھبراتی ہے
کوئی دم مین یہ غریب آپ ہی بجھی جاتی ہے
اتنی آواز جرس کی بھی نہین آتی ہے
بولے ہر بات مین جلدی تمہین پڑ جاتی ہے
خلق کے کہنے کو اک بات رہی جاتی ہے
سامنا تجھ سے ہی یہ چوٹ نہین کھاتی ہے

دوسرا نوک کا مجھسا ہے جوان کون امیر
سیکڑون نیزے ہین اور ایک مری چھاتی ہے

توڑ کر پہلو جو چل نکلا دل نخچیر سے
بیخود ایسا ہون کسی کی لذت تقریر سے
قید گیسو سے چھڑایا مجکو آنکھون نے تری
تیر نکلا بھی نہین قاتل کے ترکش سے ابھی
ہون وہ تر دامن جلا سکتا نہین دوزخ مجھے
مصحف ناطق کہین کیونکر نہ تیرے خط کو ہم
پاس بٹھلا کر مجھے اونسے اوٹھایا غیر کو
دھوم ہے قاتل تری آتی ہین پریان سیکھنے
دم اگر نکلے تو نکلے گھٹ کی عشق زلف مین
ذبح ہونے کا نہ اوٹھا خاک بھی ہمکو مزہ

خوب وہ مین حسرتین دلکی لپٹ کر تیر سے
سیر دن کرتا ہون خموشی کا گلہ تصویر سے
لنگئین پریان اڑا کر خانہ زنجیر سے
روح خوش ہو کر نکل آئی تن نخچیر سے
کثرت عصیان نے ایمن کر دیا تعزیر سے
لذت تقریر ملتی ہے تری تحریر سے
لڑ گئی تقدیر میری غیر کی تقدیر سے
چال تیری تیغ سے پرواز تیری تیر سے
پر قدم باہر نہ نکلے خانہ زنجیر سے
عمر بھر رگڑا کیا رگڑا گلا شمشیر سے

اے صبا سنبل نے کیون گلشن مین پہیلایا ہے جال
موج بوے گل بہی جکو بڑہ کے ہے زنجیر سے

بے سبب غلطان نہین ہے ناوک افگن خاک پر
چہین لیتی ہے قضا ناوک ترا نخچیر سے

یون نہین آنے کا قابو مین خط رخسار یار
توڑ چہوڑا اس خط کے سیکہون کاتب تقدیر سے

اس مرقع مین عجب عبرت نگیان ہین حسن کی
جب نظر اوٹہی لڑین آنکہین نئی تصویر سے

قید ہستی سے جو چہوٹے آئے جنت مین امیر
حور بنکر روح نکلی خانۂ زنجیر سے

اے گل تر تیرے جذب حسن کی تاثیر سے
رنگ خون ہوکر ٹپکتا ہے مری تصویر سے

لکہدیا روز ازل انجام غفلت کا مری
خواب سے پہلے ہُوا آگاہ وہ تعبیر سے

لیگیا میخ اوسکو غازۂ رخ کے لیے
جو لہو کا قطرہ ٹپکا یار کی شمشیر سے

دیکہ اے دل جائے عبرت قصۂ شداد ہے
گہر جہنم مین بنا فردوس کی تعمیر سے

مرتے مرتے بہی نہ احسان غیر کا ہمنے اوٹہا
سر بہی کٹوایا تو ہمنے یار کی شمشیر سے

اتنی آرایش بہی اونکو ہے نزاکت سے گران
کم نہین ہے پہولونکی بدہی آہنی زنجیر سے

اب دوا اے خنکر قاتل لبون پر فرض ہے
ہر دہانِ زخم نے پائی زبان شمشیر سے

بوسہ لینے پر جو وہ بگڑے تو پہر بوسہ لیا
معصیت کا ذوق دونا ہوگیا تعزیر سے

تو بہی تیر قضا قاتل کسی سے کم نہین
ہان جو بار راہے تو اک تیری نگہ کے تیر سے

وصف گیسو مین جو کرتا ہون تو کہتا ہے وہ شوخ
دم اولجہتا ہے تری اولجہی ہوئی تقریر سے

جان نثار دنکو گلے مل ملکے کرتا تہا ہلاک
رنگئی یہ چال اے قاتل تری شمشیر سے

عشق ابرو مین جو خط لکہتا ہون قاتل کو کبہی
چاک کرتا ہے لفافے کو مری شمشیر سے

بیڑیان دیوانۂ گیسو کو پہناتے ہو کیون
رشتۂ الفت کا پہندا سخت ہے زنجیر سے

داد دینے کا تو کیا مذکور یہ ضیا حسن
چاہتے ہین اور اولٹی آفرین نخچیر سے

منزل حیرت کا طے کرنا بہت دشوار ہے
پار کب ہوتی ہے کشتی قلزم تصویر سے

آ کے بربادی ہماری خانۂ دل میں بسی
گھر خرابی کا ہوا آباد اس تعمیر سے

کھو چکے قاصد کو خط اس شوخ کو لکھکر امیر
رو چکے لکھے کو اپنی خوبی تقدیر سے

کیا لب معشوق ہو کر جان لے نخچیر سے
سیکھ لے گھر دل میں کرنا کوئی اوسکے تیر سے

شعلۂ آہ اثر سے غش آگیا مثل کلیم
لن ترانی کا مزہ اوٹھا تری تقریر سے

مچھلیاں بالوں کی رہتی ہیں مری پیش نظر
کم نہیں میرا تصور دام ماہی گیر سے

مضطرب مجھسے زیادہ یار ہے میرے لیے
اضطراب ناوک مژگن بڑہ کے ہے نخچیر سے

ہوں وہ محو بیخودی لکھی جو میری سرنوشت
مٹ گیا جو حرف نکلا خامۂ تقدیر سے

محو ہو کر دیکھ نیرنگی طلسم دہر کی
سیر کر حیرت کدے کی دیدۂ تصویر سے

عذر بے بالی و پری کب تک نکال اے مرغ دل
مانگ لے پر عرش تک اوڑنے کو اسکے تیر سے

عالم کثرت میں وحدت کی نشانی ہے ضرور
فائدہ آنا ہے بیت اللہ کی تعمیر سے

زندۂ جاوید ہوں کیونکر نہ بسمل زیر تیغ
چلتی ہے قاتل قضا بچکر تری شمشیر سے

کل تلک تھا کثرت عصیاں سے نادم اے کریم
آج شرمندہ ہوں اپنی قلت تقصیر سے

منزلت اضداد سے بڑہجاتی ہے ہر چیز کی
کعبے کی رونق ہوئی بتخانے کی تعمیر سے

عشق گیسو سے جو چھوٹے قتل ابرو نے کیا
آئے مقتل میں جو نکلے خانۂ زنجیر سے

تیرے رکنے اور کھنچنے کا تو کیا مذکور ہے
یہ ادائیں سیکھ لے کوئی تری شمشیر سے

جو رقم کرتا ہوں میں کرتا ہے وہ اسکی خلاف
ایک خط لکھوا کے بھیجوں کاتب تقدیر سے

کیا خبر مجکو کہ قسمت میں کہاں کی خاک ہے
جیتے جی کیا فائدہ ہے قبر کی تعمیر سے

وہ کرے سلطان دنیا یہ کرے سلطان دیں
کیا میں نسبت دوں ہما کو یار کی شمشیر سے

داغ سینہ داغ پہلو زخم دل درد جگر
کیسے کیسے ہمنشیں مجکو ملے تقدیر سے

زخم یہ اوچھے نہیں کھائے ہیں قاصد نے امیر

لیکے آیا ہے وہ اس پردے مین خط شمشیر سے

قطع ہو راہ سفر کوچۂ قاتل آئے
تھک گیا ہون مین الٰہی کہین منزل آئے

چین جبین پر وہ تہ خنجر قاتل آئے
وضع مین فرق خبردار نہ اے دل آئے

حاجیو تمکو مبارک ہو سفر کعبے کا
جا کے بتخانے مین اللہ سے ہم مل آئے

مرتے دم بھی نہوئی لذت دیدار نصیب
غش پہ غش مجکو تہ خنجر قاتل آئے

صدمۂ درد جگر سے نہین آگاہ ہنوز
کہین اللہ کرے آپ کا بھی دل آئے

حال ہشیاری کا بیدار دلون سے پوچھو
ہم تو غافل رہے غافل گئے غافل آئے

مجھ سے صدمۂ جدائی تجھے اُٹھین گے یارب
جان بھی ساتھ ہی جائے جو کہین دل آئے

ماہتابی پہ وہ آئے تو تجلی نے کہا
میرے آگے تو چمک کر مہ کامل آئے

ہون وہ واماندۂ غربت جو کرون قصد عدم
موت لینے کو مجھے سیکڑون منزل آئے

مذہب عشق مین تمیز بد و نیک ہے کفر
توبہ کیجے جو خیال حق و باطل آئے

سر اوٹھانے کی نہین کنج لحد مین طاقت
تھک گئے بسکہ کڑی جھیل کے منزل آئے

وہ غریق یم محنت ہون کہ آنکھون مین فلک
خاک جھونکے جو نظر دور سے ساحل آئے

تیز قدمون نے جو پیچھے ہمین چھوڑا چھوڑا
گرتے پڑتے ہوئے ہم بھی سر منزل آئے

کوئی مشتاق شہادت نہ تڑپ کر رہ جائے
دیر اچھی نہین آتا ہو تو قاتل آئے

سادہ رویون کو عبث دعوی یکتائی ہے
حال کھلتی ہے جو آئینہ مقابل آئے

مجکو اور غیر کو یکسان تو نہ سمجھے وہ امیر
کاش کچھ اوسکو تمیز حق و باطل آئے

روبرو دل جو ہمارا سر محفل آئے
منہ ہے آئینہ جو ہم پیشہ سے مقابل آئے

بزم مین شب کو جو وہ ماہ شمائل آئے
منہ کے بل شمع گرے غش سر محفل آئے

کوچۂ یار مین جائینگے جبین ہم تو جبین
قید ہونے کو فرشتے سوے بابل آئے

ہم تہیدست لب گور تو پہونچے پر یون
جس طرح لٹ کے مسافر سر منزل آئے

زخمی عشق ہون ایسا جو ملے دل میرا
صاف آواز پر طائر بسمل آئے

نجد مین جا کے مین مجنون کی طرح بیٹھا ہون
کہ نظر مجکو کوئی صاحب محمل آئے

کبھی اوس چاند سے چہرے پہ نہو خط کی نمود
یا الٰہی نہ گہن مین مہ کامل آئے

لوٹتا ہون تہ خنجر فقط اتنے لیے مین
بن پڑے اور جو غصے مین وہ قاتل آئے

ساتھ اغیار کے جب یار کرے بادہ کشی
خون دل کیون نہ بیان اشک کے شامل آئے

آ بنے جان پر اپنے تو مروت کیسی
پھینک دون چیر کے پہلو جو کہین دل آئے

جان وہ جان ہے جو راہ مین تیری جائے
دل وہ دل ہے جو تیرے کوچہ مین بسمل آئے

یہ نیا قاعدہ دربار کا ٹھہرا ہے حضور
نذر کے واسطے ہر روز نیا دل آئے

اب کسی سے نہ رہی ملنے کی حسرت باقی
آج جی بھر کے گلے تیغ سے ہم مل آئے

ہاتھ رک جائے نہ قاتل کا ابھی کمسن ہے
ذبح کے وقت نہ ہچکی تجھے بسمل آئے

قلزم عشق وہ قلزم ہے جہان مثل حباب
ٹوٹ جائے جو سفینہ لب ساحل آئے

یاد گیسو نے لحد مین بھی نہ چھوڑا پیچھا
قید خانے مین گرفتار سلاسل آئے

بے نقاب آئے جو وہ رات کو محفل مین امیر
شمع نے بڑھ کے کہا رونق محفل آئے

کیا ہمنے جو دل کا درد تم اسکو گلا سمجھے
تصدق اس سمجھ کے مرحبا سمجھے تو کیا سمجھے

ریا کو کور باطن طاعت خاص خدا سمجھے
سہارا مل گیا دیوار کا اندھے عصا سمجھے

ہوا جب نفس تابع مطلب دل ہو گیا حاصل
گلو سے اژدہا ہمکو جو ہاتھ آیا عصا سمجھے

نظر ریش سیہ مین جب کوئی موئے سپید آیا
بہت ڈرے اسے ہم خندۂ دندان نما سمجھے

جو اوٹھتے بیٹھتے پیری مین بولین ہڈیان اپنی
درائے کاروان زندگی کی ہم صدا سمجھے

کی عہد جوانی مین ادائے بندگی ہمنے
ہوئی فاقے جو پیری مین انھین صوم قضا سمجھے

جوانی اور پیری ایک رات اکدن کا وقفہ تھا
خمار و نشہ میں دونوں کو کھویا ہائے کیا سمجھے
ہوئے کشتہ نظر آیا جو خالِ ابروی قاتل
ہم اس خنجر کے جوہر کو سرِ قافِ قضا سمجھے
ہر اک لختِ دلِ پرخون شہیدِ تیغِ الفت تھا
گرا دامن پہ جیب و دامن کو اپنے کربلا سمجھے
محتسن ہے حنا ناخن بدل وہ پنجۂ رنگین
سوا شاعر کے اسکا حسن کوئی اور کیا سمجھے

امیر اہلِ حرم مجھے حرم تصویر ابرو کو
کھنچا خاکا جو اوس گیسو کا ہندو کا لکا سمجھے

تارکِ ہستی سے اوسکا آستان نزدیک ہے
بے نشانوں سے بہت وہ بے نشان نزدیک ہے
اس چمن مین طائرِ کم پر اگر ہون مین تو کیا
دور ہے صیاد ابھی اور آشیان نزدیک ہے
ہو اجل سے ساتھ بزمِ وحشت کا اس ہرن
کس قدر انسان کے دانتوں سے زبان نزدیک ہے
صحبتِ ظالم سے نقصان گوشہ گیرونکا نہین
خوف کیا گر تیر سے زاغِ کمان نزدیک ہے
رکھ قدم آہستہ تو چمن مین عندلیب
دور کچھ گلچین نہین ہے باغبان نزدیک ہے
بامِ جانان دور کیا ہی کھنچتی ہی پروازِ شوق
حوصلہ عالی اگر ہو آسمان نزدیک ہے
ہو چلی ہی الفت اک پردہ نشین سے پھر مجھے
المدد ای ضبط وقتِ امتحان نزدیک ہے
آگے عالی ظرف کے کم ظرف کیا پائی فروغ
آبرو کیا ہو جو دریا سے کنوان نزدیک ہے
توبہ گلرویون کی الفت سے ہو پیری مین ضرور
ای بہارِ زندگی وقتِ خزان نزدیک ہے
پرفشانی حسرتِ پرواز مین اب کیا ضرور
دامِ صیادِ اجل ای مرغِ جان نزدیک ہے
عشقِ صادق کی ہو آمد دل ہوس سے پاک کر
صاف کرنا چاہئے گھر میہمان نزدیک ہے
لی جو میخوار نے انگڑائی اوتارا جامِ مہر
کیا ہی مینار سے طاقِ آسمان نزدیک ہے
برگِ گل صیاد آتے ہین جو اڑ کر متصل
کیا سبب میرے قفس سے بوستان نزدیک ہے
دل ہو نالان غم سی ٹپکا چاہتی مین اشک بھی
آتی ہی بانگِ جرس اب کاروان نزدیک ہے
صورِ محشر کو کھلا دے سرمہ اسے گردِ گناہ
چپ رہو وقتِ حسابِ عاصیان نزدیک ہے

ہر طرف ہین غول خضر راہ پوشیدہ امیر
اب ظہور مہدیؑ آخر زمان نزدیک ہے

وعدۂ وصل اور وہ کچھ بات ہے
ہو نہو اسمین بھی کوئی گھات ہے

خلق ناحق درپئے اثبات ہے
ہے دہن اوسکا کہان اک بات ہے

بوسۂ چاہ زنخدان عنبر لین
ڈوب مرنے کی یہ ای دل بات ہے

گھر سے نکلے ہو نہتے وقت قتل
یہ بھی بہر قتل عاشق گھات ہے

مین نے اتنا ہی کہا ہو او خفا
یہ بگڑنے کی بھلا کیا بات ہے

بعد مدت بخت جاگے ہین مرے
بیٹھے ہین سونے کو ساری رات ہے

کیا کرون وصف بتان خود پسند
انسے بڑھکر بس خدا کی ذات ہے

باتون باتون مین جو مین کچھ کہہ گیا
ہنسکے فرمانے لگے کیا بات ہے

حرف مطلب صاف کہہ سکتا نہین
ہے ادب مانع کہ پہلی رات ہے

مجھ سے ہو انکار الفت واہ واہ
آپکے فرمانے کی یہ بات ہے

رو رہی ہین ہم ملا دی لب سے لب
میکشی ہو ساقیا برسات ہے

زچ ہے تیری چال سے رفتار چرخ
مہر رخ سے بازی مہ مات ہے

کیسی کٹتی ہے سیہ بختی مین عمر
رات سے دن دن سے بدتر رات ہے

چھیڑتا ہے دل کو کیا ای درد ہجر
خود گرفتار ہزار آفات ہے

ہو غنی دی سیم و زر وقت بلا
مال دنیا جان کی خیرات ہے

قطعہ

گر جگہ دل مین نہین غیر اس سے
یہ دوشنبے کی یہ بدھ کی رات ہے

صاف کہدے تو یہان آیا نہ کر
یار یہ سو بات کی اک بات ہے

لخت دل ہین میرے کھانے کو امیر

بس انہین نگڑون پر اب اوقات ہے

کشور دل مین ہو نہ پہونچے بھی شاہی تیری
قاف تا قاف حکومت ہو الٰہی تیری

نیم جان چھوڑ چلی نیم نگاہی تیری
زندگی تا صد و سی سال الٰہی تیری

توبھی ای ابر سیہ تولین بھی کی سیاہ
لگ گئی خوب سیاہی مین سیاہی تیری

گور مین ساتھ نہ جائیگی یہ شوکت اے شاہ
چھوٹ جائیگی یہین مسند شاہی تیری

تازیہ رنگ پر اے ابلق ایام نہ کر
نہ رہیگی یہ سفیدی نہ سیاہی تیری

وصل مین جوش پہ آیا جو مرا قلزم اشک
زلف اے ماہ بنے گی پہ ماہی تیری

لکھ کے خط کوچۂ قاتل مین تجھے کیا بھیجون
اے کبوتر نہین منظور تباہی تیری

دل تڑپتا ہی تو کہتی ہین یہ آنکھین رو کر
اسکو دیکھی نہین جاتی ہے تباہی تیری

چاہنا جو مجھے تو حشر مین کہنا ای دل
داور حشر نہ مانے گا گواہی تیری

ہم فقیر اپنی فقیری مین شب و روز ہین مست
تجکو ای شاہ مبارک رہے شاہی تیری

کیا بلا سے تو ڈراتی ہی مجھے ای شب گور
کچھ شب ہجر سے بڑھکر ہے سیاہی تیری

تو بلا خوب بہ سبب ہے رمضان تک ساقی
وودی کر دو تکا مین تنخواہ سہ ماہی تیری

اپنے پیاسے کو بھی کرتی نہین سیراب ای تیغ
کیسی تر منی ہے تلوار تر اہی تیری

برہمن کعبہ نشین شیخ حرم بندۂ بت
مصلحت ہے جو مشیت ہو الٰہی تیری

چھپ گیا مہر قیامت بھی ترا ای سیاہ
ملبے اے نامۂ اعمال سیاہی تیری

کیا ہوا تجکو کہ غافل ہے او مرے آسیر
حرص سے طبع ہے مشتاق تو اہی تیری

ہر گنہگار کو ہے آس الٰہی تیری
عام ہے ہر صفت تا متناہی تیری

آنکھ مین آئے تو پتلی ہے تو ای زلف سیاہ
دلمین ٹھہرے تو سویدا ہو سیاہی تیری

منتظر لیٹی ہوتی ہین کہونٹی کل ای قاتل خلق
راہ تکتے ہین کھڑے ویسے راہی تیری

رنگ تو خوب ہے پراے شب غم عیب یہ ہے
کہ روانی نہین رکھتی ہے سیاہی تیری

جوہر تیغ ہین اے ابروے پرخم تجھ مین
قدر کس طرح سے سمجھین نہ سپاہی تیری

مین تو زندان سے سوے دشت بڑھاتا ہون قدم
ہو گی اے خانۂ زنجیر تباہی تیری

حشر مین تو نہ زبان بند کرا سے تیغ دو دم
دو گواہون کے برابر ہے گواہی تیری

بو نہین رنگ نہین نور نہین نار نہین
معرفت کیون نہو دشوار الٰہی تیری

واہ کس لطف سے پڑھتا ہے تو اے طفل نصاب
مدح کرتا ہے ابو نصر فراہی تیری

جوش وحشت مین رہ وان ہم جو کرین نعرۂ رشک
ابھی اے کوہ ہو چوٹی پہ ماہی تیری

تیرے نظارے سے پڑھتی ہے بصارت ہی زر الف
سرمہ بنجاتی ہے آنکھو ںمین سیاہی تیری

مشق فریاد دلا حشر مین کام آئیگی
کہ رکے گی نہ زبان وقت گواہی تیری

وہ میان دن کو نہین تیرا تقاضاے زلف سیاہ
شب کو بھی آکے دباتی ہے سیاہی تیری

تو سفینہ ہے زمانہ ہے سفینے مین امیر
سارے عالم کی تباہی ہے تباہی تیری

گذر کو ہے بہت اوقات تھوڑی
کہ ہجر یہ طول قصہ رات تھوڑی

جو مے زاہد نے مانگی مست بولے
بہت یا قبلۂ حاجات تھوڑی

کہان غنچہ کہان اوسکا دہن تنگ
بڑھائی شاعرون نے بات تھوڑی

او مجھے کیا زانو سے غم سے مرا اپنا
بہت گذری رہی ہیہات تھوڑی

خیال ضبط گریہ ہے جو ہمکو
بہت امسال ہے برسات تھوڑی

بلا مے لیکے نقد ہوش ساقی
تہید ستون کی ہے اوقات تھوڑی

وہی ہے آسمان پہ گنج انجم
ملی تھی جو تری خیرات تھوڑی

ترا اے دخت رز دوست واعظ
بہ حرمت ہو اتنی بات تھوڑی

چلو منزل امیر آنکھین تو کھولو

نہایت رہ گئی ہے رات تھوڑی

پژمردہ گل ہوئے ترے گالونکے سامنے
سنبل پہ پیچ پڑگئے بالون کے سامنے

پردہ اونھین سے ہے جنھین تاب نظر نہین
آتے ہین خود وہ دیکھنے والونکے سامنے

بیجا زمین کو فخر نہین آسمان پر
ذرہ ہے مہر مہرجمالون کے سامنے

کیا کیا بناؤ کرتے ہین خار رہ جنون
رکھ رکھکے آئینے مرے چھالونکے سامنے

نیرنگ صنع دیکھ تماشاے باغ کر
کیا سرخ گل ہین سبز نہالون کے سامنے

بندھتے جو شوخ دشت مین مضمون چشم یار
پڑھتا غزل مین اپنی غزالون کے سامنے

قطعہ

کیا گلرخون نے رنگ جمائے ہین باغ مین
کیا گل کھلے ہین حور جمالون کے سامنے

کیا سرخ سرخ جام ہین پھولون کے روبرو
کیا سبز سبز شیشے ہین تھالون کے سامنے

وصلت کی رات اور موذن گجر خروش
ہوتے ہین کیسے کیسے ملالونکے سامنے

اے زر پرست قدر کا تجکو مزہ تو ہو
کوڑی کی چیتیان ہین سفالون کے سامنے

کیا منہ جو علم عشق مین بحثے کوئی حکیم
ہو نطق بند میرے سوالون کے سامنے

اون ابرؤون کی یاد مین دلپر نہین ہے داغ
روشن ہے آفتاب ہلالون کے سامنے

کرتے ہین عجز جنکو خدا نے دیا ہے ظرف
شیشون کے سر جھکے ہین پیالونکے سامنے

رکھتے ہین جو ہنر اونھین آفت سے کیا خطر
ساحل ہے بحر پیرنے والون کے سامنے

تیرون کے پھکٹے ترے غمزون کے روبرو
تیغین نہ چل سکین تری چالون کے سامنے

یہ نور یہ ضیا یہ چمک یہ دمک کہان
خورشید ہے تو اترے گالون کے سامنے

سودائی ہین جو لاتے ہین چین وختن سے مشک
پوچھا نہ جائیگا ترے بالون کے سامنے

چار ابرؤون کی عشق مین پوچھو نہ حال دل
تنہا کمان ہے چار ہلالون کے سامنے

گلشن ہے جوش ساغر و مینا سے میکدہ
کیا گل کھلے ہوئے ہین نہالون کے سامنے

تعریف سرو قامت محبوب کی امیر
مشکل نہین بلند خیالون کے سامنے

خورشید چمکے کیا تری گالون کے سامنے
لیلی خطِ شعاع ہے بالون کے سامنے

دعوی زبان کا لکھنؤ والون کے سامنے
اظہار بوے مشک غزالون کے سامنے

اے دل فغان وہ کر کہ صداے جرس ہو بند
شرمندہ ہون نہ قافلے والون کے سامنے

عاشق نے لاکھ جمع کیا دفترِ حواس
شیرازہ کھل گیا ترے بالون کے سامنے

چشم سیاہ یار جب آنکھون مین پھر گئی
آنسو مرے بھر آئے غزالون کے سامنے

آئے وہ باغ مین تو لگی چھوڑنے نسیم
تازہ شگوفے تازہ نہالون کے سامنے

ہم ہین وہ اے کلیم کہ غش کا تو ذکر کیا
جھپکی نہ آنکھ برق جمالون کے سامنے

یاد آئی جب سیاہی چشمِ سیاہِ یار
آنسو مرے بھر آئے غزالون کے سامنے

حال کلیم طور سنا ہوگا آپ نے
کیسا حجاب دیکھنے والون کے سامنے

مضمون کی کیا کمی ہے کہ عرش برین بھی ہے
نزدیک دور گرد خیالون کے سامنے

پانی کی چھاگلین جو سمجھتے ہین خار دشت
آتے ہین دوڑ کر مرے چھالون کے سامنے

ہم کیا کہ سرکشون کی بھی یہ خم ہین گردنین
ان کج کلاہ گیسوؤن والون کے سامنے

طاؤس و کبک ٹھوکرین کھاتے ہین ہر قدم
چلتی نہین ہے کچھ تری چالون کے سامنے

لیلی کو پاس خفت مجنون بھی کچھ نہین
آنکھین دکھا رہی ہے غزالونکے سامنے

موسی سے کہدو طور پہ جایا کرو نہ روز
اچھو نہین ہین برق جمالون کے سامنے

جا دون کہ نہر نہر کو بھر کر روان کرین
کتنی یہ بات ہے مرے چھالون کے سامنے

مرقد سے بھاگ جائینگے خود منکر و نکیر
ٹھہرینگے کیا وہ میرے سوالونکے سامنے

او دل بھری تو بیٹھے ہی تھے سب آبلے پڑے
کانٹون نے لی جو نوک کی چھالون کے سامنے

دنیا اُجڑ گیا ہے جو ماتمکدہ نہین

سہروم بیان ہین تازہ ملالون کے سامنے

قبلۂ دل کعبۂ جان اور ہے
سجدہ گاہ اہل عرفان اور ہے

ہوکے خوش کٹواتے ہین اپنے گلے
عاشقون کی عید قربان اور ہے

روز و شب یان ایک سی ہے روشنی
دل کے داغون کا چراغان اور ہے

خار دکھلاتی ہین پھولون کی بہار
بلبلو اپنا گلستان اور ہے

قید مین آرام آزادی وبال
ہم گرفتارون کا زندان اور ہے

بحر الفت مین نہین کشتی کا کام
نوح سے کہدو یہ طوفان اور ہے

کسکو اندیشہ ہے برق و سیل سے
اپنے خرمن کا نگہبان اور ہے

درد وہ دل مین وہ سینے پر ہے داغ
جسکا مرہم جسکا درمان اور ہے

کعبہ رو محراب ابرو اے امیر
اپنی طاعت اپنا ایمان اور ہے

نہین امید جو اس بیوفا کے آنے کی
مین راہ دیکھ رہا ہون قضا کے آنے کی

ستم سے تنگ ہون احسان مجھپہ کر واعظ
خبر سنا اُسے روز جزا کے آنے کی

عدم مین یاد کرون گا کسی مسیحا کو
نکال لونگا کوئی راہ جا کے آنے کی

چڑھاؤ پھول جو میری لحد پر آئے ہو
یہ کون چال ہے تیوری چڑھا کے آنے کی

سنگ اُس پری کا کہین کھای استخوان مرے جلد
اڑا دے قید اُٹھی ہما کے آنے کی

یقین ہوا جو گرا دانت کوئی پیری مین
کہ آج کھل گئی کھڑکی قضا کے آنے کی

جگایا مین نے جو سوتے مین تنگ ہوکے کہا
ٹھہر ٹھہر کہ نہین نیند جا کے آنے کی

مین تھک چکا ہون بہت ورنہ قافلہ پہونچا
سبیل کون ہے بانگ درا کے آنے کی

غضب ہے نزع مین کہتے ہین سب پڑھو کلمہ
لگی ہے رٹ مجھے اس بیوفا کے آنے کی

نقاب ڈال کے آئے کہو خدا کے لیے
یہ کون شکل ہے صورت چھپا کے آنے کی

جو تن پہ زخم لگے اور جان تازہ ہوئی
کشادہ ہوگئیں راہیں ہوا کے آنے کی

غلاف ڈال قفس پہ ابھی نہ اے صیاد
کہ ہے چمن سے توقع صبا کے آنے کی

امیر جائیں گے ہم بے نظیر آج ضرور
خبر ہے میلے مین اوس مہ لقا کے آنے کی

ساقیا درد مے صاف نہین بیٹھ گئی
شرتی ڈاک تھی یہ زیر نگین بیٹھ گئی

موت بھی میری طرح ہو کے حزین بیٹھ گئی
باڑھ تو خنجر قاتل کی نہین بیٹھ گئی

بعد مردن بھی مرے ضعف کی قوت نہ گھٹی
خاک اوٹھی بھی تو چکر لگا کے وہین بیٹھ گئی

قصد جنت جو مری روح نے دنیا سے کیا
ڈاک حورون کی دم باز پسین بیٹھ گئی

ان دنون دختر رز کا نہین ملتا ہے پتا
کہین قاضی کے تو گھر جا کے نہین بیٹھ گئی

سقف گردون کی بھی ہے دیدۂ تر کچھ ہو ٹپا
چار سو ہین بھی تری اوٹھ نہ سکین بیٹھ گئی

دور سے بھی جو نظر آئی کبھی شکل امید
پاس آکر مرے پہلو کے قرین بیٹھ گئی

رستمی پر جو تری زلف مسلسل آئے
ڈھاک تاتار سے تا کشور چین بیٹھ گئی

کشتی عمر کا انجام ہمین یاد آیا
کھا کے چکر کوئی کشتی جو کہین بیٹھ گئی

لمعۂ حسن نے بخشا اسے افشان کا فروغ
گرد بھی اوڑ کے جو بالائے جبین بیٹھ گئی

واہ رے شوق اشارہ بھی مجھے قاتل نے کیا
دوڑ کر موت تہ خنجر کہین بیٹھ گئی

شعر پر درد جو لکھنے پہ طبیعت آئی
سامنے آکے مرے روح حزین بیٹھ گئی

سخت جانی کے دکھائے گئے جوہر اب امیر
کہ تری باڑھ تو اے خنجر کہین بیٹھ گئی

آنسوؤن سے نہ فقط گرد زمین بیٹھ گئی
کشتی چرخ بھی چکرا کے وہین بیٹھ گئی

لنگر اوس سے بھی گناہون کا مرے اوٹھ نہ سکا
ٹیک کر زانوؤن کو گاؤ زمین بیٹھ گئی

شعلہ گریاں کہ ہوئی قبر کنوائی گئی کے بعد
نرم ہو ہو کے یہ اشکون سے زمین بیٹھ گئی

ہم کھڑے رہگئے بجسدم وہ نکلکر بیٹھے
صف رقیبون کی یسار اور یمین بیٹھ گئی

جس زمین پر کہ مرا ابر طبیعت برسا
گرد ہنگامہ پیشین و پسین بیٹھ گئی

رشک رخسار نے تیرے کسے لاغر نہ کیا
کنپٹی ماہ کی اے زہرہ جبین بیٹھ گئی

تار سا خاک کو بھی ضعف نے میرے رکھا
یان سے اوٹھی تو سر عرش برین بیٹھ گئی

کیون نہ ہر چشمون مین ہو نام کہ تصویر تری
حلقۂ چشم مین مانند نگین بیٹھ گئی

اوٹھا آنکھ سے اوس شوخ کی ہمچشمی کا
کیون تری آنکھ نہ ای آہوے چین بیٹھ گئی

چال نے تیری قیامت کو اوٹھنے نہ دیا
ٹھوکرین ایسی لگائین کہ وہین بیٹھ گئی

دی رقیبون کو نشانی جو انگوٹھی اُسنے
چوٹ دلپر صفت نقش نگین بیٹھ گئی

کبھی لیلی کی نہ کائی جو خبر مجنون نے
ڈاک صحرا مین غزالون کی وہین بیٹھ گئی

مار کھا کر نہ دریا سے سر کا عاشق
کوئی اڈہی بھی جو سرکی تو وہین بیٹھ گئی

کوہکن کو مزۂ الفت شیرین اوٹھا
ضرب تیشے کی جو بالاے جبین بیٹھ گئی

ہر آدم جو فرشتون نے اوٹھائی تھی
ایسی چلائی کہ آواز زمین بیٹھ گئی

رفعت طبع کہان بھی نہ لگا اسمین اسیر
پست مضمون سے زیادہ یہ زمین بیٹھ گئی

جان تن سے جو تڑپکر شب فرقت نکلی
دل نے خوش ہو کے کہا ایک یہ حسرت نکلی

بتکدے مین ہمین اللہ حرم سے لایا
شکر صد شکر بیان ایک تو صورت نکلی

کیون اجی غازہ مرے خون کا مل کر دیکھا
اور ہی چہرہ ہوا اور ہی رنگت نکلی

ڈالکر منھ پہ نقاب اُسنے کیا مجکو حلال
دم آخر بھی نہ دیدار کی حسرت نکلی

بہر نظارہ جو قرآن مین بھی دیکھی فال
لن ترانی کے سوا اور نہ آیت نکلی

ہاتھ تک مفتی و قاضی کو لگانے نہ دیا
دختر رز تو بڑی صاحب عصمت نکلی

سیکڑون ڈوب گئے چاہ ذقن مین تیری
اس بھنور سے کوئی کشتی نہ سلامت نکلی

طور پر برق تجلی سے جو موسیٰ ہوئے غش — خوب دیکھا تو وہ تیری ہی شرارت نکلی

بڑھ گئی حسن پرستی کی تجھے حرص امیر
ہائے پیری تو جوانی سے بھی آفت نکلی

شب وصل کیا مختصر ہوگئی — کہ آتے ہی آتے سحر ہوگئی
شب وصل ادھر سے ادھر ہوگئی — بدلتے ہی کروٹ سحر ہوگئی
نہین ملتی یہ بھی تو دو دو پہر — مری نبض اسکی نظر ہوگئی
دیا موت نے پاس مین جام آب — کہ جی ڈوبتے آنکھ تر ہوگئی
بہت آمد آمد تھی اُس گل کی گرم — پڑا مینہ تو ٹھنڈی خبر ہوگئی
کسی کروٹ آیا شب غم نہ چین — تڑپتے تڑپتے سحر ہوگئی
کھٹکتی ہے اب زندگی آنکھ مین — رگ جان مجھے نیشتر ہوگئی
الٰہی شب غم مین اتنا تو ہو — کوئی جھوٹ کہدے سحر ہوگئی
چبھی مین اُس گل کی باریک بات — رگ گل مجھے نیشتر ہوگئی
کرے کون اب اڑکے سیر چمن — کہ بلبل تو بے بال و پر ہوگئی
مین حیران ہون وہ زلف وہ رخ دیکھکر — سر شام کیونکر سحر ہوگئی

ہمین سر پٹکتے ہی گذری امیر
یونہین عمر ساری بسر ہوگئی

لذت جو ملی مرے لہو کی — خنجر نے بلائین لین گلو کی
آنکھین دم قتل جنگجو کی — تیغین ہین بھری ہوئی لہو کی
کی دلشکنی نہ تند خو کی — سختی پہ بھی نرم گفتگو کی
موسیٰ سے کہو کہ چپ رہین اب — باری ہے ہماری گفتگو کی
لو بوسے مری قبر پہ وہ آکر — ہم خاک ہوئے تو آبرو کی

منہ اپنا نہ آرسی مین دیکھو — سنبھلے گی نہ چوٹ روبرو کی
کی جبسپہ نگاہ تجھکو دیکھا — اب تک تو نظر کہین نہ چوکی
جز دیر و حرم کہان مین جاؤن — راہین تو یہی ہین جستجو کی
جائیگا جنون نہ سر سے بے ذبح — ہو فصد مری رگ گلو کی
ساقی نے سنگھائی غش مین مٹی — سوندھی سوندھی مجھے سبو کی
تن ہے غم زلف مین یہ لاغر — ہر عضو بدن گرہ ہے مو کی
تھا چار طرف اوسی کا جلوہ — کیون نعش ہماری قبلہ رو کی
پلکین دم جوش خونفشانی — وہ تارین نظر آتی ہین لہو کی
اُس رخ کو مین آئینہ کہون کیا — ہے یہ تو مثال روبرو کی
وہ مست ازل ہون ساقیا مین — مٹی ہے خمیر مین سبو کی
دل ہی نہ رہا امید کیسی — جڑ کٹ گئی نخل آرزو کی
اب کیون ہین کلیم غش مین خاموش — پہلے نہ سنبھل کے گفتگو کی
لا کہکے وہین کو ہم ہوگئے نیست — دو حرف مین ختم گفتگو کی

ق

کیسی ارنی کہان کے موسیٰ — خود دید کی اپنی آرزو کی
تھا پردۂ ظاہری جو منظور — آواز بدل کے گفتگو کی

کلفت نہ مٹی امیر دل سے
اشکون نے ہزار شست و شو کی

صحبت پیر مغان طرفہ مزا دیتی ہے — سلسلۂ ساقی کوثر سے ملا دیتی ہے
یہ دم رقص وہ پازیب صدا دیتی ہے — بخت خفتہ مرے جھنکار جگا دیتی ہے
حیرت عشق رخ اوج دکھا دیتی ہے — جھپٹ سے آنکھین یہ شیشونکی لگا دیتی ہے

چشم نمناک بھی ہو واقف اعجاز مسیح
ابر تر دہ اگر آتا ہے جلا دیتی ہے

بڑھ کے جب بولتی ہو ہم گل مین بلبل
جل کے پھولونمین صبا آگ لگا دیتی ہے

کیا عجب گر ترے بیار کو صحت ہو جاے
یاد عارض وسمہ قرآن کی ہوا دیتی ہے

غم یہ ہی ہجر مین مرنے کی ہوس ہو دل کو
مرگ اوٹھ مجھے جینے کی دعا دیتی ہے

کنج عزلت مین مجھے سوجھتی ہو موت ہی ت
بیکسی گور غریبان کا تپا دیتی ہے

مانگنے پر نہین لاتی ہے صبا نکہت گل
تنکے ان کان سے آس کان اڑا دیتی ہے

پوچھتے ہین جو شب ہجر مین ہم شمع سے حال
منھ سے کہتی نہین کچھ اشک بہا دیتی ہے

کم نہین قند مکرر سے تمھاری تکرار
کیا کہون کیا مرے کانون کو مزا دیتی ہے

صدمہ ہجر سے کیونکر نہو نالان مرا دل
ٹھیس لگتی ہو تو چینی بھی صدا دیتی ہے

جان پر صدمہ شب ہجر ہے سوتا کیسا
آنکھ لگتی ہی تڑپ دل کی جگا دیتی ہے

پاکے غافل تجھے اک روز فنا کر دیگی
جان ہو کا اسے مہلت جو قضا دیتی ہے

لاغری بنے یہ شایا کہ کوئی گھر مین نہین
دستک آکے عبث در پہ قضا دیتی ہے

ہے بجا کہیے اگر دولت دنیا کو پری
ہوشیارون کو یہ دیوانہ بنا دیتی ہے

سامنے جاکے جو کرتا ہون کسی وقت سلام
پھیر لو منھ آنکھین پر چلک یہ حیا دیتی ہے

پھرتی ہین گردن عشاق پہ دہری تیغین
ساتھ کیا انکی اداؤن کا قضا دیتی ہے

ہم برہنہ فقط اس دور مین ہین رند بہار
گوپاین غنچون کو پھولون کو قبا دیتی ہے

دیکھیے غور تو دولت بھی ہپیر ہے آسیمہ
کہ کریمون کو خدا اسے یہ بلا دیتی ہے

سوچ لے بدعہد وقت انکار کے
دونون لب ہین گواہ اقرار کے

بندے ہین حسن ملیح یار کے
ہین نمک پروردہ اس سرکار کے

مر گئے عشاق چشم یار کے
صدقے اترے مردم بیمار کے

تیرے ابرو کے اشارے غیر سے
مجکو گہرے زخم ہین تلوار کے

عرش پر رکھا قدم مجہ زار نے
گرکے نیچے یار کی دیوار کے

باہر اوس یوسف نے جب رکھا قدم
بھرگئے دونون سرے بازار کے

کہنہ بازی مین مقامر ہو عجز کا
جیت لے بازی کو ہمت ہار کے

نعمت کونین سے دل سیر ہے
ایک بھوکے ہین ترے دیدار کے

زیور اس گل نے اوتارا میرے بعد
پھول تربت پر چڑھائے ہار کے

میری حالت پہ گرے ہین بارہا
اشک چشم روزن دیوار کے

آرزو یہ ہے کہ پشتی کی طرح
ڈھیر ہون نیچے تری دیوار کے

خونبہا موسیٰ سے لینگے روز حشر
کشتے چشم سرمگین یار کے

عشق ابرو مین کہان صبر و قرار
چلدیے سب کھینچتے ہی تلوار کے

میکدے مین آئے تو پھنس جایے شیخ
پیچ اولجھین پانون مین دستار کے

مرکے جب پہنا کفن سمجھے یہ ہم
زیب تن کپڑے کیے دربار کے

ذلت و خواری و رسوائی امیر
سب ہین دھبّے دامن پندار کے

آئے بالین پر جو مجہ بیمار کے
خوب روئی موت ڈاڑھین مار کے

موے مژگان گرد چشم یار کے
ہین مگس ران مردم بیمار کے

دیکھکر زخمون کو جسم زار کے
روئے چھالے پھوٹ کر تلوار کے

تیری منھ سے ہان نہین دونون ہین خوب
صدقے اس انکار و اس اقرار کے

باغبان مجبور ہوا تب مہربان
پھول جب کانٹے ہوے گلزار کے

ضبط گریہ کیا کرون اے ہم صفیر
پھول کمھلا جائینگے گلزار کے

ہین جو لاغر باغ مین پھیلا کے پانون
سوتے ہین سائے مین نوک خار کے

۴

عشق ابرو مین سراو بہراو وش سے
چڑہ گئے ہم دم پر اس تلوار کے

کھیلتا ہے یار گہر بیٹھے شکار
ہنس کو دکھلا کے موتی ہار کے

شیخ کعبے مین برہمن دیر مین
سب ہین مجرائی ترے دربار کے

داغہاے عشق کہلاتے نہین
پھول ہین کس بیخزان گلزار کے

نالۂ عاشق پہ ترچھی کی نگاہ
وار پر چھی پر لیے تلوار کے

حادثون سے بیخطر ہین خاکسار
کب دبا سایہ تلے دیوار کے

شمع بالین سے یہ کہدے ای صبا
سر پہ روتا ہے کوئی بیمار کے

پھول کہلاتے نہین ہین گلفروش
ناز پرورده ہین یہ گلزار کے

حور کی آنکھین ارم مین دیکھکر
رخنے یاد آئے تری دیوار کے

واعظا سمجھا ہے تو دوزخ جسے
کچہ شرر ہین آہ آتشبار کے

روز محشر کشتگان قد **امیر**
ہون گے سائے مین علم بردار کے

جو بحر عشق مین ہر وہ آفت رسیدہ ہے
گرداب مثل موج گریبان دریده ہے

مضمون ضعف ہو قلم آہ سے رقم
سینہ رگون سے صفحۂ مسطر کشیده ہے

تڑپا ہون شوق قتل مین ملتی نہین گلے
قاتل کی طرح تیغ بھی مجھسے کشیده ہے

سوشن ہو راز عشق ہمارے سکوت سے
اس انجمن مین شمع زبان بریده ہے

بیہوش کر دیا مجھے وحشت نے اسقدر
آہو بھی پھیرے دشت مین آنکھ خود رمیده ہے

تعریف کرتے ہین جو ندان ہو اہل ذوق
جو شعر تازہ ہے ثمر نو رسیده ہے

روتا ہون یاد چشم مین کس خوش نگاہ کی
ہر تار اشک دام غزال رمیده ہے

چن چن کے رکھ لیے صفت آستین مین شعر
دیوان مین ہمارے جو مضمون ہے چیده ہے

پایا کسی نے سر محبت نہ آج تک
افسانہ عشق کا خبر نارسیده ہے

سرتا قدم وہ شوخ ہے مست شراب حسن	رنگ حنا سے ہاتھ رخ سے کشیدہ ہے
ساقی یہ سوت کہتی ہے پیری میں صبح و شام	عمر خمیدہ عہد بپایان رسیدہ ہے

گلزار تن سے طائر دل اڑ گیا امیر
سینہ اب آشیانۂ مرغ پریدہ ہے

ہر اک عضو بدن پر آئی عشق یار رجانی ہے	مرے دفتر کے ہر ہر فرد پہ اسکی نشانی ہے
جو چہرہ ارغوانی تھا وہی اب زعفرانی ہے	شکن چہرے پہ نقش پائے طاؤس جوانی ہے
خدا کو اپنی اپنی داستانیں سب سنائیں گے	قیامت جسکو کہتے ہیں وہ بزم قصہ خوانی ہے
سبیل ہے وحشیو کیا وادی وحشت میں بھٹکے	تمہارے آبلوں کا ریگ کو ہی گزروں میں پانی ہے
عبث برباد کرتی ہے اڑا کر کوئے جانان سے	صبا کیا میری مشت خاک پر نامہربانی ہے
برنگ شمع جسکو خضر رہ ہے گرم رفتاری	فقط طو ایک شب میں آنکی راہ زندگانی ہے
وہ میرے مہر خط کو دیدۂ بیگانہ سمجھے ہیں	نئے انداز کی لے نامہ بر یہ بدگمانی ہے
[illegible] آنسو بہا جاتا ہے ہر شب کو	ہماری قبر میں روشن چراغ مہربانی ہے
وہ پیاسا ہوں کہ مر جاؤں نہ مانگوں خضر سے پانی	گئی جب آبرو پھر خاک آب زندگانی ہے
بلا میں پھنسکے اے دل کام آئیگی سیہ بختی	زمین کوچۂ گیسو میں یہ کلی بچھانی ہے
خدا نے نیک صورت دی تو سیکھو نیک باتیں بھی	برے ہوتے ہو اچھے ہوکے یہ کیا بدزبانی ہے
بہا جاتا ہوں بار ضعف سے اٹھا نہیں جاتا	وہ لاغر ہوں گراں مجھپر لباس ناتوانی ہے
ہوا ہوں زندہ در گور اتنا ضعف سے یارب	مری چھاتی پہ اب تک یہ سنگ سخت جانی ہے

امیر اب عاشقی کا لطف ہے فصل جوانی میں
اندھیری رات میں کہنے کے قابل یہ کہانی ہے

خدا نے شان یوسف سے تمہاری شان افضل کی	کھلی سب نقش ثانی ہے حقیقت نقش اول کی
کھلا مضمون یہ ہمکو دیکھکر تحریر کاجل کی	کہ حاجت ہے بیاض چشم میں بھی خط جدول کی

چمن کو کون جائے سیر کو ساون کے بادل کی
کہ زنجیرِ جنون سی ہین پانون مین اشکِ مسلسل کی

شبِ وصلت مین مجھسے صبر آنپر ہو نہین سکتا
تڑپ جاتا ہے دل فریاد سنکر اُنکی چھاگل کی

جو عشاقِ کمر نالے نہین کرتے تو زیبا ہے
عدم کے جانے والونکو کہان حاجت ہے مشعل کی

ہزاران غمون کو ہوش مین لاؤ نہین سنتے
یہ پیچ ہے ایک توڑی ہین ہزار ہستی ایک بوتل کی

کبھی گیسو کبھی موئے کمر مین قید کر رکھا
پنھائی یار نے بیڑی کبھی بجارہی کبھی پل کی

تماشا بوستان کا دیکھیے تو چشمِ نرگس سے
ہرن کی آنکھ سے وحشت مین کیجے سیر جنگل کی

شبیہ ان مہ رخان سنکر توحید کی کھینچون
سیاہی ہاتھ آجائے جو مجکو چشمِ احول کی

نجات اندیشۂ امروز فردا سے نہین ممکن
اگر کل فکر ہمکو آجکی تھی آج ہے کل کی

فراقِ یار مین جاؤن اگر سیرِ گلستان کو
جگر کے پار ہو جائے سنان ہر ایک کوپل کی

تغافل پیشگی بیداری طالع کا باعث ہے
کبھی یہ سوچ کر تعبیر ہے نے خوابِ مخمل کی

چھپے گی کیمیا کیونکر ترے صحرا نشینون سے
پتا پوچھین گے جب وہ بوٹیان پوچھینگی جنگل کی

جو سونگھے اُس گلِ خوبی کی خوشبو دردِ سر ہو جائے
مگر طینت مین مٹی ہے زمین عطرِ صندل کی

جہان کی سرد مہری سے نہین غم ہم فقیرون کو
دوشالون سے کہین بڑھکر ہے گرمی اپنے کمل کی

صفائی سینۂ جانان پہ لہراتا ہے یون گیسو
کہ جیسے سانپ کی پوست کردیتی ہے صندل کی

جدا سمجھے جو مجکو اور تمکو غیر کیا پروا
ہمیشہ ایک کو دو دیکھتی ہے آنکھ احول کی

امیر اک روز یہ گل سوکھکر ہو جائین گے کانٹے
چمن کی جو روش ہے آجکل جھاڑی ہے جنگل کی

ہم اُسکے عشق مین صبر و قرار کھو بیٹھے
قدیم دوست ہمیشہ کے یار کھو بیٹھے

بتون کے عشق مین ہم جانِ زار کھو بیٹھے
عجب امانتِ پروردگار کھو بیٹھے

سوالِ وصل کا کرنے سے یہ ہوا حاصل
کہ آسرا ترے امیدوار کھو بیٹھے

کھلا نہ اشک بہانے سے کوئی عقدۂ دل
گرہ مین تھے جو دُرِ شاہوار کھو بیٹھے

بیا

وفا کا عہد کیا شب کے دل تو یہ پایا
کہ پھیر لینے کا بھی اختیار رکھو بیٹھے

خطا ہوئی جو کیا تمسے غیر کا شکوہ
تمہارے آگے ہم اپنا وقار رکھو بیٹھے

سر خدنگ نگہ آچکا تھا طائر دل
تم آنکھ پھیر کے اپنا شکار رکھو بیٹھے

کرینگے منزل عقبیٰ کو اب یہ کیونکر طے
کہ زاد راہ غریب الدیار رکھو بیٹھے

ہزار حیف نہ آئی اجل نہ وہ بدعہد
ہم آنکھیں مفت شب انتظار رکھو بیٹھے

لیا جو خواب مین بوسہ تو یار جاگ اُٹھا
تمام عمر کا ہم اعتبار رکھو بیٹھے

قرار اب کسی پہلو ہمین نہین آتا
کہ دل سے صبر ہم ای جان زار رکھو بیٹھے

ہلال ابر شے ساقی کی یاد بھول گئی
کلید میکدہ ہم بادہ خوار رکھو بیٹھے

بلائین لیتے رہی وہ اور ہو گیا وحشی
ہم اپنے ہاتھون سے اپنا شکار رکھو بیٹھے

مرے گلے پہ پڑا خط نہ سخت جانی سے
رگڑ کے مفت وہ خنجر کی دھار رکھو بیٹھے

نہ ہوش ہے نہ خرد ہے نہ صبر اب ہمکو
یہ ہمنشین تھے جو دو تین بار رکھو بیٹھے

گلون نے خندۂ بیجا سے یہ ثمر پایا
کہ چار دن بھی نہ گذرے بہار رکھو بیٹھے

ادا وہ کون تھی جسپر ہوے فقیر امیر
ذرا سی بات پہ صبر و قرار رکھو بیٹھے

مرا احوال کر سکتا نہین اُنسے بیان کوئی
دہن مین ہے یہ قاصد کے مری رکھدے زبان کوئی

کرے کیا باغبان سے راز دل غنچہ بیان کوئی
دہن جب بند ہو کب کھل سکتا ہے زبان کوئی

نہین کرتا سوائے گذرِ لب بیجا بیان کوئی
اگر خم نیل کا بگڑا ہے زیر آسمان کوئی

خط عارض کو اُسکے دیکھکر یہ دھیان آتا ہے
دیار حسن مین اترا ہوا ہے کاروان کوئی

ہزارون خار لاکھون پھول اس گلشن مین ہین لیکن
نہ تم سا نازنین کوئی نہ ہم سا ناتوان کوئی

دیا ہے خط مگر اب شک سے بچتا ہے کہتا ہون
کہین بتلائیے قاصد کو اُس گھر کا نشان کوئی

سوائے کعبہ بتخانون مین کیا لیتے قدم جاتے
ملا مسجد کے قابل اور کسی در کا آستان کوئی

نظر میں سیر سے پھر جاتی ہے صحبت ناوک دل کی
نظر آتا ہے جب گھر میں کسی کے میہمان کوئی

مدو پیروں کی چاہیں نوجوان مقصود کو پہونچیں
نشانے تک نہیں جاتا ہے ناوک بے کمان کوئی

حیا دیکھو وہ نرگس زار میں گھبرا کے کہتے ہیں
ادھر آنکھیں ادھر آنکھیں نقاب اُلٹو کہان کوئی

نگاہ پرورش پھیرے اگر لطف و کرم اسکا
نہو پھر طفل طفل اشک کی صورت جوان کوئی

اٹھانا کوہ کا آسان اٹھانا بات کا مشکل
قوی سمجھا ہے عالم میں نہ سمجھا ناتوان کوئی

شفیق ایسا سگ جانان ہے آتا ہے خبر لینے
سرک جاتا ہے جب تن کا جگہ سے استخوان کوئی

قفس کی تیلیان ہیں جتنی شاخیں ہیں درختوں کی
کہان باندھوا تھی اس چمن میں آشیان کوئی

بجو جاتا ہوں فرقت میں محلے والے کہتے ہیں
کرو منہ بند کیا سر پہ اٹھالے گے مکان کوئی

مزہ تب ہے کہ وہ بھی ہو کسی معشوق پر عاشق
کرے میری طرح اسکا بھی ہر دم امتحان کوئی

مجھے یوں ڈھونڈھتا پھرتا ہے ناوک اس ستمگر کا
پھرے بیتاب جیسے طائر بے آشیان کوئی

ہماری عشق کی کیوں مثنوی شاعر نہیں کہتے
کہان پائینگے گرما گرم ایسی داستان کوئی

کمال جذب سے تا لامکان پہونچے امیر احمد
رہا معشوق و عاشق میں نہ پردہ درمیان کوئی

آج کیا کرتے ہو غمزے وصل میں ہر دم نئے
یہ تو سمجھو تم نئے ہو جان من یا ہم نئے

بیخودی دکھلاتی ہے جلوے مجھے ہر دم نئے
ہے عجب عالم کہ ہر عالم میں ہیں عالم نئے

ہر گھڑی لیلیٰ میں نظر آتی ہیں کیا کیا صورتیں
رات دن عالم دکھاتا ہے یہ جام جم نئے

دیکھے بھالے ہیں یہ کوچے جانے بوجھے ہیں یہ تنگ
تم سمجھتے ہو کہ ہم دیتے ہیں اسکو دم نئے

حسن روز افزون بھلا دیتا ہے پہلے قاعدے
روز ہو جاتے ہیں اس محفل میں جا کر ہم نئے

کسطرح تشبیہ دین سنبل سے اسکو موشگاف
پیچ اس گیسوی پیچان میں نئے ہیں خم نئے

پاتے ہیں ہر روز آنکھوں کی تری میں لخت دل
گل کھلایا کرتی ہے ہر روز یہ شبنم نئے

میزبانی کر چھپا جود و سخاوت کی بساط
پل رہیں گے روز مہمان تجکو اے حاتم نئے

ہے عجب وسعت تصور مین کہ اُسکی حد نہین
بند کین آنکھین تو دیکھے سیکڑون عالم نے

ہے چمکتی ہین نکلتی مین وہ غمزہ نا سور
چوٹین آتا ہے نرالی پیچ رہین ہر دم نے

سامنا ہوتے جانان سر سیہ سے ہو سفید
عید سے کپڑے بدل لے دیدۂ پرنم نے

ہر غزل مین تازگی شکل ہو لے طبع رسا
کہنہ مشقون کو بھی ہاتھ آتے ہین مضمون کم نئے

کہنہ رنجون سے جو دل گھبرا گیا ہے اے امیر
ڈھونڈھتا پھرتا ہون مین سارے جہان مین غم نئے

مدت ہوئی کہ جی مرا جینے سے سیر ہے
اے جان تیرے تن سے نکلنے کی دیر ہے

کیا جانے کس لیے نگہ دیر دیر ہے
طغیان آب شرم بھی دریا کا پھیر ہے

کیا گرد سیا ہین آتش رنگ حنا کی واہ
ہاتھون مین اُس پری کے سندر کا ہیر ہے

آتے رہین نہ دل کی زیارت کو ریخ و غم
سینہ مرا نہین کسی مرشد کا ڈھیر ہے

غیرون کو چاٹتا ہے سگ یار تو کہون
اے شیر واہ تو ہی تو شیرون کا شیر ہے

آئے جو نزع مین تو یہ کہکر وہ اُٹھ گئے
ہم جاتے ہین یہان ابھی رخصت مین دیر ہے

بتخانے ہوتے جائینگے ہم تو سوے حرم
ہونے دو دو قدم کا جو رستے مین پھیر ہے

کر اک نگاہ سینۂ پر داغ کی طرف
پھولون کی تیری نذر کو حاضر چنگیر ہے

کیا پہلوان مرگ کو بازو ملا قوی
افراسیاب سا بھی تہ دست زیر ہے

اُلفت ہی کی تو آگ مین جلنے کا خوف کیا
پروانے سے زیادہ مرا دل دلیر ہے

رکھتے نہین زمین پہ قدم صاحبان گبر
باد بروت بام فلک کی منڈیر ہے

جینے سے کیون نہ سیر مرا دل ہو اے امیر
ہم نیم جان اُدھر نگہ دیر دیر ہے

کبھی سمجھا نہ آگے کیا ہم اُس غم دہر کو سمجھاتے
سمجھ جاتا اگر آتا کسی پتھر کو سمجھاتے

ادھر کم نزع مین مہلت ادھر تیاری رقت
نہ رو وہ چپ ہو کیونکر یہ سارے گھر کو سمجھاتے

نصیحت کرنیوالون کو اگر کچھ بھی سمجھ ہوتی
جو سمجھاتے ہین مجکو وہ مرے دلبر کو سمجھاتے

خدا ایسا بھی ہوتا ہے بنائین جسکو خود بندے
سمجھتا تو خلیل اللہ یہ آذر کو سمجھاتے

بتاتے راہ اُسی کوچہ کی سب گم کردہ راہونکو
کہین ملتے تو ہم یہ خضر پیغمبر کو سمجھاتے

کوئی کہتا نہ آئے باز میرے قتل سے ہرگز
جو دنیا انکو سمجھاتی وہ دنیا بھر کو سمجھاتے

انگوٹھی کیا نہ دیتا ہمکو وہ چھلا نشانی کا
اگر آکر سلیمان اُس پری پیکر کو سمجھاتے

یہ ضد ہے دیکھیے گر شمع روشن ہیری تربت پر
اُسی دم جا کے گل کر دے وہ یہ صرصر کو سمجھاتے

وہ تھا وہ حسن ہے تو عہد اکبر مین اگر ہوتا
نگمین کر پیشکش یہ نورتن اکبر کو سمجھاتے

خدا ہمت اگر دیتا تو اپنے قتل کی چالین
کبھی قاتل کو سمجھاتے کبھی خنجر کو سمجھاتے

نہ لے جانا ہمین نخوت بُرا انکو حسینون مین
زبان ہوتی تو آئینے یہ روشنگر کو سمجھاتے

تڑپ کر رہ گئے اس محفل مین موتون نے کیا رسوا
دل نادان کو سمجھاتے کہ چشم تر کو سمجھاتے

امیر آب کی ہر سودا جوش پر ہمکو اگر لیتا
بنا نا بیڑیان بھاری یہ آہنگر کو سمجھاتے

عشق مین جینے کے بھی لالے پڑے
ہاے کس بیدرد کے پالے پڑے

وادیِ وحشت مین جب رکھا قدم
آکے میرے پانوُن پر چھالے پڑے

دل چلا جب کوچۂ گیسو کی سمت
کوس کیا کیا راہ مین کالے پڑے

دور تھا زندان سے کیا وحشت جنون
چلتے چلتے پانوُن مین چھالے پڑے

کس نگہ نے کر دیا عالم کو مست
ہر جگہ لاکھون ہین متوالے پڑے

ہجر مین جب مُنھ لگایا جام کو
سیکڑون ہونٹھون پہ تبخالے پڑے

طوق وحشت اپنی گردن مین پڑا
یار کے کانون مین جب بالے پڑے

تجکو اک آنسو کی حسرت ہے امیر
کتنے مینہ برسے کئی جھالے پڑے

آنکھ آپکے حضور رو رہی ہے
ساتھ اپنے مجھے ڈبو رہی ہے

دیدار کہان کہ دور ہے حشر
قسمت ابھی اپنی سو رہی ہے

کیا باغ مین دیکھتی ہے شبنم
جو گل کی ہنسی پہ رو رہی ہے

اللہ رے حسن دختر رز
زاہد کے جو اس کو گھور رہی ہے

کیا کشتی و ناخدا کا شکوہ
تقدیر ہمین ڈبو رہی ہے

مقراض کتر کے وہ خط
کانٹے مرے حق مین بو رہی ہے

نرگس کو صبا نہ چھیڑ اتنا
سونے دے غریب سو رہی ہے

گلشن مین جو ابر ہے دھوان دھار
میخوارون مین دھوم ہو رہی ہے

اس تیغ کے منہ چڑھے نہ بجلی
کیون جان سے ہاتھ دھو رہی ہے

کیا شوخ ہے اسکی یاد مژگان
دلمین نشتر چبھو رہی ہے

ہم جاگ رہے ہین ہجر کی شب
تقدیر ہماری سو رہی ہے

احسان ہے امیر چشم تر کا
نامے کی سیاہی دھو رہی ہے

طرفہ پیغام یہ الفت کی نظر کہتی ہے
کرمے دل کی تیرے دل سے خبر کہتی ہے

آج آتا ہے وہ گل باد سحر کہتی ہے
سچ ہو یارب جو یہ اڑتی سی خبر کہتی ہے

بلبل و گل مین ہے غماز نسیم سحری
کچھ اُدھر کہتی ہے کچھ جاکے ادھر کہتی ہے

جوہری کیا ترے دانتون سے ملاتے ہین اسے
پانی پانی ہون یہ خود آب گہر کہتی ہے

غنچۂ گل مجھے کہتے ہین یہ کہتا ہے دہن
رگ گل مین ہون یہ باریک کمر کہتی ہے

یاد پچھلون کی دلاتے ہین مجھے موے سپید
گرد رہ قافلے والون کی خبر کہتی ہے

ماہ نو مین نہین اس تیغ کا ہے دوش پہ ل
بدر مین ہون یہ پس پشت سپر کہتی ہے

مے جوان عشرۂ پیری کا مزہ کیا جانین
عضو تن جدا مین ہین جنبش سر کہتی ہے

شام کا ہے یہ اشارہ کہ ہین بخت سیاہ — چاک کر ڈال گریبان یہ سحر کہتی ہے
بحر عالم مین سفینہ کوئی بچنے کا نہین — ہمہ تن ہو کے زبان صبح خضر کہتی ہے
متحمل ہے اگر غم کا تو دل ہے میرا — تیغ رکتی ہے مجھی سے یہ سپر کہتی ہے

کیون زبان تیغ کی خاموش ہے محفل مین امیر
حال قاتل سے مرا کہدے اگر کہتی ہے

باندھی جو روز حشر ہوا ہم نے آہ کی — اڑتی پھرے گی فرد ہمارے گناہ کی
شرکت نہ کی ملال مین کس دادخواہ کی — دل پر کسی کے چوٹ پڑی ہے آہ کی
اب دشمنی ہے اسکو تو کچھ راہ راہ کی — سیدھی طرح سے یار نے ترچھی نگاہ کی
عاشق کے دل مین عیش جہان کا کہان گذر — یہ چھاؤنی ہے فوج غم و درد و آہ کی
عاشق ہوا ہے فوج اشک کو آنکھون مین دن جگہ — سردار کو غرور ہے خاطر سپاہ کی
گناہ ینگے چڑھین گے جو اس تندخو کے منہ — کہدو کہ شامت آئی ہے خورشید و ماہ کی
اس گل کو کیون نہ پہونچے مین کس جوش جنون لکھون — صحرا مین وا کی جھی سے مردم گیاہ کی
بھاری بہت ہے لاؤ نگار روز جزا مین رند — رکھوا کے سر پہ شیخ کے گٹھری گناہ کی
دامن سے کیون چھپاتے ہین بالون کو راہ مین — آندھی نہین ہے گرد ہماری نگاہ کی
دل سے بتا لے گا زنخدان یار کا — یوسف سے راہ پوچھیے کنعان کے چاہ کی
ہے رونے سے کام خبر رو رون کو کیا — تربت گدا کی ہو کہ لحد بادشاہ کی
مین رند خواب مرگ سے اٹھا تو دیکھنا — پرسش ہی روز حشر اٹھائے گناہ کی
کندن سا چہرہ دیکھو کبھی آئینے مین تم — سونا ملاؤ مہر کا چاندی مین ماہ کی
خرمن ہزار صبح کے اکدم مین جل گئے — بجلی چمک گئی جدھر اسنے نگاہ کی
ہون وہ خلیل دیر مین توڑون اگر صنم — آواز آئے اشہد ان لا الٰہ کی
ہے قلم نے لکھے ترے گیسوؤن کا وصف — خلخال پہنی حلقہ مار سیاہ کی

کہدونگا سب گناہ وہ ہے مجکو یاد رہین
کیون فرد کا بتان عمل نے سیاہ کی

سرگشتہ گور مین وہ کیسے عدم کو گیا **امیر**
لی گھر کی راہ پھینک کے گٹھری گناہ کی

آنکھ مجھ سے دل ملے اغیار سے
یار درگذرا مین ایسے پیار سے

ہے حسینون کو خلش مجھ زار سے
پھول کچھ کھٹکے ہوے ہین خار سے

ذوق کا ہے عشق ابرو مین یہ حکم
عمر بھر رگڑون گا تلوار سے

پیچلی غربت جو صحرا کی طرف
ملکے ہم روئے در و دیوار سے

نور وہ شمس و قمر سے ہٹ گیا
بچ رہا تھا کچھ جو روے یار سے

دور سے آخر ہوا آئی خزان
بیکسو آٹھو چلین گلزار سے

تھے وہ موسیٰ غش پہ غش آیا ہمین
یان تو آنکھین کھل گئین دیدار سے

گر بیان کرنے گئی تھی رات کو
روکے آٹھی شمع بزم یار سے

بلبلون کو دیکھکر شیدائے گل
وہ بہت آلجھے گلے کے ہار سے

پھول سب ہنستے ہین شبنم کس لیے
تو چلی روتی ہوئی گلزار سے

پیچلی جھونکے ہوا کے بیچ مشک
مشک تاجر جس طرح تاتار سے

رنج و غم درد و الم ہین غمگسار
جی بہلتا ہے انھین دو چار سے

کیون پریشان ہے اودہی اے صبا
کون گل رخصت ہوا گلزار سے

چشم و دل دونون غضب مین پھنس گئے
ذوق وصل و حسرت دیدار سے

بے طرح نرگس کی پڑتی ہے نگاہ
آپ اب باہر چلین گلزار سے

ابرو و مژگان پہ ہوتا ہون نثار
ہے وصیت میرے ہر غمخوار سے

غسل دینا آب خنجر سے مجھے
قبر کھدوانا مری تلوار سے

وادی غربت مین پھرتا ہے **امیر**

کوئی کہدے اُس غریب آزار سے

کیجیے قتل ابروے خمدار سے
کاٹیے چو رنگ اس تلوار سے

مر کے چھوٹا کوہکن آزار سے
پائی چھٹی روز کی بیگار سے

کر چکے قتل اب کہین رسوا نہو
جاؤ دھو ڈالو لہو تلوار سے

اُسکی مژگان پر گرا پڑتا ہے دل
عشق ہے اس آبلے کو خار سے

دیکھنا میرے سیہ خانے کا ڈر
دھوپ اُڑتی ہی نہین دیوار سے

ہے مثل لیاس احدی راحتین
موت اچھی عشق کے آزار سے

بے سبب چپا گل نہین کرتی ہے شور
یہ بھی نالان ہے تری رفتار سے

طور پر بیہوشی سے کہدو ہوشیار
برق چمکی جلوہ گاہ یار سے

چشم جانان کو ہے دنیا گران
اُٹھ نہین سکتا عصا بیمار سے

شعلہ جوالہ ہے خلخال پا
اُس پری کی گرمی رفتار سے

غیر حالت دیکھ کے میری کرے ہی ضد
آنکھ آپنے پھیر لی اغیار سے

ہو جو ناواقف ہم آغوشی کا ڈھنگ
سیکھ لو اپنے گلے کے ہار سے

ہر قدم پر سو طرح کی ستیان
ٹپکی پڑتی ہین تری رفتار سے

حکم ہے شوق شہادت کا یہی
دو قدم آگے چلون تلوار سے

لاش ہی اُٹھے یہان سے تو اُٹھے
اُٹھ چکے ہم آستان یار سے

مین اُسے پیر مغان سمجھا امیر
مست جو نکلا در خمار سے

صلح کل ہین تو ابھی شرکت کرین تھوڑی سی
او دلے پیر خرابات نشین تھوڑی سی

مدد اے شوق سجود المدد اے شوق سجود
سر نہ اُٹھے ابھی باقی ہے جبین تھوڑی سی

کچھ تو پیدا ہو کباب دل بریان مین مزہ
چاہیے الفت خال نمکین تھوڑی سی

دیکھ مشاطہ جگہ ڈھونڈھ رہے ہین تارے ۔ خالی افشان سے نہ رہجاے جبین تھوڑی سی
جان آجاے ابھی جامے سے باہر ہون مین ۔ دے جگہ دلمین جو یہ پردہ نشین تھوڑی سی
نقد جان دل کی طرح دیکے ابھی لیتا ہون ۔ لذتِ درد جو ہاتھ آئے کہین تھوڑی سی
خال ابرو کو جو دیکھا تو یہ معلوم ہوا ۔ ملک ہندو مین ہے کعبے کی زمین تھوڑی سی
دانۂ خال ہی دکھلا نہ سہی جنس جمال ۔ بانگی چاہیے اے پردہ نشین تھوڑی سی
روزہ دارون کو نہین خواہش لذت اے چرخ ۔ وقت افطار ملے نان جوین تھوڑی سی
نزع کا وقت ہے اب دیر نہ کر آنے مین ۔ رہگئی ہے نگہ بازپسین تھوڑی سی
کوچۂ وہم ہے تاریک بھٹکنے کا ہے ڈر ۔ چاہیے روشنی شمع یقین تھوڑی سی
خلق اغیار سے بیجا ہے نہین گر عادت ۔ اپنے دامن ہی سے لے لیجیے چین تھوڑی سی
عشق گیسو مین مرے دل کا ہے سودا کچھ اور ۔ بڑھ گئی بات تھی اے طفل حسین تھوڑی سی
ایک قطرہ بھی نہ پیتا مگر اے جان جہان ۔ اسی انداز سے کہہ لے کہ نہین تھوڑی سی
کوچۂ یار مین ہون لاکھ طپش کے سامان ۔ پھر جو تسکین ہے دلکو تو وہین تھوڑی سی

شور محشر کا سنا ذکر جو واعظ سے **امیر**
لگئی لذت خال نمکین تھوڑی سی

پائی راحت جو تہ خنجر کین تھوڑی سی ۔ آگئی نیند دم بازپسین تھوڑی سی
آڑ گیا توسن دلدار جھجک کر کوسون ۔ گرد پہونچی جو مری تا سر زین تھوڑی سی
بد دماغی رہی ابروان سے ہے بیان تاب کمان ۔ لاکھ تیغین رہین مجھسے چین جبین تھوڑی سی
ہون وہ کافر کہ جھکا سجدۂ بت مین سر دست ۔ ابھی خالق نے بنائی تھی جبین تھوڑی سی
میرے اشکون سے یہ تر ہے نکل آئے پانی ۔ کھودے روزن کو اگر مور زمین تھوڑی سی
دوستو قبر پہ شاید وہ قدم رنجہ کرے ۔ وا کفن سے رہے سجدہ کو جبین تھوڑی سی
سلطنت پہلے ہی کرتا نہ قبول ابراہیم ۔ گر نہ ہوتی ہوس تاج و نگین تھوڑی سی

تیری آنکھون کے لیے خلق ہوئی تھی شوخی
لیگئے اسمین سے یہ آہوئے چین تھوڑی سی

ہدیہ دوست سمجھ کر مین ہوا شکر گذار
روکھی سوکھی جو ملی نان جوین تھوڑی سی

شوق سجدے کا ہے اوس مہر لقا کے در پر
دمبدم سائے کی بڑھتی ہے جبین تھوڑی سی

تنگ آئے ہین بہت بیٹھ رہین وان جاکر
اِن جہان سے جو الگ پائین زمین تھوڑی سی

عذر تقصیر ہے تقصیر ہی اچھی تھی مجھے
بڑھ گئی اور تری چین جبین تھوڑی سی

نوک شمشیر سے کھینچی تری مژگان کی شبیہ
رکھ گیا نوک کی صورت گر چین تھوڑی سی

بہ د مانی کا نشان بھی ہے کہان اے نقاش
آسکے نقشے مین بنا چین جبین تھوڑی سی

خم چڑھا جائین تو سمجھے کہ کوئی گھونٹ اترا
کیا پئین ہم ہے خرابات نشین تھوڑی سی

بیٹھین ہو سکتی ہین اسمین بھی بہت نظم امیر
گھر بنانے کو بہت ہے یہ زمین تھوڑی سی

جو بعد مرگ مرے دل مین کچھ غبار آئے
عجب نہین ہے کہ آندھی تہ مزار آئے

وہ لیکے تیر و کمان جب پے شکار آئے
سلام کرنے ہرن باندھکر قطار آئے

عجیب خواب گران مین تھے خفتگان زمین
کسی نے بھی نہ سنا ہم بہت پکار آئے

گڑھے مین گور کے پھینک آئے اقربا مجکو
سلوک خاک کیا سر کا بوجھ اتار آئے

فلک نے ساتھ مصیبت کے حجتین بھی دین
جو فاقہ گھر مین ہوا میہمان ہزار آئے

ہم ایک بار رلانے پہ لاکھ بار گئے
وہ لاکھ بار بلانے پہ ایک بار آئے

ہمین تو جان بھی دینے مین آج نہین عذر
خدا کرے کہ کہین تمکو اعتبار آئے

بندھا تصور مژگان جو نزع مین سمجھے
پے طلب در دولت سے چوبدار آئے

جنون نے دوش پہ عداوت کو کوبلین پہونچین
شکار فیل کو ترکان نیزہ دار آئے

کھلیل سان مین نہ قائل ہوا ستارون کا
بدل کے رنگ یہ بہروپیے ہزار آئے

غضب ہے سجدہ ولین کیا گھر تمھاری آنکھون نے
خراب کرنے کو مسجد مین بادہ خوار آئے

ہوا ہے چھوڑ کے خالق کو بندۂ مخلوق — بتون کو خاک برہمن کا اعتبار آئے
شراب میکدہ کب ہے نصیب زاہد مین — حصول کیا ہو جو مطبخ مین روزہ دار آئے
جو ترک غیر کو مین نے کہا تو وہ بولے — کہان کے آپ بڑے ایسے وضعدار آئے
گناہگارون کا جو رنگ کھیل ہے انکو — ادھر ادھر گئے دو چار ہاتھ مار آئے
جلا ہون یہ فلک سرد مہر کے ہاتھون — لگاؤن ہاتھ تو کافور کو بخار آئے
کہان فلاح کہ اب چاہتا ہی چرخ دنی — در بخیل پہ حاتم امیدوار آئے
یقین ہو ذکر کرے میری جوشش وحشت کا — جو آبلے کے دہن مین زبان خار آئے
جلا سے ہین شب غم مین اور بھی جگنو — کہان سے اڑ کے جہنم کے یہ شرار آئے
لہو نچوڑ کے بھر دون جو رند میکش ہون — نظر جو شیشۂ خالی دم خمار آئے

جنون کی فکر اجانے کی امیر تو کیا
یقین ہے آج ہی کل موسم بہار آئے

کون بیماری مین آتا ہی عیادت کرنے — غش بھی آیا تو مری روح کو رخصت کرنے
جان دو بھر غم فرقت مین ہے ہمکو لیکن — کون جائے ملک الموت کی منت کرنے
اسکو سمجھاتے نہین جاکے کسی دن ناصح — روز آتے ہین مجھی کو یہ نصیحت کرنے
غیر کے ساتھ چلا دل تو کہا مین نے کہان — حسرتین بولین کہ مہمان کو رخصت کرنے

آگئے میخانے مین تھے پیر خرابات امیر
اب چلے مسجد جامع کو امامت کرنے

بدقت بحر غم سے کشتی جان حزین نکلی — کبھی ڈوبی کبھی اچھلی کہیں ڈوبی کہیں نکلی
عجب انداز سے مقتل مین اسکی تیغ کین نکلی — کہ دل سے مرحبا نکلا جگر سے آفرین نکلی
فسانہ ہو گیا موجود جب دم ہان کہا تو نے — ہوا نابود عالم جب ترے منہ سے نہین نکلی
تعلی مین کمی کی کب ہماری طبع عالی نے — بنایا آسمان جب شعر کی کوئی زمین نکلی

خدا کا شکر وہ تربت مری کے دم دیکھنے آیا / نظارے کی جو حسرت تھی وہ وقت واپسین نکلی
دکھایا لطف زلف و شکیں میں طرفہ افشان نے / شب دیجور میں کیا چاندنی اے مہ جبین نکلی
وہ گشتہ تھا حسینون کا کہ میری خاک تربت پر / کسی نے کوئی بویا تخم شاخ یاسمین نکلی
وہ کیا پردے سے نکلے جسکے پیراہن کو غیرت ہو / ہوا چین بر جبین دامن جو دیکھی آستین نکلی
جو بجلی ابر میں چمکی کبھی قیس حزین سمجھا / سیہ خیمے سے باہر لیلی محمل نشین نکلی
وہ تھا غم دوست سنگ رہگذر دون جب پڑا مجھ پر / شکست شیشۂ دل سے صدائے آفرین نکلی
سوال وصل اس بت سے کیا لیکن میں ڈرتا ہون / بنے گی لیک پتھر کی اگر منہ سے نہین نکلی
ہوئی تھی راہ جو رنگین تری رنگین خرامی سے / وہی قوس قزح بنکر سر چرخ برین نکلی

تصور بسکہ تھا دل میں امیر اس روے زیبا کا
پری بنکر ہمارے منہ سے آہ آتشین نکلی

رند خراب تیرا وہ مے پیے ہوئے ہے / مدت سے جان جسپر زاہد دیے ہوئے ہے
کس شان سے وہ میکش آتا ہے میکدے مین / قاضی سبو صراحی مفتی لیے ہوئے ہے
آتا نہیں نظر کچھ گو سامنا ہے اسکا / کیا بیچ مین تحیر پردہ کیے ہوئے ہے
ہو کون بخیہ گر سے زخمی کا تیرے ساعی / رشتہ کھنچا ہے سوزن منہ کو سیے ہوئے ہے
پیر مغان وہ کامل مرشد ہے بادہ خوار و / جمشید بھی پیالہ اسکا پیے ہوئے ہے
حرمت مین دخت رز کی اصرار ہی جو اتنا / یہ بات کیا ہے رند و واعظ پیے ہوئے ہے

رحم اب امیر پر بھی لازم ہے یار جنگجو
کب سے دھنی وہ تیرے در پر دیے ہوئے ہے

دل عاشق میں کیونکر عکس روے دلربا ٹھہرے / جمال آفتاب آئینۂ شبنم میں کیا ٹھہرے
سفر ٹھہرے تو قسمت پیچ نے پا کی صورت / قدم ہو ایک گر اپنا روان تو وہ سرا ٹھہرے
جو چشم غور سے آئینۂ توحید کو دیکھا / تو سب کچھ تو ہی ٹھہرا ہم نہ کچھ اے خود نما ٹھہرے

گیا مرقد تلک گھر سے جنازہ ڈاک پر اپنا
عزیزا جا بجا پہلے راستے مین جا بجا ٹھہرے

صفین آراستہ ہونے لگین جب اہل محشر کی
جما کر ایک ٹکڑی حسرتون کی ہم جدا ٹھہرے

زہے حسرت نکالے ہم گئے جب بھی جانان سے
بہت مڑ مڑ کے دیکھا دیر تک رو بر قفا ٹھہرے

قضا سیلاب طوفان روح اک کشتی ہے بے لنگر
رکے روکے سے وہ کیونکر یہ ٹھہرائے گیا ٹھہرے

زمین کوئے جانان بھی عجب دلچسپ تختہ تھا
جہان ٹھہرے ہمارے پانون مثل نقش پا ٹھہرے

امام سبحہ کے مانند ہم اس بزم کثرت مین
جو ٹھہرے سب مین ملکر بھی تو سب سے پھر جدا ٹھہرے

کمال عجز ہمکو لے اڑا اوج رسا سے پر
ہوئے بے بال و پر تو ہم مگر دست دعا ٹھہرے

رہے سائے کی صورت ساتھ ہم ہر شخص کے لیکن
جدا اٹھے جدا بیٹھے جدا آئے جدا ٹھہرے

غبار رنگ آرائش سے وحشی دل ہمارا ہین
کف آئینہ پر ممکن نہین رنگ حنا ٹھہرے

نکالے جاتے ہین ہر روز اسکی پاس خاطر سے
ترے عاشق نہ ٹھہرے ہم عدو کا مدعا ٹھہرے

تب غم سے امیر اخگر کی صورت جلتے ہین اعضا
جو ٹھہرے تن پہ تو خاکستری شاید قبا ٹھہرے

فنا کیسی بقا کیسی جب اُس کے آشنا ٹھہرے
کبھی اس گھر مین آ نکلے کبھی اس گھر مین جا ٹھہرے

نہ ٹھہرا وصل کاش اب قتل ہی پر فیصلا ٹھہرے
کہانتک دل ہمارا تڑپے کہانتک دم مرا ٹھہرے

جفا دیکھو جنازے پر مرے آئے تو فرمایا
کہو تم بیوفا ٹھہرے کہ اب ہم بیوفا ٹھہرے

تہ خنجر بھی منہ موڑا نہ قاتل کی اطاعت سے
تڑپنے کو کہا تڑپے ٹھہرنے کو کہا ٹھہرے

زہے قسمت حسینون کی برائی بھی بھلائی بھی
کرین یہ چشم پوشی بھی تو نظرون مین حیا ٹھہرے

یہ عالم بیقراری کا ہے جب آغاز الفت مین
دھڑکتا ہے دل اپنا دیکھیے انجام کیا ٹھہرے

حقیقت کھولدی آئینۂ وحدت نے دونون کی
نہ تم ہمسے جدا ٹھہرے نہ ہم تمسے جدا ٹھہرے

دل مضطر سے کہدو تھوڑی تھوڑی جب بجے چکے
ذرا بہکے ذرا سنبھلے ذرا تڑپے ذرا ٹھہرے

شب وصلت تعجب آئنے شرمائے کوئی خلوت مین
ادب ہمسے جدا ٹھہرے حیا تمسے جدا ٹھہرے

اٹھو جاؤ سدھارو کیوں کسی مرتے پہ روتے ہو
ٹھہر نیکا گیا وقت اب اگر ٹھہرے تو کیا ٹھہرے

تڑپا چارہ گر کے سامنے لے درد یوں مجکو
کہیں ایسا نہو یہ بھی تقاضائے دوا ٹھہرے

ابھی جی بھر کے وصل یار کی لذت نہیں اٹھی
کوئی دم اور آغوش اجابت میں دعا ٹھہرے

خیال یار آ نکلا ہے دل میں تو یوں بولا
یہ دیوانوں کی بستی ہے یہاں میری بلا ٹھہرے

امیر آیا جو وقت بد تو سب نے راہ لی اپنی
ہزاروں سیکڑوں میں درد و غم دو آشنا ٹھہرے

سوز جگر سے شمع شبستان بغل میں ہے
داغوں کی روشنی سے چراغان بغل میں ہے

کیا خوف ہے جو دفتر عصیان بغل میں ہے
آنکھیں سلامت اشک کا طوفان بغل میں ہے

ہمدم کھٹک جو ہوتی ہے سینے میں بار بار
شاید بجائے دل کوئی پیکان بغل میں ہے

کیا خوف زخم الفت مژگان میں دل ہے شیر
یہ تیر کھائے ہیں کہ نیستان بغل میں ہے

تیرے قدم کے فیض سے ہر ذرہ راہ کا
روشن یہ ہے کہ مہر درخشان بغل میں ہے

آئی بہار شہر میں کس جا نہیں خوشی
ہر طفل باغ باغ گلستان بغل میں ہے

واقف ہیں زاہدان ریائی سے خوب ہم
کلمہ بتوں کا پڑھتے ہیں قرآن بغل میں ہے

واعظ کتاب وعظ لیے ہے تو کیا ہوا
بوتل شراب کی بھی تو پنہان بغل میں ہے

کس منھ سے جاؤں داور محشر کے سامنے
شرم آتی ہے کہ دفتر عصیان بغل میں ہے

کافی ہیں روشنی کو مجھے داغہائے دل
طاؤس کی طرح سے چراغان بغل میں ہے

شاعر ہیں اس زمانے کے دریوزہ گر امیر
نکلے ہیں بھیک مانگنے دیوان بغل میں ہے

گردباد اوٹھ کے سراپردۂ در کسکا ہے
اے جنوں خانہ بدوشی میں یہ گھر کسکا ہے

جلوہ خورشید میں یہ پیش نظر کسکا ہے
چاک داماں سحر رخنۂ در کسکا ہے

توڑتا ہے جو کوئی پھول تو کہتی ہے صبا
کیا خبر تجھکو کہ یہ دل یہ جگر کسکا ہے

اسطرح منھ نہین کرتا ہے جو خورشید کبھی — گرم کیا جانیے بازار اُدھر کسکا ہے
توہی یان سپنے کو آیا ہی نہ مین او غافل — جو ہے دُنیا مین مسافر ہے یہ گھر کسکا ہے
برچھیان تن پہ لگین تیغ پڑے تیر آئین — آرزومند اجل ہون مجھے ڈر کسکا ہے
طالب غیر نہین جلوۂ معشوق پسند — غیر شیرین دل فرہاد مین گھر کسکا ہے
دل کے ٹکڑے ہون آجائے کلیجا منھ کو — ضبط سے آہ نہ نکلی یہ جگر کسکا ہے
اُسکے دامن پہ گرا اشک جو میرا تو کہا — واہ کیا شوخ ہے یہ نور نظر کسکا ہے
دل کبھی منزل حق ہی کبھی بُت کا مسکن — کچھ سمجھ مین نہین آتا ہے یہ گھر کسکا ہے
تیرے گریان کے اگر ملک مین آخور نہین — باغ فردوس مین یہ قصر گہر کسکا ہے
عکس آئینہ صفت ربط ہی منھ دیکھیگا — خوب اُلفت ہو تمہین دل مین ترے گھر کسکا ہے

لاکھ لاکھ اُس شہ خوبان کے ہین احسان امیر
عشق منزل تلک اسطرح گذر کسکا ہے

دیر مین کون ہی کعبے مین گذر کسکا ہے — یار کا گھر یہ اگر ہے تو وہ گھر کسکا ہے
تیر پر تیر لگاؤ تمہین ڈر کسکا ہے — سینہ کسکا ہی میری جان جگر کسکا ہے
رہبری کو جو گیا دیدۂ یعقوب سے نور — کشور مصر کو کنعان سے سفر کسکا ہے
تندرستون نے قضا کی ہوے بیمار صحیح — پہلے کیا جانیے دُنیا سے سفر کسکا ہے
خوف میزان قیامت نہین مجکو اے دوست — تو اگر ہے مرے پلے پہ تو ڈر کسکا ہے
جھانک کر ہے سیہ خانے کو کہتا ہے یہ ماہ — تیرہ العظمتہ للہ یہ گھر کسکا ہے
دانے کی خاک نشینی سے ہوئی نشو و نما — خاکساری کا نہین تو یہ ثمر کسکا ہے
کوئی آتا ہی عدم سے تو کوئی جاتا ہے — سخت دونون مین خدا جانے سفر کسکا ہے
چھپ کے باہر قفس تن مین جو ہی طائر دل — آنکھ کھولے ہوئے شاہین نظر کسکا ہے
کھول کر منھ کو مری گور مین مانند عروس — بولی عبرت کہ ذرا دیکھ یہ گھر کسکا ہے

خلد بے شبہ خدا دیگا بنی آدم کو
باغِ مملوک پدر غیر سپر کسکا ہے

نام شاعر نہ سہی شعر کا مضمون ہو خوب
پھل سے مطلب ہمین کیا کام شجر کسکا ہے

لاش زیرِ شجر کوچۂ محبوب گڑے
عمل نیک نہ تھے تو یہ ثمر کسکا ہے

صید کرنے سے جو ہے طائرِ دل کے منکر
اے کماندار ترے تیر مین پر کسکا ہے

شوق ہوتا ہے عمارت کا تو مجھ سے عبرت
کہتی ہے گور جھکا کر کہ یہ گھر کسکا ہے

میری حیرت کا شبِ وصل یہ باعث ہے امیر
سر بہ زانو ہون کہ زانو پہ یہ سر کسکا ہے

جہان مین ہم کوئی دم صورتِ حباب سے ہے
خودی کی شرم سے اسپر بھی آب آب سے ہے

فراق نرگسِ میگون مین ہم خراب سے ہے
تمام عمر سیہ مست بے شراب سے ہے

نہ مجکو آئے نہ انکو حساب بوسون کا
یہ لین دین الٰہی علی الحساب سے ہے

نصیب ہو کہ نہ ہو صبح دیکھنا غافل
خیال موت کا لازم ہر وقت خواب سے ہے

پھنسے حساب مین روزِ حساب اہلِ حساب
حساب جنکو نہ آیا وہ بے حساب سے ہے

وصال مین بھی نہ دیکھا تیرا ہو غفلت کا
ہمین کو ہوش نہ آیا وہ بے نقاب سے ہے

نہ زر سے کام نہ اسباب سے نہ دولت سے
یہ سب ہین نہ رہین عالمِ شباب سے ہے

وہ اور ہین جو حسینون کی بزم مین ہین ذلیل
کہین حضور رہے ہم کہین جناب سے ہے

کرین نہ شکوۂ دیدار طالبِ دیدار
کلیم تیہ مین مدت تلک خراب سے ہے

جلائے دل کو تو اچھی طرح سے آتشِ غم
مزا کچھ اسمین نہین خام جو کباب سے ہے

خدا کا نور چھپائے سے چھپ نہین سکتا
جہان سے ہے وہ عیان مثل آفتاب سے ہے

بھر آئیگا دل مینوش دیکھکر خال
نظر سے دور ہی مینا سے بے شراب سے ہے

قطعہ

خدا نے مجکو سلیقہ عطا کیا ہے بہت
ہر ایک بات کا حاضر صنم جواب سے ہے

عجب نہین کوئی تسلیم کرے جو دعوی عشق
قسم کے واسطے اللہ کی کتاب سے ہے

امیر کیجیے توبہ کی فکر پیری مین
مزے شراب کے تا عالم شباب سے ہے

جہان مین یونہین جو دور انقلاب سے ہے
یقین ہے شپرؔ کے گھر مین آفتاب سے ہے

فراق یار مین ساقی شراب کا کیا ذکر
پیا جو آب تو خجالت سے آب آب سے ہے

وزیر کو سند شاہ کا ہے فرض اعزاز
تبی کے ہاتھ مین اللہ کی کتاب سے ہے

کرم کرے وہ توانا جو ناتوانون پر
تو نخل موم کے سائے مین آفتاب سے ہے

شراب خانے کو ہے قصد تیرے وحشی کا
سبو کے ہاتھ مین خشت خم شراب سے ہے

خدا نے مرتبہ عالی دیا ہے محسن کو
بلند ماہ سے کیونکر نہ آفتاب سے ہے

رہ خطا مین بھی چلیے تو راستبازی سے
مدام زیر قدم جادۂ صواب سے ہے

غش آئیگا مجھے دیکھا جو دخت رز کا جمال
قریب ساغر مے شیشۂ گلاب سے ہے

یقین ہے تاب نہ لائے حرارت دل کی
جو دو گھڑی میری بالین پر آفتاب سے ہے

قصور نفس لعین سے خدا رہا ناراض
گناہ غیر پہ ہم مورد عتاب سے ہے

ملا نہ محفل جانان مین ہمکو اذن نشست
برنگ شمع خجالت سے آب آب سے ہے

مبارک ابلق ایام ترک گردون کو
اسی کے ران کے نیچے یہ بدر کاب سے ہے

خیال رخ یہ بندھا ہمکو عشق گیسو مین
کہ شبکو دن کی طرح روبآفتاب سے ہے

حریص دولت دنیا کا دل ہو گیا خرسند
گذر ہو چند کا جسمین وہ گھر خراب سے ہے

خطاب ہے لب ساغر کا محتسب سے امیر
پھرے جو پیر خرابات سے خراب رہے

بڑھے کیا ربط یار دلستان سے
نیاز روز ایک لائین ہم کہان سے

بگولے خاک سے اٹھتے ہین ابتک
نہ مرکر بھی دبے ہم آسمان سے

حسین سب بیوفا ہین حضرت دل
وفادار آپ لائین گے کہان سے

ادھر دیکھو حیا کیسی شب وصل
اُٹھاؤ بھی یہ پردہ درمیان سے

خزان کے آتے ہی گلچین و صیاد
لپٹ کر خوب روئے باغبان سے

جواب یہ بوسہ لب سے ہے انکار
کہا تھا وصل کو پھر کس زبان سے

نکلتا ہے مرا دم ڈر نہ جاؤ
خدا حافظ ہے ہارو تم بیان سے

خیال قامت محبوب آیا
مین جی اُٹھا قیامت کے بیان سے

کہان دیر و حرم مین عشق مشرب
یہ لوگ آزاد ہین قید مکان سے

خط قسمت مٹے جبتک نہ اے دل
جبین اُٹھے نہ اسکے آستان سے

امیر اسکو نہ درد دل سُنایا
نہ نکلا کام کچھ دل کا زبان سے

ایک دن یاد کریگا غم دلدار مجھے
رہ گیا بیٹھ کے تربت پہ یہ غمخوار مجھے

عیش بیرنج کہان غمکدۂ عالم مین
نظر آتی ہے ہنسی خندۂ بیمار مجھے

تیرے جاتے ہی اُٹھا لے گیا دفن ای روح
تو جو ٹہرتی تو نہ کہتے یہ گرفتار مجھے

سیل سا جوش مین اُٹھکر جو مین پہونچا در تک
خوف سے بیٹھ گئی دیکھکے دیوار مجھے

گھر پڑا دیکھ کے چاہ ذقن اُس یوسف کا
مل گیا گوشۂ خلوت سر بازار مجھے

روز محشر در جنت سے جو آنکا دامن
آگیا یاد سگ کوچۂ دلدار مجھے

لال کردونگا کوئی دم مین بہت کھنچتی ہے
مُنھ پر چڑھنے تو ذرا دے تری تلوار مجھے

آنکھ کہتی ہے یہ دل سے کہ کرے گی برباد
خواہش وصل تجھے حسرت دیدار مجھے

کیا قیامت ہے ذرہ دن عاشق قامت ہو مین
ایسے فتنے نظر آئے ہین کئی بار مجھے

بیچ رہ مرجانے سے بڑھجاتی ہے انسان کی قدر
دوش پر لیکے چلے ہین مرے غمخوار مجھے

جوہر تیغ مرے دام ہین وہ طائر ہون
مشتری ذبح کرے گا سر بازار مجھے

گھر سے نکلا تو وہ تھا ہاتھ جانے سے کے امیر
رک رہا جان سے کے وارفتۂ رفتار مجھے

خلعتِ روزِ ازل بے سر و سامانی ہے
خاص ملبوس مرا جامۂ عریانی ہے

کون کہتا ہے اسے برق چمکتی ہے جو برق
کسی معشوق کی ہنستی ہوئی پیشانی ہے

زلف بڑھکر نہین آتی ہے قدم تک تیرے
قدِ آدم مری تصویر پریشانی ہے

محو نظارۂ قاتل ہون مین ایسا دمِ ذبح
کہ ہر اک داغ بدن دیدۂ قربانی ہے

ہاتھ مین نامۂ اعمال کی جا روزِ جزا
اپنی بخشش کی سند داغِ پشیمانی ہے

صورتِ آئینہ کیا نیک بد و بہ سے کام
خطِ تقدیر سے خالی مری پیشانی ہے

مرگ کے بعد بھی ہرگز نہ بدن سے اُترا
کس قدر چست مرا جامۂ عریانی ہے

لطفِ ساقی سے حکومت ہے زمانے کی نصیب
کشتیِ مے مجھے اورنگِ سلیمانی ہے

ذبح کے بعد تجھے دیکھ رہا ہے قاتل
دیکھ کیا حوصلۂ دیدۂ قربانی ہے

معنیِ مطلعِ ابرو تو بتا دین مجکو
تیری آنکھون کو جو دعوا سخندانی ہے

مجمعِ عام مین نکلے عبث اے پردہ نشین
کب گوارا تری تلوار کی عریانی ہے

دیکھکر نقشِ قدم کو ترے کہتا ہے فلک
یہ چمکتی ہوئی کس چاند کی پیشانی ہے

باڑھ پر آئے تو بہ موت مرین حضرتِ خضر
گھاٹ مین یار کی تلوار کے وہ پانی ہے

کم نہین آئینہ خانے سے یہ سب بزمِ جہان
جس طرف دیکھیے اک عالمِ حیرانی ہے

جلوۂ شاہدِ رحمت ہے گناہون سے امیر
دُرِّ تاجِ کرم اشکِ پشیمانی ہے

صحت ہوئی مرض سے مگر ناتوان سے ہے
پرہیز کون توڑے ہم اتنے کہان سے ہے

پامال سرکشون کے سبب ہم جہان سے ہے
دب کر زمین کی طرح تہِ آسمان سے ہے

خنجر کو رکھکے زخم مین اس ترک نے کہا
ایسے دہن مین چاہیے ایسی زبان سے ہے

ممکن نہیں کہ دل مین چھپے عشق زلف یار
آئینے مین جو بال پڑے کیا نہان ہے

کعبہ بھی چند روز رہا ہے صنم کدہ
چندے خدا کے گھر مین بھی بت میہمان ہے

تا حشر انکو ناز مبارک مجھے نیاز
مانند عشق حسن بھی یارب جوان ہے

یارب چھپین نہ زلف سے ہم عاشقون کے دل
آباد مومنون سے یہ ہندوستان ہے

معشوق جہان کی فکر سے فارغ ہین مے پرست
ہر خم کی خیر مغ کی سلامت دکان ہے

دو روز بتکدے کی بھی کر آئین چل کے سیر
زاہد خدا کے گھر مین بہت میہمان ہے

دلمین سوا خدا کے نہین چاہیے غیر خوف
خلوت کیواسطے بھی تو کوئی مکان ہے

چشم کحیل یار نے دم بند کر دیا
سرمے کی گرد مین مرے نالے نہان ہے

مانند مردمک اسے آنکھون مین دین جگہ
انسان جو آپ اپنی نظر سے نہان ہے

مین ہون حباب مجکو تعلّی سے کام کیا
گھر کی زمین گھر کا مرے آسمان ہے

اخفا طبیب سے ہے تپ عشق کا ضرور
تپ بھی استخوان مین شمع کی صورت نہان ہے

لازم ہے فکر دوست مناسب ہے ذکر دوست
جبتک بدن مین جان دہن مین زبان ہے

ہستی مری نشانہ سکی نیستی امیر
وہ ذکر خیر ہون کہ جو ورد زبان ہے

پوشیدہ خلق سے جو ہر حسن بتان ہے
اپنے دھوئین مین آپ یہ شعلے نہان ہے

مجھ مین ہے وہ پر مین نہ سمجھا کہان ہے
قالب مین ہو کے روح کی صورت نہان ہے

ہم غافلان دہر کو آیا ہوا نہ ہوش
تھا کون میزبان کہان میہمان ہے

ہے حسن مین بھی معنے روش کا خاصہ
دلمین عیان ہے وہ نظر سے نہان ہے

ہم نے حرم مین سجدہ در دوست پر کیا
تھے آستان یار پہ حاضر جہان ہے

انسان کو چاہیے کہ دلون مین جگہ کرے
بو ہو کے اس چمن کے گلون مین نہان ہے

غربت مین موت آئی ہے تربت بھی خام ہو
کچھ بیکسی کا بعد فنا بھی نشان ہے

کہتا ہے وہ صنم کہ رہین ہم تمہارے گھر
لیکن یہ شرط ہے کہ خدا درمیان ہے

آئی ندائے غیب کہ جب مین بیقرار
مشکل ہے اب زمین تہ آسمان ہے

تکلیف دے خضاب کی ہمکو نہ اے ہوس
کچھ روز ون پیر بھی سہی برسون جوان ہے

کیسی تڑپ ادب سے نہ کی آنکھ سامنے
کتنے درست ہوش دم امتحان ہے

شبنم ہمین خدا نے بنایا ہے تجکو مہر
تیرا جو ہو ظہور تو پھر ہم کہان ہے

راضی ہین ہمکو پھیر کے منہ ذبح کیجیے
باقی نہ کوئی حوصلۂ امتحان ہے

لاؤن بھلا کہان سے دل بے ملال مین
اے دوست حملہ تو یہ ہر غم کہان ہے

لے آہ کر مدد یہ کہان تک مخالفت
یا ہم رہین زمین پہ یا آسمان ہے

رہتا وصال ذرہ و خورشید کیا اسیر
چار آسمان آٹھ پہر درمیان ہے

گلشن مین سرو موج تپتل نشان ہے
عالم مین سربلند رہے ہم جہان ہے

یا رب حیا سے شہرۂ حسن بتان ہے
نیچی نظر سے حسن کی اونچی دکان ہے

لازم ہے اسکے رخ پہ نمود خط سیاہ
ممکن نہین کہ آگ کے نیچے دھوان ہے

حاتم کا داستانون مین ابتک سے تذکرہ
وہ کام کر کہ تا ہو رہون مین نشان ہے

نیرنگ انکی شان تجلی کی دیکھیے
اتنے ہوئے عیان کہ نظر سے نہان ہے

زیر زمین بھی آہ کی عادت ضرور ہے
قابو مین تا کلید در آسمان ہے

گلشن مین مجھسے ہے یہ تقاضائے اضطراب
کھٹکا ہو جیسے شجر مین وہ مین آشیان ہے

مجسا نشانہ ڈھونڈھتی ہے بہر تیر مار
کیون بات دن شیخ پشت خمیدہ کمان ہے

یون بیٹھے بیٹھے زیست کے دن ہوگئے تمام
کشتی مین جیسے ساکن کشتی روان ہے

آیا کبھی ہما نہ سگ یار اس طرف
برسون لحد مین ڈھیر مری استخوان ہے

اب دیکھین کیا دکھائے نشیب فراز دہر
ابتک تو جس زمین پہ ہے آسمان ہے

بیکاری زمانہ سے بیکار کب ہوے
ہم نبض دست شل کی طرح سے رواں رہے

بیڑہ ہو پار عشق ترے مین کٹی جو عمر
خنجر کی دھار پر مری کشتی رواں رہے

صیاد ادھر خلاف ادھر باغبان امیر
ہم بار خاطر قفس و آشیان رہے

لطف تب ہو کہ ادھر ہاتھ مین بوتل آئے
اسطرف جھوم کے گلزار مین بادل آئے

طالب مرگ بھی ہین منتظر یار بھی ہین
دیکھیے کون غضب ہجر مین اول آئے

سخت جانون پہ لگا ضرب سمجھکر قاتل
تیغ مین بال کمر مین نہ تری بل آئے

آنکھ جسکی کہ تری تیغ دودم پر پڑجاے
ایک دو آسکو نظر صورت احول آئے

ہجر جانان مین کہان صورت آرام نصیب
چونک اٹھون جو نظر خواب مین مخمل آئے

ہو محبت مین نہ تلخی کے سوا کچھ حاصل
ثمر اس نخل مین آئے بھی تو حنظل آئے

جوش وحشت مین کرون کیون نہ مین صحرا کو گریز
آدمی کا جو نظر شہر مین جنگل آئے

ہر قدم پہ ہون دل اہل تماشا پامال
کبک طاؤس کو تیری سی جو چل بل آئے

وقت گریہ کسی گیسوے مسلسل کی ہو یاد
موج اشک آنکھ سے کیونکر نہ مسلسل آئے

ہون وہ بیمار کہ نفرت ہو دوا سے مجھکو
درد سر ہو جو مرے سامنے صندل آئے

ہین وہ نادان جنھین دو روز کے جینے پہ ہو ناز
دیر کتنی ہے اجل آج نہین کل آئے

دود آہ دل پر سوز جو ہم نذر کرین
چشم جانان کو پسند اور نہ کاجل آئے

ہون وہ وحشی جو کرون دشت نوردی شبکو
ہر قدم غول دکھاتے مجھے مشعل آئے

ہے یقین خشک زبانین نہ رہین کانٹون کی
پانون چھالے کے لیے ہاتھ مین چھاگل آئے

لوٹ کر دل نے دکھائے اثر نالہ و آہ
ہے عجب شاخ شکستہ مین نئے پھل آئے

عشق زلف سیہ یار نے مارا ہے امیر
سایہ کرنے کو نہ کیون گور پہ بادل آئے

درد عارض ہو دوا کو تو مجھے کل آئے | پانوں گھس جائین جو سر تک سر صندل آئے
دو قدم تم جو چلو خلق مین ہل چل آئے | سیر ہو حشر کا دن وقت سے اول آئے
ہے ضعف آج اگر منہ سے نکالون آواز | جلد آئے جو مرے کان تلک کل آئے
واہ رے شوق شہادت جو قیامت آئے | لوگ محشر کو گئے ہم سوے مقتل آئے
کفر کعبے مین نہ پھیلاؤ لڑا کر آنکھین | دیکھو عارض پہ کہین بہ کے نہ کاجل آئے
ناتوانی کا یہ عالم ہے کہ نالہ جو کیا | سر کے سو ٹکڑے ہون تیوری پہ اگر بل آئے
وہ سیہ مست ہون ساقی کہ اگر پہلو مین | دل کو ڈھونڈھون تو مرے ہاتھ مین بوتل آئے
توبہ کرتی تھی کہ بوچھار ملامت کی ہوئی | خوب ہی مجھ پہ برستے ہوئے بادل آئے
سر سے اوڑھو نہ دوپٹا مجھے کھٹکا یہ ہے | بنکے گھونگھٹ کہین چہرے پہ نہ آنچل آئے
پھول دکھلائی دیے مجھکو جنون مین کانٹے | باغ بن بن کے مرے سامنے جنگل آئے

پھینک وکاشٹ کے جز شکل تمنا کی امیر
پھول کمبخت مین آئے نہ کبھی پھل آئے

مخمس غزل جناب فردوس مکان نواب محمد یوسف علیخان بہادر متخلص بہ ناظم والی مصطفے آباد عرف رامپور

کیا کیجیے وہ کہتے ہین ہر بات پر غلط | اظہار غم کیا تو کہا سر بسر غلط
یہ درد دل دروغ یہ زخم جگر غلط | مین نے کہا کہ دعوی الفت مگر غلط
کہنے لگے کہ ہان غلط اور کسقدر غلط

طوفان جوش گریۂ بے اختیار جھوٹ | آتش فشانی جگر داغدار جھوٹ
زور کمند جذب دل بیقرار جھوٹ | تاثیر آہ و زاری شبہاے تار جھوٹ
آوازۂ قبول دعاے سحر غلط

ہر روز ایک تازہ دکھاتے ہین ماجرا | ہر وقت چھوٹتے ہین شگوفہ کوئی نیا

جب آزمائیے تو نہ یہ سچ نہ وہ بجا
سوز جگر سے ہونٹھ پہ تبخالہ افترا

شور فغان سے جنبش دیوار و در غلط

ہان داستان شکوۂ بخت زبون دروغ
ہان دل کے پیچ و تاب ہے سوز جنون دروغ
ہان فرط غم سے جوشش سیلاب خون دروغ
ہان سینے سے نمایش داغ درون دروغ

ہان آنکھ سے تراوش خون جگر غلط

ہین سب بناؤ ہین ہمین فقرے نہ دیجیے
ساقی صبح ہو تو صبوحی نہ کیجیے
دو لگائیے نہ ہاتھ کو بوسے نہ لیجیے
آجائے کوئی دم مین تو کیا کچھ نہ کیجیے

عشق مجاز و چشم حقیقت نگر غلط

تسخیر یار کے لیے یہ سب فریب ہین
صاحب شکار کے لیے یہ سب فریب ہین
سمجھا مین پیار کے لیے یہ سب فریب ہین
بوس و کنار کے لیے یہ سب فریب ہین

اظہار پاکبازی و ذوق نظر غلط

بھولا سمجھ کے ہمکو جتاتے ہین گر میان
کرتے ہین مہر جب کبھی ہنستے ہین مہربان
ہم ہین سر زمین ہین وہ بالائے آسمان
لو صاحب آفتاب کہان اور ہم کہان

احمق نہین ہم اسکو نہ سمجھین اگر غلط

صاحب کہو وہ بات کہ ہو کچھ تو دلنشین
جسکا نہ سر نہ پانؤن ہو اسکا ہو کیا یقین
اس جھوٹ کی ہے بندہ نواز انتہا کہین
سینے مین اپنے جانتے ہو تم کہ دل نہین

ہم اسکو سمجھتے ہو کہ ہے انکی کمر غلط

شیطان بھی تمہارے فریبون سے مات ہے
تم دن کو دن کہو تو مین سمجھون کہ رات ہے
اظہار ذوق قتل کی ساری یہ گھات ہے
کہنا ادا کو تیغ خوشامد کی بات ہے

سینے کو اپنے آپ کے سمجھنا سپر غلط

تم لاکھ قسمین کھاؤ نہ مانونگا مین کبھی
کیا جان اپنے ہاتھ سے کھونا ہے دل لگی

ناحق نہ ہمنے دین ہمین آپ واہ جی | ہمّتی مین کیا دھری تھی کہ چپکے سے سونپ دی

جان عزیز پیشکش نامہ بر غلط

عیاریون سے بھی کوئی ہوتا ہے نیکنام | صاحب یہی ہی مگر تو بندے کا ہے سلام
یہ کون یک رہا ہی اگر ہم ہوئے تمام | پوچھو تو کوئی مرکے بھی کرتا ہی کچھ کلام

کہتے ہو جان دی ہے سر رہگذر غلط

مطلب یہ ہی کہ لوگ کہین لو وہ مرگیا | بیڑے مین عاشقون کے عجب کام کرگیا
سرپیٹین آشنا کہ وہ جی سے گذر گیا | ہم پوچھتے پھرین کہ جنازہ کدھر گیا

مرنے کی اپنے روز اوڑائی خبر غلط

اس شاعری پہ آپ کو اتنا نہ تانیئے | فقرون مین ہم نہ آئینگے گو خاک چھانیئے
کیا فرض ہی کہ جھوٹ کو بھی سچ ہی جانیئے | آیت نہین حدیث نہین جسکو مانیئے

ہے نظم و نثر اہل سخن سر بسر غلط

اس بیوفا کو عشق جتانے سے کیا ملا | الزام اٹھائے بیٹھے بٹھائے ہزار لکہ
کتنا کہا تھا امیر کر اظہار ہی برا | یہ کچھ سنا جواب مین ناظم ستم کیا

کیون یہ کہا کہ دعوے الفت مگر غلط

رباعی

گھر گھدنے کی پوچھو وہ مصیبت ہم سے | روتی ہی لپٹ لپٹ کے حسرت ہم سے
یا ہم جاتے تھے گھر سے رخصت ہو کر | یا گھر ہوتا ہے آج رخصت ہم سے

رباعی

ہر گھر مین شرابی سے الٰہی توبہ | ہر دور پہ کیسا بی سے الٰہی توبہ
مسجد سا مقام اور دور ساغر | کیسا خانہ خرابی سے الٰہی توبہ

رباعی

زاہد ہوکر جو شغل سے چھوڑ دیا
اللہ رے فساد خون بدن پھوڑ دیا
فریاد ہے مجھ شکستہ دل کی یا رب
توبہ کی ورستی نے مجھے توڑ دیا

رباعی

اورون کو تو دنیا مین قضا نے مارا
دی زیست خدا نے پھر خدا نے مارا
ہر صورت مرگ و زیست اپنی ہے جدا
اُس لب نے جلایا تھا ادا نے مارا

رباعی

گھر سے مین تو شب وہ ماہ سیما آیا
اسپر بھی مجھے ہاتھ نہ تنہا آیا
چلمن جو اٹھی ہوئی تھی آئی تھی ہوا
چھڑوا دیے پردے تو پسینا آیا

رباعی

زیبا ہے جو دم بھرتے ہین ہر دم اسکا
قتال زمانہ ہے تکلم اسکا
کیا تیغ دو دم ہے اسکی تحریک و لب
کیا نیمچہ ہے نیم تبسم اسکا

رباعی

شکل سے تجھے او گل رعنا پایا
کونین مین پھر کر ترا کوچا پایا
دنیا عقبیٰ سے عاشقی حاصل کی
صغرا کبرا سے نتیجا پایا

رباعی

آنکھون سے ہے رنگ مے پرستی پیدا
پلکون سے ہے شان پیش دستی پیدا
کچھ حاجت مے نہین کہ ہے آپ سے آپ
اُن پتلیون سے ہے سیاہ مستی پیدا

رباعی

تنتا ہون ہوا جلوہ نما عید کا چاند
ہے اُسکی جدائی تو کجا عید کا چاند
وہ ابرو ہے پر خم نظر آئے جو مجھے
البتہ یہ سمجھون کہ ہوا عید کا چاند

رباعی

عاشق کو کہان شکیب شیدا ہو کر | دل زندۂ جاوید ہے مردا ہو کر
پیوند زمین کرے جو مجھکو گردون | گرد اُسکے پھرے خاک بگولا ہو کر

رباعی

ایسا ہون مین باو خاہون گشتۂ ناز | ٹڈی سے بنے شانہ پس سوز و گداز
وہ شانہ یقین ہر ہمہ تن ہوکے زبان | دے روز دعا کہ عمر گیسو ہو دراز

رباعی

آرام کہان وحشت مین ہم لیتے ہین | تھمتے ہین ٹھہرتے ہین نہ دم لیتے ہین
وحشت ایسی رمیدگی سے ایسی | آنکھون سے ہرن آکے قدم لیتے ہین

رباعی

ٹھہرے کرم پیر خرابات سے کہ ہین | جلسے مین رندان خوش اوقات کے ہین
منت کرتے تھے مگر یہ ذکر سنتے سنتے | زاہد بھی مشتاق ملاقات کے ہین

رباعی

دنیا سے عدم کی سمت جاتے جاتے | بگڑے ہوئے کیا کام بناتے جاتے
آنا جانا تھا اپنا مانند نفس | تاخیر ذرا ہوئی نہ آتے جاتے

رباعی

کیا لطف اگر سارا زمانہ دیکھے | دیکھے تو نگاہ چشم دانا دیکھے
گر گلشن الفت مین گذر مثل نسیم | آنا دیکھے نہ کوئی جانا دیکھے

رباعی

کچھ تو ہمین گلشن سے ابھی ہاتھ لگے | کھل جائے کنول دل کا کلی ہاتھ لگے
عارض منہ دکھاؤ اک نظر دیکھ تو لو | گر پھول نہین تو پنکھڑی ہاتھ لگے

رباعی

خطِ یار نے کیا تمام خدا لکھا ہے
القاب جُدا شوق جُدا لکھا ہے
ملجائے یقین ہر مرض غم سے نجات
نامہ نہیں تعویذ شفا لکھا ہے

رباعی

مٹ جاؤنگا غم مین جان کھوتے کھوتے
اس بزم سے ہوگا کوچ ہوتے ہوتے
ہے شمع صفت اگر یہی سوزشِ دل
گھل جائیگا تن تمام روتے روتے

رباعی

پہونچے جو ترے در پہ وہ ممتاز ہوئے
رکھا جو قدم سر پہ سرافراز ہوئے
یہ کعبہ کہان اور کہان ہم مجرم
سامان یہ قسمت سے خداساز ہوئے

رباعی

ہمکو تو پسند ہے طبیعت ایسی
نکلے اُلفت کرے عداوت ایسی
کمبخت نے کیا کہا ہے منصف یہ کہین
شاعر کو کہان نصیب قسمت ایسی

رباعی

گھر سے وہ برآمد کبھی در تک نہوئے
تحفے کیے منظور نظر تک نہوئے
نامہ نہ پڑھا جواب نامہ کیسا
قاصد کی خبر سُنی خبر تک نہوئے

رباعی

آئی ہے شبِ ہجر رولانے کے لیے
مین ایک نہین سب کے مٹانے کے لیے
اشکون مین مرے ڈوب رہا ہے عالم
آنکھین ہی ڈبوتی ہین زمانے کے لیے

رباعی

کیا تیری جُدائی مین ستم دیکھتے ہین
دیکھے نہ وہ دشمن بھی جو ہم دیکھتے ہین
اس ظلم پہ اس جور پہ خاموش رہے
ایسا تو جہان مین کوئی کم دیکھتے ہین

رباعی

خواہان طرب رہی جسے ادراک نہین | آرام تہ گنبد افلاک نہین
پیمانۂ گردون مین کہان بادۂ عیش | جز دُرد تہ جام بیان خاک نہین

رباعی

غائب بہت اى جان جہان رہتے ہو | مانند نظر ہم سے نہان رہتے ہو
ہر چند کہ آنکھون مین ہو تم دلمین ہو تم | معلوم نہین پر کہ کہان رہتے ہو

رباعی

ٹھنڈے یارون سے گرمجوشی کیسی | گندم دکھلاکے جو فروشی کیسی
پھر جائینگی آنکھین جو پھری ہے نظر | صدقہ آنکھون کا چشم پوشی کیسی

رباعی

لے جان جہان یہ بیوفائی ہم سے | اغیار سے اخلاص کھائی ہم سے
بیگانہ روش بیٹھے ہو اس طرح الگ | گویا نہ کبھی تھی آشنائی ہم سے

رباعی

ظاہر مین جو آزردہ تمھین پاتا ہون | کچھ دلمین نہین دلکو یہ سمجھاتا ہون
ہوتا ہے کبھی اگلی محبت کا اثر | سچ کہدو کبھی مین تمھین یاد آتا ہون

رباعی

کہتے ہو کہ دل کوئی اٹھالے ہم سے | تم نے تو نئے رنگ نکالے ہم سے
پچھتاؤ گے آخر کو کہے دیتے ہین ہم | دنیا مین کہان جاہنے والے ہم سے

رباعی

بالفرض حیات جاودانی تم ہو | بالفرض کہ آب زندگانی تم ہو
ہم سے نہ ملو تو خاک سمجھین تمکو | لین نام نہ پیاس کا جو پانی تم ہو

قطعہ تہنیت عقد دختر و پسر نواب شرف الدولہ بہادر مع تاریخ

نواب با ہم شرف الدولہ ذی حشم	جنگی بہادری پہ ہے شمشیر تک گواہ
تشبیہ نقش پاے مبارک سے دون اگر	پھینکے فلک پہ مہر فلک فخر سے کلاہ
فیض قدم سے راہ مین گوہر بنے خذف	ذرّے ہون آفتاب پڑے جسطرف نگاہ
رونق تھی بادشاہی اختر نگر کی اور	جبتک کہ آسمان وزارت کے تھے وہ ماہ
اچھون کے اچھے ہوتے ہین سچ ہے جہان مین	یہ آسمان جاہ تو اولاد مہر و ماہ
ہین نگ بوے باغ شرف دختر و پسر	دونون دُر یگانہ دریاے عز و جاہ
دونون کی شادیان ہوئین یوانکی پائی زیب	گلشن کا رنگ جشن سے محفل پہ اشتباہ
عالم تمام خوان عنایت سے بہرہ یاب	محروم ایک فیض حضوری سے خیر خواہ
لیکن رہا سرور سے ہمدوش رات بھر	مشہور ہے جا نین کہ دل سے ہے دلکو راہ
دل سے تمام شب رہین باتین سرور کی	اشعار کچھ زبان پر آئے دم پگاہ
وہان دھوم عقد کی ہوئی یان فکر سلک نظم	دی عیش نے صدا کہ مبارک کرے الہ
پایا ہے اس چراغ سے اس شمع نے فروغ	اس شمع سے چراغ کی روشن ہوئی نگاہ
گل کو قریب نرگس شہلا کے لے گئے	نرگس کو لائی گل کے قرین باد صبح گاہ

تاریخ خانہ دو زبان سے لکھی امیر
یہ مہ قرین زہرہ وہ زہرہ قرین ماہ

ایضاً

اے خوشا نواب والا مرتبت	جنکے رخ سے مقتبس ہر بار چاند
انکے دخت و طفل دونون ارجمند	ایک سورج ایک بے تکرار چاند

عقد دونون کے ہوئے دل نے کہا
آئے ہین گھر مین شرف کے چار چاند

قطعۂ تاریخ طبع صحیفۂ اخبار

مخزن الاخبار کو پایا جو مالا مال حسن
لوٹنے کو دُرِ غلطان کو بیانہ مل گیا

لوح پیشانی سے صفحہ ہو گیا عرش آستان
مشتری کو بہر سجدہ آستانہ مل گیا

دانت شرما کر نکل آئے صدف کے بحر مین
صبح کو زلف پریشانی کا شانہ مل گیا

کیا صفا ہی جتنے نقطے تھے وہ موتی بنگئے
ہنس کو معصوم کا ایک ایک دانہ مل گیا

محو مدحت اُڑ کے جا بیٹھا نہال فکر پر
مرغ زرین قلم کو آشیانہ مل گیا

بندش صاف آئینہ ہی خود نمائی کے لیے
شاہد مضمون کو شوخی کا بہانہ مل گیا

سال سے ہے اوج نجم مشتری روشن امیر
جسکو پرچہ مل گیا سمجھا خزانہ مل گیا

ایضاً

مولوی ہادی علی والا گہر عالی نژاد
ہے سرشت پاک آب کوثر و تسنیم سے

موجد انداز تحریر طلسم لکھنؤ
اور وصف اُنکے ہین باہر خطۂ ترقیم سے

نظم اک غنچہ ہی اُنکی بوستان طبع کا
نثر اک گل ہے بہار روضۂ تعلیم سے

اب کئے ہین مخزن اخبار مین گوہر فشان
ہو گئے مفلس ملا راس پرچہ کی تقسیم سے

یہ کہے ہے تاریخ کا سائل اگر کوئی امیر
کہہ بھرا ہی ایک پرچہ گنج ہفت اقلیم سے

ایضاً

فکر تاریخ نمودم چو برائے مخزن
گفت در گوش دلم ہاتفے از غیب سخن

چار برگیر بتعداد حروف از مخزن
نصف یکبار بیفزا دو دوبارش کم کن

قطعہ تاریخ وفات مادر جناب منشی کرم احمد صاحب خیر آبادی

چو آم منشی دیوان اکرم
کرم احمد جو مقبول خدا باد

سفر اندر صفر فرمود زین دہر
بچشم حور خاکش توتیا باد

جہان از رحلتش ویران شد و خلد — ببین بقدم او گشت آباد

امیر این مصرع تاریخ بنوشت
بزیر دامن خیرۃ النسا باد

قطعہ تاریخ طبع دیوان جناب معلی القاب نواب محمد یوسف علیخان بہادر والی مصطفے آباد عرف رامپور

مبارک ہوا اے شاعران سخندان — چھپا خسرو ملک معنی کا دیوان
فصاحت بلاغت نزاکت لطافت — معانی پہ صدقے مضامین پہ قربان
امیر اسکی تاریخ کہنے کے خاطر — ہوا فکر مین جب کہ سر در گریبان

ندا غیب سے آکے کانون مین آئی
کہ افکار نواب یوسف علیخان

قطعہ تاریخ مثنوی مرزا حاتم علی بیگ صاحب مہر حسب فرمایش جناب میر محسن علی صاحب لکھنوی

لکھی جناب مہر نے کیا خوب مثنوی — ایسی نہو ہمیشہ اگر خاک چھاپیے
تاریخ مین امیر تکلف سے کیا ضرور — راز و نیاز عاشق و معشوق جانیے

قطعہ تاریخ وفات جناب شیخ وحید الزمان صاحب

اتوار کی شب رجب کی سترھوین ہے — کی شیخ وحید عصر نے آج قضا
تاریخ کی فکر کی جو مین نے تو امیر — رضوان نے کہا کہ داخل خلد ہوا

قطعہ تاریخ تہنیت سواری حضور پرنور جناب نواب محمد یوسف علیخان بہادر دام اقبالہ

شکر ہے نواب کو صحت ہوئی — پھر سے خالق نے دکھلائی بہار
دیکھکر اسکی سواری کا تزک — چشم نرگس بن کے شرمائی بہار

آمد آمد جب سواری کی ہوئی — دھوم اُٹھی آئی بہار آئی بہار
رنگ یہ اُسکی سواری کا جما — ابر رحمت کی طرح چھائی بہار
کرتی ہے پاء بہاری کے حضور — ہر قدم پر جبہہ فرسائی بہار
اشرفی کے پھول اپنی جیب مین — بھر کے بیلنے کے لیے لائی بہار

یہ بہ بیہ ہو گئی تاریخ امیر
شہر کیون گلشن نہو آئی بہار

تہنیت جشن صحت بندگان والا مقام جناب نواب محمد یوسف علیخان بہادر بادائے تہنیت عید صیام

مژدہ اے طالبانِ شاہد عیش — کہ ہوئی صبح عید شام امید
عید کا چاند چرخ پر نکلا — کھل گئی قفل آرزو کی کلید
دور دور قران سعد آیا — ہین ہم آغوش مشتری ناہید
یوسفِ عہد کو ہوئی جو شفا — مرتبے مین ہوئی دوبالا عید
دونون ہمرنگ کی اُسے کیسے — جشن صحت اِدھر اُدھر ہے عید
عید سی عید ہے خوشی سی خوشی — ہے عجب ساعت سعید و حمید
اصل مقصود جشن صحت ہے — عید ماہ صیام ہے تمہید
دھوم ہے ہر طرف مبارک ہو — وصل مین وصل اور دید مین دید
ہمہ تن چشم و گوش ہے عالم — کہ یہ عالم نہ دید ہے نہ شنید
دیکھکر بخشش و نوال حضور — چرخ پر کاسہ بن گیا خورشید
جوڑے مژدہ و شوق نے وہ پائے — اطلس چرخ جنکے آگے مزید
فکر تاریخ کی جو مین نے امیر — کیا ہی روح القدس نے کی تائید

ہوئی تاریخ جشن و عید بہم

جشن مین جشن اور عید مین عید

قطعہ تاریخ جشن صحت

شرف دان مہر کو ہی یان عروج ماہ و دولت ہے	عجب صحبت عجب جلسہ عجب شادی کی ساعت ہے
کہے سال ہمایون ہاتھ آتا ہی امیر ایسا	مینا عید کا نوروز کا دن روز صحت ہے

قطعہ تاریخ وفات فردوس مکان جناب نواب محمد یوسف علیخان بہادر انار اللہ برہانہ

در فراق ناظم معجز بیان یوسف لقا	جوش زد سیلاب خون از دیدۂ گریان من
تاب دل رفت و دل از دست و دست از کار رفت	رفتن او جملہ برہم زد سر و سامان من
تیرہ شد چون شام ماتم در نظر این خاکدان	چاک شد مانند دامان سحر دامان من
شکر نعمتہاے او ایمان خود دانستہ ام	ذکر او تا بودہ ام بودست حرز جان من
بسکہ از شور فغانم محشری برپا شدہ است	بیشود شور قیامت ہر نفس قربان من
گریہ ام در ماتمش رنگ فراوانی گرفت	می چکد طوفان نوح از گوشۂ دامان من

بہر سال آن عزیز مصر دلہا گفت امیر
مسند آراے جنان شد یوسف دوران من

قطعہ تاریخ تہنیت جلوس میمنت مانوس جناب معلی القاب نواب محمد کلب علیخان بہادر والی ملک مصطفےٰ آباد عرف رامپور

آفتاب سپہر حشمت سنے	تخت پہ جب جلوس فرمایا
فرط بالیدگی سے وقت جلوس	پایۂ عرش تخت سنے پایا
عرشیون سنے کہا مبارک ہو	فرشیون کے سرون پہ یہ سایا
سایہ اُس سایہ الٰہی کا	ابر رحمت کی طرح سے چھایا
تخت دولت پہ ماہ دولت سنے	مہر ہو کر جلوس فرمایا

مہر کا رنگ ہو گیا پھیکا — ماہ کامل فلک پہ شرمایا
نذر کو آسمان و راختر — طبق ماہتاب مین لایا
نور سے طور ہو گئی کوٹھی — پرتو حسن نے یہ چمکایا
کیون نہ خوش ہون محمدی مشرب — عہد خلق محمدی آیا
اس سلیمان نے خلق سے اپنے — خاتم دل پہ نقش بٹھلایا
جی اُٹھا جس سے چار باتین کین — رنگ اعجاز تازہ دکھلایا
چھک گئے مے کشان بزم سوال — جام جود و کرم جو چھلکایا
نئے سر سے جوان ہوا اقبال — نخل دولت مراد بر لایا
ہے یہ سرتاج تاجدارون کا — اے امیر اللہ کا رہے سایا

واقعی ہے امیرؔ سال جلوس
دور دور فلاح خلق آیا

ایضاً

خلق کی تقدیر چمکی وہ ہوے مسند نشین — نور فیض کبریائی سے جو مالامال ہین
ڈھل گئی ہر نور کے سانچے مین تاریخ اے امیر — آفتاب آسمان دولت و اقبال ہین

قطعہ تاریخ وفات جناب شیخ محمد وحید الزمان صاحب سفیر دارالریاست ملک رامپور

آن گرامی گوہر قدسی نفس — رحلت از دنیائے فانی چون نمود
گفت امیر سخت جان سال رحیل — صاحب ایمان سراپا خیر بود ۱۲۸۹ھ

ایضاً

اللہ نے جو وصف عطا انکو کیے تھے — وہ آنہین سکتے ہین قیاس بشری مین
رحلت کی امیرؔ آنکی کہی مین نے یہ تاریخ — باللہ ملک تھے وہ لباس بشری مین

ترجیع بند

قاصد خوش خبر رحمت غفار آمد | بخت بیدار شد و دولت بیدار آمد
قطرہ زن آمد و با دست گہر بار آمد | ہمچو سیلاب بہاران سوے گلزار آمد

تند و پر شور و سیہ مست ز کہسار آمد
میکشان مژدہ کہ ابر آمد و بسیار آمد

ہر روش اور ہی سامان نظر آتے ہین | جان تازہ گل و نسرین و سمن پاتے ہین
جھومتے ہین جو شجر سرو ہوا کھاتے ہین | رقص کرتے ہین تو طاؤس یہ چلاتے ہین

تند و پر شور و سیہ مست ز کہسار آمد
میکشان مژدہ کہ ابر آمد و بسیار آمد

گلستان مین نئی ترکیب جو مجلس کی ہوئی | پھر ہوا سرو چلی وجہ یہی آسکی ہوئی
تازہ امید گل و لالہ و نرگس کی ہوئی | نہین معلوم یہ مقبول دعا کسکی ہوئی

تند و پر شور و سیہ مست ز کہسار آمد
میکشان مژدہ کہ ابر آمد و بسیار آمد

لو تماشاے گل و سنبل و سوسن کو چلو | دیکھنے شاہد مقصود کے جوبن کو چلو
سیر کا وقت ہو گردان سے کے دامن کو چلو | بیٹھنا گھر مین بنا سب نہین گلشن کو چلو

تند و پر شور و سیہ مست ز کہسار آمد
میکشان مژدہ کہ ابر آمد و بسیار آمد

کرتے ہین مرغ چمن شور گھٹا چھائی ہے | ہر روش ناچتے ہین مور گھٹا چھائی ہے
لطف برسات کا ہر زور گھٹا چھائی ہے | صحن گلزار مین گھنگھور گھٹا چھائی ہے

تند و پر شور و سیہ مست ز کہسار آمد
میکشان مژدہ کہ ابر آمد و بسیار آمد

زینتین مے کی دکانون کی خداداد ہوئین
خاطرین قید غم دہر سے آزاد ہوئین
اُڑ چلین توبلین ایسی کہ پریزاد ہوئین
بھٹیان بادہ فروشون کی پھر آباد ہوئین

تند و پر شور و سیہ مست ز کہسار آمد
میکشان مژدہ کہ ابر آمد و بسیار آمد

تہنیت رعد نے چلّا کے سنائی کیسی
شکل امید مقدر نے دکھائی کیسی
لمن مین لمن کوندے کی بجلی نے سنائی کیسی
تھی تمنّا جو تمھین آج بر آئی کیسی

تند و پر شور و سیہ مست ز کہسار آمد
میکشان مژدہ کہ ابر آمد و بسیار آمد

تن اس طرح کا جیسے کسی محبوب کی خو
وہ سیاہی کہ پریشان ہو جس سے گیسو
شور ایسا کہ نہین صور سے کمتر سر مو
کثرت ایسی کہ فلک کا بھی دبا ہے پہلو

تند و پر شور و سیہ مست ز کہسار آمد
میکشان مژدہ کہ ابر آمد و بسیار آمد

چاہیے دور مے ناب ہو پیمانہ چلے
مقدرت ہو کہ نہو کام چلے یا نہ چلے
خانقہ مین ہو جو زاہد سوے میخانہ چلے
زور جبتک کہ چلے بادۂ مستانہ چلے

تند و پر شور و سیہ مست ز کہسار آمد
میکشان مژدہ کہ ابر آمد و بسیار آمد

طرفہ اس ابر کی ہے زیر فلک جلوہ گری
زاہد خشک بھی دیکھینگے تماشاے تری
ہم سمجھتے ہین کہ پر کھول کے آئی ہے پری
کشت امید ہوئی بادہ پرستون کی ہری

تند و پر شور و سیہ مست ز کہسار آمد
میکشان مژدہ کہ ابر آمد و بسیار آمد

خشک سالی کے سبب قحط پڑا تھا گھر گھر
صورت عیش نہ آتی تھی زمانہ کو نظر

فضل خالق نے کیا کھل گئے اُمید کے در — کہدو ہرکاروں سے میخواروں کو کردیں یہ خبر

تندو پرشور و سیہ مست ز کہسار آمد
میکشان مژدہ کہ ابر آمد و بسیار آمد

رخ جو ہین زرد وہ گلنار نظر آئین گے — جتنے زہاد ہین میخوار نظر آئین گے
لالہ رو صاحب آزار نظر آئین گے — زعفران زار چمن زار نظر آئین گے

تندو پرشور و سیہ مست ز کہسار آمد
میکشان مژدہ کہ ابر آمد و بسیار آمد

اب نہ پوچھیکہ احوال بیان کا کیا ہے — کرسکے شکر یہ مقدور زبان کا کیا ہے
آگے کیا رنگ تھا اب تک جہان کا کیا ہے — یہ تصرف جو نہین پیر مغان کا کیا ہے

تندو پرشور و سیہ مست ز کہسار آمد
میکشان مژدہ کہ ابر آمد و بسیار آمد

جتنے میکش ہین امیر انکو سنائے یہ پیام — دین دعا کلب علی خان بہادر کو تمام
کہ انھین کے لیے یہ عیش کے سامان ہین بہم — فیض سے انکے سناتا ہے یہ حکم لب جام

تندو پرشور و سیہ مست ز کہسار آمد
میکشان مژدہ کہ ابر آمد و بسیار آمد

ترکیب بند در تہنیت عید الفطر

جب تلک کہ روز عید مسرت فزا رہے — جب تک کہ کعبہ قبلۂ اہل صفا رہے
جب تلک کہ قبلہ مرجع خلق خدا رہے — مسجود جب تلک حرم کبریا رہے

قربان ہو تجھ پہ عید سعادت فدا رہے
بالائے فرق سایۂ بال ہما رہے

جب تلک کہ جرم شمس و قمر مین ضیا رہے — جب تک فروغ زہرہ و نور سہا رہے

جبتک جہان مین چار عناصر کی جا رہے
جبتک کہ خاک و آتش و آب و ہوا رہے

ہیکل زمین سپہر ترے زیر پا رہے
سر پر مدام سایۂ دست خدا رہے

مسجود اہل شرع ہو جبتک خدا کا گھر
جبتک کہ شگفتہ رہین محراب مین بشر
جبتک نمازیون کے جھکین سجدون مین سر
جبتک وظیفہ خوان رہین زاہد ہر سحر

یارب صف انام کا تو پیشوا رہے
آفاق مقتدی ہے تو مقتدا رہے

جبتک کہ باغ دہر مین پھولین پھلین شجر
غنچے کھلین نسیم سے جبتک کہ ہر سحر
جبتک دماغ و چشم کو دین رنگ و بو ثمر
شبنم ہو گوش گل کے لیے جبتلک گہر

خندان گل مراد ہو فضل خدا سے ہے
نخل مراد مین ثمر مدعا رہے

جبتک کہ ابر تر سے چمن فیضیاب ہو
جبتک صدف مین گوہر با آب و تاب ہو
جبتک کہ ماہ آئینۂ آفتاب ہو
جبتک کہ سنگ معدن لعل خوش آب ہو

ہر وقت دُر فشان کف جود و سخا رہے
اس ابر سے جہان چمن دلکشا رہے

آباد جبتلک ہو جہان مین جہان علم
جبتک کہ مدرسون مین ہو جوش جویان علم
جبتک کوئی زمین ہو کوئی آسمان علم
جبتک کہ بحث علم کرین طالبان علم

جان بخش سامعین سخن جانفزا رہے
طرز کلام عیسی اعجاز نما رہے

جبتک کہ فوج نجم پہ ہے تیغ مہر تیز
اضداد اربعہ مین رہے جبتلک ستیز
جبتک کرے بہار سے فصل خزان گریز
جبتک دلون کو آب کرے خوف رستخیز

فرق عدو زیر سم باد پا رہے
شمشیر تیرے عدل کی کشور کشا رہے

جبتک جہان مین گردش لیل و نہار رہے
جبتک کہ گرم معرکہ گیر و دار رہے

شب جبتلک کبھی کبھی دن آشکار رہے
کچھ جبر جبتلک کہ ہر کچھ اختیار رہے

دولت تری زیادہ ہو حشمت سوا رہے
اقبال حاضر ور دولت سمار رہے

جبتک کہ عشق گل سے ہر بلبل کے دلمین داغ
پروانہ جبتلک کہ رہے عاشق چراغ

جبتک ہے فاختہ کو تمنائے سرو باغ
آشفتہ عشق مہ سے ہو تا کبک کا دماغ

عارض پہ جان جن و بشر کی فدا رہے
دل دو جہان کا بستۂ زلف دوتا رہے

جبتک دہن کو میم عدم نکتہ دان کہین
جبتک نگاہ یار کو شاعر شان کہین

جبتک کہ چاند چہری کو روشن بیان کہین
ابرو کو اور مژہ کو خدنگ و کمان کہین

شل کمان نہ جو تیرے آگے جھکا رہے
اسکا جگر نشانۂ تیر قضا رہے

جبتک صدف مین قطرۂ نیسان گہر بنے
جبتک ہرن کی ناف مین خون مشک تر بنے

تا آہن آبیاری پارس سے زر بنے
جبتک کہ شیشہ سنگ سے گل سے ثمر بنے

بوے گل طرب سے دماغ آشنا رہے
شیشہ شراب عیش سے دل کا بھرا رہے

جبتک کہ بوستان مین ہر گل مین رنگ و بو
جبتک صبا جہان مین پھرتی ہر چار سو

جبتک کہ صحن باغ مین جاری ہے آب جو
جبتک کہ گل ہے جام ہر اک غنچہ ہے سبو

صحت نصیب باغ جوانی ہرا رہے

اس بوستان کی معتدل آب و ہوا رہے

ایسا جہان میں حکم کا سکّہ بٹھا دیا ۔ نوشیروان کا عدل دوبارہ دکھا دیا
اس درجہ گنج گوہر و سیم و طلا دیا ۔ نام جم و سکندر و دارا مٹا دیا

خورشید تو وہ سب ترے آگے سہا رہے
نام اوروں کے نام سے ہے بھی تو کیا رہے

یارب ہمیشہ دولت و حشمت زیادہ ہو ۔ فرحت رہے مدام مسرت زیادہ ہو
ہر روز زور بازوے قدرت زیادہ ہو ۔ عالم ہو زیر حکم حکومت زیادہ ہو

حاصل ہر اک مراد ہو حامی خدا رہے
ظل رسول سایۂ مشکلکشا رہے

جبتک کہ ہاتھ پانون کو قوت نصیب ہے ۔ جبتک دل و دماغ کو طاقت نصیب ہے
کانون کو جبتلک کہ سماعت نصیب ہے ۔ آنکھون کو جبتلک کہ بصارت نصیب ہے
جان و دل امیر تجھی پر فدا رہے ۔ اسکو کسی سے کام نہ تیرے سوا رہے

تاریخ طبع سابق از سید فضل رسول خان مرحوم تعلقہ دار سندیلہ تلمیذ حضرت امیر مغفور لکھنوی

کہان ہین مومن و غالب کہان ہین ذوق و نصیر ۔ کہان ہین ناسخ و آتش کہان ہین رند و وزیر
چھپا ہی مطبع مین دیوان امیر احمد کا ۔ کہین زمانے مین جسکا نہین شبیہ و نظیر
کرین مطالعہ اسکا بدیدۂ انصاف ۔ کھنچے کسی سے مضامین کی ایسی کب تصویر
جو و اسطی کو ہوئی فکر از پے تاریخ ۔ کہا زبان قلم نے طفیل فیض امیر

خاتمۃ الطبع

للہ الحمد و المنۃ کہ دیوان فصاحت بنیان بلاغت توامان من تصنیف منیف افصح الفصحا امیر الشعرا استاذ الاساتذہ مقتدانا مولینا حضرت مفتی منشی امیر احمد صاحب امیر مینائی لکھنوی رحمۃ اللہ القدیر مطبع منشی نولکشور واقع کانپور مین بسرپرستی و علو ہمتی معلی القاب عالیجناب منشی پراگ نراین صاحب بھارگو مالک مطبع دام اقبالہ بماہ مئی سنہ ۱۹۰۶ع بار پنجم طبع ہوا

تاریخات طبع دیوان ہذا

من نتیجہ افکار گہربار عدیم المثال مورخ کامل منشی بھگوان دیال صاحب عاقل ایجنٹ مطبع

ہجری

بود دیوان امیر از فضل خالق ‌ ‌ ‌ اشاعت یافت با صد زین و زیبے
پے تاریخ ہجری کلک عاقل ‌ ‌ ‌ منقش کرد - نظم دلفریبے
۱۳۲۶ھ

فصلی

مسرت بخش دیوان امیر ست ‌ ‌ ‌ بود ہر شعر او تفریح خاطر
ز فرط ذوق عاقل سال فصلی ‌ ‌ ‌ رقم کردم - چہ این نظم نادر
۱۳۱۵ف

عیسوی

چہ اعلیٰ طبع شد این مرآة الغیب ‌ ‌ ‌ کہ شد از طالبانش ازو حامی
بتاریخ مسیحی گفت عاقل ‌ ‌ ‌ طرب آگین چہا خوشتر کلامی
۱۹۰۸ع

سمبت

امیر شاعر خوش فکر بود نام خدا ‌ ‌ ‌ خطی ز دیدن دیوان او دست بس حاصل
بپیش اہل سخن بہر سال سمبت او ‌ ‌ ‌ بگو - چہ دلکش و خوشتر کلام - ایں حاصل
سمبت ۱۹۶۵

از عذب البیان مولنا محمد حامد علی خان حامد شاہ آبادی تاریخ طبع ہذا

چھپا فضل خدا سے یہ دیوان ‌ ‌ ‌ کہ جسکی متن میں فخر بات ہے
جو تھا اور بلاغت کا ہو کیا ذکر ‌ ‌ ‌ کہ ہر اک لفظ دیوان کا عیاں ہے
ہوا مطبوع یہ مطبع میں اوسکے ‌ ‌ ‌ کہ جسکا فیض عالم میں عیاں ہے
غرض چھپکر مکمل یہ ہوا جب ‌ ‌ ‌ کہ جو خانہ بہشت آئین آں ہے
کہا ہاتف نے از لطف و عنایت ‌ ‌ ‌ تردد اور تفکر رائگاں ہے

یہ تصنیف امیر نامور ہے ‌ ‌ ‌ جو سرخیل گروہ شاعراں ہے
جو مضمون عالی بندشیں ہیں ‌ ‌ ‌ ابھی یکتا وہ جو نکتہ دان ہے
جو ہفت اقلیم میں ہر نام آور ‌ ‌ ‌ جو فخر خطۂ ہندوستان ہے
ہوئی تب فکر سال طبع مجھکو ‌ ‌ ‌ کہ مطبوع طبع شاعران ہے
ندا دی غیب نے حامد سال تاریخ ‌ ‌ ‌ یہ گلدستہ بھی مرغوب جہاں ہے
۱۳۲۶ھ